بسم الله الرحمن الرحيم

قال رسول الله ﷺ:

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْراً يُّفَقِّهْهُ فِيْ الدِّيْنِ.

(صحيح البخاري ١/١٦ رقم: ٧١، صحيح مسلم ١/٣٣٣ رقم: ١٠٣٧)

کتابُ النوازل

منتخب فتاویٰ: مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصورپوری

نائب مفتی واستاذ حدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

(جلدِ تاسع)

کتاب الطلاق

ترتیب وتحقیق:

(مفتی) محمد ابراہیم قاسمی غازی آبادی

ناشر

المركز العلمي للنشر والتحقيق

لال باغ مرادآباد

○ نام کتاب : کتاب النوازل (جلدِ تاسع)

○ منتخب فتاویٰ : مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصور پوری

○ ترتیب وتحقیق : مفتی محمد ابراہیم قاسمی غازی آبادی

○ کمپیوٹر کتابت : محمد اسجد قاسمی مظفرنگری

○ ناشر : **المرکز العلمی للنشر والتحقیق، لال باغ مرادآباد**

09412635154 - 09058602750

○ تقسیم کار : فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمٹیڈ دریا گنج دہلی

011-23289786 - 23289159

○ اشاعتِ اول : شوال المکرّم ۱۴۳۶ھ مطابق اگست ۲۰۱۵ء

○ صفحات : ۶۰۸

○ قیمت : ۴۰۰/روپئے

ملنے کے پتے:

○ مرکز نشر وتحقیق لال باغ مرادآباد **09058602750**

○ مکتبہ صدیق اینڈ کلاتھ ہاؤس لال باغ مرادآباد **09997747293**

○ کتب خانہ یحیوی محلّہ مفتی سہارن پور

○ کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسائل کی پوچھ تاچھ

قَالَ اللّٰهُ تبَارَکَ وَتَعَالیٰ:

فَسْئَلُوْٓا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○

[الأنبيآء: ٧]

ترجمہ: پس پوچھ لو جانکار لوگوں سے اگر تم نہ جانتے ہو۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

إِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّوَالُ.

(سنن أبي داؤد ٤٩/١ رقم: ٣٣٦، سنن ابن ماجة ٤٣/١ قم: ٥٧٢)

ترجمہ: عاجز (ناواقف) شخص کے لئے اطمینانِ قلب کا ذریعہ (معتبر اور جانکار لوگوں سے مسئلہ کے بارے میں) سوال کر لینا ہے۔

اِجمالی فہرست

کتاب الطلاق

□❖□

تفصیلی فہرست

کتاب الطلاق

طلاق کے مسائل

۲۸

طلاق کے بعد سامان اور جہیز کی واپسی کے اَحکام ۱۰۵

طلاق کا وقوع و عدمِ وقوع

جبر و اِکراہ کی طلاق کے اَحکام ۲۰۵

حالتِ نشہ کی طلاق کے اَحکام

پاگل اور مجنون کی طلاق کا حکم ۲۴۱

طلاقِ صریح یا حکماً صریح ۲۵۱

تین طلاق کے اَحکام

حلالہ شرعیہ سے متعلق مسائل

طلاقِ کنائی

تحریری طلاق

طلاق کی گواہی

تعلیقِ طلاق سے متعلق مسائل ۵۳۷

رجعت کے مسائل ۵۹۸

کتاب الطلاق

طلاق کے مسائل

طلاق بدرجہ مجبوری مشروع ہوتی ہے

سوال (۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کی شادی کو۲۲ یا۲۴/ سال کا عرصہ ہو چکا ہے، اور دونوں کے درمیان آج تک کسی بھی بات پر اختلاف رائے نہیں ہوا، زید کے آٹھ نو بچے ہیں، زن وشوہر ہنسی خوشی زندگی گذارتے رہے، زید کا ایک لڑکا بکر بالغ ہے، اور زید لڑکے کی شادی اس کی مرضی کے خلاف کرنا چاہتا ہے، جب کہ زید کی بیوی اپنے لڑکے بکر کی مرضی کے خلاف بکر کی شادی کرنا نہیں چاہتی، اور زید کہتا ہے کہ اگر بکر نے شادی سے انکار کیا تو میں تجھے طلاق دے دوں گا، یہ اقدام طلاق زید کے لئے جائز ہوگا یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق بدرجۂ مجبوری مشروع ہے، صورتِ مسئولہ میں بلا کسی وجہ شرعی کے شوہر کا طلاق کا ارادہ کرنا صحیح نہیں ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاللّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِیْ الْمَضَاجِعِ﴾ [النساء، جزء آیت: ٣٤]

عن ابن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أبغض الحلال إلى الله عزوجل الطلاق. (سنن أبي داؤد ٣٠٣/١، المستدرك للحاكم ٢١٨/٢ رقم: ٢٨٠٩، السنن الكبرىٰ ٣١٦/٧)

وأما الطلاق فإن الأصل فيه الحظر بمعنىٰ أنه محظور إلا لعارض يبيحه،

فحيث تجرد عن الحاجة المبيحة له شرعاً يبقى على أهله من الحظر. (شامي ۲۲۸/۳ کراچی)

وأما وصفه فهو أنه محظور نظراً إلى الأصل، ومباح نظراً إلى الحاجة.

(الفتاوىٰ الهندية / كتاب الطلاق ۳۴۸/۱ زكريا، وكذا في الرد المحتار / كتاب الطلاق ۲۲۸/۳ كراچي) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۳/۲/۳ھ

طلاق ''اَبغض المباحات'' ہے

سوال (۲):- کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلۂ ذیل کے بارے میں کہ: میری بیوی بے حد بداخلاق ہے، ہروقت غصہ سے پیش آتی ہے، ان حالات میں کیا میں اس کو طلاق دے سکتا ہوں؟ یا اس سے کنارہ کشی اختیار کر کے تنہا رہوں؟ کیا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ نیز ایسا شخص پہلی بیوی کو طلاق دئے بغیر کسی دوسری عورت سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اصل میں تو شوہر کو طلاق دینے کا شرعی اختیار حاصل ہے؛ لیکن چوں کہ طلاق ابغض المباحات (حلال باتوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ بات) ہے اس لئے حتی الامکان طلاق دینے سے احتراز کرنا چاہئے؛ لہٰذا صورتِ مسئولہ میں طلاق دینے سے بہتر یہ ہے کہ بیوی کی ایذاء رسانی کی وجہ سے ترکِ معاشرت (بلا طلاق تنہا رہنا) اختیار کیا جائے، اس سے شوہر پر کوئی گناہ نہ ہوگا، نیز شوہر کے لئے دوسری عورت سے نکاح کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاللّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ﴾ [النساء، جزء آیت: ۳۴]

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم:

استوصوا بالنساء خيرا، فإنهن خلقن من ضلع، وإن أعوج شيء في الضلع أعلاه، فإن ذهبت تقيمه كسرته، وإن تركته لم يزل أعوج، فاستوصوا بالنساء خيرًا.

(صحيح البخاري ۷۷۹/۲، صحيح مسلم ٤٧٥/١، مشكاة المصابيح ٢٨٠)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يفرك مؤمن مؤمنة إن كره منها خلقاً رضي منها آخر. (صحيح مسلم ٤٧٥/١، مشكاة المصابيح ٢٨٠)

عن ابن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أبغض الحلال إلى الله عزوجل الطلاق. (سنن أبي داؤد ۳۰۳/۱، المستدرك للحاكم ۲۱۸/۲ رقم: ۲۸۰۹، السنن الكبرىٰ ۳۱٦/۷)

وأما الطلاق فإن الأصل فيه الحظر بمعنىٰ أنه محظور إلا لعارض يبيحه، فحيث تجرد عن الحاجة المبيحة له شرعاً يبقى على أهله من الحظر. (شامي ۲۲۸/۳ کراچی)

وأما وصفه فهو أنه محظور نظراً إلى الأصل، ومباح نظراً إلى الحاجة.

(الفتاویٰ الهندية / كتاب الطلاق ٣٤٨/١ زكريا، وكذا في الرد المحتار / كتاب الطلاق ٢٢٨/٣ كراچي)

وقال اللّٰه تعالىٰ: ﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبَاعَ﴾ [النساء، جزء آیت: ۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۰/۱۲/۴ھ

طلاق دینے کا حق کس کو ہے؟

سوال (۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر میری بیوی خود سے طلاق لینے پر مصر ہو، تو طلاق کی کیا صورت ہو گی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق دینے کا حق شوہر کو ہے، اگر چاہے تو مطلقاً طلاق دیدے، اور چاہے تو خلع کرے، یعنی مہر کی معافی کی شرط پر طلاق دے۔

ولا بأس به عند الحاجة للشقاق بعدم الوفاق الخ، وفيه: وكره تحريمًا أخذ شيء ويلحق به الإبراء عمالها عليه إن نشز وإن نشزت لا. (الدر المختار مع الشامي ٤٤٤/٣ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۱/۸/۳ھ

بلاوجہ طلاق کا مطالبہ؟

سوال (۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید اپنی بیوی کی نافرمانی سہہ سہہ کر تنگ آچکا ہے۔ زید جس جائز کام یا بات کو اپنی بیوی سے کہتا ہے وہ اس کے برعکس کرتی ہے، مثلاً زید جن لوگوں سے اپنے بچوں کے رشتوں کو پسند نہیں کرتا، زید کی مرضی کے خلاف وہاں رشتہ کرتی ہے۔ زید کے منع کرنے پر اپنے بچوں سے کہلواتی ہے کہ زید اسے طلاق دیدے، یہاں تک کہ زید کی بیوی اپنی موجودگی میں اپنے سامنے زید کے بچوں سے زید کو برا بھلا اول فول اور برے الفاظ کہلواتی ہے، جب کہ زید ہی ابھی تک اپنی بیوی کے بچوں کو محنت کرکے اپنے کاروبار سے اُن کی پرورش کرتا ہے۔ اور تمام اخراجات جیسا کہ اُن کی تعلیم و پرورش خود ہی کرتا ہے، اتنا سب کرنے پر زید کی بیوی اور بچے مسلسل زید کی نافرمانی اور خلاف ورزیاں کرتے ہیں، اب زید اِن سب باتوں سے تنگ آچکا ہے اور قرآن وحدیث کی روشنی میں اس مسئلہ کا حل چاہتا ہے۔ اگر زید اپنی بیوی کو اِن سب باتوں سے تنگ آکر طلاق دیتا ہے، تو کیا مہر دے کر اُس کو اپنے گھر سے الگ کرسکتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدیث شریف میں آیا ہے جو عورت بلاوجہ شرعی طلاق کا

مطالبہ کرے، اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے، اور چوں کہ عورت نافرمان ہے شوہر کی بات نہیں مانتی ہے، اور شوہر ادائے مہر پر قادر ہے، تو اس کے لئے بیوی کو طلاق دے چھٹکارا حاصل کرنے کی گنجائش ہے۔

عن ثوبان رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: أيما امرأة سألت زوجها طلاقاً في غير ما بأس فحرام عليها رائحة الجنة. (سنن أبي داؤد ۳۰۳/۱ رقم: ۲۲۲٦، سنن الترمذي رقم: ۱۱۸۷، مسند أحمد ۲۷۷/۵، مشكاة المصابيح ۲۸۳ رقم: ۳۲۷۹، المستدرك للحاكم ۲۱۸/۲ رقم: ۲۸۰۹، السنن الكبرىٰ للبيهقي ۳۱٦/۷)

أما سببه فالحاجة إلى الخلاص عند تباين الأخلاق وعروض البغضاء الموجبة عدم أقامة حدود اللّٰه. (فتح القدير ۴۳/۳ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۵/٦/۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاق کا مطالبہ کرنے والی عورت پر جنت کی خوشبو حرام ہے

سوال (۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہندہ اپنے شوہر کے گھر سوا ماہ کی لڑکی چھوڑ کر کسی بہانے سے چلی گئی، اس کے بعد سے تقریباً سات ماہ ہوگئے اپنے میکہ میں رکی ہوئی ہے، اس کے شوہر بلانے گئے تھے، ہندہ اپنے شوہر کے ساتھ سسرال آنے سے انکار کررہی ہے، ساتھ ہی وہ یہ کہتی ہے کہ میرا معاملہ صاف کرکے میرا سامان واپس کرو، ایسی صورت میں ہندہ کے شوہر نے ہندہ کو طلاق دینے سے انکار کردیا، یہ کہہ کر کہ میرے ہاں طلاق کا کوئی معاملہ نہیں ہوتا، یعنی آج تک کسی عورت کو طلاق نہیں ملی ہے، اب ہندہ یہ کہتی ہے کہ اگر طلاق نہ دو تو ایسے سامان وغیرہ دے دو، تو ایسی صورت میں ہندہ کے شوہر کو کیا کرنا چاہئے؟ اور بچی کس کے پاس رہے گی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: جب شوہر حقوقِ زوجیت کے ساتھ ہندہ کو رکھنے کے

لئے تیار ہے تو اسے بلاوجہ طلاق کا مطالبہ نہیں کرنا چاہئے، احادیث شریفہ میں طلاق کا مطالبہ کرنے والی عورت کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ اس کے لئے جنت کی خوشبو حرام ہے۔

عن ثوبان رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أيما امرأة سألت زوجها طلاقاً في غير ما بأس فحرام عليها رائحة الجنة. (سنن أبي داؤد ۳۰۳/۱ رقم: ۲۲۲٦، سنن الترمذي رقم: ۱۱۸۷، مسند أحمد ۲۷۷/٥، مشكاة المصابيح ۲۸۳ رقم: ۳۲۷۹، المستدرك للحاكم ۲۱۸/۲ رقم: ۲۸۰۹، السنن الكبرىٰ للبيهقي ۳۱٦/۷) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ٦/۲/۱٤۲٤ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کی طرف سے بلا وجہ طلاق کا مطالبہ

سوال (٦): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میاں بیوی کے درمیان کچھ تنازعات ہیں اور عورت طلاق لینے پر اصرار کررہی ہے، جب کہ شوہر طلاق دینا نہیں چاہتا، مزید عورت طلاق کے ساتھ اپنے مہر کی رقم کا مطالبہ کررہی ہے، اب دریافت یہ کرنا ہے کہ اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: جب شوہر طلاق دینا نہیں چاہتا اور عورت طلاق لینے پر اصرار کررہی ہے، تو بلاوجہ طلاق لینے کی وجہ سے عورت گنہگار ہوگی، اور شوہر کو شرعی طور پر اختیار رہے کہ مہر کی معافی کی شرط لگا کر طلاق دے۔

قال الله تعالىٰ: ﴿فَإِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا يُقِيۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِمَا فِيۡمَا افۡتَدَتۡ بِهٖ تِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ فَلَا تَعۡتَدُوۡهَا﴾ (البقرة، جزء آیت: ۲۲۹)

عن ثوبان رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أيما امرأة سألت زوجها طلاقاً في غير ما بأس فحرام عليها رائحة الجنة. (سنن أبي داؤد

۳۰۳/۱ رقم: ۲۲۲٦، سنن الترمذي رقم: ۱۱۸۷، مسند أحمد ۲۷۷/۵، مشكاة المصابيح ۲۸۳ رقم: ۳۲۷۹، المستدرك للحاكم ۲۱۸/۲ رقم: ۲۸۰۹، السنن الكبریٰ للبيهقي ۳۱٦/۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۹/۷/۱۴۲۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حالتِ حمل میں بیوی کا طلاق مانگنا؟

سوال (۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری بیوی چھ ماہ کی حاملہ ہے، وہ طلاق کا مطالبہ کررہی ہے، کیا اس حالت میں طلاق واقع ہو جائے گی، اور شرعاً کتنی طلاق دینا چاہئے، میں طلاق دینے پر رضامند نہیں ہوں، لیکن اگر طلاق دینے کی نوبت آجائے تو ہمارے لئے کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حالت حمل میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے، اور اگر طلاق پر مجبور ہوجانا پڑے تو صرف ایک طلاق دے کر چھوڑ دیا جائے، تین طلاقیں ہرگز نہ دے۔

وروي عن إبراهيم أن اصحاب النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كانوا يستحبون أن لا يزاد في الطلاق على واحدة حتى تنقضي العدة، وهٰذا أفضل عندهم من أن يطلق الرجل امرأته ثلاثا عند كل طهر تطليقة. (المصنف لابن أبي شيبة، الطلاق / ما يستحب من طلاق السنة وكيف هو؟ ٥١٢/٩ رقم: ١٨٠٤٠، المصنف لعبد الرزاق ٣٠٢/٦ رقم: ١٠٩٢٦، بحواله: الفتاویٰ التاتارخانية ٣٧٨/٤ رقم: ٦٤٧٢ زكريا)

عن إبراهيم قال: كانوا يستحبون أن يطلّقها واحدة ثم يتركها حتى تحيض ثلاث حيض. (المصنف لابن أبي شيبة / ما يستحب من طلاق لسنة، وكيف هو؟ ٥١٢/٩ رقم: ١٨٠٤٠)

الطلاق على ثلاثة أوجه: حسن، وأحسن وبدعي، فالأحسن أن يطلق الرجل امرأته تطليقة واحدة في طهر لم يجامعها فيه، ويتركها حتى تنقضي عدتها. (الهداية ٣٥٤/٢)

طـلـقةً رجعيةً فقط في طهر لا وطء فيه وتركها حتى تمضي عدتها أحسن بالنسبة إلى البعض الآخر. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ٤ / ٤٣٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۵/۷/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جو عورت خود کشی کرنے پر آمادہ ہو اُس کو طلاق دینا؟

سوال (۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری بیوی مہتاب جہاں نہایت ضدی مزاج عورت ہے، اس کی بدکلامی اور بدتمیزی کی بنا پر ایک دفعہ طلاق بائن دی تھی، پھر نکاح ثانی کرکے اور تصفیہ کرکے دوبارہ ساتھ رہنے لگے تھے؛ لیکن اب بھی اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئی، ۱۱/ جولائی ۱۹۹۸ء کو میرے والد نے اس کی بدتمیزی پر ڈانٹا تو اس نے کمرہ کے اندر جاکر خودکشی کا ارادہ کرلیا، اور اپنی گردن پر دوپٹہ کا پھندا ڈال کر پنکھا میں لٹک گئی، آواز آنے پر میں نے اسے بچایا اور پھر اپنے میکہ چلی گئی، اب پھر دوبارہ اعزاء اقرباء تصفیہ کرلینے پر زور دے رہے ہیں، ایک بچہ بھی پیدا ہوا ہے، تو ان حالات میں ایسی بیوی کو رکھنا چاہئے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق دینے کی اِجازت انتہائی ناگزیر حالات میں ہے؛ لہٰذا مسئولہ صورت میں اگر لڑکی اور اس کے گھر والے اس بات کی ضمانت دیں کہ آئندہ شوہر کے حقوق کی ادائیگی میں کوئی کوتاہی نہیں ہوگی تو بہتر یہ ہے کہ مصالحت کرلی جائے اور طلاق نہ دی جائے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿فَاِنْ اَطَعْنَکُمْ فَلاَ تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلاً﴾ [النساء، جزء آیت: ۳٤]

عـن أبـي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: استوصوا بالنساء خيرا، فإنهن خلقن من ضلع، وإن أعوج شيء في الضلع أعلاه، فـإن ذهبـت تـقيـمه كسرته، وإن تركته لم يزل أعوج، فاستوصوا بالنساء خيرًا.

(صحیح البخاري ۷۷۹/۲، صحیح مسلم ۴۷۵/۱، مشکاۃ المصابیح ۲۸۰)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يفرك مؤمن مؤمنة إن كره منها خلقاً رضي منها آخر. (صحیح مسلم ۴۷۵/۱، مشکاۃ المصابیح ۲۸۰)

عن ابن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أبغض الحلال إلى الله عزوجل الطلاق. (سنن أبي داؤد ۳۰۳/۱، المستدرك للحاکم ۲۱۸/۲ رقم: ۲۸۰۹، السنن الکبریٰ ۳۱۶/۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۳/۱۰/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ساس کی خدمت نہ کرنے پر بیوی کو طلاق

سوال (۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کا ایک ہی لڑکا بکر ہے، کوئی دوسری اولاد نہیں ہے، بکر کے والدین بہت ہی ضعیف ہیں، کوئی کام اپنے ہاتھ سے نہیں کر پاتے ہیں، اور ایسی حالت میں بکر کی بیوی بکر کے والدین کی خدمت نہیں کرتی ہے، حتی کہ کھانا پکا کر کھلانے سے بھی گریز کرتی ہے، کیا ایسی بیوی کو طلاق دے سکتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بہترین بیوی وہ ہے جو اپنی ساس اور سسر کو اپنے والدین کے درجہ میں سمجھ کر اُن کی خدمت بجالائے، اور اُن کو خوش رکھے؛ تاہم اگر کوئی عورت ساس اور سسر کی خدمت نہ کرے تو اُسے اِس پر مجبور نہیں کیا جاسکتا، اور محض خدمت نہ کرنے کی بنا پر اُسے طلاق دینے کا اِرادہ کرنا مناسب نہیں ہے؛ بلکہ سمجھا بجھا کر معاملات حل کریں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۶۱۶/۱۸ ڈابھیل)

مستفاد: امتنعت المرأة من الطحن والخبز إن كان ممن لا تخدم أو كان بها علةٌ فعليه أن يأتيها بطعام مهيأٍ، وإلا بأن كانت ممن تخدم نفسها وتقدر علىٰ ذٰلک لا يجب عليه الخ. (الدر المختار، کتاب النکاح / باب النفقة ۵۷۹/۳ دار الفکر بیروت)

لا يجب على الزوج تطليق الفاجرة. (الدر المختار ۳/ ۰ ۵ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۱/ ۱۱/ ۱۴۱۷ھ

ساس اور شوہر سے لڑنے والی عورت کو طلاق دینا؟

سوال (۱۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلۂ ذیل کے بارے میں کہ: میں نے ۷/ مارچ ۱۹۹۹ء کو اسماء پروین سے نکاح کیا تھا، ایک سال تک تو مجھے اور نہ ہی اسماء پروین کو مجھ سے کوئی شکایت ہوئی؛ لیکن اب میری والدہ محترمہ نے مجھ سے شکایت کی کہ تمہارے گھر سے چلے جانے کے بعد مجھ سے لڑتی ہے اور نازیبا الفاظ بھی کہتی ہے، ایک مرتبہ میں گھر سے چلا، لیکن دروازہ پر کھڑا ہوگیا، آدھے گھنٹے کے بعد لڑنا جھگڑنا شروع ہوگیا، میں اندر گیا اور بیوی کو سمجھانے کی کوشش کی، تو اس نے مجھ سے بھی بدتمیزی شروع کردی، میں نے ایک چپت مارا، اس پر اس نے میرے پیٹ پر لات ماری، اور والدہ کے بھی گھونسے مارنے شروع کردئے، میرے بڑے بھائی شکیل احمد اتفاق سے آگئے، اور مجھے برا بھلا کہہ کر جھگڑا ختم کیا، میری والدہ اب طلاق دینے کو کہتی ہیں اور میں خود بھی بدظن ہوگیا ہوں، قرآن وحدیث کی روشنی میں سمجھائیے کہ میں کیا کروں؟ جہیز میں اسکوٹر اور فریج بھی ملا ہے، اس کو ایسے ہی واپس کرنا ہے یا اس کا پیسہ دینا ہے، نان ونفقہ یا عدت کا کیا دینا ہے، مہر ۲۵/ ہزار روپئے میں دینے کو تیار ہوں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اولاً جہاں تک ممکن ہو خلوص دل سے معاملات کو سلجھانے کی کوشش کی جائے، اور طلاق کی نوبت نہ آنے دی جائے، اور بیوی کی جائز شکایات دور کرنے کی کوشش کی جائے، بالفرض اگر مصالحت کی تمام کوششیں ناکام ہوجائیں تو پھر آخری مرحلہ کے طور پر طلاق کا ارادہ کیا جائے اور ایک طلاق رجعی دے کر معاملہ ختم کردیا جائے، اور جہیز کی مالک چوں کہ عورت ہی ہے؛ اس لئے اس کو اسی طرح واپس کردیا جائے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۱/ ۳۷۴، فتاویٰ رحیمیہ ۳/ ۱۴۰، دار العلوم ۸/ ۴۱۵)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: استوصوا بالنساء خيرا، فإنهن خلقن من ضلع، وإن أعوج شيء في الضلع أعلاه، فإن ذهبت تقيمه كسرته، وإن تركته لم يزل أعوج، فاستوصوا بالنساء خيرًا. (صحيح البخاري ۷۷۹/۲، صحيح مسلم ۴۷۵/۱، مشكاة المصابيح ۲۸۰)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: لا يفرك مؤمن مؤمنة إن كره منها خلقاً رضي منها آخر. (صحيح مسلم ۴۷۵/۱، مشكاة المصابيح ۲۸۰)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: أبغض الحلال إلى اللّٰه عزوجل الطلاق. (سنن أبي داؤد ۳۰۳/۱، المستدرك للحاكم ۲۱۸/۲ رقم: ۲۸۰۹، السنن الكبرىٰ ۳۱۶/۷)

وأما الطلاق فإن الأصل فيه الحظر بمعنىٰ أنه محظور إلا لعارض يبيحه، فحيث تجرد عن الحاجة المبيحة له شرعاً يبقى على أهله من الحظر. (شامي ۲۲۸/۳ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۲/۳/۲۱ھ

شوہر اور سسرالی رشتہ داروں کے ساتھ ناروا سلوک کرنے والی عورت کو طلاق دینا؟

سوال (۱۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا بیوی کی نافرمانی اور شوہر اور اس کے قریبی رشتہ داروں کے خلاف گندی زبان، بے ہودہ کلمات کا استعمال، مسلسل توہین اور غلط بیانی طلاق دینے کا جواز پیدا کرتا ہے؟

اگر بیوی مسلسل طلاق کا مطالبہ کرتی ہے، اور موقع بموقع اپنے باپ کے گھر واپس چلی جانے کی دھمکی دیتی رہتی ہے، تو کیا شریعت کی روشنی میں ایسی شادی کو پھر بھی جاری رکھنا ضروری ہے؟

اگر بیوی شرعی احکام اور شوہر کے گھریلو طور طریقوں پر عمل کرنے سے منع کرتی ہے، مثلاً: حجاب اور مہذب لباس پہننے سے اور اشتعال پیدا کرنے والے غیر مہذب لباس سے دور رہنے سے نہیں رکتی، تو کیا یہ شرعی احکام کی کھلی خلاف ورزی نہیں ہوگی۔

اگر بیوی، شوہر اور اپنے سسرالی رشتہ داروں سے محبت، ان کا خیال اور وفاداری نہ برتتی ہو اور ان کی اہانت بدنامی اور بے عزتی کرتی رہتی ہو تو کیا یہ طلاق دینے کا ایک اور سبب نہیں بن سکتا؟

ایسی صورت میں جب کہ شوہر سے چھپا کر اپنے رشتہ داروں کو شوہر کا روپیہ دے کر بار بار اس کے اعتماد کو مجروح کر رہی؛ ہو اور پکڑے جانے پر ایسا نہ کرنے کی اسے کئی بار ہدایت اور وارننگ دی گئی ہے تو کیا یہ بار بار کا عمل طلاق دینے کا جواز پیدا نہیں کرتا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ سب صورتوں میں شوہر کے لئے بیوی کو طلاق دینے کی شرعاً گنجائش ہے؛ لیکن بہتر ہے کہ بیک وقت تین طلاق دینے کے بجائے بحالتِ طہر ایک طلاق پر اکتفاء کیا جائے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَالّٰتِیۡ تَخَافُوۡنَ نُشُوۡزَهُنَّ فَعِظُوۡهُنَّ وَاهۡجُرُوۡهُنَّ فِی الۡمَضَاجِعِ﴾ [النساء، جزء آیت: ٣٤]

وأما الطلاق فإن الأصل فيه الحظر بمعنیٰ أنه محظور إلا لعارض يبيحه، فحيث تجرد عن الحاجة المبيحة له شرعاً يبقى على أهله من الحظر. (شامي ٢٢٨/٣ كراچی)

قوله موذية: أطلقه فشمل الموذية له أو لغيره، بقولها، أو بفعلها، وقوله: أو تاركة الصلاة: الظاهر إن ترك الفرائض غير الصلاة كالصلاة. (شامی ٤٢٧/٤ زكريا)

وسببه الحاجة إلى الخلاص عند تباين الأخلاق. (مجمع الأنهر / كتاب الطلاق ٣٨٠/١ بيروت، كذا في البحرالرائق / كتاب الطلاق ٤١٢/٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۲/۱/۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ماں کے کہنے پر بیوی کو طلاق دینا؟

سوال (۱۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ساس اور بہو میں جھگڑا ہوا، جس کی بناء پر ساس نے اپنی بہو سے کہا کہ اچھا لڑکے کو آنے دو جب بتاتی ہوں، لڑکے کے آنے پر ماں نے اس سے کہا کہ بیوی کو طلاق دے دو، لڑکا پوچھ رہا ہے آخر بات کیا ہے؟ ماں کہہ رہی ہے پوچھو مت تم طلاق دے دو، حالاں کہ میاں بیوی میں ذرہ برابر نفرت نہیں ہے، قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب دیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر کسی دینی وجہ (مثلاً بیوی کا بدچلن ہونا وغیرہ) کی بناء پر والدین اُسے طلاق دینے کا حکم دیں تو اُن کے حکم کی تعمیل واجب ہے؛ لیکن اگر کوئی شرعی وجہ نہ ہو، اور بیوی کی طرف سے کوئی قصور نہ پایا جائے تو اُسے طلاق دینے کا نہ تو والدین کو حکم کرنا چاہئے اور نہ ہی شوہر کو اُسے طلاق دینے کا اِقدام کرنا چاہئے؛ لہٰذا مسئولہ صورت میں اگر آپ کی والدہ بلاوجہ آپ کی بیوی کو طلاق دینے پر مصر ہیں، تو اِس بارے میں والدہ کی بات نہ ماننے میں آپ پر شرعاً کوئی گناہ نہ ہوگا، والدہ کو سمجھا بجھا کر راضی کر لینا چاہئے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۲/۶۰ ڈابھیل)

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: كانت تحتي امرأة أحبها و كان عمر يكرهها، فقال لي: طلِّقها فأبيت، فأتى عمر رضي الله عنه رسولَ الله صلى الله عليه وسلم، فذكر ذٰلک له، فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: طلقها.

(سنن الترمذي ۱/ ۲۲۴ رقم: ۱۱۸۹، سنن أبي داؤد رقم: ۵۱۳۸، الترغيب والترهيب مكمل رقم: ۳۷۸۰ بيت الأفكار الدولية)

قال في المرقاة: قوله: طلقها، أمر ندبٍ أو وجوب إن كان هناک باعث آخر. (مرقاة المفاتيح ۹/۱۸۸ دار الكتب العلمية بيروت)

قال الشيخ محمد علي الصابوني في حاشيته على رياض الصالحين: إنما

أمره رسول الله صلى الله عليه وسلم بطلاقها؛ لأنه يعلم أن عمر لا يكره زوجة ابنه إلا لأمر ديني فهو يريد لولده زوجةً أتقىٰ لله وأفضل، وقد جعل الله الحق على لسان عمر رضي الله عنه وقلبِهٖ، وليس كل أبٍ يأمر ولده بطلاق زوجته تجب طاعته. (حاشية رياض الصالحين ٩٩ المصباح لاهور)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: استوصوا بالنساء خيرا الخ. (صحيح لبخاري ٧٧٩/٢، صحيح مسلم ٤٧٥/١، مشكاة المصابيح ٢٨٠)

عن ابن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أبغض الحلال إلى الله عزوجل الطلاق. (سنن أبي داؤد ٣٠٣/١، المستدرك للحاكم ٢١٨/٢ رقم: ٢٨٠٩، السنن الكبرىٰ ٣١٦/٧)

عن الحسن قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق. (المصنف لابن أبي شيبة ٢٤٧/١٨ رقم: ٣٤٤٠٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۲/۱/۱۷ھ

بیوی کی غلطی کے بغیر ضعیفہ والدہ کا طلاق پر اِصرار کرنا؟

سوال (۱۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کسی شخص کی شادی ہوگئی ہو اور اس شخص کی ضعیف والدہ اپنی بہو سے مطمئن نہ ہو، اور بیٹے سے پرزور طور پر یہ مطالبہ کرے کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو، ایسی صورت میں جب کہ والدہ ضعیف ہو اور دین کا علم بھی بالکل نہ ہو، تو وہ شخص شرعی اعتبار سے کیا کرے؟ یہ نقطہ بھی زیرِ غور ہے کہ والدہ سمجھانے سے بھی نہیں مان رہی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر بیوی کی طرف سے واقعۃً کوئی حق تلفی نہ ہو اور آپ

کی والدہ خواہ مخواہ اسے طلاق دینے پر مصر ہوں تو اسے طلاق دینا آپ پر لازم نہیں ہے، آپ بیوی کو آمادہ کریں کہ وہ اپنے طرزِ عمل سے والدہ کو اتنا خوش رکھیں کہ ناچاقی کی نوبت نہ آئے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۲/۶۰ ڈابھیل)

عن الحسن قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق. (المصنف لابن أبي شيبة ۱۸/۲۴۷ رقم: ۳۴۴۰۶)

مستفاد: قال الشيخ محمد علي الصابوني في حاشيته على رياض الصالحين: إنما أمره رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم بطلاقها؛ لأنه يعلم أن عمر لا يكره زوجة ابنه إلا لأمر ديني فهو يريد لولده زوجةً أتقىٰ للّٰه وأفضل، وقد جعل اللّٰه الحق على لسان عمر رضي اللّٰه عنه وقلبِهٖ، وليس كل أبٍ يأمر ولده بطلاق زوجته تجب طاعته. (حاشية رياض الصالحين ۹۹ المصباح لاهور) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۱۰/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دینی کاموں سے روکنے والی بیوی کو طلاق کا حکم

سوال (۱۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلۂ ذیل کے بارے میں کہ: آج سے تقریباً ۷ رسال پہلے میری دوسری شادی ایک کنواری لڑکی شاہجہاں خاتون سے ہوئی، اس وقت میں تین بچوں کا باپ تھا، دو لڑکے ایک لڑکی، شادی سے پہلے میرے والدین نے شاہجہاں خاتون کے سرپرست جناب انور علی صاحب (جو اس کا بھائی ہے) میری خوش دامن صاحبہ نیز جو لوگ ساتھ میں آئے، ان سب کو بتادیا تھا کہ میرا لڑکا تین بچوں کا باپ ہے، یہاں تک کہ میرے بڑے صاحب زادے کو میری خوش دامن صاحبہ نے دس روپیہ بھی عنایت کئے تھے؛ لیکن ان میں سے کسی نے میری اہلیہ شاہجہاں خاتون کو نہیں بتایا کہ میں تین بچوں کا باپ ہوں، صرف اسے اتنا بتایا گیا کہ لڑکا دوبیاہا ہے، اس کی پہلی بیوی کو طلاق ہوچکی ہے، میرے پاس بچے بھی ہیں،

اس بات کو پوشیدہ رکھا گیا، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ شادی کے دوسرے روز سے ہی شوہر بیوی میں کھٹ پٹ شروع ہوگئی، اور آج تک مجھے اپنی اہلیہ سے بناؤ نہیں ہے۔

دوسری طرف میری فرمائش تھی کہ لڑکی پڑھی لکھی ہونی چاہئے، لڑکی والوں کی جانب سے بتایا گیا کہ لڑکی اسکول میں نہیں پڑھی ہے؛ لیکن خط وکتابت کر لیتی ہے، قرآن شریف پڑھ لیتی ہے، مگر میں نے پایا کہ لڑکی بالکل جاہل ہے، ایک حرف سے بھی واقف نہیں، پھر بھی میں نے اسے قبول کیا، اور اسے دینی ودنیوی علم دینے کی کوشش کرتا رہا، کچھ دنوں تک تو بہانہ ٹال مٹول کرتی رہی؛ لیکن اب میری اہلیہ صاف کہتی ہے کہ میں نہیں پڑھوں گی، جائیے کسی پڑھی لکھی لڑکی سے شادی کر لیجئے، ایسا ایک بار نہیں کئی بار کہہ چکی ہے۔ گھر کے کام کاج میں چوری، خدمت میں کوتاہی، بچوں کے ساتھ سوتیلا پن اور دین داری سے تو صاف انکار کرتی ہے، اتنا ہی نہیں میں کرتا پاجامہ پہنتا ہوں، تو اعتراض کرتی ہے، میری داڑھی سے نفرت کرتی ہے، داڑھی بیکار رکھ لیا، ذرا بھی اچھا نہیں لگتا، منڈوا لیجئے۔ اور نماز سے بھی روکتی ہے، کہتی ہے کہ ابھی کمانے کی عمر ہے، روزہ نماز کرنے کے لئے بہت عمر باقی ہے، یہ سب بڑھاپے کی چیز ہے، گاؤں اور محلّہ کے لوگوں کی مثال دیتی ہے۔ گویا ہر بات میں خدا اور رسول کی نافرمانی کرتی ہے، ناشکری کرتی ہے، اہلیہ کے ساتھ ساتھ میرا نسبتی بھائی بھی کہتا ہے کہ میں جب نماز کو چھوڑوں گا تب ہی آدمی بنوں گا۔

میری ماہانہ آمدنی تقریباً دو ہزار روپیہ کی ہے، پھر بھی میں اپنی اہلیہ یا بچوں کے کھانے کپڑے ودیگر ضروریات کی ہر چیز کو پورا کر دیتا ہوں، اس کے باوجود بھی وہ مجھ سے خوش نہیں ہے، اب میرے صبر کی حد ہوگئی ہے؛ لہٰذا ایسی بیوی کو اپنے ساتھ رکھا جائے یا اسے اپنی زوجیت سے الگ کر دیا جائے؟ اگر رکھا جائے تو رکھنے کی کیا صورت ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ بیوی کو طلاق دینا آپ پر ضروری نہیں، بہتر یہ ہے کہ حتی الامکان نبھاؤ کی کوشش کی جائے اور حکمتِ عملی سے حالات درست کئے جائیں۔

عن أبي هريرة رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: استوصوا بالنساء خیرا، فإنهن خلقن من ضلع، وإن أعوج شيء في الضلع أعلاہ، فإن ذهبت تقیمه کسرته، وإن ترکته لم یزل أعوج، فاستوصوا بالنساء خیرًا.

(صحیح البخاري ۷۷۹/۲، صحیح مسلم ۴۷۵/۱، مشکاة المصابیح ۲۸۰)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: لا یفرک مؤمن مؤمنة إن کره منها خلقًا رضی منها آخر. (صحیح مسلم ۴۷۵/۱، مشکاة المصابیح ۲۸۰)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: أبغض الحلال إلی اللّٰه عزوجل الطلاق. (سنن أبي داؤد ۳۰۳/۱، المستدرك للحاکم ۲۱۸/۲ رقم: ۲۸۰۹، السنن الکبریٰ ۳۱۶/۷)

لا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرة. (شامي مع الدر المختار ۶۱۱/۹ زکریا)

إذا اعتادت الزوجة الفسق، علیه الأمر بالمعروف والنهي عن المنکر، والضرب فیما یجوز فیه، فإن لم تنزجر لا یجب التطلیق علیه؛ لأن الزوج قد أدی حقه والإثم علیها. هٰذا ما اقتضاہ الشرع. وأما مقتضی غایة التقوی، فهو أن یطلقها لکن جواز الطلاق إنما هو إذا قدَّر علی أداء المهر وإلا فلا یطلقها. (نفع المفتي والسائل / ما یتعلق بإطاعة الزوجات للأزواج وحقوقهم علیهن، وعقوقهم علیهم ۱۶۳-۱۶۴ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۲/۴/۱۱ ۱۴۲۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بے نمازی اور فاسقہ عورت کو طلاق دینا کیسا ہے؟

سوال (۱۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری پہلی بیوی کا انتقال ہوگیا ہے، میں نے دوسری شادی ایک طلاق شدہ عورت سے کی ہے،

اس سے نماز کو کہا جاتا ہے تو ٹال دیتی ہے، زیادہ اصرار پر کہتی ہے کہ اللہ نے مجھے دیا ہی کیا ہے جو میں نماز پڑھوں، شرعاً اس کے لئے کیا حکم ہے؟

میری بیوی میرے عضو مخصوص کو چومنا اور منہ میں لینا چاہتی ہے، اور اپنی شرم گاہ کو میرے ہونٹوں کے قریب کرتی ہے، اس کی ان حرکتوں سے زیادہ وقت تک نہیں بچا جاسکتا، میں اپنی طرف سے اس گناہ سے بچنے کی پوری پوری کوشش کرتا ہوں، اس کے لئے کیا حکم ہے؟

میرے چھوٹے بھائی کی شادی مجھ سے ۸/ یوم بعد ہوئی ہے، میری بیوی مجھ پر الزام لگاتی ہے کہ میرے اس کی بیوی سے ناجائز تعلقات ہیں، میں گھر کا بڑا ہوں، ان حرکات سے میرے گھر کا نظام درہم برہم ہوگیا ہے، میں نماز کا پابند ہوں اور کچھ تسبیحات بھی پڑھتا ہوں، میری بیوی کو اس پر اعتراض ہے اور اس کا کہنا ہے یہ سب فضول باتیں ہیں، ان حالات میں اسے رکھنا درست ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بشرط صحت سوال ایسی عورت فاسقہ اور فاجرہ ہے، اس کو طلاق دینا آپ پر واجب تو نہیں؛ لیکن فقہاء نے اس صفت کی عورت کو طلاق دینا مستحب لکھا ہے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰہ عنہما أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: أبغض الحلال إلی اللّٰہ عزوجل الطلاق. (سنن أبي داؤد ۱/ ۳۰۳، المستدرك للحاکم ۲/ ۲۱۸ رقم: ۲۸۰۹، السنن الکبریٰ ۷/ ۳۱۶)

عن ابن مسعود قال: لأن ألقی اللّٰہ و صداقہا بذمتي خیر من أن أعاشر امرأۃ لا تصلي و مفادہ استحباب طلاقہا. (شامي / کتاب الطلاق ٤/ ٤٢٨ زکریا)

وعند تفریط المرأۃ في حقوق اللّٰہ تعالیٰ الواجبۃ علیہا مثل الصلاۃ ونحوہا أن تکون غیر عفیفۃ أو خارجۃ إلی المخالفۃ والشقاق مندوب إلیہ. (إعلاء السنن / کتاب الطلاق ۱۱/ ۱٦۲ بیروت)

بل یستحب لو مؤذیۃ أو تارکۃ صلاۃ. (الدر المختار ۳/ ۲۲۹ کراچی)

إذا اعتادت الزوجة الفسق عليه الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر والضرب فيما يجوز فيه فإن لم تنزجر لا يجب التطليق عليه؛ لأن الزوج قد أدى حقه والإثم عليها هٰذا ما اقتضاه الشرع وأما مقتضى غاية التقوىٰ فهو أن يطلقها لكن جواز الطلاق إنما هو إذا قدر على أداء المهر وإلا فلا يطلقها. (نفع المفتي والسائل ١٦٣ كراچی، شامي ٤/٤٢٨ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/۱۰/۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سوتیلی اولاد کی بدکرداری، بدچلنی اور چوری کا الزام لگانے کی وجہ سے بیوی کو طلاق دینا

سوال (۱۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں نے ۱۹۹۴ء میں عقد ثانی کیا تھا، اور اہلیہ اول سے میری ۳/ بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے، ان چاروں بچوں کی شادی عقد ثانی سے پہلے ہی نمٹا چکا ہوں؛ کیوں کہ اہلیہ اول کی وفات ۱۹۸۴ء میں ہو چکی ہے، اور اہلیہ ثانی سے کوئی اولاد نہیں ہے، میرے عقد ثانی سے شروع میں میرے داماد و بیٹیوں اور بیٹے کو کوئی تکلیف نہیں تھی؛ لیکن اب کافی عرصہ سے وہ کہتے ہیں کہ میری اہلیہ بدکردار اور بدچلن اور چور ہے، ان سبھی کا زور ہے کہ میں اس بیوی کو طلاق دے دوں اور وہ میری کسی اور جگہ شادی کرادیں گے، اس بات کو لے کر وہ مجھ پر کافی دباؤ ڈال رہے ہیں، اور میری بیوی کو جب زیادہ الزام تراشی کرتے ہیں تو وہ بھی ان لوگوں کو جواب دیتی ہیں؛ لیکن میرے چاروں بچے داماد میری بیوی کا احترام وعزت نہیں کرتے ہیں، صرف ان کو یہ ضد ہے کہ میں اس بیوی کو طلاق دے دوں، ان حالات میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟ اور میری اولاد کو میرے اور بیوی سے کیا سلوک کرنا چاہئے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر آپ اپنی موجودہ اہلیہ سے مطمئن ہوں اور آپ کو

اس سے کوئی شکایت نہیں ہے، تو محض بچوں کی الزام تراشیوں کی وجہ سے آپ اسے طلاق نہ دیں؛ تاہم اپنی اہلیہ کو سمجھائیں کہ وہ بچوں کے ساتھ ایسی شفقت کا معاملہ کریں کہ وہ ان کے احترام پر مجبور ہوجائیں، اور اپنے طرزِ عمل سے ان کو بدگمانی کا موقع نہ دیا کریں، بالخصوص بدزبانی سے پوری طرح احتراز کریں۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: لا يفرك مؤمن مؤمنة إن كره منها خلقاً رضي منها آخر. (صحيح مسلم ٤٧٥/١، مشكاة المصابيح ٢٨٠)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: أبغض الحلال إلى اللّٰه عزوجل الطلاق. (سنن أبي داؤد ٣٠٣/١، المستدرك للحاكم ٢١٨/٢ رقم: ٢٨٠٩، السنن الكبرىٰ ٣١٦/٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۱/۶/۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بدکردار اور زانیہ بیوی کو طلاق دینا؟

سوال (۱۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری بیوی بغیر اجازت بازاروں میں آتی جاتی رہی، میرے منع کرنے پر جواب دیا کہ میں پہلے سے ہی بازاروں میں آتی جاتی رہی ہوں، آپ میرے اوپر پابندی نہیں لگاسکتے، گھر سے سنگار کرکے جاتی ہیں معلوم کرنے پر جواب دیتی ہے کہ میں اپنے یاروں کے پاس جارہی ہوں، میں ان سے (گندہ الفاظ کہہ کر برے کام کا نام لے کر) کرنے جارہی ہوں، میرے یار میرا انتظار کررہے ہوں گے، یہ سن کر میں نے ایک تھپڑ مارا اس پر بیوی نے یہ دھونس دی کہ خبردار اگر میرے اوپر ہاتھ اٹھایا میرے سب بھائی تیار بیٹھے ہوئے ہیں، ایک اشارہ کرکے میں ان سے تیری ہڈیاں تڑوا دوں گی، مہیلا تھانہ میں انسپکٹر میری سہیلی شکنتلا ہے اس سے تھانہ کے اندر بند کرادوں گی وغیرہ

وغیرہ، مندرجہ بالا حالات کے مدنظر میری بیوی جس بدفعلی میں مبتلا ہے، شوہر کو گندے جواب دینا، بغیر اجازت غیر مردوں سے تعلقات رکھنا، سمجھانے پر غلط وگندے الفاظوں سے نوازنا، اس شکل میں طلاق دینا جائز ہوگا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ بیوی کو آپ طلاق دے سکتے ہیں، طلاق دینے کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ ایسے پاکی کے زمانہ میں جس میں عورت سے صحبت نہ کی ہو، ایک طلاق دے کر اسے چھوڑ دیا جائے تا آنکہ اس کی عدت گذر جائے۔

وعند تفريط المرأة في حقوق اللّٰه تعالىٰ الواجبة عليها مثل الصلاة ونحوها أن تكون غير عفيفة أو خارجة إلى المخالفة والشقاق مندوب إليه.

(إعلاء السنن / كتاب الطلاق ١٦٢/١١ بيروت)

إذا اعتادت الزوجة الفسق عليه الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر والضرب فيما يجوز فيه فإن لم تنزجر لا يجب التطليق عليه؛ لأن الزوج قد أدى حقه والإثم عليها هٰذا ما اقتضاه الشرع وأما مقتضى غاية التقوىٰ فهو أن يطلقها لكن جواز الطلاق إنما هو إذا قدر على أداء المهر وإلا فلا يطلقها. (نفع المفتي والسائل ١٦٣ كراچی، شامي ٤٢٨/٤ زكريا)

وإن أراد الخلاص عند الحاجة إليه فهو المطلوب. (شامی ٢٢٨/٣ كراچی، ٤٢٨/٤ زكريا)

وأما وصفه فهو أنه محظور نظراً إلى الأصل، ومباح نظراً إلى الحاجة.

(الفتاوىٰ الهندية / كتاب الطلاق ٣٤٨/١ زكريا، وكذا في الرد المحتار / كتاب الطلاق ٢٢٨/٣ كراچي) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲؍۷؍۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بدتمیز اور بدکردار عورت کو طلاق دینا اور جہیز ونفقہ کا حکم؟

سوال (۱۸):- کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرا نکاح مورخہ ۲۰/اگست ۲۰۰۰ء کو صالحہ بانو سے ہوا، اس سے دو بچیاں ہیں، میں نے اس کے ساتھ شوہر ہونے کی حیثیت سے زندگی گذاری، لیکن میری یہ ازدواجی زندگی جہنم سے بھی بدتر ہوگئی، ہر دن ایک نیا جھگڑا تیار کرتی جس کی وجہ سے دنیا مجھے تنگ محسوس ہونے لگی، بالآخر میں ۲۹/ اکتوبر ۲۰۰۶ء کو اپنی بیوی کو ایک پنچایت کے سامنے ایک طلاق رجعی دیدی، طلاق دینے کی وجوہات درج ذیل ہیں: پہلے ہی دن سے وہ مجھ سے کہنے لگی کہ مجھ کو میرے باپ نے پھنسا دیا، تو مجھ کو پسند نہیں، مجھ کو تو انجینئر، ڈاکٹر، ماسٹر وغیرہ مانگنے آئے تھے، بات بات پر سخت غصہ ہوتی، کمینہ کتا کالا سور سڑیل کہتی گندی گالیاں بکتی، خودکشی کرنے اور پولیس میں پھنسا دینے کی دھمکی دیتی، میں خود ایک حافظ قاری عالم اور امام ہونے اور بیوی کے خوبصورت ہونے کی وجہ سے بدنگاہی اور دوسری عورتوں کے تعلقات سے نہ صرف بہت ہی دور بلکہ میں نے اس کا تصور بھی نہیں کیا، لیکن اس کے باوجود مجھ پر تہمت لگاتی ہے، اور ہمیشہ شک کرتی ہے، اکثر وہ غصہ میں آکر مجھ پر حملہ کرتی ہے، کئی چشمے پھوڑ دیئے، کالر پکڑ لیتی ہے، رشتہ داروں کے سامنے ذلیل کرتی ہے، رشتہ داروں نے بھی ان بری حرکتوں سے باز رہنے کی تلقین کی، لیکن ماننے کو تیار نہیں، بچوں کے پیشاب سے احتیاط نہیں کرتی، اسی حالت میں نماز پڑھ لیتی اور نماز میں پابندی بالکل نہیں کرتی، پردہ کا خیال نہیں کرتی سامنے کے دروازے پر بیٹھ جاتی لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ تمہاری بیوی بے پردہ رہتی ہے، ایک دن بے پردہ ہوکر نماز جمعہ میں مسجد کے گیٹ پر بیٹھ گئی، مسلم اور غیر مسلم ڈاکٹروں نے علاج کے بعد اس کی شہادت دی کہ اس کا دماغی توازن درست نہیں ہے، ان حالات کی بنا پر میں نے طلاق رجعی دے دی۔

(۱) تو اس کو طلاق رجعی دینا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ طلاق دینے کی وجہ سے عند اللہ ماخوذ تو نہیں ہوں گا؟

(۲) تو طلاق دینے کے بعد میرے ذمہ جہیز مہر اور عدت کے خرچ کی ادائے گی لازم ہوگی اور میں نے اس سے جہیز وغیرہ کچھ نہیں لیا تھا، صرف نکاح کیا تھا؟

(۳) میری اس عورت سے دو بچیاں ہیں: ایک پانچ سالہ دوسری ڈھائی سال کی، پانچ سالہ بچی میرے پاس ہے اور ڈھائی سالہ بچی ماں کے پاس ہے، میں اپنی چھوٹی بچی کو بھی لینے کے لئے تیار ہوں، تو وہ چھوٹی بچی اپنی ماں کے پاس کتنی عمر تک رہے گی، اور اس بچی کا نفقہ کیا میرے ذمہ ہوگا، اور اس بچی کو میں کتنی عمر کے بعد واپس لے سکتا ہوں؟

(۴) عدت کے خرچ کے علاوہ شادی خرچ مہیلا کورٹ میں کیس داخل کرکے عدت خرچ کے علاوہ اس عورت کے دوسرے نکاح تک کھانا خرچ وغیرہ کا مطالبہ کرنا شرعاً کیسا ہے؟

(۵) میں نے ان سخت حالات کی وجہ سے اپنی بیوی کو طلاق دے دیا ہے، اور اب میری سسرال والے کورٹ میں کیس داخل کرکے تا نکاح ثانی کھانا خرچ مجھ پر لادنا چاہتے ہیں، تو کیا ان کا ایسا کیس کرنا شرعاً درست ہے، اور مجھ سے کورٹ کی معرفت اس نام کی رقم لینا درست ہے؟ اور کیا ایسا کرنا مجھ پر ظلم نہیں ہے؟

(۶) آج کل کی عدالت تو کچھ کا کچھ فیصلہ کرتی ہے، تو اس فیصلہ کو ماننا میرے لئے لازم ہوگا؟ اور مجھے کیا صورت اختیار کرنا چاہئے؟

(۷) کیا آپ کے پاس عدت خرچ کے علاوہ تا نکاح ثانی سابقہ بیگم کے کھانا خرچ کے لازم نہ ہونے پر قرآن واحادیث اور معتبر کتب فقہ اور مسلم لا کے ٹھوس حوالہ جات ہیں، جس کو وکیل کی معرفت عدالت کے مجسٹریٹ کے سامنے رکھ کر اسلامی قوانین کے اعتبار سے فیصلہ کروایا جاسکے؟

(۸) ہمارے کچھ رشتہ دار جو ماشاءاللہ جماعت کے کام میں بھی لگے ہوئے ہیں، وہ لڑکی کے باپ کو ایسا ظالمانہ کیس کورٹ میں داخل کرنے کا مشورہ دیتے ہیں، یا ان کی حمایت کرتے ہیں، ایسے لوگوں کا شرعاً کیا حکم ہے؟ کیا یہ لوگ جو کیس کی حمایت کرتے ہیں، ان کو توبہ کرنی چاہئے، یا یہ لوگ حق پر ہیں، جب کہ تمام رشتہ داروں کو لڑکی کے یہ حالات معلوم ہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: (۱) سوال میں ذکر کردہ نا موافق حالات کی بناپر آپ کا اپنی بیوی کو ایک طلاق رجعی دینا شرعاً درست ہے، اور اس پر آخرت میں کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أبغض الحلال إلى الله عزوجل الطلاق. (سنن أبي داؤد ۳۰۳/۱، المستدرك للحاكم ۲۱۸/۲ رقم: ۲۸۰۹، السنن الكبرىٰ ۳۱٦/۷)

عن ابن مسعود قال: لأن ألقى الله وصداقها بذمتي خير من أن أعاشر امرأة لا تصلي ومفاده استحباب طلاقها. (شامي / كتاب الطلاق ٤۲۸/٤ زكريا)

وعند تفريط المرأة في حقوق الله تعالىٰ الواجبة عليها مثل الصلاة ونحوها أن تكون غير عفيفة أو خارجة إلى المخالفة والشقاق مندوب إليه. (إعلاء السنن / كتاب الطلاق ١٦٢/١١ بيروت)

بل يستحب لو مؤذية أو تاركة صلاة. (الدر المختار ۲۲۹/۳ کراچی)

إذا اعتادت الزوجة الفسق عليه الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر والضرب فيما يجوز فيه فإن لم تنزجر لا يجب التطليق عليه؛ لأن الزوج قد أدى حقه والإثم عليها هٰذا ما اقتضاه الشرع وأما مقتضى غاية التقوىٰ فهو أن يطلقها لكن جواز الطلاق إنما هو إذا قدر على أداء المهر وإلا فلا يطلقها. (نفع المفتي والسائل ١٦٣ کراچی، شامي ٤۲۸/٤ زكريا)

(۲) مہر اور عدت کے واجب خرچ کی ادائیگی آپ پر لازم ہے، اسی طرح اگر کوئی جہیز کا سامان لڑکی کے میکہ کی طرف سے آیا ہوا ہے وہ بھی جوں کی توں حالت میں واپس کیا جائے گا۔

عن محمد بن عبد الرحمن بن ثوبان رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من كشف خمار امرأة ونظر إليها، فقد وجب الصداق، دخل بها أو لم يدخل بها. (سنن الدار قطني / النكاح ۲۱۳/۳ رقم: ۳۷۸۰)

إن المهر قد وجب بالعقد وصار دينا في ذمته. (بدائع الصنائع ٥٨٤/٢ زكريا)

المهر يتأكد بأحد معان ثلاثة، الدخول، والخلوة الصحيحة، وموت أحد الزوجين، سواء كان مسمى أو مهر المثل، حتى لا يسقط منه شيئ بعد ذٰلک إلا بالإبراء من صاحب الحق. (الفتاویٰ الهندية ٣٠٣/١ زكريا، البحر الرائق / باب المهر ٢٥١/٣، شامي ١٠٢/٣ كراچی)

المعتدة عن الطلاق تستحق النفقة والسكنى كان الطلاق رجعياً أو بائناً. (الفتاویٰ الهندية ٥٥٧/١ زكريا)

أجمع العلماء على أن المطلقة طلاقًا رجعيًا تستحق النفقة والسكنیٰ أيضا مادامت العدة قائمة سواء كانت حاملا أو حائلا. (الفتاویٰ التاتارخانية ٣٩٩/٥ رقم: ٨٣٠٢ زكريا)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال لفاطمة: إنما السكنیٰ والنفقة لمن كان لزوجها عليها رجعة. (سنن الدارقطني / الطلاق ١٥/٤ رقم: ٣٩٠٨)

رجل جهز ابنته بماله ووجه الابنة مع الجهاز إلى زوجها، فماتت الابنة،فادعى الأب أنه كان عارية (وزوجها يدعى الملک) اختلفوا فيه، فقال بعضهم: القول قول الأب؛ لأنه هو الدافع والمملک ...... وينبغي أن يكون الجواب على التفصيل: إن كان الأب من الكرام والأشراف لايقبل قول الأب؛ لأن مثله يأنف عن الإعارة، و إن كان من أوساط الناس، يكون القول قول الأب؛ لأنه هو الدافع، وليس بمكذب فيما قال من حيث الظاهر، كذا في فتاویٰ قاضی خان. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الهبة / الباب الحادي عشر في المتفرقات ٤٠٢/٤ زكريا)

(۳) بچیوں کی پرورش کا حق اصولاً بالغ ہونے تک ماں کو ہے، البتہ اگر وہ اپنا حق چھوڑ دے تو اس کی مرضی ہے اور بہر صورت بچیوں کا نفقہ والد پر ضروری ہے۔

والأم والجدة أحق بها بالصغيرة حى تحيض أي تبلغ في ظاهر الرواية.

(شامي ٥/ ٢٦٨ زكريا)

وتجب النفقة بأنواعها على الحر لطفله يعم الأنثى والجمع الفقير، وفي الشامية: قوله: بأنواعها من الطعام والكسوة والسكنى. (شامي ٥/٣٣٦ زكريا)

نفقة الأولاد الصغار على الأب، لا يشاركه فيها أحد. (الفتاویٰ الهندية ١/٥٦٠ زكريا)

(۴) عدت کے خرچ کے علاوہ دیگر اخراجات کا مطالبہ شوہر سے جائز نہیں ہے، اور شریعت کے خلاف ہے۔ (مستفاد: امداد المفتیین ۷۲۴)

(۵) اگر کورٹ میں عدت کے بعد بھی تا نکاح ثانی بیوی کا نفقہ شوہر پر لازم کر دیا، پھر بھی اس کی ادائے گی شوہر پر لازم نہ ہوگی، کیوں کہ یہ شریعت کے حکم کے خلاف ہے، اور اگر زبردستی شوہر سے عدت کے بعد بھی نفقہ لیا گیا تو یہ صراحۃً ظلم ہوگا، اور اس رقم کو لینے کے لئے دباؤ ڈالنے والے سبھی گنہگار ہوں گے۔ (مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ ۵/۴۰۹، ۸/۴۵۹)

لأن النفقة تابعة للعدة. (شامي ٥/٣٣٣ زكريا)

(۶) شریعت میں عدت گذرنے کے بعد رشتہ نکاح باقی نہیں رہتا، اور شوہر پر بیوی کے نفقہ کا لزوم رشتہ نکاح ہی کی وجہ سے ہوتا ہے، جب رشتہ ہی سرے سے ختم ہوگیا تو اب نفقہ کا کیا مطلب؟ قرآن پاک میں بھی اس بارے میں صراحت موجود ہے، چنانچہ وہ مطلقہ عورتیں جو حاملہ ہوں، جن کی عدت وضع حمل پر ختم ہوتی ہے، ان کے بارے میں فرمایا گیا۔

قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ [الطلاق، جزء آیت: ٦]

اس سے صاف معلوم ہوا کہ نفقہ کے حکم کی انتہا عدت کے ختم پر ہے، نیز فقہی جزئیات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے، جن میں سے بعض عبارتیں درج ذیل ہیں:

وإذا طلق الرجل امرأته فلها النفقة، والسكنى في عدتها. (الهداية ٢/٤٤٣ أشرفي)

وتلزمه النفقة مالم تنقض العدة، أما بثلاث حيض أو بدخولها في حد الاياس، ومضى ثلاثة أشهر بعده. (البحر الرائق ٤/ ١٩٩ كراچی)

وتجب في العدة من نكاح صحيح لوجود سبب الوجوب؛ لأن النكاح قائم من وجه، فتستحق النفقة كما كانت تستحقها قبل الفرقة، بل أولى؛ لأن حق الحبس بعد الفرقة تأكد بحق الشرع، وتأكد السبب يوجب تاكد الحكم.

(بدائع الصنائع ٣/ ٤١٩ زكريا)

لأن النفقة تابعة للعدة. (شامي ٥/ ٣٣٣ زكريا)

(۷) جولوگ عدت کے بعد بھی نفقہ جاری رکھنے پر کورٹ میں کیس چلانے کی تائید کررہے ہیں، وہ سب غلطی پر ہیں اور ظلم کا ساتھ دینے والے ہیں، ایسے لوگوں کو توبہ واستغفار لازم ہے، ورنہ عنداللہ جوابدہ ہوں گے۔ (مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ ۵/ ۴۰۹)

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة، جزء آيت: ۳]

أن النفقة تابعة للعدة. (شامي ٥/ ٣٣٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵/ ۱۱/ ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بدکردار اور مار ڈالنے کی تدبیر کرنے والی عورت کو طلاق دینا؟

سوال (۱۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری شادی ۴ جنوری ۱۹۹۴ء میں ہوئی تب سے اب تک میری بیوی نے کبھی میرا شوہر کے لحاظ سے احترام نہیں کیا، ہمیشہ مجھ سے میری والدہ اور میری بہنوں سے گالی گلوج سے بات کرتی ہے۔

(۲) ۱۹ مارچ ۱۹۹۵ء کو یہ حرکت کی کہ گھر سے سب زیور کپڑے وغیرہ اپنے میکے پہنچادیئے اور اس کے میکے والوں نے میرے ساتھ مارپیٹ کی اور علیحدہ مکان میں رہنے کا مطالبہ کیا، تب میں نے کٹار شہید پر مکان لیا اس میں کرایہ پر رہنے لگا، تب بھی اس کی عادت میں کوئی

سدھا رنہیں آیا اور ہر وقت مجھے پریشان کرتی رہی ۔

(۳) ۵/۷/۱۹۹۶ء کو اس کے گھر والوں نے جھوٹا کیس بنا کر میری ماں اور بھائیوں اور میرے خلاف رپورٹ لکھوائی جس میں میرے بھائی جیل گئے، میرے محلے والے سبھی افراد نے میرے گھر والوں کے حق میں حلف نامے تب ضمانت ہوئی۔

(۴) ۱/۸/۲۰۰۵ء کو اس کے بھائی بیس پچیس بدمعاشوں کو لے کر میرے گھر پر آئے گالی گلوج کی اور گھر میں گھس کر مار پیٹ کی اور ساتھ میں بہن کو لے کر گئے، اور الٹی رپورٹ لکھوائی کہ ہماری بہن کو گھر سے نکال دیا، پولیس سے مجھے پٹوایا۔

(۵) ۴/۱۱/۲۰۰۵ء کو اپنے اوپر مٹی کا تیل ڈال کر اپنے کو جلا کر ہمارے خلاف کیس بنانے کی کوشش کی، میں نے روکا تو میرے ہاتھ میں سوئی چبھودی جس سے مجھے سیپٹس ہوگیا، مجھے بہت لمبا علاج کرانا پڑا اس کی وجہ سے میری طبیعت خراب چل رہی ہے۔

(۶) گھر میں موم کے پتلے سوئیاں، دیو بنا ہوا تعویذ لحاف میں نکلتا رہتا ہے، اور میری طبیعت خراب رہتی ہے، ایسی عورت سے کس طرح گذر بسر ہوسکتی ہے، میرے چار چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، بڑے بچے کی عمر ۹ سال دوسرے کی عمر ۸ سال تیسرا ۶ سال چوتھا ۳ سال کا اب آپ بتائیے میں اس بارے میں کیا کروں شرعی حکم کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حتی الامکان کوشش یہی کرنی چاہئے، کہ میاں بیوی میں آپس میں تعلق برقرار رہے اور طلاق کی نوبت نہ آئے، لیکن اگر نبھاؤ کی کوئی شکل نہ نکل سکے، جیسا کہ سوال نامہ سے معلوم ہوتا ہے، تو مجبوراً طلاق دینے کی گنجائش ہے، اور طلاق دینے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ ایسے طہر کی حالت میں ایک طلاق دی جائے جس میں بیوی سے ہمبستری نہ کی ہو۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أبغض الحلال إلى الله عزوجل الطلاق. (سنن أبي داؤد ۱/۳۰۳، المستدرك للحاكم ۲/۲۱۸ رقم: ۲۸۰۹، السنن الكبرىٰ ۷/۳۱۶)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: لا تسأل المرأة طلاق أختها لتتفرغ صحفتها ولتنكح فإنما لها ما قدر لها. (سنن أبي داؤد / باب في المرأة تسأل زوجها طلاق امرأة له ٢٩٦/١)

وروي عن إبراهيم أن اصحاب النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كانوا يستحبون أن لا يزاد في الطلاق على واحدة حتى تنقض العدة، وهٰذا أفضل عندهم من أن يطلق الرجل امرأته ثلاثا عند كل طهر تطليقة. (المصنف لابن أبي شيبة، الطلاق / ما يستحب من طلاق السنة وكيف هو؟ ٥١٢/٩ رقم: ١٨٠٤٠، المصنف لعبد الرزاق ٣٠٢/٦ رقم: ١٠٩٢٦، بحواله: الفتاویٰ التاتارخانية ٣٧٨/٤ رقم: ٦٤٧٢ زكريا)

عن إبراهيم قال: كانوا يستحبون أن يطلّقها واحدة ثم يتركها حتى تحيض ثلاث حيض. (المصنف لابن أبي شيبة / ما يستحب من طلاق لسنة،وكيف هو؟ ٥١٢/٩ رقم: ١٨٠٤٠)

وقولهم الأصل فيه الحظر معناه أن الشارع ترک هذا الأصل فأباحه؛ بل يستحب لو موذية أو تاركة صلوة. (شامي ٤٢٨/٤ زكريا)

طلقة رجعية فقط في طهر لاوطأ فيه وتركها حتى تمضى عدتها أحسن بالنسبة إلى البعض الآخر. (الدرالمختار مع الشامي / كتاب الطلاق ٤٣٢/٤ زكريا)

ومحلة المنكوحة وأهله زوج عاقل بالغ– طلقة رجعية فقط في طهر لا وطء فيه، وتركها حتى تمضي عدتها. (شامي ٤٣١/٤–٤٣٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۸؍۵؍۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بدکار بیوی کو طلاق دینا اور بچوں کا نفقہ

سوال (۲۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک آدمی کی بیوی بار بار غیر مرد کے ساتھ ناجائز تعلقات رکھتی ہو، اور اس کا شوہر کئی بار معاف

کر چکا ہو، مگر وہ بار بار وہی حرکت دہراتی رہتی ہو اور ہر بار معافی مانگتی رہتی ہے؛ لیکن اس بار اس کا کہنا اپنے شوہر سے یہ ہے کہ میں اب آئندہ اس سے نہیں ملوں گی، اور کوئی غلط کام نہیں کروں گی، اب کہ آخر بار مجھے معاف کردیں اگر میں آئندہ ایسی غلطی کروں گا تو آپ مجھے گھر سے نکال دیں، اور مجھے طلاق دیدیں اور پوری زندگی کے لئے مجھ سے رابطہ ختم کردیں، تو ایسی صورت میں اپنی بیوی کے ساتھ کیا سلوک کروں؟ میرے دو لڑکے ہیں: ایک کی عمر ۱۴/ سال ہے اور ایک کی عمر ۸/ سال ہے، اگر میں اپنی بیوی کو طلاق دیدوں تو کیا اس کا اور ان بچوں کا خرچہ دینا پڑے گا، اگر دینا پڑا تو کب تک دینا پڑے گا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں جب کہ عورت اپنی غلطی سے توبہ کررہی ہے تو بہتر ہے کہ آپ اسے معاف کردیں، اور بہر صورت آپ کے لئے اس کو طلاق دینا شرعاً لازم نہیں ہے، اور اگر طلاق کی نوبت آئی تو مہر اور بچوں کے اخراجات آپ ہی کے ذمہ ہوں گے۔

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿فَاِنۡ اَطَعۡنَکُمۡ فَلاَ تَبۡغُوۡا عَلَیۡهِنَّ سَبِیۡلاً﴾ [النساء، جزء آیت: ۳٤]

قال اللّٰه تعالی: ﴿فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَنۡ لَّا یُقِیۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰهِ فَلاَ جُنَاحَ عَلَیۡهِمَا فِیۡمَا افۡتَدَتۡ بِهٖ﴾ [البقرة، جزء آیت: ۲۲۹]

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنه قال: جاء رجل إلی النبي صلی اللّٰه علیه وسلم فقال: إن امرأتي لا تمنع ید لامس، قال غر بها قال: إني أخاف أن تتبعها نفسي قال: فاستمتع بها. (سنن أبي داؤد / أول کتاب النکاح ۱/۲۸۰ رقم: ۲۰٤۹، سنن النسائي، کتاب النکاح / باب کراهیة تزویج العقیم ۲/۷۰ رقم: ۳۲۲٦، کتاب الطلاق / باب ما جاء في الخلع ۲/۱۰٦ رقم: ۳٤٦۱)

عن علي رضي اللّٰه عنه: یطیب للرجل الخلع إذا قالت: لا اغتسل من الجنابة، ولا أطیع لک أمرا، و لا أبر لک قسما، ولا أکرم نفسا. (المصنف لابن أبي شیبة / حتی یطیب له أن یخلع امرأته ٤/ ۱۲۰ رقم: ۱۸٤۱۱ بیروت)

لايجب على الزوج تطليق الفاجرة، ولا عليها تسريح الفاجر إلا إذا خانا أن لايقيما حدود الله، فلا بأس أن يتفرقا. (الدر المختار مع الشامي ٤/١٤٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۳/۱۱/۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ناشزہ بیوی کو طلاق دینے کا شرعی طریقہ

سوال (۲۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: احقر نے اپنے پسر کی شادی یکم دسمبر ۱۹۹۸ء کو کی تھی، ۱۷/ جون ۱۹۹۹ء تک حالات بالکل ٹھیک تھے، ۱۸/ جون ۱۹۹۹ء کو دلہن کے والد نے اچانک اپنی لڑکی کو اپنے گھر روک لیا، جب کہ وہ اپنے والد کے گھر رہنے گئی ہوئی تھیں، اور انہوں نے چند شکایات بھیجیں، مصالحت کی کوششوں کے درمیان اچانک ۲/ جولائی ۱۹۹۹ء کو دلہن کے والد نے پولیس تھانہ میں فرضی شکایات لکھائی، جس میں لڑکی کو جلاکر مار دینے کی کوشش اور احقر کی طرف سے سامان اور نقد رقم کا جھوٹا مطالبہ دکھایا گیا، جس کی بنیاد پر پولیس نے جھوٹا مقدمہ میرے اور میرے اہل وعیال کے خلاف قائم کر کے ۳/ جولائی ۱۹۹۹ء کو مجھے میری زوجہ اور میرے دو بیٹوں اور ایک غیر شادی شدہ بیٹی کو گرفتار کرلیا اور پسران اور بیٹی کو جیل بھیج دیا جو ۵-۸/ جولائی ۱۹۹۹ء کو ضمانت پر جیل سے رہا ہوکر اب گھر آگئے ہیں، سائل معلوم کرنا چاہتا ہے کہ ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے برائے مہربانی جواب مرحمت فرمائیں کہ اب طلاق کی شرعی حیثیت کی ہوگی؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: لڑکی آنا نہیں چاہتی اور لڑکا بھی طلاق دینے کے لئے راضی ہے تو ان حالات کے پیش نظر طلاق دینے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ لڑکا لڑکی کو اس کی پاکی کی حالت میں ایک طلاق دے کر چھوڑ دے یہاں تک کہ اس کی عدت گذر جائے، نکاح خود بخود ختم ہو جائے گا۔

وروي عن إبراهيم أن أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم كانوا يستحبون ...... الخ، أخرج ابن أبي شيبة عن إبراهيم قال: كانوا يستحبون أن يطلقها واحدة، ثم يتركها حتى تحيض ثلاث حيض. (المصنف لعبد الرزاق / باب وجه الطلاق وهو طلاق العدة والسنة ٣٠٢/٦ رقم: ١٠٩٢٦)

فالأحسن أن يطلق الرجل امرأته تطليقة واحدة في طهر لم يجامعها فيه حتى تنقضي عدتها. (الهداية ٣٥٤/٢، البحر الرائق ٣٨/٣، الدر المختار مع الشامي ٤٣٢/٤ زكريا)

وأما في الحامل إذا استبان حملها فالأحسن أن يطلقها واحدة رجعية وإن كان قد جامعها وطلقها عقيب الجماع. (بدائع الصنائع ١٤١/٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۰/۴/۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا نافرمان اور ناشزہ عورت کو طلاق دے سکتے ہیں؟

سوال (۲۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلۂ ذیل کے بارے میں کہ: نافرمان اور ناشزہ عورت کو طلاق دی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اور ایسی عورت کو طلاق دینے کا کیا طریقہ ہے جواب تحریر فرمادیں، نوازش ہوگی۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو عورت خواہ مخواہ اپنے شوہر کو ستاتی رہتی ہو اور دونوں کے درمیان نبھاؤ کی کوئی صورت نہ ہو تو شوہر کو طلاق دینے کا حق ہے، اور طلاق دینے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ ایک طلاق رجعی ایسے پاکی کے زمانہ میں دی جائے جس میں عورت سے صحبت نہ کی ہو، ایسی صورت میں عدت (تین ماہواری) گذرنے کے بعد عورت خود بخود نکاح سے نکل جائے گی۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أبغض الحلال إلى الله عزوجل الطلاق. (سنن أبي داؤد ٣٠٣/١، المستدرك للحاكم ٢١٨/٢ رقم: ٢٨٠٩، السنن الكبرىٰ ٣١٦/٧)

عن إبراهيم قال: كانوا يستحبون أن يطلّقها واحدة ثم يتركها حتى تحيض ثلاث حيض. (المصنف لابن أبي شيبة / ما يستحب من طلاق السنة، وكيف هو؟ ٥١٢/٩ رقم: ١٨٠٤٠)

وإيقاعه مباح وقيل: الأصح حظره إلا لحاجة، بل يستحب لو مؤذية أو تاركة صلاة. (شامي ٤٢٧/٤ زكريا)

فالأحسن أن يطلق امرأته واحدة رجعية في طهر لم يجامعها ثم يتركها حتى تنقضي عدتها. (الفتاویٰ الهندية ٣٤٨/١ زكريا)

طلقةً رجعيةً فقط في طهر لا وطء فيه وتركها حتى تمضي عدتها أحسن بالنسبة إلى البعض الآخر. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ٤٣٢/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۸/۱/۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کی بدکلامی اور بدتمیزی کی وجہ سے طلاق دے سکتے ہیں؟

سوال (۲۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر بیوی اپنے خاوند سے بدکلامی کرے، بدتمیزی سے پیش آئے اور خاوند کی مرحومہ ماں کے چال چلن پر کیچڑ اچھالے جب کہ خاوند کی ماں ایک نیک عورت تھی، بیوی سے خاوند کسی طرح مطمئن نہ ہو اور مستقل پریشانی اٹھاتا رہے تو کیا ایسی صورت میں طلاق دینا جائز ہے؟ جب کہ اس کے راہِ راست پر لانے کی ہر ممکن کوششیں کی جاچکی ہوں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: حدیث شریف میں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عن ابن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أبغض الحلال إلى الله عزوجل الطلاق. (سنن أبي داؤد ٣٠٣/١، المستدرك للحاكم

٢١٨/٢ رقم: ٢٨٠٩، السنن الكبریٰ ٣١٦/٧)

یعنی حلال چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے، اس لئے جہاں تک ممکن ہو طلاق دینے سے احتراز کرنا چاہئے، اور نبھاؤ کی کوشش کرتے رہنا چاہئے، تاہم اگر نبھاؤ کی شکل ہی نہ رہے اور ساتھ میں رہ کر زندگی اجیرن ہوجائے تو بحالت مجبوری حاجت اور ضرورت کے پیش نظر طلاق دینے کی گنجائش ہے اور اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ صرف ایک طلاق دے کر چھوڑ دیا جائے؛ تا آں کہ عورت اپنی عدت پوری کرلے۔

وأما الطلاق فإن الأصل فيه الحظر بمعنیٰ أنه محظور إلا لعارض يبيحه، فحيث تجرد عن الحاجة المبيحة له شرعاً يبقى على أهله من الحظر. (شامي ٢٢٨/٣ کراچی)

وأما وصفه فهو انه محظور نظراً إلى الأصل، ومباح نظراً إلى الحاجة. (الفتاویٰ الهندية / كتاب الطلاق ٣٤٨/١ زكريا، وكذا في الرد المحتار / كتاب الطلاق ٢٢٨/٣ کراچی)

یہ طلاق ایسے طہر میں ہونی چاہئے جس میں ہم بستری نہ کی گئی ہو۔

وروي عن إبراهيم أن اصحاب النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كانوا يستحبون أن لا يزاد في الطلاق على واحدة حتى تنقضي العدة، وهٰذا أفضل عندهم من أن يطلق الرجل امرأته ثلاثا عند كل طهر تطليقة. (المصنف لابن أبي شيبة، الطلاق / ما يستحب من طلاق السنة وكيف هو؟ ٥١٢/٩ رقم: ١٨٠٤٠، المصنف لعبد الرزاق ٣٠٢/٦ رقم: ١٠٩٢٦، بحواله: الفتاویٰ التاتارخانية ٣٧٨/٤ رقم: ٦٤٧٢ زكريا)

عن إبراهيم قال: كانوا يستحبون أن يطلّقها واحدة ثم يتركها حتى تحيض ثلاث حيض. (المصنف لابن أبي شيبة / ما يستحب من طلاق لسنة، وكيف هو؟ ٥١٢/٩ رقم: ١٨٠٤٠)

طلقةً رجعيةً فقط في طهر لا وطء فيه وتركها حتى تمضي عدتها أحسن بالنسبة إلى البعض الآخر. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ٤٣٢/٤ زكريا)

فالأحسن أن يطلق امرأته واحدة رجعية في طهر لم يجامعها فيه، ثم يتركها حتى تنقضي عدتها. (الفتاویٰ الهندية ۳٤٨/۱ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۱/۳/۲۳ھ

بداخلاق اور بدکردار عورت کو طلاق دینا؟

سوال (۲۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص کی بیوی اپنے شوہر کی نافرمانی کرتی ہے، شوہر کے سمجھانے سے بھی باز نہیں آتی، بیوی کے گھر والے بھی بری طرح شوہر کو ذلیل کرتے ہیں، دو بچے بھی ہیں، ان بچوں سے شوہر بے انتہا پیار ومحبت کرتا ہے اور سوچتا ہے کہ اگر بیوی کی نازیبا حرکتوں کی وجہ سے طلاق دے دوں تو بچوں کی زندگی برباد ہو جائے گی، کافی پریشان ہو کر دو مرتبہ طلاق بھی دے چکا ہے، اور پھر ساتھ ہی عدت کے اندر ہی رہنے لگا؛ تاکہ بچوں کی زندگی برباد نہ ہو، لیکن دو مرتبہ طلاق دینے کے باوجود بیوی اپنی پرانی حرکتوں پر قائم ہے اور ہر وقت پریشان کرتی ہے، جہاں دل چاہتا ہے شوہر کی اجازت کے بغیر چلی جاتی ہے، ایسے حالات میں اگر شوہر ایسی بداخلاق و بدکردار عورت کو طلاق دے دے تو کوئی گناہ تو نہیں ہوگا، شرعی حکم کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جہاں تک ممکن ہو نباہ کی کوشش کریں؛ تاکہ بچوں کے لئے آزمائش نہ پیش آئے اور اگر آپ مجبور ہو جائیں کہ نباہ کی کوئی شکل ہی نہ نکل سکے تو پھر طلاق دینے میں آپ خطاوار نہ ہوں گے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاللّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ﴾ [النساء، جزء آیت: ۳٤]

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم:

لا يفرك مؤمن مؤمنة إن كره منها خلقاً رضي منها آخر. (صحيح مسلم ٤٧٥/١،
مشكاة المصابيح ٢٨٠)

عن ابن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أبغض الحلال إلى الله عزوجل الطلاق. (سنن أبي داؤد ٣٠٣/١، المستدرك للحاكم ٢١٨/٢ رقم: ٢٨٠٩، السنن الكبرىٰ ٣١٦/٧)

وأما الطلاق فإن الأصل فيه الحظر بمعنىٰ أنه محظور إلا لعارض يبيحه، فحيث تجرد عن الحاجة المبيحة له شرعاً يبقى على أهله من الحظر. (شامي ٢٢٨/٣ كراچی)

وإن أراد الخلاص عند الحاجة إليه فهو المطلوب. (شامي ٢٢٨/٣ كراچی، ٤٢٨/٤ زكريا)

وأما وصفه فهو أنه محظور نظراً إلى الأصل، ومباح نظراً إلى الحاجة.
(الفتاویٰ الهندية / كتاب الطلاق ٣٤٨/١ زكريا، وكذا في الرد المحتار / كتاب الطلاق ٢٢٨/٣ كراچی)

ويجب أي الطلاق لو فات الإمساك بالمعروف أي كان عجز عن حقوق الزوجة أو كان لا يشتهيها. (شامي ٢٢٩/٣ كراچی)

وسببه الحاجة إلى الخلاص عند تباين الأخلاق. (مجمع الأنهر / كتاب الطلاق ٣٨٠/١ بيروت، كذا في البحرالرائق / كتاب الطلاق ٤١٢/٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۴/۱۱/۱۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ناجائز اور غیر شرعی افعال کا ارتکاب کر کے شوہر کو صدمہ پہنچانے والی عورت کو طلاق دینا؟

سوال (۲۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: جو اپنے خاونداور سسرال والوں کے ساتھ افعال ذیل کی مرتکب ہوکران کو رنج وغم اور صدمہ پہنچایا ہے؟

(۱) خاونداس کو شب میں طلب کرے تو بہانہ وانکار کردے، اور خاوند کی ناراضگی کی پرواہ نہ کرے، خاوند کی مرضی کے خلاف غیر محرم رشتہ داروں سے پردہ نہ کرے؛ بلکہ ان سے خلوت اختیار کرے اور بدچلنی پر آمادہ رہے، خاوند کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ وہ شادی سے پہلے سے ہی مختلف بیماریوں میں مبتلا ہے، تاہم خاونداس کا علاج کراتا رہا، اس کے پیٹ میں پتھری تھی جس کا علاج کرایا تھا، اس کے کہنے کے مطابق پتھری ختم ہوگئی تھی، اب اس نے پھر جب تیسرا بچہ حمل میں تھا تو پتھری کی شکایت ظاہر کی تو اس کا علاج کنٹونمنٹ ہسپتال میں شروع کرادیا اور وہاں زیر علاج تھی؛ لیکن علاج آپریشن کے بہانے خاوند کے بلاعلم واطلاع واجازت اور اس کے غائبانہ میں اپنے خاوند کے نقد زیورات ودیگر ضروری اشیاء کو لے کر اور مع دو بیٹوں اپنے ماں باپ بہن بھائی واجنبی لوگوں کو بلاکر ماں کے گھر چلی گئی، اور وہیں رہ رہی ہے، ماں کے گھر آنے کے اگلے ہی دن بجائے علاج ومعالجہ میں مشغول ہونے کے خاوند ساس سسر دیور نندو کے خلاف مار پیٹ وجہیز کا جھوٹا مقدمہ کیا اور خاوند سسر کی ملازمت پر اثر ڈالنے کی کوشش کی اور بدنام کیا، اب ایسی صورت میں خاونداگر مجبورا ورتنگ ہوکر ایسی زوجہ کو طلاق دیدے تو اس کا یہ فعل طلاق جائز ہوگا یا ناجائز؟ کیا ایسی نافرمان عورت میکے میں رہتے ہوئے نان ونفقہ کی حقدار ہوگی، کیا بصورت طلاق مہر اور عدت کا نفقہ کی حقدار ہوگی، جب کہ اس سے قبل بھی دو مرتبہ اپنے میکہ جاکر بیٹھ چکی ہے، جہیز اور مار پیٹ کے جھوٹے مقدمے کر چکی ہے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ حالات میں اگر شوہر بیوی کو طلاق دے تو اس کی فی نفسہٖ شرعاً اجازت ہے، تاہم بہتر یہی ہے کہ شوہر صبر وتحمل سے کام لے اور جہاں تک ممکن ہو معاملات نبھانے کی کوشش کرے؛ اس لئے کہ طلاق حلال چیزوں میں سب سے ناپسند حرکت قرار دی گئی ہے۔

عـن أبـي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: استـوصـوا بالنساء خيرا، فإنهن خلق من ضلع، وإن أعوج شيء في الضلع أعلاه، فـإن ذهبـت تقيمه كسرته، وإن تركته لم يزل أعوج، فاستوصوا بالنساء. (صحيح البخاري ٧٧٩/٢، صحيح مسلم ٤٧٥/١، مشكاة المصابيح ٢٨٠)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: لا يـفـرك مؤمن مؤمنة إن كره منها خلقاً رضي منها آخر. (صحيح مسلم ٤٧٥/١، مشكاة المصابيح ٢٨٠)

عـن ابـن عـمـر رضي اللّٰه عنهما أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: أبـغـض الـحـلال إلى اللّٰه عزوجل الطلاق. (سنن أبي داؤد ٣٠٣/١، المستدرك للحاكم ٢١٨/٢ رقم: ٢٨٠٩، السنن الكبرىٰ ٣١٦/٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۵/۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نامحرم کے ساتھ گھومنے اور حکم عدولی کرنے پر عورت کو طلاق دینا؟

سوال (۲۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: تقریباً ڈیڑھ سال پہلے محمد آصف کی شادی امرین رضی بنت رضی اللہ مرحوم سے بخیر وخوبی ہوئی، شادی کے بعد دونوں فریقین خوش وخرم رہے، کچھ وقت بعد دونوں کے بیٹی پیدا ہوئی، جو ضلع ہسپتال کے پرائیویٹ وارڈ میں ہوئی، اس وقت شہر میں کرفیو لاگو تھا، اس کے باوجود دولہن کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہونے دی، اور یہیں سے اختلافات دونوں گھرانوں کے درمیان پیدا ہوئے، شہری معاملات ٹھیک نہ ہونے کی وجہ سے شیرینی تقسیم نہیں کی گئی، جس کو دولہن کی والدہ نے کہا کہ یہ لوگ بیٹی ہونے کی وجہ سے خفا ہوگئے ہیں، ان لوگوں میں اسی لئے کوئی خوشی دکھائی نہیں دے رہی ہے، دولہن ہسپتال سے اپنی سسرال ایمبولینس سے لائی گئی، یہاں پر گھر کے سبھی لوگ اس کی

خدمت میں لگے رہے، اور اس کو کسی طرح کی پریشانی تکلیف نہیں ہونے دی گئی، جب چلہ کا وقت آیا تو دولہن نہا کر اپنے بھائی کے ساتھ خوش وخرم اپنے میکہ گئی، تو اس کی ساس نے (میکہ والوں کے مطابق) یہ کہا کہ اب تم دو ماہ بعد آنا؛ کیوں کہ ڈاکٹر نے آپ کو بڑا آپریشن ہونے کی وجہ سے تین مہینے مکمل آرام کرنے کو کہا ہے، تو ایک مہینہ آپ کا گذر گیا ہے، باقی دو مہینے آپ اپنے میکے میں گذارلیں، امرین جب اپنے میکہ میں رہ رہی تھی، تب ایک دن اپنے خالہ زاد بھائی عبداللہ کے ساتھ بازار میں دکھائی دی (یہ اس کا پکڑے جانے کا امرین کا تیسرا واقعہ ہے) جب اس کے شوہر نے اسے اچانک دیکھا تو عبداللہ اسے چھوڑکر بائک سے بھاگ نکلا، اس وقت امرین نے اپنا برقعہ بدل رکھا تھا، اور اپنے آپ کو ایک کنواری لڑکی کی طرح بنا رکھا تھا، نہ کہ شادی شدہ کی شکل میں، شوہر نے اسے قریب جاکر ڈانٹا اور گھر لے آیا، وہاں اس نے امرین کی والدہ اور اس کی خالہ کو ٹیلیفون کیا اور ان کو یہ واقعہ سنایا، تو ان کی والدہ اور خالہ نے یہ کہا کہ یہ شوہر بیوی کا معاملہ ہے، ہم اس میں دخل نہیں دیں گے، شوہر اس کو اگر مار بھی دے تو ہم کچھ نہ کہیں گے، اور اس کی لاش اٹھا کر لے آئیں گے، اس کے بعد جب کوئی نہیں آیا تو شوہر نے دولہن کو رکشہ میں بٹھا کر میکہ کو روانہ کردیا؛ کیوں کہ یہ اس وقت میکہ میں ہی قیام پذیر تھی، اور دولہن عبداللہ کے ساتھ زیادہ تر میکہ میں وقت گذارتی ہے، ہنسی مذاق بھی اور اس کے ساتھ اکثر گھومنے جاتی ہے، حد تو یہ ہے کہ شوہر کی موجودگی میں بھی اس کے ساتھ ہی میکہ میں یہ زیادہ وقت گذارتی ہے، ان سب باتوں کی وجہ سے یہ اپنے گھر گذشتہ ٦/ماہ سے رکی ہوئی ہے، محلّہ والوں کے معزز لوگوں نے معاملہ سلجھا کر طے کردیا، یہ اپنی سسرال آگئی، مگر زیور نہیں لائی، ٹوکنے پر اس کی خالہ نے کہا کہ آپ کا زیور پورا موجود ہے، آئندہ آنے پر مل جائے گا، یہ گھر سے سسرال آئی تو اس کے کہنے کے مطابق ساس نندوں نے اس کو طعنے دئے، جو سراسر جھوٹ ہے، جب رات ہوئی تو شوہر اور بیوی دونوں سونے کے لئے کمرہ میں گئے، تو ان دونوں کے درمیان بات چیت ہوئی، مگر جب شوہر نے حق زوجیت کے لئے کہا تو اس نے بہانے بنا کر صاف منع کردیا، جب صبح ہوئی تو اس کے میکہ سے اس کے کہنے کے مطابق

کھچڑے کی دعوت آئی، دعوت حقیقت میں نہیں آئی تھی، ہم نے اس کے اصرار کرنے پر اس کو میکہ کے لئے اس کے بھائی کے ساتھ روانہ کردیا، چوں کہ ہماری دعوت نہیں تھی، اس لئے ہم نہیں گئے، یہ سسرال سے سب کو سلام و دعا کر کے خوشی خوشی گئی، مگر اس نے میکہ جا کر جھوٹ بولا کہ مجھے رات بھر میرے شوہر نے مارا پیٹا ہے، تب اس کی والدہ خالاؤں نے اس کو دوبارہ پھر روک لیا، اب جب محلّہ کے لوگوں نے پھر معاملہ سلجھانا چاہا، تب اس کی والدہ نے کہا کہ میں اب اپنی بیٹی کو سسرال نہیں بھیجوں گی، زندگی بھر اپنے پاس رکھوں گی، نہ تو طلاق لوں گی اور نہ ہی مقدمہ کروں گی، اور نہ ہی آصف کی دوسری شادی ہونے دوں گی، اگر میں نے کچھ غلط کیا ہے تو مجھے اور اگر آصف کے گھر والوں نے کچھ غلط کیا ہے تو ان کو اللہ سزا دے گا، یہ معاملہ میں نے اللہ کے سپرد کردیا ہے، اور میں اللہ ہی سے نتیجہ چاہتی ہوں، ایسی صورت میں اگر آصف دوسری شادی کرتا ہے تو اس کے لئے کوئی شرط ہوگی یا وہ صحیح ہوگی یا غلط؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں امرین کا اپنے خالہ زاد بھائی عبداللہ کے ساتھ بے تکلف رہنا سہنا اور آنا جانا سب حرام اور ناجائز ہے، جس کی وجہ سے وہ سخت گنہگار ہے، اس کو بہر حال اپنے شوہر کے ساتھ رہنا چاہئے، اور شوہر کو بھی چاہئے کہ وہ معاملہ کو نبھانے کی کوشش کرے اور دونوں خاندان کے بااثر حضرات فریقین کو سمجھا بجھا کر دونوں میں اعتماد کی فضا قائم کریں؛ تاکہ یہ گھر بگڑنے نہ پائے؛ تاہم اگر کوشش کے باوجود معاملہ نہ سلجھ سکے تو شوہر کو طلاق دینے کا اختیار ہے، اور اگر وہ چاہے تو دوسری شادی بھی کرسکتا ہے، دوسری شادی کے لئے پہلی بیوی سے یا اس کے گھر والوں سے اجازت لینا شرط نہیں ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِنْ اَهْلِهَا، اِنْ يُرِيْدَا اِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا﴾ [النساء، جزء آیت: ۳۵]

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاللَّاتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي

الْمَضَاجِعِ﴾ [النساء، جزء آيت: ٣]

قـال اللّٰه تبارک وتعالیٰ: ﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنیٰ وَثَلاثَ وَرُبَاعَ﴾ [النساء، جزء آيت: ٣٤]

عـن أبـي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: استوصوا بالنساء خيرا، فإنهن خلق من ضلع، وإن أعوج شيء في الضلع أعلاه، فـإن ذهبـت تقيمه كسرته، وإن تركته لم يزل أعوج، فاستوصوا بالنساء. (صحيح البخاري ٧٧٩/٢، صحيح مسلم ٤٧٥/١، مشكاة المصابيح ٢٨٠)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: لا يـفـرک مؤمن مؤمنة إن كره منها خلقاً رضى منها آخر. (صحيح مسلم ٤٧٥/١، مشكاة المصابيح ٢٨٠)

عـن ابـن عـمـر رضي اللّٰه عنهما أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: أبـغـض الـحـلال إلى اللّٰه عزوجل الطلاق. (سنن أبي داؤد ٣٠٣/١، المستدرك للحاكم ٢١٨/٢ رقم: ٢٨٠٩، السنن الكبرىٰ ٣١٦/٧)

عـن عبـد الـلّٰـه رضـي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: المرأة عورة فإذا خرجت استشرفها الشيطان. (سنن الترمذي / باب ما جاء في كراهية الدخول على المغيبات ٢٢٢/١)

عن جابر رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا تلجوا على المغيبات، فإن الشيطان يجري من أحدكم مجرى الدم. (سنن الترمذي ٢٢٢/١)

الخلوة بالأجنبية حرام. (شامي ٥٢٩/٩ زكريا)

وإن أراد الـخـلاص عند الحاجة إليه فهو المطلوب. (شامي ٢٢٨/٣ کراچی، ٤٢٨/٤ زكريا)

وأما الطلاق فإن الأصل فيه الحظر بمعنیٰ أنه محظور إلا لعارض مبيحة، فحيث تجرد عن الحاجة المبيحة له شرعاً يبقى على أهله من الحظر. (شامی ۲۲۸/۳ کراچی)

وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال لا لأنه عورة بل لخوف الفتنة. (الدر المختار مع الشامي ۷۹/۲ زكريا)

نظر الرجل إلى المرأة الأجنبية حرام من كل شيء من يدفعها و كذٰلک نظر المرأة إلى الرجل سواء كان بشهوة أو بغيرها. (مرقاة المفاتيح / باب النظر إلى المخطوبة ۲۵۲/٦، البحر الرائق ۱۹۲/۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۵/۴/۱۴۳۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جھگڑالو بیوی کو طلاق دینا؟

سوال (۲۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بیوی ایک ساتھ رہنا نہیں چاہتی، وہ زور زور سے جھگڑا کرتی ہے اگر اس کو بازار میں جانے سے روکا جائے تو وہ کہتی ہے کہ مجھے فارخطی چاہئے، غیر مردوں سے بات کرنے سے اگر منع کرتے ہیں تو گندی گندی گالیاں دیتی ہے، اور کہتی ہے کہ مجھے چھوڑ دو، غیر مردوں سے اپنے مردوں کی برائیاں کرتی ہے، اگر اس کے آدمی سمجھاتا ہے تو گالیاں بکتی اور کہتی ہے کہ تو مرے گا تیرا جنازہ سجے گا، اب گھر بننے کی کوئی صورت نہیں ہے، اور بار بار فارخطی مانگتی ہے، اگر فارخطی نہیں دیتے ہیں تو وہ گالیاں دیتی ہے، بیوی کا نام ضمیر بانو، مرد کا نام انور علی محلہ سرائے حسینی بیگم ڈپٹی گنج مرادآباد۔ اور علماء دین کیا فرماتے ہیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: برتقدیر صحتِ سوال چوں کہ آپ کی بیوی آپ کے

حقوق ادانہیں کرتی اورلڑائی جھگڑے پرآمادہ رہتی ہے،اورطلاق کا مطالبہ کرتی ہے؛اس لئے آپ چاہیں تواسے طلاق دے کرعلاحدہ کرسکتے ہیں، اورطلاق دینے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ حیض سے پاکی کے زمانے میں جماع کئے بغیر اسے ایک طلاق رجعی دے دی جائے،تو عدت گذرنے کے بعدوہ آپ کے نکاح سے خودبخود باہر ہوجائے گی۔

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وَاللَّاتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ﴾ [النساء، جزء آیت: ۳]

روي عن إبراهيم أن اصحاب النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كانوا يستحبون أن لا يزاد في الطلاق على واحدة حتى تنقضي العدة، وهذا أفضل عندهم من أن يطلق الرجل امرأته ثلاثا عند كل طهر تطليقة. (الفتاویٰ لتاتارخانية ٣٧٨/٤ رقم: ٦٤٧٢ زكريا)

عن إبراهيم قال: كانوا يستحبون أن يطلقها واحدة ثم يتركها حتى تحيض ثلاث حيض. (المصنف لابن أبي شيبة / ما يستحب من طلاق لسنة، وكيف هو؟ ٥١٢/٩ رقم: ١٨٠٤٠)

سببه الحاجة إلى الخلاص عند تباين الأخلاق وعروض البغضاء الموجبة عند عدم إقامة حدود الله. (شامي ٤٢٨/٤ زكريا)

يستحب لو موذية أو تاركة صلاة. (شامي ٤٢٨/٤ زكريا)

وإن أراد الخلاص عند الحاجة إليه فهو المطلوب. (شامي ٢٢٨/٣ كراچی، ٤٢٨/٤ زكريا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۴؍۴؍۱۴۳۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نافرمان بیوی کوطلاق دینا؟

سوال (۲۸):- کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص باشرع ہیں ان کی بیوی کا انتقال ہو چکا ہے، ان کے تین بچے ہیں ایک بیٹا دو بیٹیاں،

بیٹا ایک حادثہ میں پیروں سے معذور ہو چکا ہے، بیٹیاں جوان ہو چکی ہیں، بیٹیوں کی سرپرستی کے لئے انہوں نے دوسری شادی کرلی جس سے پانچ بچے تین بیٹیاں دو بیٹے ہیں، شادی کو دس سال ہو چکے ہیں، دوسری بیوی دین سے بہت دور ہے، پاکی پلیدی کا کوئی خیال نہیں کرتی، تمام بستر بچوں کے پیشاب سے ناپاک رہتے ہیں، نماز بھی نہیں پڑھتی شوہر کے ساتھ بدتمیزی کے ساتھ پیش آتی ہے، دوران گفتگو کتا، بھاڑو، اوراسی طرح الفاظ استعمال کرتی ہے، اور شوہر کو دھمکی دیتی ہے کہ میرے خاندان میں ۲۵۰/ آدمی ہیں، تو اگر مجھے ہاتھ لگائے گا یا کوئی تکلیف دے گا، تو تیری بوٹی بوٹی کرادوں گی، بیچارے داڑھی والے آدمی ہیں نمازی آدمی ہیں، دو بیٹیاں سابقہ بیوی کی جوان ہیں ان پر کیا اثر پڑے گا ان کے رشتوں پر بھی برا اثر پڑے گا، موجودہ بیوی نافرمان ہے، بلااجازت جہاں چاہتی ہے جاتی ہے اونچی آواز سے بدکلامی کرتی ہے، محلے میں رسوائی ہوتی ہے، شرمندگی ہوتی ہے، اب ایسی بدقماش عورت کے بارے میں کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگرچہ آپ کے لئے ایسی نافرمان بیوی کو طلاق دینا لازم نہیں ہے؛ لیکن اگر طلاق دے دیں تو منع بھی نہیں ہے، اب آپ اپنے حالات دیکھ کر خود مناسب فیصلہ کرلیں۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: أبغض الحلال إلى اللّٰه عزوجل الطلاق. (سنن أبي داؤد ۳۰۳/۱، المستدرك للحاكم ۲۱۸/۲ رقم: ۲۸۰۹، السنن الكبرىٰ ۳۱٦/۷)

وإيقاعه مباح وقيل: الأصح حظره إلا لحاجة، بل يستحب لو مؤذية أو تاركة صلاة. (شامي ٤۲۷/٤-٤۲۸ زكريا)

فأباحه بل يستحب لو مؤذية، أو تاركة صلاة الخ. ومفاده أن لا إثم بمعاشرة من لا تصلى. (الدر المختار مع الشامي ٤۲۸/٤ زكريا)

فالأحسن أن يطلق امرأته واحدة رجعية في طهر لم يجامعها ثم يتركها حتى تنقضي عدتها. (الفتاویٰ الهندية ۱/۳۴۸ زكريا)

طلقةً رجعيةً فقط في طهر لا وطء فيه وتركها حتى تمضي عدتها أحسن بالنسبة إلى البعض الآخر. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ٤/٤٣٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۲/۲۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بدظنی اور شک وشبہ کی وجہ سے طلاق دینے کا اِرادہ کرنا؟

سوال (۲۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عمرو کی شادی کو۱۲/سال کا عرصہ ہوا ہے، عمرو کی بیوی کی عمر۳۱/سال ہے، عمرو کے پڑوس میں زید نام کا ایک شخص رہتا ہے زید کے بڑے بڑے بچے ہیں، زید کے سامنے عمرو کی بیوی آتی ہے اور عمرو کے سامنے زید کی بیوی آتی ہے، عمرو نے ایک دن محسوس کیا کہ عمرو کی بیوی زید کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی ہے، جب کہ عمرو زید سے گفتگو کر رہا تھا اور زید بھی عمرو کی بیوی کی طرف دیکھ رہا تھا، اس واقعہ کے بعد سے عمرو کے گھر میں کافی ٹینشن اور تناؤ پیدا ہوگیا۔ اس کے بعد میری بیوی کی بہن کی بچہ کی پیدائش کے سلسلہ میں طبعیت زیادہ خراب ہوگئی، تو میری بیوی کو مریضہ کے ساتھ ہسپتال میں رات کو رکنا تھا، رک گئی پھر ساڑھے نو بجے رات عمرو ہسپتال گیا اور مریضہ کے کمرہ میں پہنچا، تو وہاں عمرو کی بیوی نہیں تھی، عمرو کی ساس اور مریضہ سالی سو رہی تھی، کمرہ میں موجود کسی اور عورت نے عمرو کو بتایا کہ عمرو کی بیوی پیشاب کے لئے گئی ہے، عمرو فوراً باہر آیا اور مردانہ بیت الخلاء (جو مریضہ کے کمرہ کے ایک کمرہ چھوڑ کر بنا ہوا ہے) کی طرف مڑا، تو اس کو بکر نے آواز دی کہ عمرو کی بیوی اندر یعنی بیت الخلاء میں ہے؛ لیکن جس وقت عمرو مریضہ کے کمرہ کی طرف جا رہا تھا، اس وقت عمرو کو بکر نہیں ملا تھا، اس کے بعد عمرو بکر ہسپتال سے آگئے، بکر عمرو کی بھاوج کا بھائی ہے، عمرو کی بیوی نماز بھی پڑھتی ہے اور تلاوت بھی کرتی ہے، پھر جب دوسرے دن عمرو کی بیوی گھر آگئی تو عمرو نے بیوی کو سمجھایا

اور کہا تم نماز پڑھو، عمرو کی بیوی نے نماز پڑھی اور سولہ سورہ بھی اپنے پاس رکھ لیا، اور عربی حروف کو نہیں پڑھا؛ بلکہ شروع میں اردو کو پڑھتی رہی پھر عمرو سو گیا، عمرو ان حالات میں اپنی بیوی کی طرف سے بدظن ہے، آپ مشورہ دیں عمرو کیا کرے اپنے ساتھ رکھے یا طلاق دے دے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ محض شک وشبہ کی بنیاد پر اپنی پاک دامن بیوی کی طرف سے بدگمان ہرگز نہ ہوں اور الگ ہونے کا خیال بھی دل میں نہ لائیں۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِنَ الظَّنِّ، اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ﴾ [الحجرات، جزء آیت: ۱۲]

عن ابن عمر رضي اللّٰہ عنهما أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: أبغض الحلال إلی اللّٰہ عزوجل الطلاق. (سنن أبي داؤد ۳۰۳/۱، المستدرك للحاکم ۲۱۸/۲ رقم: ۲۸۰۹، السنن الکبریٰ ۳۱۶/۷)

وأما وصفه فهو أنه محظور نظرًا إلی الأصل، ومباح نظرًا إلی الحاجة.

(الفتاویٰ الهندیة / کتاب الطلاق ۳۴۸/۱ زکریا، وکذا في الرد المحتار / کتاب الطلاق ۲۲۸/۳ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۱۱/۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیٹے کے ساتھ مل کر شوہر کے خلاف مقدمہ سازی کرنے والی عورت کو طلاق دینا؟

سوال (۳۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری ۲۲ ر سال کی منکوحہ بیوی مسمّٰی بدر النساء میرے خلاف اپنے لڑکوں سے مل کر جھوٹی مقدمہ بازی کررہی ہے اور ہر طرح سے مجھے بدنام کررہی ہے، حق زوجیت ادا نہیں کرتی اور ہر صورت سے

نافرمانی پر آمادہ ہے، کیا مجھے طلاق دینے کا حق حاصل ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بہتر ہے کہ آپ صبر وتحمل سے کام لیں اور معاملات کو نبھانے کی کوشش کریں، اگر کوئی شکل نہ نکلے تو آخری راستہ کے طور پر ایک طلاق رجعی دینے کی گنجائش ہے۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أبغض الحلال إلى الله عزوجل الطلاق. (سنن أبي داؤد ۳۰۳/۱، المستدرك للحاكم ۲۱۸/۲ رقم: ۲۸۰۹، السنن الكبرىٰ ۳۱۶/۷)

عن إبراهيم قال: كانوا يستحبون أن يطلقها واحدة ثم يتركها حتى تحيض ثلاث حيض. (المصنف لابن أبي شيبة / ما يستحب من طلاق لسنة، وكيف هو؟ ۵۱۲/۹ رقم: ۱۸۰۴۰)

طلقة رجعية فقط في طهر لاوطأ فيه وتركها حتى تمضى عدتها أحسن بالنسبة إلى البعض الآخر. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ۴۳۲/۴ زكريا)

وأما الطلاق، فإن الأصل فيه الحظر، بمعنى أنه محظور إلا لعارض يبيحه. (شامي ۴۲۸/۴ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۶/۱۱/۱۹ھ

مختلۃ الحواس عورت کو طلاق دینا؟

سوال (۳۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کی بیوی کا کچھ دماغ خراب ہوگیا ہے جس کی وجہ سے وہ زید کی نافرمانی کرتی ہے اور دن بھر سڑکوں پر آوارہ پھرتی ہے، زید بھی اپنی مجبوری ولاچاری کے باعث اس کی زیادہ دیکھ ریکھ نہیں کرسکتا ہے، زید بیمار رہتا ہے ایک ٹانگ سے مجبور ہے، بے روزگار ہے، رہنے کو گھر بھی نہیں ہے، وہ

خود بھی اِدھر اُدھر شب و روز بسر کرتا ہے، بچہ کوئی نہیں ہے، ایک لڑکی تھی اس کی شادی کر دی ہے وہ اپنے گھر میں ہے، سنا ہے کہ بیوی آوارہ اور بدچلن ہوگئی ہے، بے انتہاء زبان درازی کرتی ہے، وہ کہاں سوتی ہے؟ کس طرح رہتی ہے؟ یہ سب کچھ زید کو نہیں معلوم، اس کی زبان درازی کی وجہ سے خاندان میں کوئی اس کو منہ نہیں لگاتا، زید اپنے حالات سے مجبور ہے، طلاق کی صورت میں زید اس کے مہر ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مہر ادا کرنا تو ضروری ہے، چاہے طلاق ہو یا نہ ہو اور حسب تحریر سوال جب کہ عورت کا شوہر کے علاوہ کوئی سہارا ہی نہیں ہے، تو طلاق نہ دینا ہی بہتر ہے اور کوشش کی جائے کہ عورت صحت یاب ہو اور شوہر کی نافرمانی سے باز آئے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاللّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ﴾ [النساء، جزء آیت: ٣٤]

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: استوصوا بالنساء خيرا، فإنهن خلقن من ضلع، وإن أعوج شيء في الضلع أعلاه، فإن ذهبت تقيمه كسرته، وإن تركته لم يزل أعوج، فاستوصوا بالنساء خيرًا.

(صحيح البخاري ٧٧٩/٢، صحيح مسلم ٤٧٥/١، مشكاة المصابيح ٢٨٠)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: أبغض الحلال إلى اللّٰه عزوجل الطلاق. (سنن أبي داؤد ٣٠٣/١، المستدرك للحاكم ٢١٨/٢ رقم: ٢٨٠٩، السنن الكبرىٰ ٣١٦/٧)

عن محمد بن عبد الرحمن بن ثوبان رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من كشف خمار امرأة ونظر إليها، فقد وجب الصداق، دخل بها أو لم يدخل بها. (سنن الدار قطني / النكاح ٢١٣/٣ رقم: ٣٧٨٠)

المهر يتأكد بأحد معان ثلاثة، الدخول، والخلوة الصحيحة، وموت أحد الزوجين، سواء كان مسمى أو مهر المثل، حتى لا يسقط منه شيئ بعد ذٰلک إلا بالإبراء من صاحب الحق. (الفتاویٰ الهندية ۳۰۳/۱ زكريا، البحر الرائق / باب المهر ۲۵۱/۳، شامي ۱۰۲/۳ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۴/۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیمار بیوی کو طلاق دے یا نہیں؟

سوال (۳۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری شادی کو چھ سال ہوگئے ہیں میری بیوی بیمار ہے جو کسی بھی طرح کسی کام کی نہیں، وہ اپنے میکہ میں دو سال سے رہ رہی ہے، میں اس کو خرچ دیتا رہتا ہوں، اس سے میری ایک لڑکی ہے جو چار سال کی ہے میرے پاس رہتی ہے، لڑکی والے نہیں چاہتے کہ میں ان کی لڑکی کو چھوڑ دوں میں چھوڑنا چاہتا ہوں، آپ مسئلہ بتائیں میں کیا کروں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں حتی الامکان نبھاؤ کا راستہ نکالا جائے، اگر کوئی راستہ نہ نکل سکے تو طلاق دینے کی گنجائش ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک طلاق رجعی دے کر چھوڑ دیا جائے عدت گذرنے کے بعد وہ نکاح سے باہر ہو جائے گی۔

وأما الطلاق فإن الأصل فيه الحظر بمعنیٰ أنه محظور إلا لعارض يبيحه، فحيث تجرد عن الحاجة المبيحة له شرعاً يبقى على أهله من الحظر. (شامي ۲۲۸/۳ كراچی)

وإن أراد الخلاص عند الحاجة إليه فهو المطلوب. (شامي ۲۲۸/۳ كراچی، ۴۲۸/۴ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۳/۶/۱۴۲۵ھ

جلدی اور ذیابیطس کی مریضہ بیوی کو طلاق دے کر دوسری شادی کرنا

سوال (۳۳): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کا ہندہ سے نکاح ہوا ہے؛ لیکن ہندہ کو پرانا جلدی مرض ہے، جس کا علم زید کو نکاح سے پہلے نہیں تھا، اس کے پورے بدن بشمول چہرہ گہرے زخم ہیں، جس سے ہندہ کو نا قابل تحمل بے چینی رہتی ہے، اس سے مواد بھی رستا ہے، طویل علاج کے باوجود ٹھیک نہیں ہوتا ہے، مرض سوجن کی شکل میں بھی ہے، جلدی امراض کے ماہرین ڈاکٹروں، نیز متدین ومتشرع ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ اس کے کھانے پینے کے برتنوں، کپڑوں اور بستروں سے پرہیز کرنا چاہئے، کیونکہ اسے پرانے جلدی مرض کے ساتھ ہی ذیابیطس قسم کے دوسرے مرض بھی ہیں، اس کا ٹھیک ہونا بظاہر متوقع نہیں اور نہ ہی اس سے صحیح اولاد ہوگی، چنانچہ ہندہ کو مکمل وقت پر مردہ لڑکا پیدا ہوا ہے، بچے کے پورے جسم پر ماں کی طرح زخم تھا، ان حالات کی وجہ سے زید کا طبعی میلان ہندہ کی طرف نہیں جاتا ہے، صرف خورد ونوش کا انتظام کر دیتا ہے، اس کی جانب نہ کوئی التفات ہے نہ اس کے قریب ہوتا ہے، وہ دوسری شادی کرنا چاہتا ہے، جبکہ اس کی مالی حیثیت اس بات کی گنجائش نہیں رکھتی کہ وہ دونوں بیویوں کی کفالت کرے، اس صورت حال میں ظاہر ہے کہ وہ دونوں کے درمیان انصاف قائم نہیں رکھ سکے گا، اور پہلی ''کالمعلقۃ'' رہے گی، کیا ان حالات میں زید کے لئے شرعاً جائز ہے کہ وہ اپنی پہلی بیوی کو طلاق دے کر دوسری شادی کرے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال میں ذکر کردہ بیماری کی وجہ سے زید کا میلان بیوی کی طرف نہ ہوا اور وہ اس کو رکھنا نہ چاہے تو شرعاً اس کیلئے جائز ہے کہ وہ طلاق دے کر دوسری عورت سے شادی کر لے۔ (مستفاد: فتاوی دار العلوم ۷/۳۱۳)

وإن أراد الخلاص عند الحاجة إليه فهو المطلوب. (شامي ۳/۲۲۸ کراچی، ۴/۴۲۸ زکریا)

وأما وصفه فهو أنه محظور نظراً إلى الأصل، ومباح نظراً إلى الحاجة.

(الفتاویٰ الهندية / كتاب الطلاق ۳٤۸/۱ زكريا، وكذا في الرد المحتار / كتاب الطلاق ۲۲۸/۳ كراچي)

ويجب أي الطلاق لو فات الإمساك بالمعروف أي كان عجز عن إقامة حقوق الزوجة أو كان لا يشتهيها. (شامي ۲۲۹/۳ كراچی)

وسببه الحاجة إلى الخلاص عنه تباين الأخلاق. (مجمع الأنهر / كتاب الطلاق ۳۸۰/۱ بيروت، كذا في البحرالرائق / كتاب الطلاق ٤۱۲/۳ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۶/۶/۳ھ

بیوی کی پشت پر کالے داغ کی وجہ سے طلاق دینا؟

سوال (۳۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں سمیرہ خاتون بنت محمد لئیق کی شادی ۲۰۱۳/۲/۲۷ءکو ایک لڑکے سے ہوئی، شادی کے پندرہ بیس دن کے بعد لڑکا کہتا ہے کہ تیرا فیصلہ قاضی کے پاس ہوگا؛ اس کی وجہ میرا شوہر یہ بتاتا ہے کہ میرے سینے کے اوپر مونڈھے کی طرف دس کی نوٹ کے برابر پت نما کالا داغ ہے جو بقول شوہر کے شادی سے پہلے اس کو نہیں بتایا گیا؛ اس لیے اس عیب کی وجہ سے میں لڑکی چھوڑنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ عیب میری اولاد میں بھی منتقل ہوسکتا ہے، جب کہ میرے والدین میرے شوہر سے یہ کہہ رہے ہیں کہ بچی کا یہ کالا پت نما حصہ ہم پلاسٹک سرجری سے ٹھیک کرادیں گے، تو کیا ایسی صورت میں میرے شوہر کا مجھ کو چھوڑنا قرآن وحدیث کی روشنی میں صحیح ہے یا نہیں؟ اور کیا میرے اس کالے حصے کی وجہ سے اس کا اثر میری اولاد میں آنا ممکن ہے، براہِ کرم اس کا جواب آپ ہمارے شوہر کو قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل عنایت فرمائیں، میں آپ کی شکرگذار ہوں گی اور میری زندگی برباد ہونے سے بچ جائے گی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شریعت میں طلاق وتفریق حلال چیزوں میں اللہ کے

نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ عمل ہے، اس لئے شوہر کو طلاق کا اِرادہ اُسی وقت کرنا چاہئے، جب میاں بیوی میں نبھاؤ کی کوئی شکل نہ رہے، اور بدن کے مذکورہ حصہ پر جلد کی رنگت میں فرق ہونا کوئی ایسا عیب نہیں ہے جو دوسروں کے سامنے ناگواری کا سبب ہو اور نہ ہی یہ لازم ہے کہ اس رنگت کا اثر بچوں تک بھی منتقل ہو، یہ اللہ کی تخلیق ہے پوری طرح صحت مند والدین کے یہاں بھی ایسی اولادیں پیدا ہو جاتی ہیں، جو عیب دار ہوتی ہیں، جبکہ عیب دار والدین کو اللہ تعالیٰ کامل و تندرست اولادیں عطا فرمادیتے ہیں، یہ دنیا کا بار بار کا مشاہدہ ہے؛ لہٰذا اِس وہم کی وجہ سے کہ یہ عیب بچوں کی طرف منتقل ہوجائے گا، طلاق وتفریق کا ارادہ کرنا ایمانی کمزوری کی علامت ہے، اور خاص طور پر جب کہ مسئولہ صورت میں لڑکی کے والدین پلاسٹک سرجری کے ذریعہ اس عیب کو درست کرنے کی بات کہہ رہے ہیں تو بدرجۂ اُولیٰ شوہر کو اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کرنا چاہئے اور خوش گوار اِزدواجی رشتہ برقرار رکھنے کا ارادہ کرلینا چاہئے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يفرک مؤمن مؤمنة إن كره منها خلقاً رضي منها آخر. (صحيح مسلم ٤٧٥/١، مشكاة المصابيح ٢٨٠)

عن ابن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أبغض الحلال إلى الله عزوجل الطلاق. (سنن أبي داؤد ٣٠٣/١، المستدرك للحاكم ٢١٨/٢ رقم: ٢٨٠٩، السنن الكبرىٰ ٣١٦/٧)

عن ابن عمر رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم: لا عدوىٰ ولا طيرة ......الخ. (مشكاة المصابيح ٣٩١/٥، صحيح البخاري ٨٥٦/٢)

وأما وصفه فهو أنه محظور نظراً إلى الأصل، ومباح نظراً إلى الحاجة. (الفتاوىٰ الهندية / كتاب الطلاق ٣٤٨/١ زكريا، وكذا في الرد المحتار / كتاب الطلاق ٢٢٨/٣ كراچی)

وأما الطلاق فإن الأصل فيه الحظر بمعنىٰ أنه محظور إلا لعارض مبيحة،

فحيث تجرد عن الحاجة المبيحة له شرعاً يبقى على أهله من الحظر. (شامي ۲۲۸/۳ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۴/۵/۱۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاق کا سب سے بہتر طریقہ

سوال (۳۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر بدرجۂ مجبوری طلاق دے تو کتنی مرتبہ کہے، ایک مرتبہ دو مرتبہ یا تین مرتبہ؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: طلاق کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ بیوی کے ایسے طہر میں جس میں اس سے ہم بستری کی نوبت نہ آئی ہو، ایک طلاق دے کر اُسے چھوڑ دیا جائے؛ تا آں کہ عدت گذر جائے۔

وروي عن إبراهيم أن اصحاب النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كانوا يستحبون أن لا يزاد في الطلاق على واحدة حتى تنقضي العدة، وهٰذا أفضل عندهم من أن يطلق الرجل امرأته ثلاثا عند كل طهر تطليقة. (المصنف لابن أبي شيبة، الطلاق / ما يستحب من طلاق السنة وكيف هو؟ ٥١٢/٩ رقم: ١٨٠٤٠، المصنف لعبد الرزاق ٣٠٢/٦ رقم: ١٠٩٢٦، بحواله: الفتاویٰ التاتارخانية ٣٧٨/٤ رقم: ٦٤٧٢ زكريا)

عن إبراهيم قال: كانوا يستحبون أن يطلّقها واحدة ثم يتركها حتى تحيض ثلاث حيض. (المصنف لابن أبي شيبة / ما يستحب من طلاق لسنة، وكيف هو؟ ٥١٢/٩ رقم: ١٨٠٤٠)

طلقةً رجعيةً فقط في طهر لا وطء فيه وتركها حتى تمضي عدتها أحسن بالنسبة إلى البعض الآخر. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ٤٣٢/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۷/۶/۱۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاق دینے کا طریقہ؟

سوال (۳۶): - کیافرماتے ہیں علماءدین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کو طلاق دینے کی ضرورت درپیش ہوتو قرآن وحدیث کی رو سے کس وقت طلاق دینی چاہئے، اگر زید نے وقت شرعی کے علاوہ طلاق دی تو واقع ہوگی یا نہیں، نیز زید نے ایک مجلس میں اپنی زوجہ سے تین بار کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی، آیا عندالشرع ایک طلاق واقع ہوگی یا تین؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر چہ بہتر یہ ہے کہ ناگزیر صورتِ حال میں صرف ایسی پاکی کے زمانہ میں عورت کوایک طلاق دی جائے، جس میں اس سے مباشرت نہ کی ہو؛ لیکن اگر کوئی شخص اس ادب کی رعایت نہ کرے اور ناپاکی کی حالت میں طلاق دیدے، یا ایک ہی مجلس میں متعدد بار طلاق دیدے تو بھی بلا شبہ اس کی طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں۔ جمہور علماءِ اُمت، ائمۂ اربعہ: امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحہم اللہ سب کا مذہب یہی ہے، اس کی خلاف ورزی جائز نہیں ہے۔

وروي عن إبراهيم أن اصحاب النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كانوا يستحبون أن لا يزاد في الطلاق على واحدة حتى تنقض العدة، وهٰذا أفضل عندهم من أن يطلق الرجل امرأته ثلاثا عند كل ظهر تطليقة. (المصنف لابن أبي شيبة، الطلاق / ما يستحب من طلاق السنة وكيف هو؟ ٥١٢/٩ رقم: ١٨٠٤٠، المصنف لعبد الرزاق ٣٠٢/٦ رقم: ١٠٩٢٦، بحواله: الفتاویٰ التاتارخانية ٣٧٨/٤ رقم: ٦٤٧٢ زكريا)

عن إبراهيم قال: كانوا يستحبون أن يطلّقها واحدة ثم يتركها حتى تحيض ثلاث حيض. (المصنف لابن أبي شيبة / ما يستحب من طلاق لسنة، وكيف هو؟ ٥١٢/٩ رقم: ١٨٠٤٠)

عن محمود بن لبيد قال: أخبر رسول اللّٰه عن رجل طلق امرأته ثلاث تطليقات جميعا، فقام غضبانا، ثم قال: أيلعب بكتاب اللّٰه وأنا بين أظهركم، حتى

قـام رجل وقال: يا رسول اللّٰه! ألا أقتله. (سنن النسائي / باب الثلاث المجموعة وما فيه من التغليظ ۸۲/۲ رقم: ۳۳۹۸)

ومذهب جماهير العلماء من التابعين ومن بعدهم منهم الأوزاعي، والنخعي والثوري وأبو حنيفة وأصحابه، ومالك وأصحابه، والشافعي وأصحابه، وأحمد وأصحابه، وإسحاق وأبو ثور وأبو عبيد وآخرون كثيرون على من طلق امرأته ثلاثا وقعن، ولكنه يأثم. (عمدة القاري / باب من أجار طلاق الثلاث ۲۳۳/۲۰ بيروت)

طلقةً رجعيةً فقط في طهر لا وطء فيه وتركها حتى تمضي عدتها أحسن بالنسبة إلى البعض الآخر. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ٤۳۲/٤ زكريا)

وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من أئمة المسلمين إلى أنه يقع ثلاث. (الرد المحتار / كتاب الطلاق ۲۳۳/۳ كراچی)

وأما حكم طلاق البدعة فهو أنه واقع عند عامة العلماء، وقال بعض الناس إنه لايقع، وهو مذهب الشيعة، أيضا ...... ولنا ماروى عن عبادة ابن الصامت رضي اللّٰه عنه أن بعض آبائه طلق امرأته ألفا، فذكر ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم، فقال عليه السلام: بانت بالثلاث في معصية، وتسع مأة وسبعة وتسعون فيما لا يملك (بدائع الصنائع ۱۵۳/۳ زكريا، انظر لتخريج حديث عبادة بن الصامت: الطحاوي في شرح معاني الآثار ۳۲/۲، والدارقطني في سننه ۴۳/۲، والبيهقي في السنن الكبرىٰ ۳۳۷/۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۴/۶/۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاق دینے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

سوال (۳۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: طلاق دینے کا صحیح طریقہ اور متعلقہ احکام کیا ہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق کا سب سے افضل طریقہ یہ ہے کہ ایک طلاق رجعی ایسے پاکی کے زمانہ میں دی جائے جس میں عورت سے صحبت نہ کی ہو، ایسی صورت میں عدت تین ماہواری گذرنے کے بعد عورت خود بخود نکاح سے نکل جائے گی۔

وروي عن إبراهيم أن اصحاب النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كانوا يستحبون أن لا يزاد في الطلاق على واحدة حتى تنقضي العدة، وهٰذا أفضل عندهم من أن يطلق الرجل امرأته ثلاثا عند كل طهر تطليقة. (المصنف لابن أبي شيبة، الطلاق / ما يستحب من طلاق السنة وكيف هو؟ ٩/٢/٥١ رقم: ١٨٠٤٠، المصنف لعبد الرزاق ٣٠٢/٦ رقم: ١٠٩٢٦، بحواله: الفتاویٰ التاتارخانية ٣٧٨/٤ رقم: ٦٤٧٢ زكريا)

عن إبراهيم قال: كانوا يستحبون أن يطلّقها واحدة ثم يتركها حتى تحيض ثلاث حيض. (المصنف لابن أبي شيبة / ما يستحب من طلاق لسنة، وكيف هو؟ ٩/١٢/٥١ رقم: ١٨٠٤٠)

طلقةً رجعيةً فقط في طهر لا وطء فيه وتركها حتى تمضي عدتها أحسن بالنسبة إلى البعض الآخر. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ٤٣٢/٤ زكريا)

فالأحسن أن يطلق امرأته واحدة رجعية في طهر لم يجامعها فيه، ثم يتركها حتى تنقضي عدتها. (الفتاویٰ الهندية ٣٤٨/١ زكريا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۴۲۸/۱۲/۲۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

گھبراہٹ میں طلاق دینا؟

سوال (۳۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری شادی یکم نومبر کو ہوئی، بہت اچھی طرح بارات رخصت ہوئی، جب آدھے راستہ پر بارات پہنچی تو مجھے کچھ عجیب سا محسوس ہونے لگا، بوقت نکاح میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ تو نکاح

کو منع کردے، مگر میں نے سوچا کہ عورتیں کیا کہیں گی؟ خیر میں نے نکاح قبول کرلیا، بعدہ شب زفاف میں جب ہم دونوں خلوت میں تھے، تو اپنی بیوی کی شکل ڈراؤنی سی لگی، بس اسی دن سے میں گرا گرا سا رہنے لگا، میرے دل میں ہمیشہ یہی خیال آتا تھا کہ تو اسے بھگادے نہیں تو مر جائے گا، خیر ایک رات کے بعد وہ چلی گئی، اس کے بعد دوبارہ آئی، اور ہم دونوں پھر خلوت میں تھے کہ میری طبعیت اچانک خراب ہونے لگی، اور یہ حالت ہر روز رات خلوت کے وقت ہونے لگی، ایسا محسوس ہوتا تھا کہ کوئی میرے سینے پر بیٹھا ہے، اور میرا گلا گھونٹ رہا ہے، بڑی مشکل سے چندایام گذرے، اس کے بعد ان کے گھر والے لے گئے، میں اپنے کام میں مشغول ہوگیا، جس جس جگہ میں ٹیوشن پڑھاتا تھا، اب میرے دماغ نے کام کرنا بند کردیا، دماغ میں ایک چکی سی چلنے لگی، بچوں نے مجھے خود منع کردیا کہ ماسٹر صاحب آپ کو پڑھانے کے لئے نہیں آئیں گے، خیر میں نے جانا چھوڑ دیا، میری طبعیت اور خراب ہونے لگی، یہاں تک کہ بہت زیادہ خراب ہوگئی، میری سسرال والے آئے اور میری بیوی بھی آ گئی، ان کے آتے ہی طبعیت بگڑ گئی، جیسے ہم دونوں تنہائی میں ہوتے کوئی تیسرا شخص میرے درمیان حائل ہو جاتا، اور بعد دفعہ تو ایسا لگا کہ ایک نہیں دولڑکی ہیں، کبھی میری بیوی کی شکل بھیانک معلوم ہوتی، مجھے دیکھتے ہی ڈر لگنے لگا، اور عجیب سی ڈراؤنی شکل محسوس ہوئی، میں نے بیوی سے معلوم کیا کہ بھئی تمہاری شکل ڈراؤنی کیوں لگتی ہے، تو وہ کہنے لگی کہ آپ کی شکل دیکھ کر میں خود ڈر جاتی ہوں، میرا سر ہمیشہ چکی کی طرح گھومتا رہتا تھا۔ ایک روز اسی طرح ہم دونوں خلوت میں تھے کہ پھر ہر روز کی طرح میری طبعیت زیادہ خراب ہوگئی، میرا دل بہت زور زور سے دھڑکنے لگا، اور آواز آنے لگی کہ تم اپنی بیوی کو بھگادو ورنہ مر جاؤ گے، خون کی الٹی ہوگئی، بے چینی کے عالم میں رات گذاری، کس طرح صبح ہوئی، پوری رات پریشان رہا، اور یہ آواز آتی رہی، اور صبح غسل کے بعد میں باہر گیا، پھر مجھے آواز آئی کہ تو آج ہی اپنا کام کرلے ورنہ مر جائے گا، میں اندر داخل ہوا اور بیوی لیٹی تھی، میں نے اپنی بیوی کو یہ (طلاق کے) الفاظ کہہ دئے، تین سے زائد مرتبہ کہے، اس کے بعد کافی رویا اور دل کو سکون ہوگیا، تو ایسی صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ واقعہ میں لڑکے کے بیان سے یہ بات واضح ہورہی ہے کہ طلاق دیتے وقت وہ ہوش میں تھا، اس کے بیان کے آخری الفاظ یہ ہیں: ''میں اندر داخل ہوا اور بیوی لیٹی تھی، میں نے اپنی بیوی کو یہ الفاظ کہہ دئے، تین سے زائد مرتبہ کہے، اس کے بعد کافی رویا''، یہ الفاظ بتارہے ہیں کہ اُسے طلاق دینا بالکل یاد ہے؛ اِس لئے صورتِ مسئولہ میں اس کی بیوی پر یقیناً طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہے اور حلالہ شرعیہ کے بغیر اب ان میں زن وشوئی کا تعلق قطعاً حرام ہے۔

بأن المراد بکونہ لا یدری ما یقول إنہ لقوۃ غضبہ قد ینسی ما یقول ولا یتذکرہ بعد. (شامي ٤/٤٥٣ زکریا)

یہ طلاق اگرچہ گھبراہٹ میں اور جنات کے ڈر سے دی ہو پھر بھی طلاق پڑگئی؛ اس لئے کہ ہوش باقی تھا، اور یہ زیادہ سے زیادہ اکراہ کی شکل ہوسکتی ہے، اور اکراہ کی حالت بھی حنفیہ کے نزدیک طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو عبدا أو مکرھاً. (تنویر الأبصار ٤/٤٣٨ زکریا)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۴۲۱/۱۱/۲۵ھ

دھوکہ میں زانیہ حاملہ سے نکاح ہوگیا اب طلاق دینا چاہتا ہے، کیا حکم ہے؟

سوال (۳۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حمل کے دوران زانی کے علاوہ دھوکہ میں کسی دوسرے شخص سے نکاح کردیا گیا، اس کے بعد اس شخص کو علم ہوا کہ سات مہینے کا حمل ہے، ایسی حالت میں نکاح منعقد ہوا یا نہیں؟ اور اگر منعقد ہوگیا

تو اس کے بعد لڑکا طلاق دیتا ہے، ایسی حالت میں لڑکے پر کوئی گناہ تو نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زنا سے حاملہ عورت کا نکاح مذکورہ شخص سے شرعاً درست ہو چکا ہے، مگر اس عورت سے تا وضع حمل جماع جائز نہیں، اور اس پر طلاق دینا بھی ضروری نہیں ہے؛ لیکن اگر ایک طلاق دے کر اسے علیحدہ کر دے تو اُس پر گناہ نہ ہوگا۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: أبغض الحلال إلى اللّٰه عزوجل الطلاق. (سنن أبي داؤد ٣٠٣/١، المستدرك للحاكم ٢١٨/٢ رقم: ٢٨٠٩، السنن الكبرىٰ ٣١٦/٧)

وفي آخر حظر المجتبىٰ: لا يجب على الزوج تطليق الفاجرة، ولا عليها تسريح الفاجر. (الدر المختار مع الشامي ١٤٣/٤-١٤٤ زكريا)

وصح نكاح حبلى من زنى. (الدر المختار ١٤١/٤ زكريا)

وسببه الحاجة إلى الخلاص عن تباين الأخلاق. (مجمع الأنهر ٣٨٠/١ بيروت)

قال أبو حنيفة و محمد رحمهما اللّٰه تعالىٰ: يجوز أن يتزوج امرأة حاملا من الزنا، ولا يطأها حتى تضع حملها ...... والفتوىٰ على قول أبي حنيفة و محمد رحمهما اللّٰه تعالىٰ. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٦٧/٤ رقم: ٥٥٤٨ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

١٤٢٦/١١/١ھ

شدید مجبوری میں بیوی کو طلاق دینے کی وجہ سے لڑکی والوں کا مقدمہ دائر کرنا

سوال (٤٠): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں نے اپنی بیوی کو شدید مجبوری کی حالت میں تین طلاق تحریری شکل میں دی، جب کہ میرے

پاس طلاق کے علاوہ اور کوئی راستہ بھی نہ تھا، جب اسے طلاق نامہ موصول ہوا تو اس نے اپنے اہل خانہ اور وکیل کی مدد سے میرے خلاف تھانہ میں ’’498A‘‘ اور’’ 406‘‘ کیس کیا، تو بتائیں کہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اس کے بعد یہ بتائیں کہ لڑکی اور اس کے اہل خانہ نے جو مقدمہ دائر کیا ہے وہ اسلامی قانون کے حساب سے درست ہے یا نہیں؟ اور شریعت اسلامی کے رو سے ہمیں کیا کرنا چاہئے، شریعت نے جو حقوق ہمیں دیئے ہیں اس کی تفصیل درج کریں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں آپ کی بیوی پر تین طلاقیں واقع ہو چکی ہیں، اور اس طلاق کی وجہ سے لڑکی کے اہلِ خانہ نے آپ کے خلاف جو مقدمہ دائر کیا ہے، شریعت کی رو سے وہ قطعاً غلط ہے، آپ اپنے دفاع میں قانونی کارروائی کرنے کے مجاز ہیں۔

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلاَ تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ [البقرة، جزء آيت: ٢٣٠]

وإن كان الطلاق ثلاثا في الحرة و ثنتين في الأمة، لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا، ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية ٤٧٣/١ زكريا، تبيين الحقائق / فيما تحل به المطلقة ١٦٢/٣ بيروت)

كرر لفظ الطلاق وقع الكل. (شامي ٥٢١/٤ زكريا)

إذا كان الطلاق ثلاثًا في الحرة لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره، ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية ٤٧٣/١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۷/۱۱/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاق کے بعد بیوی کا خودکشی کرنے کی دھمکی دینا؟

سوال (۴۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی ہیں، مگر بیوی عدت کے بعد بھی میکے جانا نہیں چاہتی اور کہتی ہے کہ مروں گی یا ڈوب جاؤں گی یا خودکشی کرلوں گی مگر میکے نہیں جاؤں گی مندرجہ بالا حالات میں قرآن وحدیث کی روشنی میں مسئلے کا حل فرما کرشکریہ کا موقع دیں، نوازش ہوگی۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عدت کے بعد لڑکی پر لازم ہے کہ وہ اپنے میکے چلی جائے اور طلاق دینے والے شوہر سے بالکل الگ رہے لڑکی کا یہ کہنا کہ میں خودکشی کرلوں گی، یا ڈوب کر مر جاؤں گی یہ بے جا دھونس ہے، اس کی بناء پر شرعی حکم بدل نہیں سکتا اور اب یہ عورت شوہر اول کے لیے اس وقت حلال ہوسکتی ہے، جب کہ عدت کے بعد اس کا کسی دوسرے شخص سے نکاح ہو اور وہ اس کے ساتھ ازدواجی تعلق قائم کر کے طلاق دیدے پھر اس کی عدت گذر جائے، اب شوہر اول چاہے تو اس سے نکاح کرسکتا ہے، اس کے علاوہ شوہر اول کے ساتھ رہنے کی کوئی صورت ممکن نہیں۔

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلاَ تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ [البقرة، جزء آيت: ۲۳۰]

عن سهل بن سعد في هذا الخبر قال: فطلقها ثلاث تطليقات عند رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فأنفذه رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم. (سنن أبي داؤد / باب اللعان ۳۰۶/۲ رقم: ۲۲۵۰)

عن الحسن قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق. (المصنف لابن أبي شيبة ۲۴۷/۱۸ رقم: ۳۴۴۰۶)

إذا قال لزوجته: أنت طالق طالق طالق طلقت ثلاثا. (الأشباه والنظائر ۲۱۹)

وإن كان الطلاق ثلاثا فى الحرة وثنتين فى الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية ۴۷۳/۱)

إذا كان الطلاق ثلاثا في الحرة لم تحل له حتى تنكح زججا غيره، ويدخل

بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية ١/٤٧٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

١٤٣٤/٦/١٠ھ

سوکن کو طلاق دلانے کے لئے دعاء ودرود کرنا

سوال (۴۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کسی شخص نے اپنی بیوی اور دیگر اہل خانہ کو بتائے بغیر دوسرا نکاح کرلیا اور دوسری شادی کا کسی کو علم نہیں اور اس دوسری بیوی کو گھر میں نہیں رکھتا اس کا انکار کرتا ہے تو کیا پہلی والی بیوی اس کا دل دوسری بیوی کی جانب سے ہٹانے کے لئے کوئی دعا یا درود وغیرہ کرسکتی ہے، یعنی اس کو چھوڑنے کے لیے، تو کیا گنہگار نہیں ہوگی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدیث شریف میں اس کی سخت ممانعت وارد ہے کہ کوئی عورت اپنی سوکن کے متعلق طلاق یا تفریق کا شوہر سے مطالبہ کرے اس سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ عورت کے لیے کوئی ایسی تدبیر اپنانا جائز نہیں ہے، جس کی وجہ سے دوسری بیوی کی طرف سے شوہر کا دل ہٹ جائے یا وہ اسے طلاق دیدے اور مرد کو یہ حق حاصل ہے کہ عدل وانصاف اور مساوات کے ساتھ متعدد (چار تک) نکاح کرے کسی کو اس پر اعتراض کا حق نہیں۔

وقال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ﴾ [النساء، جزء آیت: ۳]

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: لا تسأل المرأة طلاق أختها لتستفرغ صحفتها ولتنكح فإنما لها ما قدر لها. (سنن أبي داؤد / باب في المرأة تسأل زوجها طلاق امرأة له ١/٢٩٦)

فإن خفتم فواحدة، عن ابن عمر رضي اللّٰه عنه أن غيلان بن سلمة الثقفي

أسلم وله عشر نسوة في الجاهلية فأسلمن معه، فأمر النبي صلى الله عليه وسلم أن يتخير منه أربعاً. (سنن الترمذي ٢١٤/١ رقم: ١١٣٨)

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من كانت عنده امرأتان، فلم يعدل بينهما جاء يوم القيامة وشقه ساقط. (سنن الترمذي ٢١٤/١ رقم: ١١٤١)

قال في البزازية: له امرأة جارية فأراد أن يتزوج أخرىٰ، فقالت: أَقْتُلُ نفسي؛ له أن يأخذ ولا يمتنع؛ لأنه مشروع. قال تعالىٰ: ﴿لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَکَ تَبْتَغِیْ مَرْضَاۃَ اَزْوَاجِکَ، وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ الخ، وكذا في التزويج بين امرأتين. (الفتاویٰ البزازية / مباشرة النكاح في النكح مستحب ١٥٥/٤ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۷/۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دوسری شادی کرلینے پر پہلی بیوی کا طلاق یا مکان کا مطالبہ کرنا

سوال (۴۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے پہلی بیوی سے اولاد نہ ہونے کی وجہ سے دوسری شادی کرلی، اب پہلی بیوی اس سے طلاق مانگ رہی ہے، مگر وہ طلاق نہیں دیتا، طلاق نہ دینے کی صورت میں پہلی بیوی زید کا مکان اپنے نام کروانا چاہتی ہے، زید اس کے نام مکان بھی نہیں کرتا، کیا دوسری شادی کرلینے کی وجہ سے زید کے لئے مکان پہلی بیوی کے نام کردینا یا پہلی بیوی کو طلاق دے دینا ضروری ہے؟

کچھ لوگ زید سے زبردستی طلاق دلوانا اور مکان نام کروانا چاہتے ہیں، کیا وہ لوگ حق بجانب ہیں جب کہ زید کی پہلی بیوی کو سوائے دوسری بیوی کے اور کچھ پریشانی نہیں ہے، اگر وہ لوگ حق بجانب نہیں ہیں تب شریعت پاک کی روشنی میں ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: صورتِ مسئولہ میں زید نے دوسری شادی کرکے کوئی

غیر شرعی کام نہیں کیا ہے، پس اگر اب زید اپنی دونوں بیویوں کے حقوق ادا کرتا ہے اور ہر طرح خیال رکھتا ہے تو پہلی بیوی کا طلاق کا مطالبہ کرنا یا طلاق نہ دینے کی صورت میں مکان کا مطالبہ اٹھانا غلط ہے، زید پر ان میں سے کسی بات کا ماننا لازم نہیں ہے، البتہ زید کو چاہئے کہ وہ پہلی بیوی کو سمجھا بجھا کر اس کے دل کو مطمئن کرے کہ یہ بہت باعث اجر وثواب ہے۔

وقال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ﴾ [النساء، جزء آیت: ۳]

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: لا تسأل المرأة طلاق أختها لتتفرغ صحفتها ولتنكح فإنما لها ما قدر لها. (سنن أبي داؤد / باب في المرأة تسأل زوجها طلاق امرأة له ۲۹٦/۱)

فإن خفتم فواحدة، عن ابن عمر رضي اللّٰه عنه أن غيلان بن سلمة الثقفي أسلم وله عشر نسوة في الجاهلية فأسلمن معه، فأمر النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أن يتخير منه أربعاً. (سنن الترمذي ۲۱٤/۱ رقم: ۱۱۳۸)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من كانت عنده امرأتان، فلم يعدل بينهما جاء يوم القيامة وشقه ساقط. (سنن الترمذي ۲۱٤/۱ رقم: ۱۱٤۱)

قال في البزازية: له امرأة فأراد أن يتزوج أخرىٰ، فقالت: أقتل نفسي، له أن يأخذ ولا يمتنع؛ لأنه مشروع. قال تعالىٰ: ﴿لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاةَ اَزْوَاجِكَ، وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (الفتاوىٰ البزازية / مباشرة النكاح في النكح مستحب ١٥٥/٤ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۳/۸/۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاق دینے پر شوہر کو مالی تعزیر یا جسمانی سزا دینا؟

سوال (۴۴):- کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے گاؤں کے اکثر لوگ ممبئی میں مقیم ہیں اور ہم نے تقریباً بائیس افراد کی منتخب ایک کمیٹی بنائی ہے جس میں دو عالم حضرات بھی ہیں، اس کمیٹی کا کام یہ ہے کہ میاں بیوی کی آپسی رنجشوں کے متعلق جو بھی مسائل پیش آئیں، انہیں سنجیدگی سے حل کرے اور میاں بیوی میں آپسی توڑ کو حتی الامکان دونوں کی ذہن سازی کر کے بحال کرے؛ لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کمیٹی کے سمجھانے کے باوجود شوہر اپنی بیوی کو بے جا طلاق دے بیٹھتا ہے اور کبھی کبھی تو ایک ساتھ تین طلاقیں دے دیتا ہے، تو اس کی روک تھام کے لیے کمیٹی شوہر پر بطور تعزیر مالی جرمانہ عائد کرتی ہے تو کیا بطور تعزیر مالی جرمانہ عائد کرنا از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟

چوں کہ آج ہمارا مسلم معاشرہ مغربیت کی زد میں آ کر نت نئے فتنوں میں مبتلا ہوتا جا رہا ہے اور کثرت طلاق کی ایک بڑی وجہ مغربیت کے دوررس اثرات بھی ہیں، اسلامی ممالک میں تو حدود وتعزیرات جیسے اسلامی قوانین نافذ کر کے بہت سے فتنوں کا سد باب کیا جا سکتا ہے اور خاص طور پر بے جا طلاقوں پر کافی حد تک بندش کر کے معاشرے کو نیک اور پاکیزہ بنایا جا سکتا ہے؛ لیکن ہندوستان میں جہاں حدود وتعزیرات جیسے اسلامی قوانین کو روبعمل نہیں لایا جا سکتا؛ لیکن ہندوستانی سماج میں مطلقہ عورتوں کے لیے نکاح ثانی کے بڑے مسائل پیش آتے ہیں، ایسی عورتوں سے جلدی کوئی نکاح کے لیے تیار نہیں ہوتا اور نہ ہی ایسی عورتوں سے کوئی نکاح کرنا پسند کرتا ہے، جس کی وجہ سے ایسی عورتیں برابر پریشان رہتی ہیں اور ان کے بچے بھی باپ کا سایہ نہ ہونے کی وجہ سے تعلیم وتربیت سے یا ماں کا سایہ نہ ہونے کی وجہ شفقت ومحبت سے یکسر محروم رہ جاتے ہیں اس لیے ہماری کمیٹی اپنے گاؤں والوں میں سے کسی بھی فرد کے بے جا طلاق دینے پر اس کے اوپر لاکھ دو لاکھ روپیوں کا جرمانہ عائد کرتی ہے، اس سے ہمیں فائدہ بھی محسوس ہوا، بہت سے لوگ بلا وجہ طلاق دینے سے رک گئے ہیں، تو اس طرح تعزیر بالمال کرنا کیسا ہے؟ نیز اس مال کا مصرف کیا ہوگا؟ کیا

اسے طلاق دینے والے کی مطلقہ بیوی کو دے سکتے ہیں یا غرباء و مساکین کے درمیان صرف کر سکتے ہیں؟ تعزیر بالمال اور تعزیر کی دیگر صورتوں کی تفصیل کیا ہے اور تعزیز کی کن صورتوں پر ہندوستان جیسے ممالک میں عمل کیا جا سکتا ہے؟ وضاحت اور تفصیل سے دلائل کی روشنی میں نوازیں۔

بے جا تین طلاقیں دینے پر اگر کوئی مالی جرمانہ ادا نہ کر سکتا ہو تو اس پر بھری محفل میں کوڑے کی سزا لاگو کرنا کیسا ہے، اور کتنے کوڑے لگائے جا سکتے ہیں؟ یا اس کے علاوہ اور کونسی سزا تجویز کی جا سکتی ہے جس سے بیجا طلاق پر روک تھام ہو سکے۔

اگر کوئی بے جا طلاق دے اور سمجھانے کے باوجود نہ سمجھے اور طلاق سے رجوع نہ کرے جبکہ عورت بے قصور ثابت ہو جائے، تو ایسے لوگوں کو پورے گھر سمیت سماجی بائیکاٹ کرنا اور کمیٹی کا ان کے بارے میں یہ فیصلہ کرنا کہ گاؤں کا کوئی فرد ان کی شادی بیاہ اور موت میت میں نہیں جائیگا اور ان سے کسی طرح کا باہمی ربط نہیں رکھے گا؟ سماجی بائیکاٹ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور سماجی بائیکاٹ کب کیا جائے گا اور کب تک کیا جائیگا اور بائیکاٹ کے شرعی حدود کیا ہوں گے؟ شریعت کی روشنی میں مدلل وضاحت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ شوہر تو اپنی بیوی کو رکھنے کے لیے تیار ہوتا ہے، لیکن اس کے والدین بہو پر ظلم و زیادتی کرتے ہیں اور اپنے بیٹے کو اس کی بیوی چھوڑنے پر ابھارتے ہیں تو وہ اپنے والدین کے دباؤ میں آ کر اپنی بیوی کو چھوڑنے پر مجبور ہو جاتا ہے، تو کیا اس طریقے سے والدین کے دباؤ میں ناحق آ کر طلاق دینا جائز ہے؟

شوہر کے ظلم و زیادتی اور مار پیٹ کی وجہ سے یا نان و نفقہ نہ دینے کی وجہ سے بیوی شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے میکہ چلی جائے تو کیا اس صورت میں وہ ناشزہ شمار ہو کر نان نفقہ اور دیگر حقوق سے محروم ہو جائے گی؟

ہماری ۲۲؍افراد کی کمیٹی جس میں دو عالم حضرات بھی ہیں اس کی شرعی حیثیت کیا ہے اور اسے کیا کیا اختیارات حاصل ہوں گے اور کیا وہ قاضی کے حکم میں ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق شریعت میں ایک ناپسندیدہ عمل تو ضرور ہے لیکن کسی بھی حال میں یہ عمل قابل سزا نہیں ہے اگر کسی جگہ خالص اسلامی حکومت قائم ہو وہاں بھی کسی شوہر پر محض طلاق دینے کی وجہ سے کوئی سزا نہیں کی جاسکتی ہے؟ کسی وجہ سے طلاق دی ہو یا بلا وجہ طلاق دی ہو دونوں صورتوں کا حکم یکساں ہے، اوراس معاملہ میں نہ تو جسمانی سزا کا جواز ہے اور نہ مالی تعزیر یا سماجی بائیکاٹ کی اجازت ہے، لہٰذا جب اسلامی حکومت میں قاضی شریعت کواس طرح کی سزا دینے کا اختیار نہیں تو غیر اسلامی جمہوری مما لک میں خودساختہ کمیٹی کو یہ اختیارات کیسے حاصل ہوسکتے ہیں؟ بریں بنا سوال نامہ میں مذکورکسی بھی صورت میں شوہر پر طلاق دینے کی بنیاد پر جسمانی یا مالی سزا جاری کرنا درست نہیں ہے،اس معاملہ میں کمیٹی کا اصل کام یہ ہے کہ وہ معاشرے کی ذہن سازی کرے اور ایسا ماحول تیار کرے کہ لوگ طلاق دینے کو ناپسند سمجھنے لگیں، ذہن سازی کے بغیر بڑی سے بڑی سزا یا بائیکاٹ بھی مؤثر نہیں ہوسکتا، دوسری جانب یہ پہلو بھی پیش نظر رکھا جائے کہ طلاق کے معاملات میں ہمیشہ شوہر ہی کی غلطی نہیں ہوتی ہے؛ بلکہ بیوی اور اس کے گھر والوں کا غلط رویہ یا آپس میں زوجین کے دلوں کا نہ ملنا بھی عموماً طلاق کا سبب بنتا ہے، اس جانب بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے اور ساتھ میں ہمارے معاشرے کے اندر مطلقہ اور بیوہ سے نکاح کرنے میں جورکاوٹیں پائی جاتی ہیں ان کوختم کرنے پر مذکورہ کمیٹی کوخاص توجہ دینی چاہیے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِنْ اَهْلِهَا، اِنْ يُرِيْدَا اِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا﴾ [النساء جزء آیت: ۳۵]

عن ابن عمر رضي اللّٰہ عنهما أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: أبغض الحلال إلی اللّٰہ عزوجل الطلاق. (سنن أبي داؤد ۳۰۳/۱، المستدرك للحاكم ۲۱۸/۲ رقم: ۲۸۰۹، السنن الكبریٰ ۳۱٦/۷)

وأما وصفه فهو انه محظور نظراً إلی الأصل، ومباح نظراً إلی الحاجة.

(الفتاویٰ الهندية / كتاب الطلاق ٣٤٨/١ زكريا، وكذا في الرد المحتار / كتاب الطلاق ٢٢٨/٣ كراچی)

والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال. (شامي / مطلب في التعزير بأخذ المال ٦٢/٤ كراچی، كذا في الفتاویٰ الهندية / فصل في التعزير ١٦٧/٢ زكريا، البحر الرائق / باب التعزير ٦٨/٥ زكريا)

لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (البحر الرائق ٦٨/٥ كوئٹه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۸؍۳؍۱۴۳۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اِصلاح کمیٹی کی طرف سے طلاق پر مالی ضمان

سوال (۴۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہماری برادری میں پوری برادری کی طرف سے چالیس آدمیوں پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی گی ہے، جس کا نام اصلاح کمیٹی رکھا گیا ہے، اور اس کمیٹی نے برادری کی اصلاح کے لئے کچھ باتیں پوری برادری والوں پر لازم کی ہیں، ان میں سے پہلی بات یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے گا یا دینا چاہتا ہے، تو اس شخص سے ۲۰؍ ہزار روپئے لے کر لڑکی والوں کو دیئے جائیں گے؛ تاکہ اس لڑکی کے ماں باپ کو اپنی لڑکی کی دوسری شادی کرنے میں آسانی ہو، کمیٹی کی قائم کردہ اس شرط میں مجھے کئی خرابیاں معلوم ہوتی ہیں، ان میں سے ایک خرابی یہ ہے کہ اگر کسی شخص کی بیوی اپنے شوہر کی نافرمانی کرتی ہے، یا کسی غلط کام مثلاً چوری زنا وغیرہ میں مبتلا ہے، یا چوری زنا جیسے غلط کام میں تو مبتلا نہیں ہے؛ لیکن نماز روزہ وغیرہ عبادات کی پابندی میں کوتاہی کرتی ہے، یا بدعات وخرافات میں مبتلا ہے، تو مذکورہ باتوں پر اس کا شوہر اس کو سمجھاتا ہے؛ لیکن بیوی ان تمام مذکورہ منکرات سے باز نہیں آتی، اس صورت میں اگر یہ شخص اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہے؛ لیکن اس شخص کے پاس کمیٹی کی قائم کردہ شرط کے مطابق لڑکی والوں کو دینے کے لئے بیس ہزار روپئے نہیں ہیں، تو وہ ۲۰؍ ہزار روپئے نہ ہونے کی وجہ سے طلاق نہیں دے رہا ہے۔

اِسی طرح دوسری خرابی یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس بیس ہزار روپۓ لڑکی والوں کو دینے کے لئے ہیں، تو وہ اپنی بیوی کو خوبصورت نہ ہونے کی وجہ سے یا جہیز نہ ملنے یا کم ملنے کی وجہ سے یا سسرال والوں سے نا اتفاقی کی وجہ سے وہ طلاق دے سکتا ہے۔

اور تیسری خرابی یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی پر ناحق زیادتی کرتا ہے، یا بہت ستاتا ہے، یا شوہر کا بیوی سے مزاج نہیں مل رہا ہے، جس کے نتیجہ میں آپس میں اکثر و بیشتر لڑائی رہتی ہے، تو اب لڑکی کے ماں باپ اپنی لڑکی کی اس تکلیف اور پریشانی کو دیکھ کر اُس کے شوہر سے طلاق لینا چاہتے ہیں، تو کمیٹی والوں نے لڑکی والوں کے لئے یہ شرط لگائی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی لڑکی کے لئے طلاق لینا چاہتا ہے، تو اس کو لڑکے والوں کو ۱۰/ ہزار روپۓ دینے ہوں گے؛ لہٰذا مسئلہ یہ دریافت کرنا ہے کہ کمیٹی کی قائم کردہ یہ شرط لڑکی اور لڑکے والوں کے لئے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

کمیٹی کی قائم کردہ دوسری بات یہ سامنے آئی کہ اگر کسی شخص نے اپنی لڑکی کے نکاح کی بات کی کسی کے لڑکے کے ساتھ جب کہ لڑکی اور لڑکا تین یا چار سال کی عمر کے تھے اس کے بعد لڑکا جب کچھ بڑا ہوا یا بالغ ہونے کے قریب ہوگیا یا بالغ ہوگیا، تو اس کے ماں باپ اس کو دینی تعلیم نہیں دلوا رہے ہیں، یا ماں باپ تو پوری کوشش کر رہے ہیں مگر لڑکا پڑھنے کے لئے تیار نہیں ہے، یا لڑکی اور لڑکے کے ماں باپ کے درمیان کچھ نا اتفاقی ہوگئی، تو اِن وجوہات میں سے کسی وجہ سے لڑکی کے ماں باپ نکاح نہیں کرنا چاہتے، تو ان کو ۵/ ہزار روپۓ لڑکے والوں کو دینا ہوگا، اور اس کے برعکس کسی بھی وجہ سے لڑکے والے نکاح کرنے سے منع کرتے ہیں تو لڑکے والے لڑکی والوں کو ۵/ ہزار روپۓ دیں گے۔

کمیٹی کی قائم کردہ تیسری بات یہ سامنے آئی ہے کہ اگر کسی شخص کو غلطی کی وجہ سے کمیٹی والوں نے برادری سے باہر کردیا ہے، یعنی اس شخص کے یہاں کھانا پینا وغیرہ اس وقت تک چھوڑ دیا ہے، جب تک کہ وہ شخص کمیٹی والوں سے اپنی غلطی کا اعتراف نہ کرلے، اگر اس درمیان کوئی شخص اس کے یہاں کھا پی لے رشتہ داری یا کسی تعلق کی وجہ سے تو کمیٹی والے اس کھانے پینے والے شخص

سے بطور جرمانہ ایک ہزار روپئے لیتے ہیں۔

اور چوتھی بات یہ ہے کہ کمیٹی کے نام سے پوری برادری والوں سے غیر متعینہ چندہ وصول کرتے ہیں، اس وجہ سے کہ اگر کوئی بیوہ عورت ہے یا بہت غریب ہے تو یہ چندہ کا پیسہ اُس کی شادی میں خرچ کرتے ہیں، یا کوئی غریب شخص بیمار اوراس کے علاج کا کوئی انتظام نہ ہوتو کمیٹی والے اس جمع شدہ رقم کواس کے علاج میں خرچ کرتے ہیں،تو کمیٹی کی قائم کردہ مذکورہ شرائط برادری والوں کی اصلاح کے لئے شرعاً جائز ہیں یا نہیں؟ اور کمیٹی کے نام سے برادری والوں سے چندہ وصول کرنا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مفتی بہ قول کے مطابق مالی جرمانہ لازم کرنا شرعاً جائز نہیں، بالخصوص سوال میں ذکر کردہ حالات وواقعات کی وجہ سے مالی جرمانے کی ممانعت کے اسباب مزید واضح ہوجاتے ہیں، اس لئے پنچایت کو اس طرح کے کسی معاملہ میں مالی جرمانے کا دستور بنانے کا حق نہیں۔

والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال. (شامي ۱۰٦/٦ زكريا)

البتہ کمیٹی والے غرباء کی مدد کے لئے لوگوں سے امدادی رقم جمع کراسکتے ہیں؛ لیکن کسی بھی شخص پر چندہ کیلئے جبر وزبردستی کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا! ألا لا يحل مال إمرء إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ٢٥٥، مرقاة المفاتيح ٣٥٠/٣، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٧٢/٥، شعب الإيمان للبيهقي ٧٦٩/٢ رقم: ٥٤٩٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۱/۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی کو معلق بنا کر میکے میں چھوڑے رکھنا؟

سوال (۴۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص اپنی بیوی کو نہیں لے جاتا بیوی میکہ میں ہے، اس سے قبل کافی عرصہ سسرال میں رہ بھی چکی ہے، اور سسرال سے حمل کی حالت میں آئی تھی وہ بچہ بھی میکہ میں ہوا ہے، اور اب وہ چلنے لگا ہے؛ لیکن شوہر اب بھی بیوی کو اپنے گھر نہیں لے جاتا اور کہتا ہے کہ میرے سالے مجھ سے تیس ہزار روپیہ لے گئے ہیں، وہ لوٹا دیں تو میں بیوی کو بلا کر لاؤں گا، سالے کہتے ہیں کہ ہمارے ذمہ ان کی ایک پائی بھی نہیں ہے، وہ جھوٹ بولتے ہیں اور لڑکی بھی کہتی ہے وہ جھوٹ کہتے ہیں؛ لیکن اسی شوہر کے پاس جانا چاہتی ہے۔ تو دریافت یہ کرنا ہے کہ ایسے شوہر کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے جو جھوٹ بول رہا ہے اور بلاوجہ بیوی کو چھوڑے ہوئے ہے، جب کہ بیوی کا کوئی قصور نہیں شرعی حکم تحریر فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جھوٹ بولنا سخت ترین گناہ ہے اور بیوی کو معلق بنا کر چھوڑے رکھنا اور اس کے حقوق ادا نہ کرنا شرعاً انتہائی مبغوض ہے ایسے شخص پر لازم ہے کہ اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور بیوی کے حقوق کو پوری طرح ادا کرے، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک کی تلقین فرمائی ہے۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: استوصوا بالنساء خيرا، فإنهن خلقن من ضلع، وإن أعوج شيء في الضلع أعلاه، فإن ذهبت تقيمه كسرته، وإن تركته لم يزل أعوج، فاستوصوا بالنساء خيرًا.

(صحيح البخاري ۷۷۹/۲، صحيح مسلم ۴۷۵/۱، مشكاة المصابيح ۲۸۰)

اور بیویوں کا نان نفقہ شوہروں پر لازم کیا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ۲۹۱/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۴/۵/۷ھ

طلاق کے بعد لڑکی کو ساتھ رکھنے پر لڑکی والوں کا مجبور کرنا؟

سوال (۴۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بتاریخ ۲۴/اپریل ۲۰۰۶ء کو بندہ کا نکاح ہما پروین بنت محمد سعید صاحب کے ساتھ ہوا، اور رخصتی ۳۰/اپریل کو ہوئی، ہما پروین کا یہ دوسرا نکاح تھا، میرے نکاح سے تقریباً دوسال پہلے اس کو طلاق ہوگئی تھی، میرے نکاح کے چند دن بعد ہی موبائل پر کہیں سے فون آتا تھا، اور یہ اس پر کافی کافی دیر تک باتیں کیا کرتی تھی، جس کی وجہ سے مجھے شک ہوا، اور میں نے جون کی ۲/تاریخ کو الٹراساؤنڈ کرایا، تو نکاح کو ایک ماہ گذرا تھا اور الٹراساؤنڈ میں حمل کی مدت ۲ ماہ آئی اور اس کے بعد اس نے ۱۸/جون کو حمل ضائع کرادیا ۲۵/جون کو بندہ نے کورٹ کے ذریعہ اس کو طلاق بھی دیدی ہے، اور نوٹس بھی بھیج دیا ہے اور انہوں نے نوٹس لے بھی لیا ہے، لیکن لڑکی کے گھر والے لڑکی کو زبردستی میرے ساتھ رکھنا چاہتے ہیں، نہ رکھنے کی صورت میں وہ مجھے طرح طرح کی دھمکیاں دے رہے ہیں، قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں جب کہ آپ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے، اور آپ اسے اپنے ساتھ رکھنا نہیں چاہتے تو مطلقہ لڑکی کے گھر والوں کی طرف سے آپ پر اس لڑکی کو اپنے گھر رکھنے کا دباؤ ڈالنا قطعاً جائز نہیں ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاکٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ﴾ [البقرة، جزء آیت: ۲۲۹]

عن الحسن قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق. (المصنف لابن أبي شيبة ۲۴۷/۱۸ رقم: ۳۴۴۰۶)

إذا كان الطلاق ثلاثًا في الحرة لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره، ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية ۴۷۳/۱ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۱/۶/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شوہر کی مرضی کے خلاف لڑکی والوں کا لڑکی کو اپنے گھر روک لینا؟

سوال (۴۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: لڑکی کو کسی بہانہ سے ان کے والدین نے پہلے سسرال سے بلالیا اور جب لڑکی کو اس کے میکے سے واپس بلانے کے لئے کہا تو لڑکی والوں نے مختلف بے بنیاد اور بے ہودہ الزام لڑکے پر اور لڑکے والوں پر لگائے، جب لڑکے والوں سے بات چیت کرنے کے لئے زیادہ زور دیا کہ اس مسئلہ پر بیٹھ کر باہمی گفتگو کر لی جائے اور اگر کوئی غلطی لڑکے یا لڑکے والوں کی ہے، تو اس کو درست کرلیا جائے، تو لڑکی والوں نے مختلف بہانوں اور وجوہات بتا کر اس بات کو ٹال دیا اور تقریباً ۳؍ یا ۴؍ ماہ کا عرصہ گذار دیا؛ لیکن سیدھی اور صاف ستھرے انداز سے کسی قسم کی گفتگو کے لئے تیار نہ ہوئے، اب چند یوم سے پہلے لڑکی والوں نے مختلف لوگوں کے ذریعہ یہ کہلوادیا کہ ہمیں فوراً لڑکی کی علیحدگی چاہئے، جس کے جواب میں لڑکے والوں نے یہ کہا کہ ہم پہلے ان تمام جھوٹے الزامات کی تردید چاہتے ہیں، اس سلسلہ میں آئے ہوئے لوگوں نے کوئی بھی بات کرنے اور سننے سے انکار کردیا، اور صرف یہی بات دہرائی کہ ہم لڑکی کی علیحدگی چاہتے ہیں، لڑکے والے بات اس لئے ضروری سمجھتے ہیں کہ جو الزامات انہوں نے لڑکے اور لڑکے کے والوں پر لگائے ہیں وہ قطعی غلط جھوٹے اور بے بنیاد ہیں، اگر ان پر بات ہوجائے گی تو خیر کا پہلو ہی نکلے گا۔

یہاں یہ بات مزید لکھ دوں کہ لڑکا طلاق دینا نہیں چاہتا، ایسی حالت میں اس کو قتل مار پیٹ یا پولیس وغیرہ کے ذریعہ اس کی جان اس کے مال اور اس کے عزیزوں کو زد پہنچانے کی بھی دھونس دھمکی دی جارہی ہے، ایسی شکل میں جبراً طلاق ہوگی؟

لڑکی لڑکے کے نکاح میں ہے شوہر کی مرضی کے خلاف والدین کا لڑکی کو بٹھالینا دیس پردیس اور بازاروں میں بے پردہ (بغیر برقعہ) بغیر سر ڈھانکے گھمانا جب کہ لڑکی لڑکے کے ساتھ پردہ برقعہ میں رہتی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: برتقدیر صحتِ سوال صورتِ مسئولہ میں شوہر کی مرضی

کے خلاف لڑکی کو بلا کسی عذر شرعی کے اپنے گھر روک لینا درست نہیں ہے، اور پھر اسے بے پردہ رکھنا یہ اور بڑا جرم ہے، لڑکی کے والدین اور خود لڑکی سخت گنہگار رہے گی، حدیث میں ہے کہ جس عورت سے اس کا شوہر ناراض ہے، اس کی کوئی عبادت اور نیکی قبول نہیں ہوتی۔ (مشکوٰۃ شریف ۲/۲۸۳)

عن عبد الله رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: المرأة عورة فإذا خرجت استشرفها الشيطان. (سنن الترمذي / باب ما جاء في كراهية الدخول على المغيبات ۲۲۲/۱)

وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال لا لأنه عورة؛ بل لخوف الفتنة. (الدر المختار مع الشامي ۷۹/۲ زكريا)

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اثنان لا تجاوز صلاتهما رؤوسهما عبدًا أبق من مواليه حتى يرجع، وامرأة عصت زوجها حتى ترجع. (الطبراني في الصغير ۱۷۲/۱ كذا في الترغيب والترهيب مكمل ٤۳۸ رقم: ۳۰۲۵)

وفي رواية عن جابر مرفوعا: ثلاثة لا تقبل لهم صلاة ولا تصعد لهم حسنة ...... والمرأة الساخط عليها زوجها. (مشكاة المصابيح / باب عشرة النساء ۲۸۳/۲ رقم: ۳۲۷۱، الترغيب والترهيب مكمل ٤۳۸ رقم: ۳۰۲٤ بيت الأفكار الدولية، ورواه البيهقي في شعب الإيمان ۳۸۳/٦ رقم: ۸٦۰۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۶/۱۱/۲۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر محرم کو رونمائی کرانے کی وجہ سے لڑکی لڑکے کے گھر جانے سے انکار کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال (۴۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری لڑکی رقیہ کا نکاح تقریباً ایک سال پہلے محمد حسنین ولد محمد ابراہیم کے ساتھ ہوا تھا، بدقسمتی سے اسی دن محمد ابراہیم کا انتقال ہوگیا، ان لوگوں میں تیجہ کی رسم ہوتی ہے، لڑکا اپنے اعزاء کے اصرار

پر رسم سوئم میں سائل کی لڑکی رقیہ کو ساتھ لے گیا، اس رسم کے موقع پر بہت سی عورتوں کے سامنے میری لڑکی رقیہ کا منہ حسنین کے بہنوئی اشرف کو زبردستی دکھایا گیا، میری لڑکی منع کرتی رہی، مگر کوئی سنوائی نہیں ہوئی، جبراً اس کے برقعہ اور دوپٹہ کو ہٹا کر رونمائی کرائی گئی، اس نازیبا ناجائز حرکت سے میری لڑکی رقیہ کو سخت صدمہ ہوا، اور رنج کی وجہ سے گھر آ کر ہفتوں تک کھانا وغیرہ بھی بس بقدر جان بچانے کے ہی کھایا، اسی دوران حسنین کے گھر والوں کی طرف سے میری لڑکی رقیہ کو حسنین کے گھر لے جانے کا مطالبہ شروع ہوا، مگر میری لڑکی رقیہ نے حسنین کے ساتھ جانے سے قطعاً انکار کر دیا، اور کہا کہ اگر مجھے ان کے یہاں بھیجا جائے گا تو خودکشی کرلوں گی، جان دے دوں گی، کافی دنوں تک یہی سلسلہ رہا کہ لڑکے کی طرف سے لے جانے پر اصرار اور لڑکی کی طرف سے لڑکے کو بالکل انکار، حتی کہ ایک پنچایت ہوئی جس میں طے کیا گیا کہ لڑکی کی طرف سے لڑکے کو ۳۰/ ہزار روپیہ دلوا کر علیحدگی کرادی جائے، اس پنچایت میں نہ لڑکا موجود تھا اور نہ ہی اس سے رائے لی گئی۔

اب دریافت یہ کرنا ہے کہ ۳۰/ ہزار روپئے دینے کی میرے اندر طاقت نہیں اور نہ ہی لڑکی کے پاس کچھ ہے، اور مہر صرف پانچ ہزار روپئے ہے، اور وہ لڑکی کو دیا بھی نہیں گیا ہے، تو اس صورت میں لڑکی کی طرف سے کتنا مہر دینا ضروری ہے؟ نیز میں مار پیٹ کر بالغ لڑکی کو زبردستی شرعی اعتبار سے بھیج سکتا ہوں یا نہیں؟ جب کہ وہ خودکشی کر کے جان دینے کو تیار ہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں حسنین کے بہنوئی نے رقیہ کی رونمائی کر کے نہایت بے شرمی اور بے غیرتی کا ثبوت دیا ہے، وہ سخت گنہگار ہے؛ لیکن چوں کہ اس عمل کا لڑکے سے کوئی تعلق نہیں ہے؛ لہٰذا رقیہ کا مذکورہ وجہ سے حسنین کے گھر جانے سے انکار کرنا شرعاً صحیح نہیں ہے، رقیہ کے والدین کو چاہئے کہ وہ مار پیٹ کر نہیں؛ بلکہ سمجھا بجھا کر رقیہ کو اس کے شوہر کے پاس بھیجنے کی کوشش کریں، اس لئے کہ شوہر کی طرف سے زیادتی نہ ہوتے ہوئے اس کے گھر نہ جانا نشوز ہے، اور وہ اسی وقت ختم ہوسکتا ہے جب کہ لڑکی کو شوہر کے پاس بھیج دیا جائے، اور سوال میں مذکور پنچایت نے تیس ہزار روپئے کے عوض علیحدگی کا جو فیصلہ بغیر لڑکے کی رضا مندی کے

کیا ہے وہ بھی درست نہیں ہے؛ اس لئے کہ مذکورہ شکل میں علیحدگی کا اختیار صرف لڑکے کو ہے، اگر لڑکا راضی نہ ہو تو طلاق واقع نہیں ہوسکتی۔

قال اللّٰہ وتعالیٰ: ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى، وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة، جزء آیت: ۲۳]

(قوله فنفذ): أراد بالنفاذ الصحة وترتب الأحكام من طلاق وتوارث وغيرهما. (شامي ۵۵/۳ کراچی)

أنكر الخلع أو ادعى شرطاً...... فالقول له. (الدر لمختار ۴۵۰/۳ کراچی، ۱۰۲/۵ زکریا)

النظر إلى وجه المرأة الأجنبية الحرة ليس بحرام ؛ ولكنه يكره بغير حاجة. (الفتاویٰ التاتارخانیة ۹۵/۱۸ رقم: ۲۸۱۴۵ زکریا)

وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال لا لأنه عورة؛ بل لخوف الفتنة. (شامي على الدر المختار ۷۹/۲ زکریا)

نظر الرجل إلى المرأة الأجنبية حرام من كل شيء من يدفعها و كذٰلك نظر المرأة إلى الرجل سواء كان بشهوة أو بغيرها. (مرقاة المفاتيح / باب النظر إلى المخطوبة ۲۵۲/۶، البحر الرائق ۱۹۲/۸، محقق مسائل ۲۵۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۳/۲/۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شوہر کے بھانجے کے ساتھ جانے کے بعد غلطی کی معافی مانگ کر شوہر کے ساتھ رہنا

سوال (۵۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری بیوی بچوں کے ساتھ میرے بھانجے کے ساتھ چلی گئی تھی، اور ۱۵ / دن کے بعد واپس آ گئی ہے، اور اس وقت اپنے باپ کے گھر ہے؛ لیکن اب شرمندہ ہوکر غلطی کی معافی مانگ کر گھر واپس آنا چاہتی ہے، بچے بہت چھوٹے ہیں، سب سے چھوٹا لڑکا ۶ / مہینے کا ہے اور لڑکی ۶ / سال کی ہے، اور دو لڑکیاں ہیں اور میں بھی اس کی غلطی معاف کر کے گھر لانا چاہتا ہوں، اس حالت میں کیا

کیا جائے؟ جواب عنایت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی عورت کا اجنبی مرد کے ساتھ چلا جانا بدترین گناہ ہے، جس پر سچے دل سے توبہ اور استغفار لازم ہے، اور اگر ایسی عورت سچی توبہ کر کے اپنے شوہر کے ساتھ پاکیزہ زندگی گذارنا چاہتی ہے تو شوہر اسے رکھ سکتا ہے، شرعاً اس میں کوئی رکاوٹ نہیں۔

لایجب علی الزوج تطلیق الفاجرة ، ولا علیها تسرح الفاجر إلا إذا خافا أن لایقیما حدود اللّٰه، فلا بأس أن یتفارقا. (الدر المختار مع الشامي ١١٣/٤-١١٤ زکریا)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴/۵/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تین سال تک بیوی کے میکے میں رہنے سے نکاح نہیں ٹوٹتا

سوال (۵۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شادی شدہ لڑکی گھریلو جھگڑے کی وجہ سے تین سال سے اپنے میکے میں رہ رہی ہے، اس کے شوہر نے اسے طلاق نہیں دی ہے، اگر وہ لڑکی دوسری شادی کرنا چاہئے تو بغیر طلاق لئے تو وہ لڑکی شادی کرسکتی ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شوہر سے الگ ہوکر میکہ میں رہنے سے نکاح ختم نہیں ہوتا؛ لہٰذا مسئولہ صورت میں مذکورہ لڑکی کو جب کہ اس کے شوہر نے طلاق نہیں دی ہے، تو اس حالت میں اس کا نکاح کسی دوسرے مرد سے قطعاً جائز نہیں ہے۔

ولا یجوز للرجل أن یتزوج زوجة غیره، وکذا معتدته. (الفتاویٰ الهندیة ٢٨٠/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲/۸/۱۴۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاق کے بعد سامان اور جہیز کی واپسی کے اَحکام

میاں بیوی میں تفریق کے بعد شادی کے تحائف کس کی ملک ہیں؟

سوال (۵۲):-کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: خاوند اگر بیوی کو طلاق دیدے یا بیوی شوہر سے خلع کرلے تو سامان جہیز، زیورات، کپڑے، اوراس کے علاوہ جو بھی چیزیں ہیں خواہ سسرال والوں کی طرف سے لڑکی کو ملی ہوں یا میکے والوں نے اپنے بیٹی کو دیا ان سب کی تقسیم کس طرح ہوگی؟ آیا وہ سب سامان یا اس کی قیمت طلاق کے بعد بیوی کو واپس ملے گا یا اس میں برادری کے عرف کو دیکھا جائیگا جو بھی حکم شرعی ہو دلائل کی روشنی میں وضاحت کے ساتھ تحریر فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زیورات اگر عورت کو ملکیت کے طور پر دئے گئے ہیں تو وہ اُسی کے ہیں، طلاق کی وجہ سے واپس نہیں لئے جائیں گے، اور اگر بطور عاریت دیئے گئے ہیں تو اُنہیں واپس لیا جاسکتا ہے، اور اگر دیتے وقت کچھ صراحت نہیں کی گئی تھی تو عرف کا اعتبار ہوگا، عرف اگر ملکیت کے طور پر دینے کا ہے تو واپس نہ ہوں گے اور اگر عاریۃً دینے کا ہے تو واپس لئے جائیں گے، اور اگر دونوں طرح کا عرف ہے اور شوہر پہلے مہر ادا کر چکا ہے، تو شوہر کا قول اِس بارے میں معتبر ہوگا، اورعورت کو جہیز میں جو سامان ملا ہے، اس میں شوہر کا کوئی حق نہیں ہے۔ طلاق

وخلع دونوں صورتوں میں حکم یکساں ہے؛ البتہ جس مقدار مال پر خلع طے ہوا ہے، وہ مقدار شوہر کو دینی لازم ہوگی، یہ مقدار مہر سے زیادہ نہ ہوتو بہتر ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۳۶۸/۸، فتاویٰ محمودیہ ۱۱۸/۱۲)

أخرج سعيد بن منصور في سننه عن الشعبي يقول: إذا دخلت المرأة على زوجها بمتاع أو حلي، ثم ماتت فهو ميراث، و إن أقام أهلها البينة أنه كان عارية عندها، إلا أن يعلموا ذٰلک زوجها. (سنن سعيد بن منصور / باب ما جاء في متاع البيت إذا اختلف فيه الزوجان ٣٤٩/١ رقم: ١٥٠٣)

كما يستفاد من قوله في الدر: ولو بعث إلىٰ امرأته شيئاً ولم يذكر جهة عند الدفع......، فقالت: هو هدية، وقال: هو من المهر، فالقول له بيمينه والبينة لها، فإن حلف والمبعوث قائم فلها أن ترده وترجع بباقي المهر ......، وكله إن لم يكن دفع لها شيئاً منه. (شامي ١٥١/٣ كراچی)

جهز ابنته ثم ادعىٰ أن ما دفعه لها عارية وقالت هو تمليک فالمعتمد أن القول للزوج ولها إذا كان العرف مستمراً أن الأب يدفع مثله جهازاً لا عارية (درمختار) قلت ومقتضاه أن المراد من استمرار العرف هنا غلبته ومن الاشتراک كثرة كل منهما إذ لا نظر إلى النادر؛ ولأن حمل الإستمرار على كل واحد من أفراد الناس في تلک البلدة لا يمكن، ويلزم عليه إحالة المسألة إذ لا شک في صدور العارية من بعض الأفراد، والعادة الغاشية الغالبة في أشراف الناس وأوساطهم دفع ما زاد على المهر من الجهاز تمليكاً، سوى ما يكون على الزوجة ليلة الزفاف من الحليي والثياب فإن الكثير منه أو الأكثر عارية. قال الشيخ الإمام الأجل الشهيد: المختار للفتوىٰ أن يحكم بكون الجهاز ملكاً لا عاريةً؛ لأنه الظاهر الغالب إلا في بلدة جرت العادة بدفع الكل عارية فالقول

لـلأب، وأمـا إذا جـرت فـي البعض يكون الجهاز تركة يتعلق بها حق الورثة وهو الـصـحيـح، ولـعـل وجهه أن البعض الذييدعيه الأب بعينهٖ عارية لم تشهد له به الـعـادة بخلاف ما لو جرت العادة بإعارة الكل فلا يتعلق به حق ورثتها بل يكون كله للأب. (شامي ٣٠٦/٤-٣٠٩ زكريا)

والفتویٰ أنه إن كان العرف مستمراً أن الأب يدفع الجهاز ملكاً لا عاريةً.

(الأشباه والنظائر ١٥٧)

وكـذا مسـألة دعـوى الأب عـدم تـمـليـكه البنت الجهاز فقد بنوها على العرف مع أن القاعدة أن القول للملك في التمليك. (شرح عقود رسم المفتي ٩٦)

وفي الهندية: لو جهز ابنته وسلمه إليها ليس له في الاستحسان استرداده منها وعليه الفتویٰ. (الفتاویٰ الهندية ٣٢٧/١ زكريا)

وعن مسئلة الخلع قال في الهندية: وإن كان النشوز من قبلها كرهنا له أن يـأخذ أكثر مما أعطاها من المهر ولكن مع هذا يجوز له أخذ الزيادة في القضاء.

(الفتاویٰ الهندية ٣٢٧/٣ زكريا)

الثابت بالعرف كالثابت بالنص. (رسم المفتي: ٢٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۳/۳/۱۴۱۱ھ

طلاق کے بعد مہر اور جہیز کا حکم

سوال (۵۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا شوہر پر مہر دینا لازم ہے یا نہیں؟ اسی طرح دیئے گئے جہیز کے بارے میں کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: طلاق کے بعد شوہر کے ذمہ مہر کا ادا کرنا لازم ہے۔

عن محمد بن عبد الرحمن بن ثوبان رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من كشف خمار امرأة ونظر إليها فقد وجب الصداق، دخل بها أو لم يدخل بها. (سنن الدار قطني / النكاح ۲۱۳/۳ رقم: ۳۷۸۰)

المهر يتأكد بأحد معان ثلاثة، الدخول، والخلوة الصحيحة، وموت أحد الزوجين، سواء كان مسمى أو مهر المثل، حتى لا يسقط منه شيئ بعد ذٰلك إلا بالإبراء من صاحب الحق. (الفتاویٰ الهندية ۳۰۳/۱ زكريا، البحر الرائق / باب المهر ۲۵۱/۳ زكريا، شامي ۱۰۲/۳ كراچی)

اور وہ چیزیں جو شخص مذکور کی بیوی کو جہیز میں ملی تھیں وہ سب اسی لڑکی کی ملک ہیں، لہذا اس کے سامان جہیز میں سے جو چیزیں باقی ہیں ان سب کا واپس کردینا لازم اور ضروری ہے۔

جهز ابنته بجهاز وسلمها ذٰلك ليس له الاسترداد منها ولا لورثته بعده إن سلمها ذٰلك في صحته؛ بل تختص به، وبه يفتى، وكذا لو اشتراه لها في صغرها. (الدر المختار ۳۰۶/٤ زكريا)

بل كل أحد يعلم أن الجهاز للمرأة إذا طلقها تأخذه كله. (شامي ۳۱۱/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۴/۱/۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

لڑکے والوں پر سامان جہیز کے پیسے ادا کرنے پر دباؤ ڈالنا

سوال (۵۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: لڑکی والوں نے اپنی لڑکی کو طلاق ہو جانے پر لڑکے والوں سے جہیز کے سامان کے بجائے ساٹھ ہزار روپئے نقد لڑکی والوں کو دلانے کا فیصلہ کیا ہے، اگر لڑکی کا باپ جہیز کا سامان لینا چاہے، تو پھر سامان دیدیا جائے گا رقم نہیں دلائی جائے گی، کیا شرعی اعتبار سے لڑکے والوں کو اس طرح کے فیصلہ کا پابند بنایا جا سکتا ہے کہ وہ سامان کے بجائے ساٹھ ہزار روپئے نقد ادا کرے، کیا اس طرح

کے فیصلے شریعت کی دی ہوئی رخصت اور اجازت کے خلاف تو نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفیق: طلاق یا تفریق کے بعد لڑکی والوں کو صرف اتنا حق ہے کہ جہیز کا سامان جتنا اور جس حالت میں اس وقت موجود ہے واپس لے جائیں، جو سامان استعمال کرنے سے ٹوٹ پھوٹ گیا ہے یا پرانا ہوگیا ہے اس کی نئے سامان کے اعتبار سے قیمت کا مطالبہ ان کے لئے جائز نہیں ہے؛ لہٰذا حسبِ تحریر سوال لڑکے والوں پر سامان کے بجائے ۶۰/ ہزار روپیہ نقد دینے کا جو قانون بنایا گیا ہے وہ قطعاً غلط اور سراپا زیادتی ہے؛ اس لئے کہ ایسا بھی ممکن ہے کہ شادی کے وقت خود جہیز کی قیمت کل ملا کر اتنی نہ رہی ہو، اس کے باوجود لڑکے والوں کو ۶۰/ ہزار روپیہ کی رقم دینے پر مجبور کرنا کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتا۔

كذا يسترد ما بعث هدية، وهو قائم دون الهالك والمستهلك؛ لأنه في معنى الهبة. (شامي ۱۵۳/۳ کراچی)

وأما الذي بعث أبو المرأة إن كان هالكا لم يكن على الزوج شيء، وإن كان قائما، وقد بعثه الأب من مال نفسه فله أن يرجع فيه. (الفتاویٰ التاتارخانیة ۲۰۹/٤ رقم: ۵۹۸ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۱/۵/۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاق کے بعد لڑکی والوں کا شوہر سے نئی گاڑی کا مطالبہ کرنا

سوال (۵۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری شادی کو تقریباً نو ماہ ہوئے ہیں؛ لیکن میری بیوی میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتی، اور طلاق کا مطالبہ کررہی ہے، اس کے گھر والے بھی اس پر راضی ہیں، نیز اس کے گھر والے مہر اور جہیز کا بھی مطالبہ کررہے ہیں، اسی طرح جو کچھ منگنی میں ان کا خرچہ ہوا تھا اور جو انہوں نے شوہر کو دیا تھا، اس کا

بھی مطالبہ کررہے ہیں،لڑکی والوں نے جہیز میں ایک گاڑی دی تھی، وہ پرانی ہوچکی ہے؛لیکن لڑکی والےنئ گاڑی کامطالبہ کررہے ہیں، اب دریافت یہ کرنا ہے کہ اگر شوہر بیوی کے مطالبہ پر اس کو طلاق دیتا ہےتو کیااس کومہر اور جہیز کا سامان دینا لازم ہوگا؟ اسی طرح پرانی گاڑی کے بدلہ نئ گاڑی دینالازم ہوگایانہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: محض بیوی کے مطالبہ طلاق پرطلاق دینے سےمہر معاف نہیں ہوتا؛ البتہ اگر بیوی کی طرف سے طلاق کے مطالبہ پر شوہر یہ شرط لگادے کہ میں طلاق اس وقت دوں گا جب مہر معاف کیاجائے اوربیوی اس شرط کوقبول کرلے،تو ایسی صورت میں طلاق دینے سےشوہر پرمہر واجب نہ ہوگا،اور منگنی وغیرہ کے خرچ کاشوہر سے مطالبہ نہیں کیاجاسکتا؛ البتہ جوسامان لڑکی والوں کی طرف سےلڑکےکودیا گیاہے وہ اس وقت جس حالت میں ہےاسی حالت میں واپس کیا جائے گا،اوراگر وہ پرانا ہوگیا ہوتواس کے بجائے نئے کا مطالبہ نہ ہوگا۔ بریں بنا مسئولہ صورت میں لڑکی والوں کی طرف سےشادی میں دی گئی نئ گاڑی کا مطالبہ صحیح نہیں ہے،وہ گاڑی اس وقت جس حالت میں ہواسی حالت میں واپس کی جائے گی،اسی طرح لڑکی والوں کی طرف سے جو جہیز کا سامان لڑکی کو دیا گیا تھا، وہ بھی انہیں موجودہ حالت کے اعتبار سے واپس کیا جائے گا،اس میں بھی نئے سامان کی شرط نہیں لگائی جاسکتی۔

أخرج سعيد بن منصور في سننه عن الشعبي يقول: إذا دخلت المرأة على زوجها بمتاع أو حلي، ثم ماتت فهو ميراث، و إن أقام أهلها البينة أنه كان عارية عندها، إلا أن يعلموا ذٰلک زوجها. (سنن سعيد بن منصور / باب ما جاء في متاع البيت إذا اختلف فيه الزوجان ۳٤٩/۱ رقم: ۱۵۰۳)

إذا تشاق الزوجان وخافا أن لا يقيما حدود اللّٰه فلا بأس بأن يفتدي فيه بمال يخلعها به. (زيلعي ۲٦٨/۲)

إن الجهاز للمرأة إذا طلقها تأخذه كله. (شامي ٣١١/٤ زكريا)

سئل القاسم عمن بعث جهازاً إلى بيت زوج ابنته ولم يقل حين وجهه أنه هدية، قال: يحمل على الهدية ...... على ما جرىٰ التعارف به. (الفتاویٰ التاتارخانية ٢٠٩/٤ رقم: ٥٩٨٨ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۱/۵/۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاق کے بعد شوہر کو عاریت پر دئے ہوئے سونے کا مطالبہ کرنا؟

سوال (۵۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مہتاب خاں عرف خرم نے اپنی بیوی یاسمین عالم عرف ہما کو ایک تحریر لکھ کر دی، جس میں لکھا تھا کہ میں اپنے پورے ہوش وحواس میں ہما کو طلاق دیتا ہوں، طلاق، طلاق، طلاق۔ اس تحریر کے بعد دستخط اور تاریخ درج ہے۔ آپ سے دریافت یہ کرنا ہے کہ طلاق ہوگئی یا نہیں، اور ایک لاکھ روپئے مہر ہیں، وہ دینے پڑیں گے یا نہیں؟ لڑکی کا ۱۳؍ تولہ سونا اس کے شوہر نے بیچ رکھا ہے، وہ واپس دینا پڑے گا یا نہیں؟ جہیز کا سامان واپس ہوگا یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں جب مہتاب خاں عرف خرم نے اپنی بیوی یاسمین عرف ہما کو تحریری طور پر تین طلاقیں دے دی ہیں، تو ایسی صورت میں طلاقِ مغلظہ واقع ہوکر یاسمین عالم اپنے شوہر پر قطعی طور پر حرام ہوگئی ہے، اب حلالہ شرعیہ کے بغیر دوبارہ نکاح بھی درست نہ ہوگا، اور مہر میں جو ایک لاکھ روپیہ طے کئے گئے تھے، ان کی ادائیگی بہر حال لازم ہوگی، اسی طرح جہیز کا سامان جس حالت میں بھی ہو، واپس کرنا ضروری ہے، نیز یاسمین عالم عرف ہما نے اپنی ملکیت کا ۱۳؍ تولہ سونا اگر شوہر کو بوقت ضرورت عاریت کے طور پر دیا تھا، تو یاسمین عالم کو اس کے مطالبہ کا پورا حق ہے، اور مہتاب خاں پر اس کا لوٹانا شرعاً لازم ہے۔

ولو قال لزوجته: أنت طالق طالق طالق، طلقت ثلاثاً. (الأشباه ٢١٩ قديم)

ويقع طلاق كل زوج عاقل بالغ ولو مكرهاً أو كان الزوج سكران زائل العقل فإنه طلاقه واقع. (مجمع الأنهر ٨/٢)

وإن كان الزوج سكران زائل العقل فإن طلاقه واقع. (مجمع الأنهر ٨/٢)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية ٤٧٣/١)

ويتأكد عند وطء أو خلوة صحت من الزوج أو موت أحدهما. (درمختار) وفي الشامية: إنما يتأكد لزوم تمامه بالوطء ونحوه. (الدر المختار مع الشامي ٢٣٣/٤ زكريا)

والمهر يتأكد بإحدىٰ معان ثلاثة: الدخول والخلوة الصحيحة وموت أحد الزوجين حتى لا يسقط منه شيئ بعد ذٰلک إلا بالإبراء. (الفتاویٰ الهندية ٣٠٣/١ زكريا، البحر الرائق ١٤٣/٣ كوئٹه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۳/۳/۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاق اور تفریق کے بعد لڑکے والوں سے جہیز، مہر اور شادی کے خرچ کا مطالبہ کرنا؟

سوال (۵۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عرض یہ ہے کہ میرے بھائی محمد نعمان انصاری کا نکاح ایک سال پہلے ہوا تھا، بھائی ایک کمپنی میں دہلی ملازمت کرتے ہیں، نکاح کے فوراً بعد مناسب انتظامات نہ ہونے کی وجہ سے اہلیہ کو اپنے ساتھ نہ لے جاسکے، کچھ مہینوں جب مناسب مکان کا نظم ہوگیا، تو اس موقع پر بھائی کی ترقی ہوگئی اور اُن کے لئے ٹریننگ کی وجہ سے کسی ایک مقام پر کچھ مہینوں تک رکنا ممکن نہ ہوا، اس لئے اہلیہ کو

ساتھ لے جانے میں کچھ اورتا خیر ہوگئی۔اس درمیان جیسا موقع ملا بھائی گھر آتے بھی رہے، اور فون پر بھی سمجھاتے رہے؛ لیکن بھابھی اوران کے گھر والوں نے اس بات کو بنیاد بنا کر طلاق کا مطالبہ شروع کردیا، رشتے داروں کے سمجھانے پر بھی جب معاملہ نہیں سلجھا،تو معاملہ دارالقضاء (آکولہ صوبہ مہاراشٹر) میں پیش کیا گیا، قاضی مفتی محمد اشفاق صاحب قاسمی نے بھی سمجھانے کی کوشش کی کہ معاملہ کسی طرح نبھ جائے؛ لیکن لڑکی والے کسی طرح بھی راضی نہ ہوئے۔ اخیر میں جب طلاق کا معاملہ آیا، تو لڑکی والوں نے کہا کہ ہمیں مہر، ہمارا سامان اورشادی کے خرچ کے دس لاکھ روپئے دیئے جائیں۔ہم نے کہا کہ مہر ہم دے چکے ہیں، سامان بھی دے دیں گے،اورشادی کا خرچ اولاً ۱۰؍لاکھ ہوا ہی نہیں، اور پھر آپ کا خرچ ہوا ہے تو ہمارا بھی خرچ ہوا ہے،تو وہ کون ادا کرے گا؟مفتی صاحب نے فریقین کی بات سن کر فرمایا کہ شادی کے خرچ کا مطالبہ شریعت کے اعتبار سے درست نہیں؛ لیکن ہم دلواتے ہیں، ورنہ لوگ کورٹ کچہری جائیں گے۔پھر مفتی صاحب نے دوسرے فریق کو باہر بھیجا اور ہم سے فرمایا کہ اگر آپ اس معاملے کو یہیں ختم نہیں کریں گےتو یہ کورٹ میں جائیں گے اور آپ کے خلاف جھوٹے مقدمے دائر کریں گے؛ البتہ ۱۰؍لاکھ نہیں۔ میں اُن سے بات کرتا ہوں۔ بہر حال مفتی صاحب نے اُن سے بات کی اور اور معاملہ ساڑھے تین لاکھ تک پہنچایا، اخیر میں مفتی صاحب نے یہ فیصلہ دیا کہ رمضان کے بعد دار القضاء کھلنے پر رابطہ قائم کریں، پھر تاریخ دی جائے گی، اس پر فریقین حاضر ہوں اورلڑکے والےلڑکی والوں کو ساڑھے تین لاکھ روپئے ادا کریں اور طلاق کرادی جائے گی۔اس ساری صورتِ حال کے پیشِ نظر دریافت طلب امور یہ ہیں:

(۱) بیوی کے مطالبہ پر شوہر اگر طلاق دے دے،تو اس کے ذمہ کن سامان اور رقوم کی ادائیگی لازم ہے؟

(۲) مذکورہ بالا مسئلہ میں مفتی صاحب کا فیصلہ شرعاً درست ہے یا نہیں؟ اور ہمارے لئے اس پر عمل فرض ہے؟

(۳) اگر ہم استطاعت نہ رکھنے کی وجہ سے رقم کی ادائیگی نہیں کر پاتے ہیں، تو دار القضاء قوتِ حاکم نہ رکھنے کی وجہ سے شاید کچھ نہ کر پائے؛ لیکن کیا ہم عند اللہ ماخوذ ہوں گے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) اگر مطلقاً بلا شرط طلاق دیدی جائے تو ایسی صورت میں شوہر پر مہر کی ادائیگی اور اس کے سامان کی واپسی ضروری ہے، جو لڑکی والوں کی طرف سے بطور جہیز دیا گیا تھا؛ البتہ شادی کا خرچ دینا لازم نہیں ہے، جیسا کہ سوال مذکور میں مفتی صاحب نے واضح فرمایا ہے۔

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ألا لا تظلموا! ألا لا يحل مال إمرء إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ۲۵۵، مرقاة المفاتيح ۳/ ۳۵۰، المسند للإمام أحمد بن حنبل ۵/ ۷۲، شعب الإيمان للبيهقي ۲/ ۷۶۹ رقم: ۵۴۹۳)

والمهر يتأكد بأحد معان ثلاثة الدخول والخلوة الصحيحة وموت أحد الزوجين. (الفتاویٰ الهندية ۱/ ۳۰۳ زكريا)

وتجب عند وطءٍ أو خلوة صحت من الزوج أو موت أحدهما أو تزوج ثانيًا في العدة. (شامي ۳/ ۱۰۲ كراچی)

(۲-۳) مفتی صاحب مذکور کا مذکورہ بالا قول فیصلہ نہیں ہے؛ بلکہ مشورہ کے درجہ میں ہے، جس کے ماننے یا نہ ماننے کا آپ کو اختیار ہے۔ اگر جھگڑا ختم کرنے کے لئے ان کی بات مان لیں تو بھی کوئی حرج نہیں، اور اگر نہ مانیں تو بھی آپ سے شرعاً کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا، اس لئے آپ اپنے احوال کو دیکھ کر خود فیصلہ کر سکتے ہیں۔

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: كان زوج بريرة عبداأسود – إلى – فقال النبي لو راجعتيه، فقالت: يا رسول اللّٰه! تأمرني؟ قال إنما اشفع، قالت: لا

حاجة لي فيه. (مشكاة المصابيح ٢٧٦)

مستفاد: المدعى عليه يدفعه لدفع الخصومة عن نفسه، وهٰذا مشروع أيضا إذ المال وقاية الأنفس. (الهداية ٢٤٥/٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۵/۱/۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا لڑکی کے گھر والے جہیز کی قیمت کا مطالبہ کر سکتے ہیں؟

سوال (۵۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری شادی ۲۶رمئی ۱۹۹۳ء میں ہوئی، قریب ۳رسال کا عرصہ ہوگیا ہے اس عرصہ میں میری بیوی سے تعلقات کشیدہ اور تلخ ہیں، اس کا دماغی توازن خراب اور بداخلاق ہے، میرے اور میرے گھر والوں کے ساتھ نہایت بدتمیزی سے پیش آتی ہے؛ لہٰذا تعلقات منقطع کرنے کی نوبت آ گئی ہے، ہم لوگوں نے لڑکی کے بھائی سے کہا کہ ہم دین مہر دینے کو تیار ہیں، اور اپنا سامان لے لو، اس کا بھائی پولیس کانسٹبل اکرم علی ہے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے سامان نہیں چاہئے، اس کے پیسے دے دو، کیا ان کی یہ فرمائش جائز ہے؟ اس بارے میں سنت اور شرعی احکام کیا ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جہیز کا جو سامان موجود ہے وہی لڑکی کا حق ہے، اس کی قیمت کے مطالبہ کا اسے حق نہیں ہے۔

أخرج سعيد بن منصور في سننه عن الشعبي يقول: إذا دخلت المرأة على زوجها بمتاع أو حلي، ثم ماتت فهو ميراث، و إن أقام أهلها البينة أنه كان عارية عندها، إلا أن يعلموا ذٰلک زوجها. (سنن سعيد بن منصور / باب ما جاء في متاع البيت إذا اختلف فيه الزوجان ٣٤٩/١ رقم: ١٥٠٣)

كما يستفاد من قوله في الدر: ولو بعث إلىٰ امرأته شيئاً ولم يذكر جهة

عـنـد الدفع......، فقالت : هو هدية، وقال: هو من المهر ، فالقول له بيمينهٖ والبينة لها، فإن حلف والمبعوث قائم فلها أن ترده وترجع بباقي المهر ......، وكله إن لم يكن دفع لها شيئاً منه. (شامي ٣/ ١٥١ کراچی)

فإن كـل أحـد يعـلـم أن الجهاز ملك المرأة وأنه إذا طلقها تأخذه كله.

(شامي ٣/ ٥٨٥ کراچی، ٥/ ٢٩٩ زکریا)

الثابت بالعرف كالثابت بالنص . (رسم المفتي: ٢٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۹/۱۱/۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح :شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

طلاق کے بعد شوہر سے سامانِ جہیز کی قیمت لینا؟

سوال (۵۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سامان جہیز کی واپسی ہوگی یا نہیں؟ اور کیا اس سامان کی قیمت لینا جیسا کہ پنچایت نے طے کیا ہے درست ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: طلاق کے وقت سامان جہیز جس حالت میں ہے اس کو اسی حالت میں واپس کیا جائے گا، اگر وہ باقی نہ رہا ہو یا بلا تعدی ضائع ہوگیا تو اس کی قیمت شوہر پر لازم کرنا جائز نہیں۔

ولـو بعث هو وبعث أبوها له أيضا، ثم قال هو من المهر فللأب أن يرجع في هبته إن كان من مال نفسه وكان قائما، وإن كان هالكا لا يرجع. (البحرالرائق ٣/ ١٨٥)

قـال الـعلامة الحصكفي رحمه الله تعالىٰ: ’’خطب بنت رجل وبعث إليها أشيـاء ولـم يـزوجـهـا أبـوها، فما بعث للصهر، يسترد عينه قائما فقط، وإن تغير بـالاستعمال أو قيمته هالكا؛ لأنه معاوضة ولم تتم، فجاز الاسترداد، كذا يسترد

ما بعث هدية، وهو قائم دون الهالك والمستهلك؛ لأنه في معنى الهبة. (الدر المختار، كتاب النكاح / باب المهر، مطلب فيما يرسله إلى الزوجة ٣٦٤/٢ كراچی، ٤/٤ ٣٠ زكريا، البحر الرائق ٣٢٤/٣ زكريا، حاشية الشلبي على تبيين الحقائق، كتاب النكاح / باب المهر ٥٨٢/٢ دار الكتب العلمية بيروت)

وإذا بعث الزوج إلى أهل زوجته أشياء عند زفافها، منها ديباج، فلما زفت إليه، أراد أن يسترد من المرأة الديباج، ليس له ذٰلك إذا بعث إليها على جهة التمليك، كذا في الفصول العمادية، جهز بنته و زوجها، ثم زعم أن الذي دفعه إليها ماله، و كان على وجه العارية عندها، وقالت: هو ملكي جهزتني به، أو قال الزوج بعد موتها، فالقول قولهما دون الأب.

وحكى عن علي السغدي أن القول قول الأب، وذكر مثله السرخسي، وأخذ به بعض المشائخ، وقال في الواقعات: إن كان العرف ظاهرًا بمثله في الجهاز كما في ديارنا، فالقول قول الزوج، وإن كان مشتركًا فالقول قول الأب، كذا في التبيين. قال الصدر الشهيد: وهٰذا التفصيل هو المختار للفتوىٰ، كذا في النهر الفائق. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب النكاح / باب المهر، الفصل السادس عشر في جهاز البنت ٤٢٧/١، تبيين الحقائق، كتاب النكاح / باب ٥٨٢/٢-٥٨٣ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۱/۱۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاق کے وقت زیورات اور جہیز کی واپسی کا مدار عرف پر ہے

سوال (۶۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری بیٹی عظمیٰ پروین کا عقد مسنون ہمراہ محمد شعیب سلمہ ولد محمد سلیم صاحب سے بتاریخ ۲۰۰۱/۱/۱۸ء کو ہوا تھا؛ لیکن میری بیٹی کو ٹارچر کیا جانے لگا اور بدسلوکی کی جانے لگی، مارا پیٹا جانے لگا، ان حالات کی وجہ سے میری بیٹی عظمیٰ پروین اپنے شوہر وسسرال والوں سے تنگ آ کر اپنے

والدین کے پاس بتاریخ ۱۶/۶/۲۰۰۲ء کو آ گئی تھی، اس سے پہلے بھی لڑکی دو مہینہ اپنے والدین کے یہاں بیٹھی رہی تھی اب ایک سال پورا ہونے کو ہے، اس دوران کئی مرتبہ فیصلہ کی میٹنگیں ہوئیں؛ لیکن کوئی نتیجہ والی بات سامنے نہیں آئی، اور اس ایک سال کے وقفہ میں عظمیٰ پروین کے سسرال والوں نے نہ کوئی خرچہ دیا نہ کپڑے وغیرہ دئے، جو کپڑے پہن کر آئی تھی وہی اس کے پاس تھے۔

حالات علیحدگی کے معلوم ہو رہے ہیں، عظمیٰ پروین کے تمام زیورات گولڈ وتحائف وجہیز کا سارا سامان وجوتی لڑکی والوں کی طرف سے لڑکے کو اور لڑکے کے رشتہ داروں کو دئے گئے تھے، وہ سب کچھ لڑکے والوں کے یہاں موجود ہے، جس کی وجہ سے لڑکے والوں نے لڑکی کے والد سے کہا کہ آپ اپنے سامان کی لسٹ بنا کر دے دو، اور اپنا سامان لے لو، جب کہ محمد سلیم صاحب اپنے لڑکے محمد شعیب پر برابر زور ڈال رہے ہیں کہ تین بولی بول دے میں تیری دوسری شادی کرادوں گا اور لڑکے نے بھی اپنی بیوی عظمی پروین سے یہ کہا ہے کہ میں تین بولی بول کر تجھے گھر سے نکال دوں گا، اِن حالات کے پیش نظر گولڈ زیورات وتحائف اور دیگر سامان جو ہماری طرف سے دیا گیا تھا اُن کا کیا ہونا ہے؟ اور جو زیورات گولڈ بریاں لڑکے کی طرف کی ہیں، اُن کا کیا ہونا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر آپ کی برادری میں طلاق وتفریق کے وقت جہیز اور تحائف کی واپسی کا عرف اور دستور ہو، تو مسئولہ صورت میں لڑکی والوں کی طرف سے اپنی لڑکی اور داماد کو جو تحائف دئے گئے ہیں، وہ جس حال میں بھی ہوں وہ لڑکی کو واپس ملیں گے اور لڑکے والوں نے اپنی بہو کو جو زیورات اور تحائف دئے تھے، وہ سب لڑکے والوں کو واپس کئے جائیں گے، اور جو چیزیں استعمال ہو کر ختم ہو گئی ہوں، ان کی واپسی کا مطالبہ کسی کے لئے درست نہیں ہے۔

أخرج سعید بن منصور في سننه عن الشعبي یقول: إذا دخلت المرأة علی زوجها بمتاع أو حلي، ثم ماتت فهو میراث، و إن أقام أهلها البینة أنه کان عاریة عندها، إلا أن یعلموا ذٰلک زوجها. (سنن سعید بن منصور / باب ما جاء في متاع

البيت إذا اختلف فيه الزوجان ۳٤۹/۱ رقم: ۱۵۰۳)

كـمـا يستـفاد من قوله في الدر : ولو بعث إلىٰ امرأته شيئاً ولم يذكر جهة عـنـد الدفع......، فقالت : هو هدية، وقال: هو من المهر، فالقول له بيمينهٖ والبينة لها، فإن حلف والمبعوث قائم فلها أن ترده وترجع بباقي المهر ......، وكله إن لم يكن دفع لها شيئاً منه. (شامي ۱۵۱/۳ کراچی)

والفتوىٰ أنه إن كان العرف مستمراً أن الأب يدفع الجهاز ملكاً لا عاريةً.

(الأشباه والنظائر ۱۵۷)

وكـذا مسـألة دعـوى الأب عـدم تـمـليـكه البنت الجهاز فقد بنوها على العرف مع أن القاعدة أن القول للملك في التمليك. (شرح عقود رسم المفتي ۹٦)

وفي الهندية: لو جهز ابنته وسلمه إليها ليس له في الاستحسان استرداده منها وعليه الفتوىٰ. (الفتاوىٰ الهندية ۳۲۷/۱ زكريا)

وعن مسئلة الخلع قال في الهندية: وإن كان النشوز من قبلها كرهنا له أن يـأخذ أكثر مما أعطاها من المهر ولكن مع هذا يجوز له أخذ الزيادة في القضاء.

(الفتاوىٰ الهندية ٤۸۸/۱ زكريا)

الثابت بالعرف كالثابت بالنص. (رسم المفتي: ۲۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۴/۲/۷ھ

پنجابی برادری میں طلاق کے بعد سسرال سے ملے ہوئے زیورات کا حکم

سوال (۶۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلۂ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو شریعت کے مطابق طلاق دے دی، جس کو گواہان نے سنا اور طلاق

مکمل ہوگئی، مطلقہ کو شادی کے وقت دیا ہوا زیور جو ہر دو جانب کا ہے، یعنی لڑکی والوں نے اپنی لڑکی کو دیا اور لڑکے والوں نے اپنی بہو کو دیا، اور شوہر نے اپنی بیوی کو شبِ عروسی میں دیا، اب چوں کہ طلاق واقع ہو چکی ہے، آیا زیور جو مطلقہ کو اس کی سسرال سے ملے ہیں، وہ مطلقہ کو ملیں گے یا شوہر کو واپس دئے جائیں گے۔

نوٹ :- پنجابی (شمسی) برادری میں بیوی کو دیا ہوا زیور اس کی ملکیت ہوتا ہے، طلاق کے بعد شوہر واپس نہیں لیتا ہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر واقعۃً پنجابی برادری میں زیور کی واپسی کا عرف نہیں تو بہر حال وہ سب زیور عورت کی ملکیت ہوگیا، شوہر کو اس کے گھر والوں کو اپنا دیا ہوا زیور واپس لینے کا حق نہ ہوگا۔

والعادۃ الفاشیۃ الغالیۃ في أشراف الناس وأوساطھم دفع ما زاد علی المھر من الجھاز تملیکاً. (شامي ۳۰۸/٤ زکریا)

الثابت بالعرف کالثابت بالنص. (رسم المفتي ۲۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۹/۵/۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

لڑکی کا ازخود طلاق کا مطالبہ کرنے پر جہیز زیور اور مہر وغیرہ کا حکم

سوال (٦٢):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: محمد نعیم میری بیٹی زینت نعیم کا نکاح ۲۰۰٦/۴/۱۵ء کو انور کمال ولد عبد الغفار بجنور کے ساتھ مسلم ریت رواج سے ہوا تھا، مہر ۴۱/ ہزار روپیہ دو ہزار معجّل دو ہزار مؤجل طے ہوا تھا، جو کہ ادا نہیں کیا گیا ہے، میری لڑکی سرکاری ٹیچر ہے اور لڑکا وکیل ہے، پر کچھ کمائی نہیں کرتا اور لڑکی سے تنخواہ مانگتا ہے، اور طرح طرح سے لڑکی کو پریشان کرتا ہے، اس بات سے پریشان ہو کر لڑکے سے طلاق لینا چاہتے

ہے، اس کی کافی جائیداد ہے، ان حالات میں کچھ سوالوں کے جوابات دینے کی زحمت کریں:

(۱) کیا لڑکی کو لڑکے کی طرف سے مہر لینا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) کیا ان کے چڑھائے ہوئے زیور کپڑے پر لڑکی کا حق ہے؟

(۳) کیا ہمارے جہیز پر ہمارا حق ہے؟

(۴) کیا عدت کا خرچ لینا چاہئے؟

(۵) اگر شادی میں ہوئے خرچ کو وہ ہم سے مانگتے ہیں، تو ہمیں دینا چاہئے یا نہیں؟ اور ہمیں ان سے شادی کا خرچ لینا چاہئے یا نہیں؟

(٦) شادی کے بعد چھوٹی چھوٹی چیزوں کے لین دین کا مسئلہ ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: لڑکی اگر خود طلاق لینا چاہتی ہیں، تو وہ خلع کی شکل اختیار کرسکتی ہے، یعنی اپنا مقررہ مہر خود معاف کردے، البتہ لڑکی کا جہیز اور لڑکی والوں کی طرف سے چڑھایا ہوا زیور وہ سب لڑکی کی ملکیت ہے، لڑکی کو ہی واپس ملے گا، اور جو سامان یا زیورات لڑکے کی طرف سے دئے گئے ہیں، ان میں برادری کے عرف کو دیکھا جائے گا، اگر واپسی کا عرف ہے، تو لڑکے والے اسے واپس لے سکتے ہیں، اور اگر واپسی کا عرف نہیں ہے، تو واپس نہیں لے سکتے، اور شادی کے موقع پر فریقین نے جو خرچ کیا ہے، اس کا ایک دوسرے سے مطالبہ کا حق نہیں ہے۔

قال اللّٰہ تعالی: ﴿فَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰہِ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِہٖ﴾ [البقرۃ: ۲۲۹]

ویسقط الخلع والمبارأۃ کل حق لکل منہما علی الآخر بما یتعلق بذلک النکاح، وفي الشامیۃ: قولہ کل حق شمل المہر والنفقۃ المفروضۃ والماضیۃ، والکسوۃ کذلک. (شامي ۵/ ۱۰۳ زکریا)

إن طلقہا علی مال فقبلت، وقع الطلاق، ولزمہا المال، وکان الطلاق بائناً. (الفتاویٰ الہندیۃ/ الفصل الثالث في الطلاق علی المال ۱/ ۴۹۵، کذا في الہدایۃ / باب الخلع ۲/ ۴۰۵)

الثابت بالعرف كالثابت بالنص . (رسم المفتي: ۹۵) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۱/۷/۴/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوہ کا جہیز اور بچیوں کا تحفہ وغیرہ شوہر کے ترکہ میں شامل نہیں؟

سوال (۶۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بیوہ نے اپنی شادی کے بعد شوہر کے ساتھ متواتر عرصہ ازدواجی زندگی شوہر کے انتقال تک گذاری تھی؛ لیکن بعد گذارنے عرصہ عدت اور کچھ اور مدت سازگار حالات کے تحت بیوہ کی رہائش میکہ میں ہے، ساس یا دیگر اعزاء قریبی نے اس کو اور بچیوں کو اپنے یہاں رکھنا گوارہ اور مناسب نہیں سمجھا، اب ان کے خاندان میں جائیداد واثاثہ کی تقسیم بھی ہونے کی خبر ہے؟

بیوہ کے جہیز کا سامان بھی اس کے شوہر کے گھر رہائش میں مستعمل تھا، اور وہ سب اب بھی وہیں ہے، جو تقریباً ڈھائی تین لاکھ روپیہ کی قیمت کا ہوگا، اس پر شرعی حق جزوی یا کل کس کا ہے، اور کتنا کتنا ہے؟ دوران ازدواجی زندگی سسرال میں اگر بیوہ کو یا اس کی بچیوں کو تحفہ تحائف زیور، کپڑے یا قیمتی اشیاء حاصل ہوئی تھیں، ان پر کس کا اور کتنا کتنا حق واجب ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: جہیز کا موجودہ سامان یا بیوی کے زیورات اور کپڑے یہ سب صرف بیوی کا ہے، اسے شوہر کے ترکہ میں شامل نہیں کیا جائے گا، اسی طرح جو تحفے بیوی یا بچیوں کو ذاتی طور پر دیئے گئے ہیں، ان میں بھی دوسروں کا کوئی حق نہیں ہے۔

والعادة الفاشية الغالية في أشراف الناس وأوساطهم دفع ما زاد على المهر من الجهاز تمليكاً . (شامي ۴/۳۰۸ زكريا)

الثابت بالعرف كالثابت بالنص . (رسم المفتي ۲۵) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۱/۲/۲۰/۱۴۲۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیٹی کی شادی کے اخراجات طلاق کے بعد لڑکے والوں سے وصول کرنا

سوال (۶۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شادی میں میری جانب سے جو اخراجات ہوئے اور جو نقد رقم لڑکے کو دی گئی اسے مجھے واپس لینے کا حق حاصل ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو اخراجات آپ نے اپنی بیٹی کی شادی میں کئے ہیں وہ لڑکے والوں سے وصول کرنے کا آپ کو بالکل حق نہیں ہے، ہاں جو نقد رقم آپ نے لڑکے کو دی ہے وہ برادری کے عرف ورواج پر محمول ہے، اگر مالک بنانے اور ہدیہ وتحفہ دینے کا رواج ہے تو واپس لینے کا حق نہیں ہے، اور بطور قرض دینے کا عرف ورواج ہے تو واپس لینے کا حق ہے۔ (عزیز الفتاویٰ ۱/۴۲۹ کراچی)

مستفاد: وفي الفتاویٰ الخیریة: سئل فیما یرسله الشخص إلی غیره في الأعراس ونحوها، هل یکون حکمه حکم القرض أم لا؟ إن کان العرف بأنهم یدفعونه علی وجه البدل یلزم الوفاء بیه شیئًا فبمثله، وإن کان قیمیًا فبقیمته، وإن کان العرف خلاف ذٰلک بأن کانوا یدفعونه علی وجه الهبة ولا ینظرون في ذٰلک إلی إعطاء البدل، فحکمه حکم الهبة في سائر أحکامه، فلا رجوع فیها بعد الهلاک أو الاستهلاک، والأصل فیه أن المعروف عرفًا کالمشروط شرعًا. (شامي ۸/۵۰۱ زکریا، مستفاد: کفایة المفتي ۵/۱۳۳)

وإذا بعث الزوج إلی أهل زوجته أشیاء عند زفافها، منها دیباج، فلما زفت إلیه، أراد أن یسترد من المرأة الدیباج، لیس له ذٰلک إذا بعث إلیها علی جهة التملیک، کذا في الفصول العمادیة، جهز بنته و زوجها، ثم زعم أن الذي دفعه إلیها ماله، و کان علی وجه العاریة عندها، وقالت: هو ملکي جهزتني به، أو

قال الزوج بعد ذٰلک بعد موتها، فالقول قولهما دون الأب.

وحکی عن علي السعذي أن القول قول الأب، وذكر مثله السرخسي، وأخذ به بعض المشائخ، وقال في الواقعات: إن كان العرف ظاهرًا بمثله في الجهاز كما في ديارنا، فالقول قول الزوج، وإن كان مشتركًا فالقول قول الأب، كذا في التبيين. قال الصدر الشهيد: وهٰذا التفصيل هو المختار للفتوىٰ، كذا في النهر الفائق. (الفتاویٰ الهندية، كتاب النكاح / باب المهر، الفصل السادس عشر في جهاز البنت ٤٢٧/١، تبيين الحقائق، كتاب النكاح / باب ٥٨٢/٢-٥٨٣ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۹/۳/۱۴۲۰ھ

شوہر کے استعمال میں آنے والے سامان کا حکم

سوال (۶۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جو سامان شوہر کے استعمال کے لئے دیا جاتا ہے، تو طلاق کے بعد اس سامان کی قیمت کا لینا درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو سامان شوہر کے لئے دیا جاتا ہے وہ بھی جس حال میں ہے اسی حال میں واپس کیا جائے گا، اگر وہ باقی نہ رہا ہو تو اس کی قیمت لینا جائز نہیں ہے۔

وأما العوارض المانعة من الرجوع فالنوع منها هلاک الموهوب لأنه لاسبيل إلى الرجوع فی الهالک. (بدائع الصنائع ١٢٨/٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۱/۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاق کا وقوع وعدمِ وقوع

بیوی کا خیال کئے بغیر طلاق کے الفاظ دہرانا؟

سوال (٦٦):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص نے اپنے بچی کا عقیقہ کیا، اس تقریب سے فارغ ہونے کے بعد لڑکے کی ماں نے اپنے بیٹے سے خرچ کے بارے میں تنازع کیا۔ لڑکا غصے میں آکر گھر چھوڑ کر جارہا تھا، تو لڑکے کے احباب نے اس کو روک لیا، اس پر لڑکے نے طلاق طلاق طلاق بول دیا لڑکے کی بیوی موقع پر موجود بھی نہیں ہے؛ بلکہ دوسرے کمرے میں تھی اور نا ہی لڑکے کا بیوی سے کسی قسم کا کوئی اختلاف ہے اور نا ہی کوئی ناراضگی اور نا ہی بیوی کو ماں بیٹے کی لڑائی کا کوئی علم ہے۔ صورت مذکورہ میں بیوی کو طلاق پڑ جائے گی یا نہیں؟ لڑکا معلوم کرنے پر یہ کہتا ہے کہ بیوی کا تو میرے ذہن میں خیال تک نہیں ہے؛ لہٰذا مسئلہ کو مدلل کردیجئے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں اگر شوہر قسم کھا کر یہ کہے کہ طلاق کے کلمات ادا کرتے وقت اس کے ذہن میں بیوی کا کوئی خیال نہیں تھا تو ایسی صورت میں طلاق کی نسبت بیوی کی طرف متحقق نہ ہونے کی وجہ سے بیوی پر کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔ (مستفاد: کفایۃ المفتی ۶/۵۴، فتاویٰ محمودیہ ۱۲/۴۱۲ ڈابھیل)

المستفاد: لو قال إن خرجت يقع الطلاق أو لا تخرجيي إلا بإذني فإني حلفت بالطلاق فخرجت لم يقع لتركه الإضافة إليها. (شامي ٤/٤٥٨ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۱/۶/۱۴۳۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بلا اِضافت طلاق

سوال (٦٧): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا طلاق میں بیوی کی طرف اضافت کرنا شرط ہے، یا بغیر اضافت کے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اضافت صراحۃً ضروری نہیں ہے؛ بلکہ اگر دلالۃً اضافت ہوتو بھی طلاق کے وقوع کے لئے کافی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۳/ ۹۲۷،۱۰/ ۴۰۹، فتاویٰ دارالعلوم ۹/ ۳۰۰)

ولا يلزم كون الإضافة صريحة في كلامه كما في البحر، لو قال: طالق، فقيل له من عينت؟ فقال: امرأتي طلقت امرأته، لو قال امرأة طالق، أو قال: طلقت امرأة ثلاثا، وقال: لم أعن امرأتي يصدق، ويفهم منه أنه لو لم يقل ذلك تطلق امرأته؛ لأن العادة أن من له امرأة إنما يحلف بطلاقها لا بطلاق غيرها.

(شامي ٤/ ٤٥٨ زكريا، البحر الرائق / باب الطلاق ٣/ ٢٥٣ كوئٹه، الفتاویٰ التاتارخانية / إيقاع الطلاق بطريق الإضمار ٤/ ٤٢١ رقم: ٦٥٧٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۹/ ۷/ ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سالی کی بدتمیزی پر بیوی کا نام لئے بغیر غصہ میں طلاق کے الفاظ کہنا؟

سوال (٦٨): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: لڑکے شہزاد عالم نے اپنی چھوٹی سالی کی نہایت بدتہذیبی اور اشتعال انگیز گفتگو پر غصہ میں بغیر بیوی کا نام لئے دو بار یہ الفاظ ادا کئے، میں نے طلاق دی، لڑکی ریشما پروین سے جب یہ معلوم کیا کہ تو نے سنا، تیرے شوہر شہزاد عالم نے کیا الفاظ استعمال کئے ہیں؟ اس نے بتایا مجھے کچھ معلوم نہیں، یہ لڑکی حاملہ ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں شہزاد عالم کی بیوی پر دو طلاق رجعی واقع ہوچکی ہیں، ابھی بچہ کی پیدائش سے پہلے پہلے رجوع کرنے کا حق ہے؛ لیکن آئندہ اگر ایک مرتبہ بھی طلاق دے دی، تو بیوی بالکل حرام ہوجائے گی۔

ولو قال لها أنت طالق طالق أو قال قد طلقتک قد طلقتک …… تقع ثنتان إذا كانت المرأة مدخولاً بها. (الفتاویٰ الهندية ۱/۳۵۵ زكريا)

صريحة ما لم يستعمل إلا فيه كطلقتک و أنت طالق و مطلقة …… ويقع بها أي بهذه الألفاظ و ما بمعناها من الصريح واحدة رجعية. (الرد المحتار مع تنوير الأبصار ٤/٤٥٧ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۰/۱۱/۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

موبائل پر طلاق دینا؟

سوال (٦٩): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کوئی شخص بذریعہ موبائل اپنی بیوی کو طلاق دے تو اس کی طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: موبائل کے ذریعہ طلاق دینے سے طلاق واقع ہوجاتی ہے، جب کہ شوہر اس کا اقرار کرے کہ میں نے ہی طلاق دی ہے۔

مستفاد: ولو استكتب من آخر كتابًا بطلاقها الخ، وقع إن أقر الزوج أنه كتابه. (شامي، كتاب الطلاق / مطلب في الطلاق بالكتابة ٤/٤٥٦ زكريا)

لو قالت لزوجته أنت طالق طالق طالق طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر ٢١٩

قدیم) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۷/۶/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

وقوعِ طلاق کے لئے بیوی کو علم ہونا ضروری نہیں

سوال (۷۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا طلاق کے وقوع کے لئے بیوی کو اس کا علم ہونا یا بیوی کا سامنے ہونا ضروری ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق دیتے وقت بیوی کا سامنے ہونا یا اسے طلاق کا علم ہونا ضروری نہیں ہے، شوہر کے طلاق دیتے ہی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

عن حماد قال: إذا كتب الرجل إلى امرأته: إذا أتاک كتابي هٰذا فأنت طالق، فإن لم يأتها الكتاب فليس بشيء، وإن كتب! أما بعد فأنت طالق، قال ابن شبرمة: فهي طالق. (المصنف لابن أبي شيبة / باب في الرجل ٨٢/٤ رقم: ١٧٩٩٦ بيروت)

عن ابراهيم قال: إذا كتب الطلاق بيده وجب عليه. (المصنف لابن أبي شيبة / باب في الرجل يكتب طلاق امرأته بيده ٨١/٤ رقم: ١٧٩٩٢ بيروت)

أما بعد: فأنت طالق فكما كتب هٰذا يقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الكتابة. (شامي ٢٤٦/٣ کراچی)

ويقع طلاق كل زوج إذا كان عاقلا بالغا. (الهداية ٣٥٨/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۲/۳/۱۴۱۲ھ

کیا وقوع طلاق کے لئے بیوی کا سامنے ہونا یا سننا یا گواہوں کا موجود ہونا ضروری ہے؟

سوال (۷۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: شیخ یعقوب پاشا نے اپنی بیوی کو بھری محفل میں طلاق سہ بار دے دی، جس کی تصدیق مقامی طور پر مسجد کمیٹی کے ذمہ داروں نے کی، اور طلاق نامہ کے طور پر ایک تحریر بھی لکھ کر دے دی، یہ واقعہ ۱۹/فروری ۲۰۱۱ء کا ہے، پھر ۱۷/جون ۲۰۱۱ء کو ایک وکیل کے ذریعہ طلاق کی قانونی نوٹس شاہین سلطانہ کو روانہ کی گئی، جسے شاہین سلطانہ نے وصول کرلیا؛ لیکن کچھ یوم بعد شاہین سلطانہ کے وکیل نے شیخ یعقوب کے وکیل کو جوابی نوٹس روانہ کیا کہ یعقوب کی دی ہوئی طلاق صحیح نہیں غلط ہے؛ جب کہ شیخ یعقوب پاشا اپنی دی ہوئی طلاق کا آج بھی اقرار کرتا ہے، اور اپنے اقرار کو ایک وکیل کے ذریعہ نوٹ بھی کروایا ہے۔

دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ بیوی کا طلاق کے وقت سامنے رہنا ضروری ہے؟ کیا طلاق کے نافذ ہونے کے لئے بیوی کا سننا گواہ رہنا، بیوی کا ماننا اور قبول کرنا ضروری ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں شاہین سلطانہ پر یقیناً تین طلاقیں واقع ہوچکی ہیں، اب اس کا اپنے شوہر شیخ یعقوب سے زوجیت کا رشتہ برقرار نہیں رہا ہے، اور طلاق کے وقوع کے لئے بیوی کا سامنے ہونا یا بیوی کا خود سننا یا گواہوں کے سامنے طلاق دینا یا بیوی کا قبول کرنا کچھ شرط نہیں ہے، جب شوہر طلاق کا خود اقرار کر رہا ہے تو طلاق کے واقع ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہا ہے، اور بیوی کی طرف سے طلاق کو نہ ماننے کے دعویٰ کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔

عن الحسن و خلاس: في الرجل يطلق امرأته وهو غائب عنها قال: تعتد من يوم يأتيها الخبر. (المصنف لابن أبي شيبة ۱۰/۱۳۳ رقم: ۱۹۲۶۵)

مستفاد: أما ركن الطلاق فهو هذه اللفظة الصادرة عن الزوج. (الفتاویٰ التاتارخانية ٤/۳۷۷ زكريا)

أن من أقر بطلاق سابق، يكون ذٰلک إيقاعا منه في الحال؛ لأن من ضرورة الاستناد الوقوع في الحال، وهو مالک للإيقاع غير مالک للاستناد.

(المبسوط للسرخسي / باب الطلاق ٤/۱۰۹ كوئٹه)

كرر لفظ الطلاق وقع الكل. (الدر المختار ٤/٥٢١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۲/۱۰/۱۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تیسرے کی عدمِ موجودگی میں بیوی کے سامنے طلاق دینا؟

سوال (۷۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: طلاق دیتے وقت اگر شوہر بیوی کے درمیان کوئی اور تیسرا شخص نہ ہو اور شوہر طلاق دیدے، تو کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوجائے گی؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق دیتے وقت کسی تیسرے شخص کا موجود ہونا حتی کہ بیوی کا سامنے ہونا بھی ضروری نہیں بلکہ شوہر کا اقرار کافی ہے اگر شوہر طلاق کا اقرار کررہا ہے تو یقیناً طلاق کے وقوع کا حکم ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ رشید یہ ۴۷۷، فتاویٰ دار العلوم ۹/۴۲۶، عزیز الفتاویٰ ۱/۴۲۵)

ولا يلزم كون الإضافة صريحة في كلامه لما في البحر لو قال طالق فقيل له من عنيت فقال امرأتي: طلقت امرأته. (شامي ٤/٤٥٨ زكريا)

ولأن من ملك الإنشاء ملك الإخبار. (قواعد الفقه ١٣٠ رقم القاعدة ٣٥٧)

لما في فتح القدير: ولو أقر بالطلاق وهو كاذب وقع في القضاء. (البحر الرائق ٣/٢٤٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۴/۱/۲۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دل میں طلاق دینا، یا بیوی کے علاوہ کے سامنے طلاق دینا

سوال (۷۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کسی آدمی نے اپنے دل میں طلاق دی یا بیوی کے علاوہ کے سامنے طلاق دی تو طلاق

ہوگی یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر محض دل میں طلاق دی ہے تو اس کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں ہے، اور بیوی کی عدم موجودگی میں اگر زبان سے بیوی کی جانب نسبت کر کے طلاق دی، مثلاً یوں کہا کہ اس کو طلاق یا میری بیوی کو طلاق، تو ایسی صورت میں طلاق واقع ہوجائے گی۔ (فتاویٰ دارالعلوم ۹/۴۲۶)

لو تنفس ونویٰ الطلاق لا یقع. (الفتاویٰ التاتارخانیة ۲/۳۷۹)

لو أجری الطلاق علی قلبه، وحرک لسانه من غیر تلفظ یسمع، لا یقع. (حاشیة الطحطاوي / باب شروط الصلاة وأرکانها ۱۱۹ کراچی، شامي / أول کتاب الطلاق ۱/۵۳۵ کراچی، ٤/٤۳۱ زکریا، مجمع الأنهر / کتاب الطلاق ۱/۱۵۷ دار إحیاء التراث العربي بیروت)

فلو طلق و لم یسمع نفسه لم یصح في الأصح. (الدر المختار / فصل في القراءة ۱/۵۳۵ کراچی)

ومنها الإضافة إلی المرأة في صریح الطلاق حی لو أضاف الزوج صریح الطلاق إلی نفسه بأن قال: أنا منک طالق لا یقع الطلاق وإن نویٰ وهٰذا عندنا. (بدائع الصنائع، کتاب الطلاق / فصل وأما الذي رجع إلی المرأة ۲/۲۲۲ زکریا، کذا في حاشیة ابن عابدین الشامي ٤/٤۹۳، والبحر الرائق / باب الطلاق ۳/۲۵۳ کوئٹه)

لا یلزم کون الإضافة صریحة فی کلامه کما فی البحر، لو قال طالق فقیل من عینت، فقال امرأتي طلقت امرأته. (شامي ٤/٤۵۸ زکریا، البحر الرائق / باب الطلاق ۳/۲۵۳ کوئٹه، الفتاویٰ التاتارخانیة ٤/٤۲۱ رقم: ٦۵۷۹ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۶/۱۴۲۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اگر بیوی طلاق کو سننے سے انکار کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال (۷۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اگر شوہر نے بیوی کے بھائی بہن اور اپنے دوست کے سامنے بیوی کو طلاق دے دی اور بیوی کہے کہ میں نے نہیں سنا چنانچہ جو لوگ موجود تھے وہ اگر گواہی دیں کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی تو کیا طلاق واقع ہو جائیگی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شوہر خود طلاق دینے کا اقرار کر رہا ہے تو طلاق کے لیے کسی کی گواہی کی ضرورت نہیں وہ طلاق یقیناً واقع ہو گئی۔

إن أقر بطلاق سابق یکون ذٰلک إیقاعاً منه فی الحال. (المبسوط للسرخي ۱۰۹/٤ کوئٹه، مستفاد: فتاویٰ دار العلوم ۹/٤۲۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۴/۱/۲۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاق کا اقرار کرنے سے طلاق کا حکم

سوال (۷۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک لڑکی کا نکاح تقریباً سولہ سال قبل ہوا تھا دو سال میاں بیوی کی زندگی خوشگوار رہی اس کے بعد دونوں میں اختلاف ہو گیا، لڑکی اپنے باپ کے گھر آ گئی باپ کے ہی گھر بیوی کے ایک بچی پیدا ہوئی، پانچ سال قبل اس بیوی کے شوہر نے دو معتبر شخصوں کے سامنے طلاق کے بارے میں کہا کہ میں نے، تو اپنی بیوی کو طلاق دیدی اس صورت میں معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا طلاق واقع ہو گی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بر تقدیر صحت سوال شوہر کے یہ اقرار کرنے سے کہ میں نے تو اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے طلاق واقع ہو گئی، اور چوں کہ پانچ سال پہلے یہ اقرار کیا ہے اس کے بعد رجعت نہیں کی؛ لہٰذا عدت گذرنے کے بعد سے وہ بائنہ ہو چکی ہے۔

ولو أقر بالطلاق وهو کاذب وقع في القضاء ...... إذا قال: أردت به الخبر عن

الـمـاضـي كـذبا، وإن لم يرد به الخبر عن الماضي، أو أراد به الكذب، أو الهزل وقع قضاء و ديانة. (البحر الرائق ٣/ ٢٤٦ كراچی، سكب الأنهر على هامش مجمع الأنهر ٢/ ٨ بيروت)

فإن طلقها ولم يراجعها بل تركها حتى انقضت عدتها بانت. (بدائع الصنائع ٣/ ٢٨٣ زكريا)

أن من أقر بطلاق سابق يكون ذلك إيقاعا منه في الحال؛ لأن من ضرورة الاستناد الوقوع في الحال، وهو مالك للإيقاع غير مالك للاستناد. (المبسوط للسرخسي / باب الطلاق ٤/ ١٠٩ كوئٹه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۳/۱۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

’’دینی مسائل اور اُن کا حل‘‘ کے اقرار طلاق سے متعلق جواب کی تحقیق

سوال (۷۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آپ کی کتاب ’’دینی مسائل اور ان کا حل‘‘ کے صفحہ ۲۴۵ پر طلاق کے جھوٹے اقرار کے تحت جو جواب ہے، وہ ایک طلاق رجعی واقع ہو جائے گی تک تو صحیح ہے، اور اتنا ہی جواب سوال کے لئے بھی کافی ہے، اس لئے آگے جواب کا جو حصہ ہے وہ نہ تو صحیح ہے اور نہ اس کی ضرورت ہے۔ ضرورت تو اس لئے نہیں ہے کہ سوال میں بار بار اقرار طلاق کا نہ ذکر ہے اور نہ سوال کے کسی لفظ سے ایسا مفہوم ہوتا ہے اور اگر کسی مصلحت سے بار بار اقرار طلاق فرض کر کے جواب دینا ضروری خیال کیا گیا ہے، تو بار بار اقرار طلاق سے متعلق جواب کا حصہ محل نظر ہے؛ اس لئے کہ صورت مفروضہ اقرار طلاق کاذباً سے متعلق ہے نہ کہ اقرار طلاق صادقاً سے متعلق اور اقرار طلاق کاذباً میں سائل سے یہ معلوم کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو؛ تاکہ پہلے تم نے ایک طلاق دی ہے یا دو یا تین؛ اس لئے کہ وہ پہلے ہی کہہ چکا ہے کہ میں نے جھوٹا اقرار کیا ہے۔ پس دریں صورت مجیب کے ذمہ نفس جواب ہے نہ کہ انشاء طلاق اور اس کے عدد کی تحقیق، ناچیز کے خیال میں صورت مفروضہ یعنی بار بار طلاق کا

جھوٹا اقرار کرنے کی صورت میں گرچہ اقرار کے مطابق طلاق واقع ہونے کا بھی احتمال ہے کہ جتنی دفعہ اس نے طلاق دی ہوگی، اتنی دفعہ طلاق کا اقرار کیا ہے؛ لیکن اس احتمال سے بھی انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ اس نے ایک ہی طلاق سے متعلق بار بار اقرار کیا ہو، اور یہی احتمال زیادہ ظاہر ہے؛ اس لئے کہ عام بول چال میں آدمی بار بار کسی چیز کا اقرار کرتا ہے؛ لیکن مقر عنہ شے واحد ہوتی ہے، پس اس عمومی صورت خیال سے احتمال ثانی کو ترجیح دی جائے گی اور صورتِ مفروضہ میں صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔ صورتِ مفروضہ کے تعلق سے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ پر ایک نظر ڈال لینا موجبِ انشراح ہوگا۔ جس میں حضرت نے احتمالِ ثانی کو ترجیح کے لئے شامی کے ایک جزئیہ سے استشہاد بھی فرمایا ہے۔ حضرت کا فتویٰ امداد الفتوی ۲/۴۴۱ پر سوال ۵۳۰ کے تحت موجود ہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: کتاب ''دینی مسائل اور اُن کا حل'' ص ۲۴۵ پر طلاق کے جھوٹے اقرار سے متعلق غور کیا گیا، تو اندازہ ہوا کہ بظاہر جواب درست ہے اور اس میں جو یہ شرط لگائی گئی ہے کہ اگر یہ الفاظ ایک سے زائد مرتبہ کہے گئے ہیں، تو شوہر سے تحقیق کی جائے گی کہ وہ پہلی طلاق کی خبر دے رہا ہے یا از سر نو طلاق کا ارادہ ہے۔ اس سے یہ تحقیق مقصود نہیں ہے کہ اس نے طلاق دیتے وقت کیا الفاظ استعمال کئے تھے؛ بلکہ اقرار طلاق والے جملے کی خبر کے بارے میں تحقیق مقصود ہے کہ نئے لفظ سے اس اقرار کی خبر مقصود ہے یا نئی طلاق مقصود ہے۔ پھر بھی اگر آں جناب کو انشراح نہ ہو تو جواب سے مفروضہ حصہ آئندہ اشاعت میں حذف کر دیا جائے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

لو أقرأ بالطلاق هازلا أو كاذبًا – إلى قوله – لو أراد به الخبر عن الماضي كذبًا لا يقع ديانة. (شامي ٤٤٣/٤ زكريا، البحر الرائق ٢٤٦/٣، سكب الأنهر على هامش مجمع الأنهر ٨/٢ بيروت)

والحاصل أن الهزل إن كان في إنشاء الطلاق ونحوه بما لايحتمل الفسخ

يبطل الهزل، ويقع ما تكلم به؛ لأنه رضى بسببه الذي هو ملزوم للحكم شرعا؛ ولهذا لا يحتمل شرط الخيار وإن كان في الأقرار به. (حاشية: البحر الرائق ٢٤٦/٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری ۲/۲۶/ ۱۴۳۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی کے دعویٰ کی تصدیق کر کے طلاق کا اقرار کرنا؟

سوال (۷۷): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص کا اپنی بیوی سے تکرار ہوگیا، اس نے کہا میں تجھ کو چھوڑ دوں گا اور یہ الفاظ کئی مرتبہ کہے، بیوی اور اس کے بھائی نے لوگوں میں شور مچایا کہ اس نے مجھے چھوڑ دیا، کافی لوگ جمع ہو گئے اور تحقیق ہونے لگی کہ شوہر نے کیا کہا تھا، بیوی بار بار کہہ رہی تھی کہ اس نے مجھے چھوڑ دیا، تین بار کہا اور شوہر بار بار اپنے جملے ”چھوڑ دوں گا“ دوہراتا تھا، آخر میں عاجز آ کر اس نے کہا جو اس نے کہا وہ بھی صحیح ہے اور جو میں نے کہا وہ بھی صحیح ہے، بعض لوگوں نے کہا کہ شوہر نے یہ کہا کہ میں اس سے جو بیوی نے کہا، راضی ہوں اور جو میں نے کہا وہ بھی صحیح ہے، اس صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں، بیوی کے پاس گواہ صرف اس کا بھائی ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں چوں کہ شوہر نے بیوی کے دعویٰ (تین مرتبہ چھوڑ دی چھوڑ دی کہنے) کی تصدیق کر کے طلاق کا اقرار کرلیا ہے، اس لئے اس کی بیوی پر تین طلاقیں واقع ہونے کا حکم لگا دیا جائے گا۔ (فتاویٰ دارالعلوم ۲۲۶/۹)

ولو أقر بطلاق زوجته – إلى قوله – لم يقع ديانة أما قضاءً فيقع كما في القنية لإقراره به. (حاشية حموي على الأشباه ١٩٤/١)

ولو أقر بالطلاق وهو كاذب وقع في القضاء ...... إذا قال: أردت به الخبر عن الماضي كذبا، وإن لم يرد به الخبر عن الماضي، أو أراد به الكذب، أو الهزل

وقع قضاء وديانة. (البحر الرائق ٣/ ٢٤٦ كراچی، سکب الأنهر علی هامش مجمع الأنهر ٨/٢ بيروت)

فإن طلقها ولم يراجعها بل تركها حتى انقضت عدتها بانت. (بدائع الصنائع ٣/ ٢٨٣ زكريا)

إن أقر بطلاق سابق يكون ذٰلک إيقاعا منه في الحال؛ لأن من ضرورة الاستناد الوقوع في الحال، وهو مالک للإيقاع غير مالک للاستناد. (المبسوط للسرخسي / باب الطلاق ٤/ ١٠٩ کوئٹہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ١٥/٣/١٤١٥ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاق کا اقرار واعتراف کرنا

سوال (٧٨):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شوہر اگر یہ اعتراف کرے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی، تو کیا اسے طلاق مانا جائے گا یا نہیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر شوہر طلاق کا اقرار کرتا ہے تو شرعاً اس کی بیوی پر طلاق واقع ہو جائے۔

إن أقر بطلاق سابق يكون ذٰلک إيقاعاً منه فى الحال لأن من ضرورة الاستناد الوقوع فى الحال، وهو مالک للايقاع غير مالک للاستناد. (المبسوط للسرخي ٤/ ١٠٩ کوئٹہ)

ولو أقر بالطلاق كاذبا أو هازلا وقع قضاء لا ديانة. (الرد المحتار / مطلب الإكراه على التوكيل بالطلاق ٣/ ٢٣٦ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ٢٥/١/١٤٣٤ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شوہر کے باپ کا بیٹے کی بیوی کو طلاق دینا؟

سوال (۷۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: معلوم ہو کہ شوہر کی غیر موجودگی میں کیا شوہر کا والد طلاق دے سکتا ہے؟ لڑکے کی غیر موجودگی میں اس کے باپ نے تینوں طلاق دے دی ہیں، دو گواہوں کے سامنے جس کا شوہر کو کچھ بھی علم نہیں ہے، نیز لڑکے سے معلوم کیا گیا، کیا تم نے اپنے والد سے کہا تھا، طلاق کے بارے میں لڑکے نے صاف لفظوں میں کہا: ہم کو کچھ معلوم نہیں، ہم نے طلاق دینے کے لئے نہیں کہا تھا، اور نہ ہم نے طلاق دی ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق دینے کا اختیار صرف شوہر کو ہے، اگر شوہر کو علم نہ ہوا اور شوہر کا باپ طلاق دے دے تو طلاق واقع نہ ہوگی۔

یقع طلاق کل زوج الخ. (الفتاویٰ الهندیة ۳۵۳/۱ زکریا)

أما رکن الطلاق فهو هذه اللفظة الصادرة من الزوج. (الفتاویٰ التاتارخانیة ۳۷۷/٤ رقم: ٦٤٧١ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۵/۹/۲۰ھ

کیا لڑکی والوں کو طلاق واقع کرنے کا اختیار ہے؟

سوال (۸۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: لڑکی والوں کی خواہش طلاق کی ہے، اس حالت میں شرعاً اور قانوناً لڑکی یا لڑکی والوں سے ہمیں کیا کوئی تحریر لینا ضروری ہے، اور اس کا کیا طریقہ شرعاً ہوگا؟ لڑکی کا خود سے لڑکے کی مرضی کے بغیر طلاق لینے کا شرعاً طریقہ کیا ہوگا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: لڑکی والوں کوخود اپنی مرضی سے طلاق واقع کرنے کا اختیار نہیں ہے، نہ اِس بارے میں اُن سے کوئی تحریر لینے کی ضرورت ہے؛ البتہ اگر خلع کرنا چاہے تو لڑکی سے مہر وغیرہ کی معافی کی تحریر لے سکتا ہے۔

ویقع طلاق کل زوج، قلت: هناک صفة الزوج تقتضي عدم اختيار الطلاق للزوجة؛ لأن المفهوم حجة في العبارات الفقهية عند علمائنا أيضاً. (شامي) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۲/۱۱/۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

کیا عورت اپنے شوہر کو طلاق دے سکتی ہے؟

سوال (۸۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا عورت اپنے شوہر کو طلاق دے سکتی ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اسلامی شریعت میں طلاق دینے کا اختیار صرف مرد کو ہے، عورت اپنے شوہر کو طلاق نہیں دے سکتی اور عورت کی طلاق کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں ہے۔

ويقع طلاق كل زوج عاقل بالغ ولو عبداً أو مكرهاً. (تنوير الأبصار مع الدر المختار ۲۳۵/۳ کراچی، ۴۳۸/۴ زكريا، الهداية ۳۵۸/۲، الفتاویٰ الهندية ۳۵۳/۱ زكريا)

ومحله المنكوحة وأهله زوج عاقل بالغ مستيقظ. (الدر المختار ۴۳۱/۴ زكريا، ۲۳۰/۳ کراچی)

وأما شرط فمن الزوج كونه عاقلا بالغا، ومن المرأة كونها في نكاحه. (الفتاویٰ التاتارخانية ۳۷۷/۴ رقم: ۶۴۷۱ زكريا)

الأصـل أن الطلاق إنما يقع لو جود لفظ الإيقاع من مخاطب في ملكه، إذا طـلـق الـمـخاطب المكلف امرأته وقع الطلاق كالعاقل البالغ. (الفتاویٰ التاتارخانية ۳۹۲/٤ رقم: ٦٥٠٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵؍۹؍۱۴۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی کا اپنے کو طلاق دے کر دوسرے سے نکاح کرنا؟

سوال (۸۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کی شادی زینب سے اپنے محلّہ کے امام کے ذریعہ شاہدین کی موجودگی میں ہوئی، زید شادی کے کچھ دن بعد کسبِ معاش کے سلسلہ میں دوسری جگہ چلا گیا، فون پر بیوی سے بارہا بات چیت ہوتی رہی، بیوی کے گھر بلانے کے مطالبہ پر کبھی کہتا تھا کہ بقرعید کی چھٹی کے موقع پر گھر آؤں گا، پھر مقررہ وقت گذر گیا گھر نہیں آیا، اب اتفاق سے زینب کے گھر والوں کو پتہ چلا کہ زید اپنے جائے قیام میں کوئی دوسری شادی کر چکا ہے، تو زینب کے گھر والوں نے زید کے والد صاحب سے اس بات کی شکایت کی، تو زید کے والد صاحب نے زینب کے والد سے بتایا کہ آپ اپنی لڑکی کی شادی کسی دوسری جگہ کرادیں، یہ بات سننے کے بعد زینب کے والد صاحب اپنی لڑکی کو لے کر رجسٹرڈ میریج کرانے والے ایک شخص کے پاس گئے، لڑکی نے رجسٹری میریج کرانے والے شخص اور مزید دو گواہوں کے سامنے یہ کہا کہ میں نے اپنے شوہر زید کو طلاق دے دی، تو یہ رجسٹرڈ میرج کرانے والے شخص نے زینب کے والد صاحب سے کہا کہ آپ کی لڑکی کی طلاق ہوگئی، اب طلاق کی عدت گذرنے کے بعد اس لڑکی کی شادی دوسرے لڑکے سے کرادیں، تو اس بات پر زینب کے والد نے عدت گذرنے کے بعد زینب کی شادی دوسرے لڑکے سے کرادی۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ مذکورہ زینب کی دوسری شادی شریعت کی رو سے درست ہوئی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شریعت میں طلاق دینے کا اختیار مرد کو ہے، عورت کی

طرف سے طلاق کا کوئی اعتبار نہیں ہے؛ لہٰذا مسئولہ صورت میں زینب کی طرف سے اپنے شوہر کو طلاق دینے سے اس پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی، جب تک شوہر طلاق نہ دے، یا ان میں شرعی تفریق واقع نہ ہو وہ بدستور شوہر یعنی زید کی بیوی رہے گی، اور کسی دوسرے شخص سے اس کا نکاح حلال نہ ہوگا؛ لہٰذا اس کا نکاح اس حالت میں جو دوسرے سے کیا گیا ہے وہ قطعاً غیر معتبر ہے، ان دونوں میں زوجیت کا تعلق یقیناً حرام ہے، اور دونوں میں تفریق ضروری ہے، اور اس حرکت پر توبہ واستغفار لازم ہے۔

عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده رضي اللّٰه عنه أن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم قال: لا طلاق فیما لا یملک. (سنن ابن ماجة ١٤٧/١ رقم: ٢٠٤٧ دار الفکر بیروت)

عن عکرمة عن ابن عباس رضي اللّٰه عنه قال: جاء رجل إلی النبي صلی اللّٰه علیه وسلم ...... ثم قال ......: إنما یملک الطلاق من یأخذ بالساق. (السنن الکبریٰ للبیهقی ٥٩١/٧ رقم: ١٥٦١٦)

وأهله زوج عاقل بالغ مستیقظ. (الدرالمختار ٤٣١/٤ ٢ زکریا)

ومنها أن لا تکون منکوحة الغیر لقوله تعالی: ﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ﴾ معطوفاً علی قوله عز وجل: ﴿حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ اُمَّهَاتُکُمْ﴾ إلی قوله: ﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ﴾ وهن ذوات الأزواج. (بدائع الصنائع ٥٤٨/٢ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۶/۱/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کی طرف سے بلا ثبوت طلاق کا دعویٰ

سوال (۸۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں نہال الدین ولد عزیز الدین ساکن فیل خانہ مرادآباد، میری شادی ۲۹/ مارچ ۲۰۰۰ء کو شبانہ یاسمین دختر آفتاب الٰہی، ساکن ترکمان گیٹ دہلی سے ہوئی، میرے دو بیٹے ہیں، میرا بیوی

سے مزاجی طور پر اختلاف ہوتا رہا، مگر گھریلو زندگی کوخوشگوار گذارنے کی نیت سے میں ان کو برابر سمجھاتا رہا، مگر اچانک کچھ ایسے حالات پیدا ہوگئے کہ میں مرادآباد آگیا، اس کے بعد سے میری بیوی نے یہ کہنا شروع کردیا کہ وہ مجھے طلاق دے گیا ہے، جب کہ میری طرف سے یہ کہنا یا اس طرح کے کوئی الفاظ ادا کرنا نہیں ہوا ہے، میرا اللہ گواہ ہے، ایسی صورت میں مجھے کیا کرنا ہے؟۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر واقعۃً آپ نے طلاق کے کلمات ادا نہیں کئے، تو آپ کی بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی، بیوی کا دعویٰ طلاق بلا ثبوت معتبر نہیں ہے، اور اگر بالفرض بیوی کی بات مان بھی لی جائے، تو اس میں صرف طلاق کا دعوی ہے کوئی عدد مذکور نہیں ہے؛ لہٰذا زیادہ سے زیادہ طلاق رجعی کا حکم ہوگا، اور عدت کے اندر اندر شوہر کو رجعت کرنے کا حق ہے۔

البينة على المدعي واليمين على من أنكر . (الهداية / باب اليمين ١٨٧/٣)

وفي البزازية: عن الأوزجندي أنها ترفع الأمر للقاضي فإن حلف ولا بينة لها فالإثم عليه. (شامي، باب الصريح / مطلب إن الصريح يحتاج في وقوعه ديانة إلى النية ٤٦٣/٤ زكريا، البحر الرائق / باب الطلاق ٢٥٧/٣ كوئٹه، الفتاویٰ الهندية / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ٣٥٤/١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۴/۱۱/۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی کے بیان سے طلاق کا حکم

سوال (۸۴): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری لڑکی شمشیدہ خاتون کا عقد محمد ناظم صاحب قصبہ چھپڑاؤ ضلع بجنور ہوا تھا، ہمارے داماد محمد ناظم بار بار اس بات پر زور دیتے تھے کہ تیرے باپ نے فرج، کولر، اسکوٹر نہیں دیا، یا تو یہ مندرجہ بالا سامان دیں یا پھر ۲۵؍ ہزار روپئے دیں، میرے اندر اتنی طاقت نہیں تھی کہ داماد کا منہ مانگا سامان

دے سکوں، لہٰذا میری لڑکی کو تنگ کرنا شروع کردیا، اور اسی پر بس نہیں؛ بلکہ میری لڑکی کو ختم کرنے کی کوشش بھی تھی، کئی مرتبہ ایسے حربے کئے اگر لڑکی کی زندگی نہ ہوتی تو ختم ہو جاتی، میں لڑکی کو اپنے گھر لانے کی کوشش کرتا رہا، مگر وہ بھیجنا بھی نہیں چاہتے تھے، کئی مرتبہ لانے والوں کو واپس کردیا، بہرکیف میں چند مخصوص آدمیوں کو لے کر گیا اور لڑکی کو لے آیا، میرے داماد نے لڑکی سے یہ کہا کہ میں تجھے طلاق دے چکا اور ایک سفید کاغذ پر انگوٹھا نشان لڑکی سے لگوا کر کہہ دیا کہ جا تیرا میرا معاملہ صاف، میری لڑکی نے بتایا کہ اس سے قبل بھی میرے شوہر نے کئی مرتبہ یہ طلاق کے الفاظ اسی طرح ادا کئے کہ میں تجھے طلاق دے چکا، اب ان صورتوں میں ہماری لڑکی کا نکاح باقی ہے یا طلاق واقع ہوگئی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شوہر سے پوچھا جائے کہ اس نے کتنی مرتبہ طلاق دی ہے، وہ جتنی مرتبہ طلاق دینے کا اقرار کرے گا، اتنی طلاق کے وقوع کا حکم لگایا جائے گا، یا پھر طلاق کے شرعی گواہ پیش کئے جائیں، شوہر کے انکار یا گواہوں کے نہ ہونے کی صورت میں محض بیوی کے بیان سے طلاق کا ثبوت نہ ہوگا، ہاں اگر بیوی نے اپنے کانوں سے تین مرتبہ الفاظ طلاق سنے ہیں تو اسے چاہئے کہ خلع وغیرہ کے ذریعہ اس شوہر سے چھٹکارا حاصل کرلے، اور اسے اپنے اوپر بخوشی قدرت نہ دے۔

عن عمران بن حصين رضي الله عنه قال: أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم بشاهدين على المدعي، واليمين على المدعى عليه. (سنن الدار قطني / باب في المرأة تقتل إذا ارتدت ٤/ ١٤٠ رقم: ٤٤٦٦)

والمرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه ...... فإن حلف ولا بينة لها فالإثم عليه. (شامي ٣/ ٢٥١ كراچی، ٤/ ٤٦٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۲/۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاق کی دھمکی کو طلاق سمجھ کر اس پر گواہ بنانا؟

سـوال (۸۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مجیب صاحب نے گھریلو جھگڑے کے دوران اپنی اہلیہ سے کہا کہ طلاق دے دوں گا، اس نے مسجد کے امام صاحب سے آکر بتایا کہ میرے شوہر نے مجھے چھوڑ دیا ہے، اِسی طرح مولوی صاحب سے بولی کہ میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی ہے، کوئی تعویذ بنا دیجئے؛ تا کہ وہ کہیں بھاگ نہ جائیں، جب اس واقعہ کی اطلاع گاؤں والوں کو ملی، تو دو شخص جناب عبدالوکیل صاحب اور حاجی نظام الدین کو صورتِ حال کی تحقیق کے لئے مجیب صاحب کے گھر بھیجا گیا، مجیب صاحب اس وقت گھر پر نہیں ملے، اس کی اہلیہ سے پوچھا گیا تو وہ دونوں حضرات کے سامنے اعتراف کرتے ہوئے بولی کہ میرے شوہر نے طلاق طلاق طلاق تین دفعہ بولا ہے، مجیب صاحب کی ساس اور بیٹی بھی جھگڑے کے وقت وہاں موجود تھیں، ان دونوں نے بھی عبدالوکیل صاحب اور حاجی نظام الدین سے بتلایا کہ مجیب صاحب نے طلاق دے دی ہے۔

انجمن کی طرف سے مجیب صاحب کو حکم دیا گیا کہ وہ الگ رہیں، بیوی اور بچوں کا خرچ کسی اور کے ذریعہ سے بھجوائیں۔ مجیب صاحب نے کچھ دنوں تک اس پر عمل کیا؛ لیکن پھر اپنی اہلیہ کے ساتھ رہنے لگے، اس پر انجمن کے لوگوں نے اعتراض کیا، تو مجیب صاحب کا کہنا ہے کہ طلاق واقع نہیں ہوئی؛ اس لئے کہ میں نے طلاق کی دھمکی دیتے ہوئے کہا تھا کہ ’’طلاق دے دوں گا‘‘ اور اب مجیب صاحب کی اہلیہ ساس اور بیٹی تینوں اپنے سابقہ بیان سے انکار کرتی ہیں، تینوں کا موجودہ بیان یہ ہے کہ مجیب صاحب کی اہلیہ کا بیان یہ ہے کہ میرے شوہر نے کہا تھا کہ طلاق دے دوں گا، چوں کہ مجھے طلاق کے بارے میں زیادہ معلوم نہیں، اس جملہ سے میں طلاق سمجھی، اس وجہ سے امام صاحب سے مولوی صاحب اور عبدالوکیل صاحب اور نظام الدین صاحب سے بولا تھا کہ میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی ہے۔ مجیب صاحب کی ساس کہتی ہیں کہ میرے داماد نے دورانِ جھگڑا کہا تھا کہ یہاں سے ہٹ جاؤ، ورنہ کچھ کہہ دوں گا، اُن کی بیٹی کا بیان ہے کہ میرے ابو نے کہا تھا کہ

تجھے طلاق دے دوں گا۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ صورتِ مسئولہ میں مجیب صاحب کی اہلیہ پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اور اگر ہوگی تو کون سی طلاق واقع ہوگی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں طلاق واقع نہیں ہوئی؛ اس لئے کہ شوہر مجیب نے طلاق نہیں دی ہے؛ بلکہ صرف طلاق دینے کی دھمکی دی ہے، اور مجیب کی بیوی نے اس لفظ کو طلاق سمجھ کر مسئلہ کو آگے بڑھایا، اور مجیب کی بیٹی اور ساس اس پر گواہ بنیں، اب تینوں کا بیان یہ ہے کہ مجیب نے طلاق نہیں دی؛ بلکہ طلاق کی دھمکی دی ہے، اور طلاق کی دھمکی سے طلاق واقع نہیں ہوتی؛ لہٰذا صورتِ مسئولہ میں طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ عثمانی ۳۴۵/۲)

بخلاف قوله: کنم لأنه استقبال فلم یکن تحقیقاً بالتشکیک. (الفتاویٰ الهندية ۳۸٤/۱ زکریا)

سئل نجم الدين عن رجل قال لامرأته اذهبي إلى بيت أمک، فقال: طلاق دہ تا بروم، فقال: تو بروم من طلاق دمادم فرستم، قال: لاتطلق؛ لأنه وعد كذا في الخلاصة. (الفتاویٰ الهندية ۳۸٤/۱ زکریا)

بخلاف قوله: طلقي نفسک، فقالت: أنا طالق أو أنا أطلق نفسي لم يقع؛ لأنه وعد. (شامي ۳۱۹/۳ کراچی) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۵/۱/۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

بیوی طلاق کا دعویٰ کرے اور شوہر انکار کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال (۸۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بیوی کہتی ہے کہ تم نے مجھ کو دو طلاق دی ہے، جب کہ شوہر کہتا ہے کہ میں نے ایک بھی طلاق نہیں دی، صرف یہ کہا تھا کہ اگر چھوٹے چھوٹے بچے نہ ہوتے تو میں تم کو طلاق دے دیتا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب کہ شوہر طلاق کا منکر ہے اور عورت کے پاس طلاق کا کوئی شرعی ثبوت نہیں ہے، تو اس پر کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔ (فتاویٰ دار العلوم ۱۰/۱۳۰)

عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: البینة علی المدعي والیمین علی من أنکر. (سنن الترمذي ۲۴۹/۱ رقم: ۱۳۵۶، السنن الکبریٰ للبیهقي، الدعویٰ / باب البینة علی المدعي ۳۹٤/۱۵ رقم: ۲۱۸۰۷)

ونصابها بغیرها من الحقوق سواء کان الحق مالاً أو غیره کنکاح وطلاق – إلی قوله – رجلان أو رجل وامرأتان. (الدر المختار مع الشامي ۱۷۸/۸ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۶/۸/۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاق کے سلسلے میں شوہر، بیوی اور گواہوں کے درمیان اختلاف ہوتو فیصلہ کس پر ہوگا؟

سوال (۸۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے خانگی تکرار کے دوران بحالت غصہ اپنی بیوی کو ایک طلاق دے دی، گواہ کہتا ہے کہ دو بار طلاق میرے سامنے دی، جب کہ بیوی کا بیان ہے کہ اس کے شوہر زید نے اس کو تین طلاق دی، گواہ کے بیان کی تاکید کے لئے کوئی دوسرا گواہ نہیں ہے، ادھر بیوی کے بیان کے گواہ اور زید شوہر تائید نہیں کرتے، فریقین حنفی مکتب فکر کے ہیں، تو کیا ایسے حالات میں شرعاً طلاق واقع ہوگی؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر سوال میں ذکر کردہ واقعہ صحیح ہے تو شوہر کی بات قسم کے ساتھ مانی جائے گی اور اس کی بیوی پر ایک طلاق رجعی کا حکم ہوگا، اس کے برخلاف مذکورہ گواہ کی بات اس کے اکیلے ہونے کی وجہ سے مقبول نہ ہوگی، نیز بیوی کا دعویٰ بھی معتبر نہ ہوگا؛ اس لئے کہ

اس کے پاس اپنے دعویٰ کے گواہ نہیں ہیں؛ البتہ اگر بیوی کو تین طلاق کا یقین کامل ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے اوپر شوہر کو قدرت نہ دے، اور کسی بھی طرح سے اس سے چھٹکارا حاصل کرلے۔

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: البينة على المدعي واليمين على من أنكر. (سنن الترمذي ٢٤٩/١ رقم: ١٣٥٦، السنن الكبرىٰ للبيهقي، الدعوىٰ / باب البينة على المدعي ٣٩٤/١٥ رقم: ٢١٨٠٧)

ونصابها بغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالاً أو غيره كنكاح وطلاق – إلى قوله – رجلان أو رجل وامرأتان. (الدر المختار مع الشامي ١٧٨/٨)

ويقع بها أى بهٰذه الألفاظ وما بمعناها فى الصريح واحدة رجعية. (الدر المختار مع الشامي ٤٦٣/٤ زكريا)

والمرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينها والفتوىٰ على أنه ليس لها قتله ولا تقتل نفسها؛ بل تفدي نفسها بمال أو تهرب. (شامي ٤٦٣/٤ زكريا، فتاوىٰ دارالعلوم ٢٢٥/٩) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۴/۱۴۲۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شوہر طلاق کا منکر ہے اور بیوی مدعی ہے

سوال (۸۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید اپنی بیوی کو بلانے کیلئے اس کے میکے گیا، زید کی بیوی کی طبیعت خراب تھی، زید اور اس کی ساس میں دوائی لینے پر نزاع ہوگیا، ساس نے کہا کہ دیدے میری بیٹی کو طلاق، زید نے جواباً یہ کہا کہ طلاق تو پوری زندگی نہیں، پھر زینہ پر نیچے اترتے اترتے یہ کہا کہ نہ دینے کا، نہ دینے کا، جبکہ زید کی بیوی، اس کی سالی اور ایک دوسری خاتون جو اس وقت وہاں تھیں کہتی ہیں کہ ہم نے اپنے کانوں سے یہ الفاظ سنے، طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی، تین بار، صورت مسئولہ میں زید کی بیوی کو طلاق ہوئی یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر زید طلاق کا منکر ہے تو محض بیوی کے کہنے کی بناپر طلاق کے وقوع کا حکم نہیں لگایا جائے گا؛ البتہ اگر واقعۃً بیوی نے اپنے کانوں سے تین طلاقوں کے الفاظ سنے ہیں تو اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ زید کے ساتھ ازدواجی تعلق قائم کرے، اسے چاہئے کہ کسی بھی طرح خلع وغیرہ کے ذریعہ تفریق حاصل کر کے باعفت زندگی گزارے۔

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: البينة على المدعي واليمين على من أنكر. (سنن الترمذي ٢٤٩/١ رقم: ١٣٥٦، السنن الكبرىٰ للبيهقي، الدعوىٰ / باب البينة على المدعي ٣٩٤/١٥ رقم: ٢١٨٠٧)

ونصابها بغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالاً أو غيره كنكاح وطلاق – إلى قوله – رجلان أو رجل وامرأتان. (الدر المختار مع الشامي ١٧٨/٨)

بخلاف قوله: کنم؛ لأنه استقبال فلم يكن تحقيقاً بالتشكيك. (الفتاوىٰ الهندية ٣٨٤/١)

والمرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لايحل لها تمكينه. (شامي ٤٦٣/٤ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٣٥٤/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۰/۷/۱۴۲۵ھ

عورت الفاظِ طلاق سننے پر قسم کھاتی ہے، جب کہ شوہر بھی حلفیہ منکر ہے

سوال (۸۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک عورت کا دعوی ہے کہ میرے شوہر نے مجھے تین مرتبہ سے زیادہ کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی اور میں قسم کھا کر کہتی ہوں کہ یہ الفاظ میں نے اپنے کانوں سے سنے ہیں، جب کہ اس کے شوہر کا کہنا ہے کہ میں نے اسے طلاق نہیں دی ہے، شوہر بھی قسم کھاتا ہے، عورت کے پاس کوئی گواہ نہیں

ہے، صرف اس کا حلفیہ بیان ہے، تو کیا ایسی صورت میں عورت شوہر سے خلع کرلے یا اس کے گھر چلی جائے بحوالہ کتب تحریر فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شوہر جب کہ قسم کھا کر طلاق کا انکار کرتا ہے اور مذکورہ عورت کے پاس اپنے دعوی پر شرعی گواہ موجود نہیں ہیں تو اس عورت پر طلاق کا حکم نہیں لگایا جائے گا؛ لیکن اگر عورت کو اپنے دعوی کا پختہ یقین ہے تو اس پر لازم ہے کہ خلع وغیرہ کے ذریعہ شوہر سے علیحدگی اختیار کرے، اگر اس میں کامیابی نہ ملے تو پھر وہ ماخوذ نہ ہوگی؛ بلکہ سارا مؤاخذہ شوہر سے ہوگا۔

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: البينة على المدعي واليمين على من أنكر. (سنن الترمذي ٢٤٩/١ رقم: ١٣٥٦، السنن الكبرىٰ للبيهقي، الدعوىٰ / باب البينة على المدعي ٣٩٤/١٥ رقم: ٢١٨٠٧)

ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالاً أو غيره كنكاح وطلاق – إلى قوله – رجلان أو رجل وامرأتان. (الدر المختار مع الشامي ١٧٨/٨)

والمرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لايحل لها تمكينه، والفتوى على أنه ليس لها قتله ولاتقتل نفسها؛ بل تفدي نفسها بمال الخ، وفي البزازية عن الأوزجندي: أنها ترفع الأمر للقاضي، فإن حلف ولا بينة لها فالإثم عليه. (شامي ٤٦٣/٤ زكريا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۵/۱۱/۱۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

عورت کے پاس طلاق پر گواہ نہ ہو اور شوہر منکر ہو تو کس کی بات معتبر ہوگی؟

سوال (۹۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: رمضان المبارک سے پہلے میاں بیوی میں نااتفاقی ہوگئی تھی، پھر بیوی اپنے شوہر کے ساتھ ایک مہینہ رہی، اس کے بعد اس کا بھائی اس کو اپنے گھر بلا کر لے گیا دس پندرہ دن کے بعد شوہر اپنی بیوی کو لینے گیا، اب بیوی کہتی ہے کہ میں نہیں جاؤں گی؛ اس لئے کہ تم نے مجھے طلاق دی ہے، شوہر کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی، شوہر یہ کہتا ہے کہ میں نے طلاق دی تو کس کے سامنے دی گواہ پیش کرو، ان کے پاس کوئی گواہ نہیں ہے اور لڑکی حمل سے ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حسبِ تحریر سوال جب شوہر طلاق کا منکر ہے اور عورت کے پاس کوئی گواہ بھی نہیں ہے، تو شوہر کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا، اور عورت پر طلاق کے وقوع کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: البينة على المدعي واليمين على من أنكر. (سنن الترمذي ۲۴۹/۱ رقم: ۱۳۵۶، السنن الكبرىٰ للبيهقي، الدعوىٰ / باب البينة على المدعي ۳۹۴/۱۵ رقم: ۲۱۸۰۷)

ونصابها بغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالاً أو غيره كنكاح وطلاق – إلى قوله – رجلان أو رجل وامرأتان. (الدر المختار مع الشامي ۱۷۸/۸)

ففي كل موضع يصدق الزوج على نفي النية، إنما يصدق مع اليمين. (الفتاوىٰ التاتارخانية ۳۲۵/۳، فتح القدير ۷۳/۴)

وركنه لفظ مخصوص هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح أو كناية الخ. (شامي ۴۳۱/۴ زكريا، ۲۳۰/۳ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۰/۳۰/۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی کے فرضی دعویٰ سے طلاق نہیں ہوتی

سوال (۹۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: میری بیوی کسی وجہ سے اپنے والدین کے گھر چلی گئی تھی اور ابھی تک واپس نہیں آئی اس نے عدالت میں میرے اوپر کیس دائر کردیا کہ مجھے طلاق دلوادی جائے، میں اس کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی۔ مقدمہ ابھی تک جاری ہے، اب اس نے عدالت میں ایک اور فرضی درخواست دی ہے جس میں اس نے مجھ پر یہ غلط الزام لگایا ہے کہ: ''میرے شوہر (عبدالباسط) نے مجھے طلاق دے دی ہے، اور وہ میرے والد محمد شفیق کے ایک دوست کے مکان پر آیا اور میرے باپ محمد شفیق کو بلاکر کہا کہ وہ سائلہ کو اس کے مقدمہ کا مزہ چکھائے گا اور سائلہ کی بچی کماری شگوفہ کو زبردستی اٹھا کرلے جائے گا؛ تاکہ سائلہ اپنی بچی کی یاد میں تڑپ تڑپ کر مرجائے، اس طلاق کے شاہد میرے والد اور ان کے دوست ہیں، مذکورہ بالا سوال کی روشنی میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا میری بیوی کے اس فرضی دعویٰ سے شرعاً طلاق واقع ہوئی ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال میں ذکر کردہ واقعہ اگر صحیح ہے اور شوہر طلاق دینے کا اقراری نہیں ہے تو صورتِ مسئولہ میں بیوی کے فرضی دعویٰ سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی، طلاق کا اختیار شوہر کو ہے، بیوی کو نہیں ہے۔

هو رفع قيد النكاح في الحال أو المآل بلفظ مخصوص. (تنوير الأبصار على هامش الرد المحتار ٤/٤٢٤ زكريا، ٣/٢٢٦ كراچی، الفتاوىٰ الهندية / كتاب الطلاق ١/٣٤٨ كوئٹه، البحر الرائق / كتاب الطلاق ٣/٢٣٥ كوئٹه)

وأما شرطه فمن الزوج كونه عاقلا بالغا، ومن المرأة كونها في نكاحه أو عدته التي تصلح محلا لطلاق. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٤/٣٧٧ رقم: ٦٤٧١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۳/۱۲/۲ھ

زبردستی شوہر پر جھوٹا طلاق کا الزام لگانا؟

سوال (۹۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: محمد جنید ولد مختار احمد ساکن مغل پورہ کی شادی زینت جہاں بنت ماسٹر عبد الباری مغل پورہ کے ساتھ پانچ سال پہلے ہوئی تھی، اب ان کے دو سال کا لڑکا ہے، نو ماہ کی لڑکی ہے، میرے والد اور والدہ کا انتقال ہو چکا ہے، میرے ساتھ ایک میرا بھائی اور ایک بہن ہے، میری بیوی ان کو کھانا دینے سے منع کرتی ہے اور بار بار کہتی ہے کہ میں چھوڑ کر گھر چلی جاؤں گی، مجھے طلاق دیدو، ابھی ایک ہفتہ پہلے میری عدم موجودگی میں میری بغیر اجازت اپنے والد کے گھر چلی گئی، جب میں اپنی بیوی کو لینے اس کے گھر گیا تو میرے سسر اور سالے نے کہا میرے گھر سے بھاگ جاؤ، تو نے میری لڑکی کو طلاق دیدی، اس پر میں نے انہیں بتایا کہ میں نے کوئی طلاق نہیں دی، یہ میرے اوپر الزام ہے، میں نے ان سے پوچھا کہ طلاق کا کوئی گواہ ہے، تو سسر اور سالوں نے کہا کہ لڑکی نے آ کر ہمیں بتایا ہے، میں نے اس پر بتایا کہ میری بیوی جھوٹ بول رہی ہے، اس پر گالیاں بکتے ہوئے میرے سالے نے میرے سر پر سریا مار دیا، میرا سر پھٹ گیا، مجھے بیہوشی کی حالت میں تھانہ مغل پورہ محلّہ والوں نے پہنچایا، پھر میرا علاج وغیرہ ہوا، اب دریافت یہ کرنا ہے کہ مذکورہ صورت حال میں اگر بیوی طلاق کا مطالبہ کرے تو کیا میں مہر نہ دینے کی شرط پر طلاق دے سکتا ہوں؟

لڑکے کی عمر دو سال، لڑکی کی عمر ۹/ مہینے ہے، وہ دونوں ماں باپ میں سے کس کے پاس کس عمر تک رہیں گے، شرعی حکم کیا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں اگر شوہر نے واقعتاً طلاق نہیں دی ہے تو محض بیوی کے کہہ دینے سے طلاق کو تسلیم نہیں کیا جائے گا، بیوی کی طرف سے اگر طلاق کا مطالبہ ہو تو شوہر مہر نہ دینے کی شرط لگا سکتا ہے، اور سات سال تک لڑکے کی پرورش اور بالغ ہونے تک لڑکی کی پرورش کا حق ماں کو حاصل ہے، بشرطیکہ وہ کسی ایسے شخص سے نکاح نہ کرے جو بچوں کا نامحرم ہو یا خود ہی اپنا حق چھوڑ دے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿فَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰہِ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِمَا فِیْمَا

افْتَدَتْ بِهِ﴾ [البقرة، جزء آيت: ٢٢٩]

عن علي رضي الله عنه: يطيب للرجل الخلع إذا قالت: لا اغتسل من الجنابة، ولا أطيع لک أمرا، و لا أبر لک قسما، ولا أكرم نفسا. (المصنف لابن أبي شيبة / حتى يطيب له أن يخلع امرأته ٤/ ١٢٠ رقم: ١٨٤١١ بيروت)

وإذا تشاقا الزوجان وخافا أن لا يقيما حدود الله فلا بأس بأن تفدي نفسها منه بمال يخلعها به، فإذا فعل ذلک وقع بالخلع تطليقة ولزمها المال.

(الهداية / باب الخلع ٣٨٤/٢، كذا في الفتاوىٰ الهندية / الباب الثامن في الخلع ٤٨٨/١ زكريا)

و لا بأس به عند الحاجة للشقاق بعدم الوفاق بما يصلح للمهر. (الدر المختار مع الرد المحتار ٤٣٩/٣ كراچی، الفتاوىٰ الهندية ٤٨٨/١ زكريا)

إن اختلفا في الشرط فالقول قول الزوج إلا أن تقيم المرأة البينة؛ لأنه متمسک بالأصل، وهو عدم الشرط؛ ولأنه منكر وقوع الطلاق وزوال الملک، والمرأة تدعيه. (الهداية / الأيمان في الطلاق ٢/ ٣٨٦ دار الكتاب)

وإن كان بكل المهر، فإن كان مقبوضا رجع بجميعه، وإلا سقط عنه كله.

(شامي، الطلاق / باب الخلع ١٠٥/٥ زكريا)

تثبت للأم النسبية بعد الفرقة إلا أن تكون مرتدة ...... أو متزوجة بغير محرم. (الدر المختار مع الشامي، الطلاق / باب الحضانة ٢٥٣/٥، ٢٥٥ زكريا)

و الحاضنة أحق به أى بالغلام حتى يستغنى عن النساء، وقدر بسبع، وبه يفتى؛ لأنه الغالب الخ ...... والأم والجدة لأم أو لأب أحق بها بالصغيرة حتى تحيض أي تبلغ في ظاهر الرواية الخ. (الدر المختار، الطلاق / باب الحضانة ٢٦٧/٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

١٤٢٦/١١/١٩ھ

شوہر کے انکار طلاق کے باوجود بیوی کا طلاق کا دعویٰ کرنا؟

سوال (۹۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شوہر اور بیوی کے درمیان کسی بات پر تکرار ہوئی، بیوی ناراض ہوکر میکہ چلی گئی وہاں پہنچ کر اس نے کہا کہ شوہر نے مجھے طلاق دیدی ہے، جب اس کی اطلاع شوہر کو ہوئی تو اس نے طلاق دینے سے انکار کردیا، اور وہ ابھی تک اس پر قائم ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے، اس کے لیے شوہر کوئی بھی قسم کھانے کو تیار ہے، بیوی کے پاس اپنے دعویٰ پر کوئی گواہ نہیں ہے، جبکہ شوہر کے اہل خانہ جو میاں بیوی کی تکرار کے وقت موجود تھے، ان کا بھی یہی کہنا ہے کہ شوہر نے طلاق نہیں دی ہے، ایسی صورت میں حکم شرعی کیا ہے؟ وضاحت کے ساتھ قلم بند فرما کر شکریہ کا موقع دیں، عنداللہ ماجور ہوں گے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں جب کہ عورت کے دعویٰ طلاق پر کوئی گواہ موجود نہیں ہے، اور شوہر طلاق کا منکر ہے، اس لئے اس واقعہ میں طلاق کے وقوع کا حکم نہ ہوگا؛ البتہ اگر عورت کو طلاقِ بائنہ یا مغلظہ دینے کا سو فیصد یقین ہو، تو اسے چاہئے کہ وہ خلع وغیرہ لے کر شوہر سے جدائی حاصل کرلے۔

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: البينة على المدعي واليمين على من أنكر. (سنن الترمذي ۲۴۹/۱ رقم: ۱۳۵۶، السنن الكبرىٰ للبيهقي، الدعوىٰ / باب البينة على المدعي ۳۹۴/۱۵ رقم: ۲۱۸۰۷)

ونصابها بغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالاً أو غيره كنكاح وطلاق – إلى قوله – رجلان أو رجل وامرأتان. (الدر المختار مع الشامي ۱۷۸/۸ زكريا، مجمع الأنهر ۲۶۱/۳)

أقل ما يجوز في حقوق الناس فيما بينهم من الطلاق والعتاق ...... وشهادة رجلين أو رجل وامرأتين. (الفتاوىٰ الهندية ۴۵۱/۱ زكريا)

والمرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لايحل لها تمكينه، والفتوى

علـى أنـه ليس لها قتله ولاتقتل نفسها؛ بل تفدى نفسها بمال الخ، وفي البزازية عـن الأوزجـنـدى: أنهـا ترفع الأمر للقاضي، فإن حلف ولا بينة لها فالإثم عليه.
(شامي ٤٦٣/٤ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٣٥٤/١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۹/۸/۱۴۳۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

فون پر طلاق کے بارے میں بیوی اور شوہر میں اختلاف ہو تو کس کی بات معتبر ہوگی؟

سوال (۹۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اپنی بیوی کو فون کیا، بیوی نے بات کے درمیان فون نیچے رکھ دیا، اور شور مچایا کہ مجھ کو میرے شوہر نے فون پر دو مرتبہ لفظ طلاق طلاق کہہ دیا ہے، اور تیسری مرتبہ انہوں نے کہا یا نہیں کہا، میں نے صرف دو مرتبہ یہ لفظ سنا کہ تجھے طلاق تجھے طلاق، پھر اس نے فون رکھ دیا، خیر کوئی بات نہیں، شوہر کے آنے پر اس کی تحقیق کی گئی، کیا آپ نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے، تو وہ انکار کرتا ہے کہ میں نے تو طلاق نہیں دی ہے، بیوی کچھ دنوں تک اقرار کرتی رہی، اب اس کے بعد وہ بھی کہتی ہے کہ میں تو ویسے ہی کہہ رہی تھی، مجھے میرے شوہر نے طلاق نہیں دی ہے، اس معاملہ کو کئی برس گذر گئے ہیں، دونوں کے تعلقات اس طرح وابستہ ہیں جس کے نتیجہ میں ان دونوں کے ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی، معلوم یہ کرنا ہے کہ مذکورہ صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اور وہ لڑکی حرام کی ہے یا حلال کی؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں جب کہ شوہر طلاق کا انکار کرتا ہے، اور طلاق کے وقوع پر کوئی شرعی ثبوت بھی موجود نہیں ہے، اس لئے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

وإن اختلفا في وجود الشرط فالقول له إلا إذا برهنت. (الفتاوىٰ الهندية ٤٢٢/١)

ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالا أو غيره كنكاح وطلاق رجلان أو رجل و امرأتان ولزم ...... العدالة لوجوبه. (الدر المختار على الرد المحتار ۸/ ۱۷۸ زكريا، ٤٦٥/٥ كراچی، مجمع الأنهر / كتاب الشهادات ۲٦١/٣ بيروت، البحر الرائق / كتاب الشهادات ٦٢/٧ كوئٹه)

وإذا أثبت أن العدد شرط، فنقول: الحوادث وهو المال و ما كان من توابع المال كالنكاح والطلاق. (الفتاویٰ التاتارخانية ٤١٩/١١ رقم: ١٦٤٨٩ زكريا)

عن عطاء بن أبي رباح أن عمر بن الخطاب أجاز شهادة رجل واحد مع نساء في نكاح. (المصنف لعبد الرزاق / باب هل تجوز شهادات النساء مع الرجال في الحدود وغيره ۳۳۱/۸ رقم: ١٥٤١٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۱۱/۱۴۱۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی طلاق کا دعویٰ کرے اور شوہر انکار کرے

سوال (۹۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اپنی بیوی ہندہ کو کسی شخص سے مثلاً خالد سے باتیں کرتے ہوئے دیکھا، گھر آکر کچھ ہی دیر بعد زید نے ہندہ سے کہا کہ اگر تو نے آج کے بعد خالد سے بات کی تو تمہیں طلاق پڑ جائے گی، پھر ہندہ نے بھول سے خالد سے باتیں کرلی اور اچانک خیال آیا کہ میرے شوہر نے تو ایسا کہا تھا، چناں چہ ہندہ نے پورا واقعہ اپنے گھر والوں کو سنادیا، اس کے بعد ہندہ کے گھر والوں میں سے چند افراد نے زید سے معلوم کیا کہ کیا تو نے ہندہ سے ایسے ہی کہا تھا تو زید انکار کر گیا، اور کہا کہ میں نے طلاق کے بارے میں کچھ بھی نہیں کہا، میں نے تو صرف خالد سے بات کرنے سے منع فرمایا تھا، اور زید کے ہندہ سے لفظ طلاق کہتے وقت ان دونوں کے علاوہ کوئی اور شخص نہیں تھا، جو اس سلسلہ میں صحیح گواہی دے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر بیوی طلاق کا دعویٰ کرے اور شوہر اس کا انکار کرے اور میاں بیوی میں سے کسی کے پاس شرعی گواہ بھی موجود نہ ہوں، تو ایسی صورت میں شوہر کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوتا ہے؛ لہٰذا مسئولہ صورت میں جب شوہر طلاق کا منکر ہے تو طلاق واقع نہ ہوگی۔

فإن اختلفا في وجود الشرط فالقول له مع اليمين لإنكاره الطلاق. (الدر المختار على هامش الرد المحتار ۶۰۹/۴ زكريا، كذا في الفتاویٰ التاتارخانية ۵۵٦/۳)

البينة على المدعي و اليمين على من أنكر. (الهداية ۱۸۷/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۳/۵/۱٦ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جھوٹ بول کر طلاق کا فتویٰ لینے سے طلاق کا حکم

سوال (۹٦): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں نے اپنی بیوی صالحہ کو ابھی طلاق نہیں دی، اور بیوی کے گھر والوں نے دو فرضی اور جھوٹے گواہوں کا حوالہ دے کر کہیں سے فتویٰ لے لیا، یہ کہہ کر کہ ان کے سامنے طلاق دی ہے، جب کہ میں اس پر قسم بھی کھا سکتا ہوں کہ میں نے کسی کے سامنے طلاق نہیں دی ہے، تو کیا ان کے اس طرح کے جھوٹ بول کر فتویٰ لینے سے طلاق ہوجائے گی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر واقعۃً آپ نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی ہے، اور جھوٹ بول کر اور فرضی گواہ پیش کر کے طلاق کا فتویٰ لیا گیا ہے، تو اس سے آپ کی بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوئی، وہ بدستور آپ کے نکاح میں ہے، اور جب تک آپ کی طرف سے طلاق یا شرعی تفریق نہ ہوجائے اس وقت تک اس کا کسی دوسرے شخص سے نکاح شرعاً جائز نہیں ہے۔

وإذ شهد شاهدان عند المرأة بطلاقها إن كان الزوج حاضراً جاحداً

الطلاق لا یسعها أن تتزوج. (الفتاویٰ التاتارخانیة ۵۷۶/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۲/۶/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مستقبل کے صیغہ سے طلاق نہیں ہوتی

سوال (۹۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری بیوی میری اجازت کے بغیر کہیں گئی تھی، قریب چار گھنٹے کے بعد واپس آئی، میں نے ان سے پوچھا کہ کہاں گئی تھی، انہوں نے کہا تمہیں اس سے کیا مطلب؟ اس پر تکرار بڑھ گئی اور مجھے غصہ آ گیا، میں نے غصہ میں کہہ دیا کہ میں تمہیں طلاق دے دوں گا، اس پر اس نے اور تکرار کی، تو میں نے غصہ میں ایک چپت لگا دیا، وہ غصہ میں الگ ہوگئی، کیا اس طرح طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر سوال میں ذکر کردہ واقعہ صحیح ہے تو چوں کہ آپ نے طلاق نہیں؛ بلکہ طلاق کی دھمکی دی ہے، لہٰذا اس جملہ سے آپ کی بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی۔

مستفاد: هو رفع قید النکاح في الحال بالبائن أو المآل بالرجعي بلفظ مخصوص هو ما اشتمل علی الطلاق. (الدر المختار علی هامش الرد المحتار ۴/۴۲۴ زکریا، البحر الرائق ۳/۲۳۵ کوئٹہ)

لو قال بالعربیة أطلق لا یکون طلاقاً. (الفتاویٰ الهندیة ۱/۳۸۴ زکریا)

بخلاف قوله: کنم لأنه استقبال فلم یکن تحقیقاً بالتشکیک. (الفتاویٰ الهندیة ۱/۳۸۴ زکریا)

قید بالاختیار؛ لأنه لو قال طلقي نفسک فقالت: أنا أطلق لا یقع. (البحر الرائق / باب تفویض الطلاق ۳/۳۱۴ کوئٹہ)

قوله: طلقي نفسک، فقالت: أنا طالق، أو أنا أطلق نفسي، لا یقع؛ لأنه

وعد (در مختار) بخلاف قولهما: أطلقي نفسي، لا يمكن جعله إخبارا عن طلاق قائم؛ لأنه إنما يقدم باللسان، فلو جاز لقام به الأمران في زمن واحد وهو محال.

(الرد المحتار / باب تفويض الطلاق ۳/ ۳۱۹ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۳/۱/۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاق کی دھمکی دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

سوال (۹۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں نے اپنی بیوی سے جھگڑے کے دوران کہا کہ چپ ہوجا، نہیں تو میں تجھے طلاق دے دوں گا، اس کے باوجود بھی اس نے بحث جاری رکھی، اور کسی قیمت پر خاموشی اختیار نہیں کی، تو میں نے پھر کہا کہ چپ ہوجا، نہیں تو میں طلاق دے دوں گا، اس تنبیہ کے باوجود بھی ان کے منہ میں جو کچھ آتا رہا وہ کہتی رہیں، خاموشی اختیار نہیں کی اور مجھ سے کہا تم زیادہ غصہ میں ہو چلے جاؤ، میں چلا آیا، پھر میری بیوی نے لوگوں میں کہہ دیا کہ میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی ہے، اور زوجیت سے آزاد کردیا ہے، اور میں برابر قسمیں کھا کھا کر یہی کہتا رہا کہ میں نے کہا تھا طلاق دے دوں گا، اس کے بعد میں سسرال پہنچا اور میں نے اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑ کر اپنی لڑکی کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ میں اپنی اولاد اور خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے طلاق نہیں دی، تو کیا میری بیوی پر طلاق ہوئی یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق کی دھمکی دینے سے طلاق واقع نہیں ہوئی، آپ نے جب کہ واقعی طلاق نہیں دی تو کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی، آپ کی بیوی بدستور آپ کے نکاح میں ہے۔

لو قال بالعربية أطلق لا يكون طلاقاً. (الفتاویٰ الهندية ۱/ ۳۸٤ زكريا)

بخلاف قوله: کنم لأنه استقبال فلم يكن تحقيقاً بالتشكيك. (الفتاویٰ الهندية ۱/ ۳۸٤ زكريا)

قیـد بـالاختیـار؛ لأنه لو قال طلقي نفسک فقالت: أنا أطلق لا یقع. (البحر الرائق / باب تفویض الطلاق ۳۱٤/۳ کوئٹہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۶/۸/۱۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تم کو طلاق دے دوں گا سے طلاق کا حکم؟

سوال (۹۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر زید نے اپنی بیوی سے دومرتبہ کہا کہ تم کو طلاق دے دوں گا، زید کی نیت صرف دھمکی دینے کے لئے ہے، تو کیا طلاق واقع ہوجائے گی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: واقعہ اگر صحیح ہے تو اس دھمکی سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی۔

مستفاد: هو رفع قید النکاح في الحال بالبائن أو المآل بالرجعي بلفظ مخصوص هو ما اشتمل علی الطلاق. (الدر المختار علی هامش الرد المحتار ٤۲٤/٤ زکریا، البحر الرائق ۲۳٥/۳ کوئٹہ)

لو قال بالعربیة أطلق لا یکون طلاقاً. (الفتاویٰ الهندیة ۳۸٤/۱)

بخلاف قوله: کنم لأنه استقبال فلم یکن تحقیقاً بالتشکیک. (الفتاویٰ الهندیة ۳۸٤/۱)

قیـد بـالاختیـار؛ لأنه لو قال طلقي نفسک فقالت: أنا أطلق لا یقع. (البحر الرائق / باب تفویض الطلاق ۳۱٤/۳ کوئٹہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۶/۱۰/۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

''اگر تو میکہ چلی گئی تو بخدا تجھے چھوڑ دوں گا'' سے طلاق کا حکم

سوال (۱۰۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: سسرال میں چھوٹی سالی کی شادی ہے، دونوں میاں بیوی میں اس بات پر حجت چل رہی تھی کہ شادی میں شرکت کرنی ہے یا نہیں؟ بیوی کہتی ہے کہ شرکت کرنی ہے، شوہر کہتا تھا کہ شادی میں شرکت نہیں کرنی، حجت زیادہ بڑھی تو شوہر نے کہا کہ اگر تو سسرال گئی یعنی بھوج پور گئی تو قسم خدا کی میں تجھے چھوڑ دوں گا، تو اب یہ بتائیے کہ طلاق ہوگی یا نہیں، اگر ہوگی تو کب ہوگی؟ اگر شادی کے بعد بھوج پور چلی گئی تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں، یعنی شادی کے اگلے دن یا درمیان سال میں یا شادی سے پہلے جانے میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اگر ہوگی تو کونسی طلاق ہوگی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''تجھے چھوڑ دوں گا'' کہنے سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی؛ لہٰذا آپ کی بیوی اگر بھوج پور چلی جائے پھر بھی طلاق نہ ہوگی، یہ لفظ محض دھمکی پر محمول ہے، ہاں اگر میکہ (بھوج پور) چلی گئی تو قسم کا کفارہ دینا ہوگا۔

مستفاد: هو رفع قيد النكاح في الحال بالبائن أو المال بالرجعي بلفظ مخصوص هو ما اشتمل على الطلاق. (الدر المختار على هامش الرد المحتار ٤/٤٢٤ زكريا، البحر الرائق ٣/٢٣٥ كوئٹه)

لو قال بالعربية أطلق لا يكون طلاقاً. (الفتاویٰ الهندية ١/٣٨٤)

بخلاف قوله: کنم **لأنه استقبال فلم يكن تحقيقاً بالتشكيك.** (الفتاویٰ الهندية ١/٣٨٤)

قيد بالاختيار؛ لأنه لو قال طلقي نفسك فقالت: أنا أطلق لا يقع. (البحر الرائق / باب تفويض الطلاق ٣/٣١٤ كوئٹه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ٥/٧/١٤١٧ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کہا کہ ''اگر تم دوبارہ کہو تو میں تمہیں طلاق دے دوں گا''

سوال (١٠١): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: زید کا اپنی بیوی سے جھگڑا ہوگیا، بیوی نے غصہ میں آ کر کہا کہ مجھے تم طلاق دے دو، زید نے کہا کہ ''اگر تم دوبارہ پھر کہہ دو کہ طلاق دے دو''۔ تو میں تمہیں اِس بار طلاق دے دوں گا، بیوی نے دوبارہ کچھ نہیں کہا وہ خاموش ہوگئی، زید بھی خاموش رہا، اِس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ گاؤں والے کہتے ہیں کہ طلاق ہوگئی، اُنہوں نے بیوی کو مجھ سے الگ بھی کر دیا ہے، عدت کا خرچہ بھی مجھ سے دلوا دیا ہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں چوں کہ زید نے طلاق نہیں دی؛ بلکہ صرف طلاق کی دھمکی دی ہے، اس لئے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی۔

بخلاف قوله: سأطلق ''طلاق می کنم''؛ لأنه استقبال فلم يكن تحقيقًا بالتشكيك. (الفتاویٰ الهندية / الفصل السابع في الطلاق بالألفاظ الفارسية ١/٣٨٤ زكريا)

قوله: طلقي نفسك، فقالت: أنا طالق، أنا طالق، وأنا طالق نفسي، لم يقع؛ لأنه وعدٌ، جوهرة. (الدر المختار) بخلاف قولها: أطلق نفسي، لا يمكن جعله إخبارًا عن طلاق قائم؛ لأنه إنما يقوم باللسان، فلو جاز لقام به الأمران في زمن واحد وهو محال. (الرد المحتار، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق ٣/٣١٩ کراچی، وكذا في البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق ٣/٥٤٥ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۳/۳/۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تم اپنے میکہ چلی جاؤ ورنہ میں تم کو طلاق دے دوں گا

سوال (۱۰۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میاں بیوی میں جھگڑا ہو رہا تھا، اِسی دوران میاں نے بیوی سے کہا کہ تم اپنے میکہ چلی جاؤ ورنہ میں تم کو طلاق دے دوں گا، تو جھگڑا ہونے کے بعد کچھ آدمیوں نے معلوم کیا کہ تم نے اپنی بیوی

کوطلاق دی یانہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے طلاق تو نہیں دی، مگر یہ کہا تھا کہ تم اپنے میکے چلی جاؤ ورنہ میں تم کوطلاق دے دوں گا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال میں ذکر کردہ واقعہ اگر صحیح ہے تو اس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی۔

لو قال بالعربية أطلق لا يكون طلاقاً. (الفتاویٰ الهندية ۳۸٤/۱)

بخلاف قوله: کنم لأنه استقبال فلم يكن تحقيقاً بالتشكيک. (لفتاویٰ الهندية ۳۸٤/۱)

قيد بالاختيار؛ لأنه لو قال طلقي نفسک فقالت: أنا أطلق لا يقع. (البحر الرائق / باب تفويض الطلاق ٤/۳ ۳۱ کوئٹہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۸/۱۱/۱۲ھ

”اگر نہیں مانوگی تو آزاد کردوں گا“ سے طلاق؟

سوال (۱۰۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں نے اپنی بیوی سے جھگڑے کے درمیان کہہ دیا کہ اگر نہیں مانوگی تو آزاد کردوں گا، ایک دفعہ کہا، تو اس سے طلاق ہوگئی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ”کردوں گا“ کے لفظ سے طلاق نہیں ہوئی؛ کیوں کہ لفظ وعدہ پر محمول ہے، اور طلاق کے وعدہ سے طلاق نہیں ہوتی؛ لہٰذا مذکورہ لفظ سے طلاق نہیں ہوئی۔

أو أنا أطلق نفسي لم يقع؛ لأنه وعده. (الدر المختار مع الشامي ٥٥٦/٤ زكريا)

وكذا صرح في الهندية: کنم؛ لأنه استقبال فلم يكن تحقيقا بالتشكيک.

(الفتاویٰ الهندية ۳۸٤/۱، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۸۳/۹)

مستفاد: هو رفع قيد النكاح في الحال بالبائن أو المآل بالرجعي بلفظ مخصوص هو ما اشتمل على الطلاق. (الدر المختار على هامش الرد المحتار ٤/٤٢٤ زكريا، البحر الرائق ٣/٢٣٥ كوئٹہ)

لو قال بالعربية أطلق لا يكون طلاقاً. (الفتاوىٰ الهندية ١/٣٨٤)

قيد بالاختيار؛ لأنه لو قال طلقي نفسک فقالت: أنا أطلق لا يقع. (البحر الرائق / باب تفويض الطلاق ٣/٣١٤ كوئٹہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۶/۴/۱۴۲۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

''میں تجھے طلاق دے دوں گا'' سے طلاق

سوال (۱۰۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اپنی بیوی کو یہ کہا کہ میں تجھے طلاق دے دوں گا، ۲/مرتبہ کہا، زید کی بیوی نے گالی بک کر کہا تھا کہ آج تو مجھے طلاق دے گا اور میں تجھ سے طلاق لوں گی، میں نے بھی گالی دے کر کہہ دیا کہ میں آج تجھے طلاق دے دوں گا، دومرتبہ کہہ دیا تھا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''تجھے طلاق دے دوں گا'' کے الفاظ محض دھمکی اور وعدے پر مشتمل ہیں؛ لہٰذا ان سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی، مسئولہ صورت میں میاں بیوی کے درمیان رشتہ مناکحت بدستور قائم ہے۔

لو قال بالعربية أطلق لا يكون طلاقاً. (الفتاوىٰ الهندية ١/٣٨٤ زكريا)

بخلاف قوله: کنم لأنه استقبال فلم يكن تحقيقاً بالتشكيک. (الفتاوىٰ الهندية ١/٣٨٤ زكريا)

قيد بالاختيار؛ لأنه لو قال طلقي نفسک فقالت: أنا أطلق لا يقع. (البحر

الرائق / باب تفویض الطلاق ٣١ ٤/٣ کوئٹه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۱/۳/۱۴۲۱ھ

بیٹے کی ماں کے گھر آنے پر طلاق کی دھمکی دینا؟

سوال (۱۰۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کا بیٹا خالد ہے، خالد کی سگی والدہ زینب ہے، زید اپنے بیٹے خالد سے ناراض ہے، خالد کا اپنی ماں زینب سے کوئی تعارض نہیں، ماں بیٹے کے اچھے تعلقات ہیں، خالد کا گھر میں آنا اور اپنی ماں سے خوش گوار برتاؤ کرنا باپ کو ناگوار گذرتا ہے۔ معلوم ہو کہ خالد کا مکان دوسرے محلّہ میں ہے، زید نے یہ کہا کہ اگر خالد میرے گھر پر آیا اور اپنی ماں زینب سے ملا تو میں زینب کو طلاق دے دوں گا۔ اس مجبوری کو سامنے رکھتے ہوئے خالد اپنے قدیمی مکان میں اپنی والدہ کے پاس آنے سے قاصر ہے، اب خالد اپنی والدہ کے پاس جائے تو کیا شکل ہے؟ اگر پہلے خالد کا باپ زید اپنے بیٹے خالد کے گھر آجائے تو کیا طلاق والی بات ختم ہو جائے گی، جب کہ طلاق دی نہیں؛ بلکہ یہ کہا ہے کہ دے دوں گا، وضاحت فرمائیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: خالد کا اپنی ماں سے ملاقات کرنے کے لئے آنے پر اس کے باپ زید کا یہ کہنا کہ اگر خالد میرے گھر پر آیا اور اپنی ماں زینب سے ملا تو میں زینب کو طلاق دے دوں گا، محض طلاق دینے کی دھمکی ہے؛ اس لئے اگر خالد اپنی ماں سے قدیم گھر ملنے جائے گا اور بات کرے گا تو اس پر اس وقت تک طلاق واقع نہیں ہوگی جب تک کہ زبان سے طلاق نہ دے۔

لا يقع الطلاق بأطلقک لأنه وعد. (الفتاویٰ الهندية ١/٣٨٤ زكريا)

قال فی الدر المختار: لو قال: وأنا أطلق نفسي لم يقع لأنه وعد. (الدر المختار ٤/٥٥٦ زكريا)

لو قال بالعربية أطلق لا يكون طلاقاً. (الفتاویٰ الهندية ۱/ ۳۸٤ زكريا)

بخلاف قوله: کنم؛ لأنه استقبال فلم يكن تحقيقاً بالتشكيك. (الفتاویٰ الهندية ۱/ ۳۸٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۷/۱۱/ ۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اگر فلاں کام کیا تو ایسے طریقے سے طلاق دوں گا: طلاق، طلاق، طلاق

سوال (۱۰۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری بیوی سے کچھ بات چیت ہوگئی اس کے بعد میں گھر سے باہر چلا گیا، اور کہا کہ آئندہ ایسا کرے گی تو اس کو میں اس طریقے سے طلاق دوں گا طلاق طلاق طلاق، اس کے بعد اس کے بارے میں میں نے علماء کرام سے معلوم کیا تو معلوم ہوا طلاق نہیں پڑی، پھر ایک سال کے بعد ایک جماعت کے ساتھ مسجد میں بیٹھا تھا وہاں کچھ طلاق کے بارے میں باتیں ہو رہی تھیں، تو مجھے پھر شک پیدا ہوا میں نے ایک مولوی صاحب سے معلوم کیا تو معلوم ہوا طلاق پڑ گئی ہے، پھر میں دوڑ کر ایک عالم کے پاس گیا اور اپنا سوال دہرایا تو معلوم ہوا طلاق نہیں پڑی، پھر میں ایک مفتی کے پاس گیا اور اپنا سوال دہرایا مفتی نے جواب دیا اگر طلاق طلاق طلاق دیدیں گے کہا ہے تو طلاق نہیں پڑی، مجھے یہ بات یاد ہے کہ ایسا جملہ کہا کہ اگر ایسا کرے گی، تو میں اس کو اس طریقے سے طلاق دونگا طلاق طلاق طلاق اور میرا مقصد بھی یہی تھا کہ اگر ایسا آئندہ کرے گی، تو اس کو طلاق دونگا۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر آپ نے واقعۃً دھمکی کے طور پر طلاق دے دونگا کے الفاظ کہے ہیں تو اس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی۔

مستفاد: هو رفع قيد النكاح في الحال بالبائن أو المآل بالرجعي بلفظ مخصوص هو ما اشتمل على الطلاق. (الدر المختار على هامش الرد المحتار ٤/ ٤٢٤ زكريا،

البحر الرائق ٣/ ٢٣٥ زکریا)

بخلاف قوله: کنم **لأنه استقبال فلم یکن تحقیقاً بالتشکیک.** (الفتاویٰ الهندیة ١/ ٣٨٤ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۷/۲/۱۴۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اگر تو فلاں بات سے باز نہ آئی تو تجھے طلاق دے دوں گا؟

سوال (۱۰۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بیوی نے شوہر سے کہا کہ تمہارا دوسری لڑکی سے ناجائز تعلق ہے، مگر شوہر اس بات سے انکار کرتا رہا، بالآخر عاجز آ کر شوہر نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو یہ بات کہنے سے باز نہیں آئے گی تو تجھے طلاق دے دوں گا، یہ بات کہنے کے بعد دوبارہ بیوی نے شوہر کو وہی بات کہہ دی جس بات پر طلاق دینے کی شرط لگائی تھی، دوبارہ بیوی کے کہنے پر بیوی کو مارنے پیٹنے لگا، لوگوں نے شوہر سے پوچھا کہ تم نے اپنی بیوی کو طلاق دی کہ نہیں؟ تو شوہر نے جواب دیا کہ جو مجھ کو کرنا تھا کر دیا، اب بتلائیے کہ اس صورت میں بیوی پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں لڑکی کی جانب سے شوہر پر ناجائز تعلق کا الزام لگانے کی بات پر شوہر کا یہ کہنا کہ ''اگر تو یہ بات کہنے سے باز نہیں آئے گی تو تجھے طلاق دے دوں گا''، تعلیق طلاق نہیں ہے؛ بلکہ محض دھمکی ہے؛ لہٰذا بعد میں لڑکی کی طرف سے دوبارہ الزام کی بات دہرانے سے اس پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی، اب آگے شوہر کا بیوی کو مارنے پیٹنے کے بعد لوگوں کے پوچھنے پر یہ کہنا کہ ''جو مجھ کو کرنا تھا کر دیا'' اس سے بظاہر مارنے پیٹنے ہی کی طرف اشارہ ہے، اس سے طلاق مراد نہیں لی گئی؛ لہٰذا اس سے بھی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (عزیز الفتاویٰ ۴۸۴، مستفاد: فتاویٰ دار العلوم ۹/ ۱۰۰)

قال في الدر المختار: أو أنا أطلق كنفس لم يقع؛ لأنه وعد. (الدر المختار على هامش الرد المحتار ٤/٥٥٦ زكريا، ٢/٦٠٧ مصري)

لا يقع الطلاق بأطلقک لأنه وعد. (الفتاویٰ الهندية ١/٣٨٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۶/۲/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غصہ میں ماں بہن کے اصرار پر طلاق کی دھمکی دینا؟

سوال (۱۰۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر لڑکے کی ماں اور بہن لڑکے سے غصہ گری کریں اور اس ضد پر ہو جائیں کہ تم اپنی بیوی کو چھوڑ دو اور پھر لڑکا غصہ میں جذباتی طور پر کئی بار یہ بول دے کہ ہاں میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں گا، تو ایسی صورت میں طلاق تو نہیں ہوگی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''طلاق دے دوں گا'' محض وعدہ اور دھمکی کے الفاظ ہیں، ان سے طلاق واقع نہ ہوگی۔

بخلا قوله "سأطلق" طلاق می کنم؛ لأنه استقبال، فلم يكن تحقيقًا بالتشكيک. (الفتاویٰ الهندية ١/٣٨٤ زكريا)

قوله ''طلقي نفسک'' فقالت: ''أنا طالق'' و أنا أطلقي نفسي، لم يقع؛ لأنه وعد. (الدر المختار على الرد المحتار / تفويض الطلاق ٢/٣١٩ کراچی، كذا في البحر الرائق باب تفويض الطلاق ٣/٥٤٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۱۰/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاق دے کر شک ہوگیا کہ کتنی دی تو کیا حکم ہے؟

سوال (۱۰۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: ایک شخص نے جھگڑے میں اپنی بیوی کو طلاق دی؛ لیکن طلاق دینے کے بعد وہ کہتا ہے کہ میں جھگڑے میں ایسے غصہ کی حالت میں تھا کہ مجھے طلاق کا لفظ زبان سے نکالنا تو یاد ہے، البتہ غصہ کی زیادتی اور مدہوشی کی وجہ سے یہ دھیان نہیں کہ کتنی طلاق دیں، اس وقت اس کے قریب اس کی بیوی اور اس کی بھابھی یہ دو عورتیں موجود تھیں، جن میں سے بیوی تو کہتی ہے کہ شوہر نے دو طلاق دی تھیں، تیسری دینا چاہتا تھا کہ میں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا، اور وہ تیسری طلاق نہ دے سکا، اور بھابھی یہ کہتی ہے کہ تیسری کے بعد منہ پر ہاتھ رکھا ہے یعنی اس نے تین طلاقیں صریح دے دی تھیں، تب ہاتھ رکھا ہے، صورتِ مذکورہ میں اگر یہ سب کے سب حلفیہ بیان دیں تو کونسی طلاق واقع ہوگی اور اگر کوئی ایک بھی حلف نہ لے تو کیا حکم ہوگا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں چوں کہ نصابِ شہادت موجود نہیں ہے، اور سوال میں ذکر کردہ شخص کو کچھ یاد نہیں تو ایک طلاق تو ضرور واقع ہو جائے گی، اور آگے طلاقوں کے بارے میں شوہر کا جو غالب گمان ہوگا اسی کے اعتبار سے طلاق واقع ہوگی، عورتوں کی قسم اور قول کا یہاں اعتبار نہ ہوگا؛ اس لئے کہ نصابِ شہادت تام نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۹/۲۵۰-۲۶۵)

ولو شک أطلق واحدة أو أكثر بنى على الأقل، وفي الشامية: إلا أن يستيقن بالأكثر أو يكون أكبر ظنه. (الدر المختار مع الشامي ٢٨٣/٣ کراچی، ٥٠٨/٤ زکریا)

وزاد في الأشباه: وإن قال الزوج عزمت أنه ثلاث يتركها و إن أخبره عدول حضر واذ لک بأنها واحدة و صدقهم أخذ بقولهم. (الأشباه والنظائر / القاعدة الثالثة اليقين لا يزول بالشك ١٠٨)

وفي نوادر ابن سماعة عن محمد: إذا شک في أنه طلق واحدة أو ثلاثا فهي واحدة حتى يستيقن، أو يكون الأكبر ظنه على خلافه. (الفتاویٰ الهندية / مطلب إذا

شك أنه طلق واحدة ۳٦۳/۱، الفتاویٰ التاتارخانية ٣٨٧/٤ رقم: ٧٠٠٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۱/۳/۱۴۱۷ھ

گھر والوں کے سامنے دوطلاق دے کرفون پر تیسری طلاق دیدی

سوال (۱۱۰): - کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے شوہر نے گھر والوں کے سامنے دومرتبہ طلاق دی پھر وہ چلا گیا۔ تین دن بعد اس نے فون پر پھر مجھے طلاق دی، آج میرے شوہر کو مجھ سے دور ہوئے ایک سال سے زیادہ کا وقت ہو چکا ہے، اس نے میری یا میرے بچے کی کوئی خبر نہ لی، ایک مرتبہ دوبار اور دوسری مرتبہ ایک بار مجھے طلاق ہوئی ہے، کیا مجھ پر طلاق پڑ گئی ؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: بر تقدیر صحتِ سوال جب آپ کے شوہر نے گھر والوں کے سامنے دوطلاق اور پھر تین دن بعد فون پر تیسری طلاق دی، تو کل ملاکر آپ پر تین طلاق واقع ہوگئیں، اور آپ اس کے نکاح سے نکل گئیں اور چونکہ اس واقعہ کو سال بھر سے زیادہ کا عرصہ ہوگیا، اس لئے غالبًا آپ کی عدت (تین ماہواری) بھی پوری ہوچکی ہوگی؛ لہٰذا اگر آپ کسی سے نکاح کرنا چاہیں تو کرسکتی ہیں۔

وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من أئمة المسلمين إلى أنه يقع ثلاث. (شامي ۲۳۲/۳ کراچی)

وأما البدعي أن يطلقها ثلاثا في طهر واحد بكلمة واحدة أو بكلمات متفرقة، فإذا فعل ذٰلک وقع الطلاق وكان عاصيًا. (الفتاویٰ الهندية ٣٤٩/١ زكريا)

ومبدأ العدة بعد الطلاق ...... وتنقضي العدة وإن جهلت المرأة بهما أي بالطلاق والموت. (شامي ۲۰۲/۵ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری ۹/۱/۱۴۳۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دوا لگ الگ مجلسوں میں طلاق دینا؟

سوال (۱۱۱):- کیافرماتے ہیں علماءدین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک لڑکی کی شادی بریلی میں منصوراحمد خاں کے ساتھ ہوئی،تقریباً۱۲؍سال گزرگئے ہیں، ایک دفعہ شوہر کے ساتھ جھگڑا کرتے ہوئے شوہر نے اپنی بیوی سے کہا کہ ''میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی'' یعنی دودفعہ کہا۔ بعدہ شوہر کے ساتھ رہتی رہی، چار سال کے بعد پھراس نے کہا کہ ''میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی'' یعنی دو دفعہ کہا،کل چار دفعہ شوہر نے طلاق دی،اب اس کے باوجودلڑکی شوہر کے ساتھ رہتی رہی،لڑکی نے مسئلہ معلوم کرایا تو اُسے معلوم ہوا کہ دودفعہ طلاق دینے سے طلاق نہیں ہوتی، اگرچہ کتنی ہی دفعہ ہو۔اب شوہر ساڑھے تین سال سے غائب ہے، اس کے زندہ یا مردہ ہونے کی کوئی اطلاع نہیں ہے،اور یہ بیان منجانب لڑکی ہے۔ وضاحت فرمائیں کہ طلاق واقع ہوئی یانہیں؟ اورعدت گزرچکی ہے یانہیں؟اوراب دوسری جگہ کسی سے نکاح کرسکتی ہے یانہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگرلڑکی اپنے بیان میں سچی ہے کہ شوہر نے واقعی دو مرتبہ دودوطلاقیں دی ہیں،تو ایسی صورت میں اس پر تین طلاقیں واقع ہوکر قطعی طور پرشوہر کے لئے حرام ہوگئی، اوراس کے بعد جتنے دن شوہر کے ساتھ رہی ہے وہ حرام کاری ہوتی رہی ہے،اس لئے شوہر چاہے موجود ہویاغائب ہوچکا ہو،دونوں صورتوں میں طلاق کے وقت سے عدت شمار ہوگی اور تین ماہواری گزرنے کے بعداس کی عدت پوری ہوجائے گی۔اب جب سوال میں یہ ہے کہ شوہر ساڑھے تین سال سے غائب ہے،تو اس درمیان میں قطعی طور پراس کی عدت گذرگئی؛ لہٰذا اب کسی بھی مرد کے ساتھ شرعی طریقے سے نکاح کرکے باعصمت زندگی گذارسکتی ہے۔

لو قال لزوجته أنت طالق طالق طالق طلقت ثلاثا. (الأشباه والنظائر ۲۱۹)

إن كـان الـطـلاق ثـلاثـا فـي الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح

زوجًا غيره نكاحًا صحيحًا. أو يدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية ٤٧٣/١، مجمع الأنهر ٨٨/٢)

إذا طلق الرجل امرأته طلاقًا بائنًا أو ثلاثا وهي حرة ممن تحيض فعدتها ثلاثة أقراء. (الفتاویٰ الهندية ٥٢٦/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۱/۱۴۳۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاق کا جھوٹا دعویٰ معتبر نہیں

سوال (۱۱۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: محمد شاکر ولد تحسین خاں کا نکاح روبینہ خاتون ولد اختر علی کے ہمراہ پورے اہتمام اور رضامندی کے ساتھ مجمع عام میں ۳۰/ جون ۲۰۰۲ء کو ہوا، کافی دنوں تک میاں بیوی اور تمام اہل خانہ ہنسی خوشی رہتے رہے، مگر چند دن بعد ہی طرح طرح کی شکایات شروع ہوگئیں اور جھوٹے الزامات لگنے لگے، پھر یکم فروری ۲۰۰۳ء کو لڑکی کے والد روبینہ کو اپنے گھر لے گئے، پھر ۶ فروری کو محمد شاکر روبینہ کو لے آئے اور روبینہ اپنا تمام زیور میکہ میں رکھ آئی، جب شاکر کو یہ بات معلوم ہوئی تو اس معاملہ میں دونوں میں کچھ کہا سنی ہوئی اور پھر ۹/ فروری ۲۰۰۳ء کو روبینہ کے والد پولیس لے کر آئے اور شاکر اور اس کے ساتھ چند آدمیوں کو گرفتار کرادیا، دوسرے دن پولیس نے فیصلہ کردیا اور لڑکی کے والد لڑکی کو تھانے ہی سے اپنے ساتھ لے گئے اور یہ کہہ گئے کہ بقرعید کے بعد آپ واپس لے آنا، اس کے بعد متعدد بار کوشش کی گئی؛ لیکن لڑکی کو نہیں بھیجا اور جیل بھیجنے کی دھمکیاں دیتے رہے اور ۲/ جولائی ۲۰۰۳ء کو کیس دائر کردیا، اور بارہ آدمیوں کو ناجائز پھنسایا اور کئی جھوٹے مقدمات لگادیئے، جو ابھی تک جاری ہیں۔ اور جھوٹے گواہ بنا کر یہ ثابت کرنا شروع کردیا کہ محمد شاکر نے اپنی بیوی روبینہ کو طلاق دیدی ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ محمد شاکر نے کبھی بھی اپنی بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ نہیں کیا ہے، اور نہ ہی اس نے طلاق دی ہے، اور وہ آج بھی اپنی بیوی کو واپس لاکر اپنے ساتھ

اچھی طرح رکھنے کو تیار ہے، اور طلاق وغیرہ ہر طرح کی بات سے مکمل انکار کرتا ہے، اور اس سلسلہ میں حلفیہ بیان دینے کو بھی تیار ہے، اب دریافت یہ کرنا ہے کہ طلاق ہوئی یا نہیں اور روبینہ محمد شاکر کی بیوی ہے یا نہیں؟ اور روبینہ کی شادی دوسری جگہ جائز ہے کہ نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: برتقدیرِ صحتِ واقعہ اگر آپ نے واقعتاً اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی ہے تو وہ بدستور آپ کے نکاح میں ہے، طلاق یا تفریق شرعی کے بغیر کسی دوسرے شخص سے اس کا نکاح حلال نہیں ہے۔

عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: البینة علی المدعي والیمین علی من أنکر. (سنن الترمذي ۲٤۹/۱ رقم: ۱۳٥٦، السنن الکبریٰ للبیهقي، الدعویٰ / باب البینة علی المدعي ۳۹٤/۱٥ رقم: ۲۱۸۰۷)

وشرط فیها شهادة رجلین أو رجل وامرأتین، سواء کان الحق مالاً أو غیر مال، کالنکاح والطلاق. (الفتاویٰ الهندیة / کتاب الشهادات ٤٥۱/۳ زکریا)

لایجوز للرجل أن یتزوج زوجة غیره. (الفتاویٰ الهندیة ۲۸۰/۱ زکریا)

ولا یجوز نکاح منکوحة الغیر ومعتدة الغیر عند الکل، فقد أخرج سعید بن منصور عن سلیمان بن یسار أن عمر رضي اللّٰہ عنه قال للتي نکحت في عدتها: فرق بینها، وقال: لا یتناکحان أبدا، وجعل لها المهر بما استحل من فرجها، وأمرها أن تعتد من هٰذا وتعتد من هٰذا. (سنن سعید بن منصور / باب المرأة تزوج في عدتها ۱۸۹/۱ رقم: ٦۹۸، الفتاویٰ التاتارخانیة ٦٦/٤ رقم: ٥٥٤٤ زکریا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۳/۱۰/۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

خواب میں طلاق معتبر نہیں

سوال (۱۱۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: اگر کسی شخص کا خواب یا تصور میں اپنی بیوی سے جھگڑا ہوا اور وہ شخص تین مرتبہ طلاق دیدے، تو کیا طلاق ہوجائے گی؟ جب کہ طلاق کے الفاظ بلند آواز سے ادا ہوئے ہوں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خواب میں طلاق دینے کا کوئی اعتبار نہیں، اور تصور میں طلاق دینے کا کیا مطلب ہے؟ پہلے اس کی وضاحت کی جائے، اس کے بعد ہی جواب دیا جاسکتا ہے۔

عن علي رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: رفع القلم عن ثلاثة: عن النائم حتى يستيقظ …… الخ. (سنن الترمذي / باب ما جاء فيمن لا يجب عليه الحد ١/١٦٣ رقم: ١٤٤٣)

وطلاق النائم غير واقع. (الفتاویٰ التاتارخانية ٤/٣٩٣ رقم: ٦٥٠٧ زكريا)

لايقع طلاق …… النائم لانتفاء الإرادة. (الدر المختار مع الشامي ٤/٤٤٩ زكريا، الفتاویٰ الهندية ١/٣٥٣، فتح القدير ٣/٤٨٧، بزازية على هامش الهندية ٤/١٧٠ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴/۷/۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نیند کے اثر میں طلاق

سوال (۱۱۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں اللہ کو حاضر وناظر جان کر اپنے بیان قلم بند کررہا ہوں، میں صبح جب سوکر اٹھا تو صوفے پر بیٹھا ہوا تھا، میری بیوی نے میری بہنوں کے خلاف برا بھلا کہنا شروع کردیا، میں نیند کے نشے میں تھا؛ کیونکہ میں رات کو اکثر نیند آور گولیاں کھاکر سوتا ہوں؛ اسلئے صبح بھی مجھے نیند کا نشہ طاری تھا، میں نے غصہ میں اپنی بیوی سے ایک ہی سانس میں اس طرح کہہ دیا کہ میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی، ایک ہی سانس میں تینوں بار کہہ ڈالا، اس وقت میرے کمرے میں میری بیوی کے سوا کوئی دوسرا نہ تھا اور نہ ہی کسی نے ہماری ان باتوں کو سنا ہے، یہ

بات طلاق والی میری بیوی سن کر کہنے لگی کہ دیکھو میں بنا باپ کی بچی ہوں مجھ سے اس طرح کی بات مت کیا کرو، کچھ دیر بعد ہم دونوں سب کچھ بھول گئے، اور دونوں نے ایک ہی ساتھ ناشتہ وغیرہ کیا اور پانچ دن ہم دونوں ایک ہی ساتھ ایک ہی کمرہ میں شادی شدہ زندگی گذارتے رہے؛ لیکن میں نے اسی دن پڑوس کے ایک آدمی سے اس بات کا ذکر کرتے ہوئے کسی عالم سے فتوی لینے یا معلوم کرنے کے لئے کہا، اس آدمی نے چار دن بعد میری بیوی سے آکر کہا کہ تجھے طلاق ہوگئی ہے، اب تیرا یہاں رہنا ٹھیک نہیں، اسی آدمی نے سسرال والوں کو بلا کر میری بیوی کو میکہ میں بھیج دیا، میرے ماں باپ بہن بھائی میرے مکان کی نیچے والی منزل پر رہتے ہیں انہیں بھی اس واقعہ کا چار دن بعد پتہ چلا؛ لہٰذا اس بارے میں علماء دین کی کیا رائے ہے؟ کیا میری بیوی کو طلاق ہوگئی ہے، اگر میرے نکاح میں رہنے کی کوئی گنجائش ہے تو کیا ہے؟ آپ کے جواب کا انتظار رہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں تین مرتبہ طلاق دینے کی وجہ سے آپ کی بیوی آپ پر حرام ہوچکی ہے، حلالۂ شرعیہ کے بغیر اس سے دوبارہ زوجیت کا تعلق ہرگز قائم نہیں ہوسکتا۔ اور طلاق کے بعد جو چند دن آپ نے بیوی کے ساتھ گذارے وہ سخت گناہ کا کام ہوا جس پر دونوں کو دل سے توبہ واستغفار کرنا ضروری ہے۔

قال اللّٰه تبارک وتعالیٰ: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلاَ تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ [البقرة، جزء آيت: ۲۳۰]

وقال الليث عن نافع كان ابن عمر رضي اللّٰه عنهما إذا سئل عمن طلق ثلاثا قال قال: لو طلقت مرة أو مرتين فإن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أمرني بهذا فإن طلقها ثلاثا حرمت حتى تنكح زوجا غيره. (صحيح البخاري ٧٩٢/٢ رقم: ٥٢٦٤، صحيح مسلم ٤٧٦/١ رقم: ١٤٧١)

ولو قال لزوجته: أنت طالق طالق طالق طلقت ثلاثا. (الأشباه والنظائر ٢١٩/١)

وإن كـان الـطـلاق ثلاثا في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره نكاحًا صحيحًا. (الفتاویٰ الهندية ۱/۴۷۳ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۴/۴/۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خواب میں بیوی کو طلاق دی، پھر بیدار ہونے پر نیند کے تأثر سے بلا ارادہ زبان پر الفاظِ طلاق جاری رہے

سوال (۱۱۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے کہا کہ میں نے رات بحالتِ خواب یہ دیکھا کہ میری بیوی کسی سے ناجائز تعلق میں مبتلا ہے، اس لئے میں سخت غصہ ہوا اور خوب مارنا چاہا؛ لیکن پھر سمجھ میں آیا کہ مارنے سے بہتر طلاق دے کر جدا کردینا ہے؛ لہٰذا میں نے بحالتِ خواب کئی مرتبہ لفظ طلاق کا تلفظ کیا، اتنے میں میری نیند کھل گئی، نیند کھلنے کے بعد بھی بلا قصد واختیار لفظ طلاق چار پانچ مرتبہ میری زبان پر جاری رہا، سو اس بارے میں شریعت کا فیصلہ کیا ہے، اور میں یہ حالت متعین کرنے سے قاصر ہوں کہ نیند کی غفلت تھی یا مکمل بیداری؟ البتہ نیند کھلنے کے بعد زبان پر بلا قصد الفاظ طلاق کا جاری رہنا اچھی طرح یاد ہے، آیا میری بیوی مطلقہ ہوگئی یا نہیں؟

الف: - خالد کہتا ہے کہ طلاق واقع نہیں ہوئی، اس لئے کہ شوہر نے جو کچھ کہا ہے وہ خواب یا خواب سے متأثرہ الفاظ تھے، خواب میں طلاق نہ پڑنا تو ظاہر ہے۔

كـمـا في الدر المختار ۴/۴۵۱ زكريا : **(والـنـائم) لانتفاء الإرادة ولذا لا يتصف بصدق ولا كذب ولا خبر ولا انشاء الخ۔**

اورخواب کے بعد کی حالت خواب ہی سے متأثر ہے؛ لہٰذا جس طرح معتوہ مغمی علیہ اور مدہوش وغیرہ کی طلاق نہیں ہوتی باوجود یکہ کچھ عقل بھی ہوتی ہے، یہاں بھی طلاق نہیں پڑے گی۔

كـمـا في تنوير الأبصار ۲/۴۶۱ إلیٰ ۲/۴۶۳ **: لايقـع طلاق المولى على**

امرأة عبده والمجنون والصبي والمعتوه والمبرسم والمغمى عليه والمدهوش الخ ٤/ ٤٤٩-٤٥٢ زکریا۔

ب:- راشد کہتا ہے کہ اس صورت میں طلاقِ مغلظہ پڑ گئی؛ اس لئے کہ سوال میں نیند کھلنے کے بعد بھی لفظ طلاق چار پانچ مرتبہ زبان پر جاری رہنے کی صراحت موجود ہے، خواب میں نہ واقع ہونا مسلم ہے، مگر اس کے بعد کی حالت کو خواب سے متأثر ہ غفلت اور مسلوب الاختیار قرار دینا غلط ہے؛ لہٰذا جس طرح لاعب، ہازل، سفیہ، مخطی اور مکرہ کی طلاق پڑ جاتی ہے اسی طرح یہاں بھی پڑ جائے گی۔

كما في التنوير على هامش الشامي ٢/ ٤٥٦: **ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل ولو عبداً أو مكرهاً أو هازلاً أو سفيهاً (أي خفيف العقل) أو سكران أخرس بإشارته أو مخطئًا** ٤/ ٤٣٨-٤٤٨ زکریا.

الف:- خالد کہتا ہے کہ اگر خواب سے متأثرہ حالت نہ بھی مانیں تو چوں کہ اس کے برعکس دوسری جانب تأثر خواب کا بھی شک یقیناً ہے، اور حضراتِ فقہاء کا اصول ہے کہ باب طلاق میں اصل حظر اور نہ واقع ہونا ہے، نیز طلاق دینے اور نہ دینے کے بارے میں شک ہو تو عدم طلاق اور ایک یا زیادہ میں شک کی صورت میں اقل پر محمول ہوتا ہے، نیز نکاح بالیقین پہلے سے ثابت شدہ ہے اور یقین شک سے ختم نہیں ہوتا، لہٰذا احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ طلاق نہ پڑے۔

كما في الدر المختار ٤/ ٤٢٧ زکریا: **الأصل فيه الحظر. وفي الجوهرة النيرة** ٣/ ٤٧ **لأن الأصل في الطلاق الحظر. وفي نور الأنوار** ١٣٧: **الأصل في الطلاق الحظر، فينبغي أن لا يقع. وفي الدر المختار** ٤/ ٥٠٨ زکریا: **علم أنه حلف ولم يدر بطلاق أو غيره لغا كما لو شك أطلق أم لا، ولو شك أطلق واحدة أو أكثر بنى على الأقل. وفي الأشباه مع الحموي** ١٠٠: **اليقين لا يزول بالشك.**

ب:- راشد کہتا ہے کہ اگر نیند کھلنے کے بعد کی حالت کو خواب سے متأثرہ غفلت مان بھی

لیس تو چوں کہ اس کے برعکس دوسری جانب عدم کا شک ہی نہیں؛ بلکہ غلبۂ ظن ہے، حتی کہ یقین بھی ہے، اور جب کہ سائل خود نیند کھلنے کے بعد جریان طلاق کی صراحت کرر ہاہے اور باب الفروج میں اصل تحریم ہے، اور جب حلت وحرمت کا ٹکراؤ ہو تو حرمت غالب اور راجح ہوتی ہے؛ لہٰذا احتیاط ودیانت کا تقاضہ یہ ہے کہ طلاق پڑ جائے۔

کما في در المختار ۵۰۸/٤ زکریا: **وعن الإمام الشافعي إذا كان لا يدري أثلاث أم أقل يتحرى وإن مستوياً عمل بأشد ذٰلک عليه، أشباه عن البزازية. قال: وعلى قول الثاني اقتصر قاضي خان، ولعله لأنه يعمل بالاحتياط خصوصاً في باب الفروج. قلت: ويمكن حمل الأول على القضاء الثاني على الديانة. في الأشباه مع الحموي** ۱۱٦: **الأصل في الإبضاع التحريم إلى قوله: فإذا تقابل في المرأة حل وحرمة غلبت الحرمة ولهٰذا لا يجوز التحري في الفروج۔**

الف:- خالد کہتا ہے کہ ایقاع طلاق کا قصد نہیں تھا لہٰذا کلام لغو ہوگا جیسا کہ معتوہ مغمی علیہ اور مدہوش وغیرہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی؛ بلکہ لغو ہوتی ہے۔

كما في التنوير: لا يقع المولىٰ على عبده والمجنون والصبي والمعتوه والمبرسم والمغمى عليه والمدهوش والنائم۔

ب:- راشد کہتا ہے کہ وقوعِ طلاق میں ایقاع طلاق کے قصد کا دخل نہیں بلا قصد ایقاع بھی طلاق پڑ جاتی ہے، جیسا کہ ہازل ولاعب مخطی ومکرہ کی طلاق پڑ جاتی ہے، باوجودیکہ وہاں ایقاعِ طلاق کا قصد نہیں ہوتا، اسی طرح یہاں بھی طلاق پڑ جائے گی۔

كما في التنوير: يقع طلاق كل زوج بالغ عاقل لو عبدًا أو مكرهًا هازلاً أو سكران أو أخرس بإشارته أو مخطياً. وفي الدر المختار: (أو مخطيًا) بأن أراد التكلم بغير الطلاق فجرى على لسانه الطلاق أو تلفظ به غير عالم بمعناه أو غافلاً أو ساهياً وبألفاظ مصحفة يقع قضاء فقط بخلاف الهازل واللاعب فإنه يقع

قضاءً و ديانةً لأن الشارع جعل هزله به جداً. فتح

الف:- خالد کہتا ہے کہ ہازل ولاعب ومکرہ ومخطی وغیرہ پر قیاس مع الفارق ہے، اس لئے کہ ہزل میں اگر چہ ایقاع کا قصد نہیں ہوتا، مگر ہزل کا قصد تو ہوتا ہے، نیز اس میں نص صریح موجود ہے اور مکرہ ومخطی میں دیانۃً طلاق نہیں پڑتی، مفتی کا کام تو دیانت سے متعلق ہے، قضاء کا مسئلہ قاضی لوگ جانیں۔

كما في الدر المختار ٤/٤٤٨ زكريا : **(أو مخطياً) بأن أراد التكلم بغير الطلاق فجرى على لسانه الطلاق، إلى أن قال: يقع قضاء فقط بخلاف الهازل واللاعب فإنه يقع قضاءً و ديانةً؛ لأن الشارع جعل هزله به جداً. فتح.**

ب:- راشد کہتا ہے کہ قصد کی دو قسمیں ہیں: (۱) **قصد بإيقاع الطلاق** (۲) **قصد بالتكلم**۔ قصد بالتکلم کے لئے مکلّف ہونا ضروری ہے، غیر مکلّف میں قصد معتبر نہیں ہوتا، اسی لئے نائم ومدہوش اور مغمی علیہ کی طلاق نہیں پڑتی، کیوں کہ ان سے قصد بالتکلم نہیں ہوتا، اور وہ لوگ مکلّف نہیں ہوتے، ہازل ولاعب اور مخطی اور مکرہ میں قصد فی الایقاع گرچہ نہیں ہوتا، مگر قصد بالتکلم ضرور موجود ہے؛ لہٰذا ہازل ولاعب میں اور قضاءً مخطی اور مکرہ میں طلاق پڑ جاتی ہے، پتہ چلا کہ صرف قصد فی التکلم کافی ہے اور قصد فی الایقاع کی ضرورت نہیں۔

الف:- خالد کہتا ہے کہ صورتِ مسئولہ میں قصد فی التکلم بھی نہیں؛ لہٰذا یہ کلام لغو ہے۔

ب:- راشد کہتا ہے کہ یہ بات ہمیں اس لئے ناقابل تسلیم ہے کہ بحالت ہوش وحواس بلا قصد واختیار عاقل بالغ سے کوئی بھی لفظ صادر نہیں ہوتا، چہ جائے کہ لفظ طلاق ہو، اور جب تک عاقل بالغ کی بات صحیح ہو سکے اسے مہمل اور لغو نہیں کہا جائے گا۔

كما في الأشباه ۲۰۲ : **إعمال الكلام أدنى من إهماله متى أمكن فإن لم يمكن أهمل۔**

الف:- خالد کہتا ہے کہ ایقاع طلاق کی بنیادی شرطوں میں اضافت صریح یا معنوی ہے،

یہاں دونوں مفقود ہیں۔ اول تو اس لئے کہ غیر مذکور ہے، ثانی اس لئے کہ نیند کھلنے کے بعد جو الفاظ طلاق شوہر کی زبان پر جاری ہوئے وہ صرف الفاظِ طلاق تھے اور خواب میں مذکورہ الفاظ اس کا مرجع نہیں بن سکتے، جب خواب کی کوئی بھی بات معتبر نہیں تو اس کی طرف مرجع واعتماد بھی صحیح نہیں؛ لہٰذا بیداری کے بعد کی طلاق لغو ہے۔

كما في الدر المختار ٤٥٧/٤ زكريا، ٢٤٧/٣ كراچی: **(صريحه ما لم يستعمل إلا في كطلقتك وأنت طالق ومطلقة) بالتشديد قيد بخاطبها؛ لأنه لو قال إن خرجت يقع الطلاق أو لا تخرجي إلا بإذني فإني حلفت بالطلاق فخرجت لم يقع لتركه الإضافة إليها. وفي الشامي** ٤٦٤/٢: **قد يجاب بأن اسم الإشارة لحالفا مرجعه اعتبر لفظ الطلاق المذكور بعده فصار كأنه قال: أوقعت الطلاق أو جعلت الطلاق طلاقاً فصح جعله ابتدءاً إيقاع بخلاف الضمير إذا لغا مرجعه كما قررناه۔**

ب:- راشد کہتا ہے کہ صراحۃً گرچہ اضافت نہیں مگر ذہن میں اضافت معنویہ یقیناً موجود ہے، طلاق اپنی ہی بیوی کو دی جاتی ہے غیر کی بیوی کو نہیں، خواب اس کا مرجع اگر چہ نہیں بن سکتا، مگر وقوع طلاق کے لئے ذہناً قرینہ کا ہونا بھی کافی ہے۔

كما في الشامي ٤٥٩/٤ زكريا، ٢٤٨/٣ كراچی: **سيذكر قريبًا أن من الألفاظ المستعملة الطلاق يلزمني والحرام يلزمني وعلى الطلاق وعلى الحرام فيقع بلا نية للعرف. فأوقعوه به الطلاق مع أنه ليس فيه إضافة الطلاق إليها صريحاً فهٰذا يؤيد لما في القنية. وظاهره أنه لايصدق في أنه لم يرد امرأته للعرف. والله اعلم بالصواب۔**

نیز اردو فتاویٰ میں بہت سی مثالیں ملتی ہیں، جہاں اضافت نہیں مگر وہاں وقوع طلاق کا حکم ہے؛ اس لئے کہ اضافت معنویہ کسی نہ کسی درجہ میں یقیناً موجود ہوتی ہے، جیسا کہ فتاویٰ محمودیہ ۴۰۹/۱۰-۴۲۷-۴۳۰، فتاویٰ دار العلوم ۱۹۰/۹-۲۲۳-۲۹۱-۳۰۰، فتاویٰ رحیمیہ ۳۲۳/۵ وغیرہ

میں اس کی صراحت موجود ہے، نیز عاقل بالغ کے کلام کو جب تک ہوسکے مہمل نہیں کہا جائے گا۔

الإعمال والكلام أولى من إهماله متى أمكن. (الأشباه ۲۰۲) لہٰذا طلاق پڑ جانی چاہئے۔

اب جناب والا سے عرض ہے کہ طرفین کے جوابات ودلائل کا بغور جائزہ لے کر تفصیلی دلائل سے مدلل اور حوالہ جات کتبِ متداولہ سے مزین فرما کر جلد از جلد تسلی اور عام فہم جواب بالصواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: صورتِ مسئولہ میں اگر صاحب معاملہ کا بیان واقعۃً صحیح ہے اور بیدار ہونے کے بعد نیند کے تأثر سے بلا ارادہ الفاظ طلاق اس کی زبان پر جاری ہوگئے ہیں تو اس کی حالت مدہوش سے زیادہ مشابہ ہونے کی وجہ سے طلاق کے وقوع کا حکم نہیں لگایا جائے گا، اس کا الفاظ طلاق کو یاد رکھنا مدہوشی کے مخالف نہیں ہے۔ علامہ شامیؒ نے مدہوش کی طلاق پر کلام کرتے ہوئے لکھا ہے:

والذي يظهر لي أن كلا من المدهوش والغضبان لا يلزم فيه أن يكون بحيث لا يعلم ما يقول بل يكتفي فيه بغلبة الهذيان واختلاط الجد بالهزل كما هو المفتى به في السكران على ما مر. وكذا يقال فيمن اختل عقله لكبر أو لمرض أو لمصيبة فاجأته فما دام في حال غلبة الخلل في الأقوال والأفعال لا تعتبر أقواله وإن يعلمهما ويريدها؛ لأن هٰذه المعرفة والإرادة غير معتبرة لعدم حصولها عن إدراك صحيح كما لا تعتبر من الصبي العاقل. (شامي ٤٥٢/٤ زكريا، ٢٤٤/٣ كراچی)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اگرچہ طلاق دینا یاد ہو مگر ادراک صحیح نہ ہو تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ اس شخص کی حالت ہازل ولاعب کی طرح نہیں، اس لئے کہ ان دونوں میں مکلّف ہونے کی حالت میں قصد تکلم ہوتا ہے، چناں چہ ہزل کی تعریف یہ ہے:

واصطلاحًا أن لا يراد باللفظ ودلالته المعنى الحقيقي ولا المجازي؛ بل

أريد به غيرهما وهو ما لا تصح إرادته منه. (شامي ۲۳۹/۳ کراچی، ٤٤٤/٤ زكريا)

اور ہازل کی طلاق واقع ہونے کی وجہ یہ ہے۔

(لأن الشارع جعل هزله به جداً) كما ورد في الحديث عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ثلاث جدهن جد وهزلهن جدٌ: النكاح والطلاق والرجعة. (سنن أبي داؤد / باب الطلاق على الهزل ۳۰٥/۱)

لأنه تكلم بالسبب قصداً فيلزمه حكمه، وإن لم يرض به؛ لأنه ممّا لا يحتمل النقض. (شامي ۲٤۲/۳ کراچی، ٤٤٩/٤ زكريا)

اور اس کا مخطی کے مشابہ نہ ہونا ظاہر ہے؛ اس لئے کہ مخطی مکلّف ہونے کی حالت میں کلام کرتا ہے، دوسرے یہ کہ خطا میں ایک لفظ کے بجائے دوسرا لفظ نکل جاتا ہے، یا علم نہ ہونے یا سہو کی بنا پر طلاق کے الفاظ زبان پر جاری ہوتے ہیں، ایسی کوئی صورت یہاں نہیں پائی گئی۔

الغرض احقر کی ناقص نظر میں سائل کی حالت مدہوش کی حالت کے زیادہ قریب ہے، اور **أعمال الكلام أدنى من إهماله** وغیرہ قواعد ہوش وحواس والے اور غیر متأثر شخص کے لئے ہیں۔ انہیں یہاں جاری کرنے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ سوال نامہ میں راشد کے سبھی استدلالات سائل کے مدہوش نہ ماننے پر مبنی ہیں؛ لہٰذا اُسے مدہوش کا حکم دینے کے بعد ان میں وزن باقی نہیں رہ جاتا، خالد کے دلائل فی الجملہ قوی ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۳/۹/۹ھ

لڑکی والوں کے مطالبہ پر طلاق دینا؟

سوال (۱۱٦): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کی شادی تقریباً چار سال پہلے ہوئی تھی، کچھ دنوں دونوں میں اتفاق رہا، اس کے بعد دونوں یعنی میاں بیوی میں ناچاقی ہوگئی، لڑکی اپنے باپ کے گھر چلی گئی، زید جب لڑکی کو بلانے کے لئے

جاتا تو لڑکی اورلڑکے دونوں میں لڑائی ہوتی، اسی دوران دو بچے پیدا ہوگئے، جن کی عمر۲-۳سال ہےاوراب لڑکی طلاق چاہتی ہے،لڑکی کے گھر والوں نے کہا کہ روزانہ کی لڑائی سے بہتر ہے کہ تم طلاق دیدو،اورلڑکی کا سامان واپس کردو، اس موجودہ صورت میں کیا لڑکی کومہر دیناپڑےگا یانہیں؟ اور یہ دونوں بچے کس کودئے جائیں گے، آیا لڑکی کو یا زید کو؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگرلڑکی والے طلاق کا مطالبہ کرر ہے ہیں تو لڑکے کو چاہئے کہ وہ پہلے ہی صراحت کردے کہ میں طلاق اسی صورت میں دوں گا جب کہ لڑکی مجھ سے مہر کا مطالبہ نہ کرے، پس اگرلڑکی اسے قبول کرلے تو طلاق کے بعد لڑکے پر مہر دیناواجب نہ ہوگا۔

هو إزالة ملک النكاح المتوقفة على قبولها بلفظ الخلع أو ما في معناه ولا بأس به عند الحاجة بما يصلح للمهر. (تنوير الأبصار مع الدر المختار ٤٣٩/٣ كراچی)

رجل خلع امرأته وبينها ولد صغير على أن يكون الولد عند الأب سنين معلومة، صح الخلع ويبطل الشرط. (الفتاویٰ الهندية / الباب الثامن في الخلع وما في حكمه ٤٩١/١)

إن طلقها على مال فقبلت، وقع الطلاق ولزمها المال، وكان الطلاق بائنا. (الفتاویٰ الهندية / الفصل الثالث في الطلاق على المال ٤٩٥/١، كذا في الدر المختار مع الرد المحتار / باب الخلع ٤٤٤/٣ كراچی)

لیکن مہر کے علاوہ لڑکی کا جوسامان ہےوہ لڑکی کی ملکیت ہےوہی اس کی مستحق ہےاور بچوں کی پرورش کاحق ۷؍سال تک ماں کوحاصل ہے۔

والحاضنة أما أو غيرها أحق به أي بالغلام حتى يستغني عن النساء وقدر بسبع. (الدر المختار ٥٦٦/٣ كراچی، كذ في البحرالرائق / باب الحضانة ١٦٧/٤ كوئٹه، الفتاویٰ الهندية / الباب السادس عشر في الحضانة ٥٤٢/١)

البتہ ان بچوں کا نان ونفقہ باپ کے ذمہ ہے۔

لان نفقته وصيانته عليه بالاجماع. (الدر المختار على هامش الرد المحتار ٥٦٦/٣)

وتجب النفقة بأنواعها على الحر لطفله، يعم الأنثى والجمع والفقير. (الدر المختار مع الرد المحتار / باب النفقة ٣/ ٦١٢ كراچی، الفتاویٰ الهندية / الفصل الرابع في نفقة الأولاد ٥٦٠/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۸/۱۰/۱۴۱۱ھ

گواہوں کی موجودگی میں کہنا کہ: ''اب تو وہ مطلقہ ہوگئی''

سوال (۱۱۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے مع گواہ یہ الفاظ کئی مرتبہ کہے کہ اب تو وہ مطلقہ ہوگئی، اس طرح کے الفاظ سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں؛ واضح ہو کہ یہ سب معاملات رخصتی سے قبل ہوئے ہیں، اور تنہائی ویکجائی بھی نہیں ہوئی ہے، ان سب مسائل کی کیا صورت نکلے گی؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں زید کی بیوی پر طلاق واقع ہوگئی ہے؛ اس لئے کہ ''اب تو وہ مطلقہ ہوگئی'' انشاء طلاق کے الفاظ ہیں، اور چوں کہ طلاق رخصتی سے قبل ہوئی ہے، اس لئے ایک طلاق کی وجہ سے بیوی بلا عدت بائنہ ہوجائے گی، بعد میں تجدید نکاح کی گنجائش ہے۔

إذا طلق الرجل امرأته ثلاثا قبل الدخول بها وقعن عليها، فإن فرق الطلاق بانت بالأولىٰ ولم تقع الثانية والثالثة. (الفتاویٰ الهندية / الفصل الرابع في الطلاق قبل الدخول ٣٧٣/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲/۱۲/۱۴۱۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی کی چار پائی بہنوئی کے پاس بچھانے سے طلاق نہیں ہوتی

سوال (۱۱۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: محترم نواب صاحب اپنی بیوی کے ساتھ اپنی سالی کے گھر گئے، وہاں جب رات کو سوئے تو چار پائیاں اس حساب سے بچھائی گئیں کہ ان کی بیوی کی چار پائی کے پاس ان کی سالی کے شوہر کی چار پائی اور اس کے برابر میں سالی کی چار پائی تھی، سالی اور سالی کے شوہر کی چار پائی پر مچھر دانی لگی ہوئی تھی، اور نواب خان کی چار پائی دو تین گز کے فاصلہ پر بچھائی گئی، اب نواب خان پریشان ہیں، کہتے ہیں کہ اگر اس صورتِ حال سے طلاق ہوگئی تو میں اپنی بیوی کو علیحدہ کردوں، اس لئے اس صورت میں شرعی مسئلہ کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: محض اس طرح قریب میں چار پائی بچھانے اور سونے سے نواب صاحب کی بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی؛ کیوں کہ یہاں نہ تو لفظ طلاق بولا گیا، نہ کوئی اور وجہ پائی گئی، نواب صاحب کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے، اور جو لوگ اس صورت میں طلاق واقع ہونے کی بات کر رہے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔

هو رفع قيد النكاح في الحال أو المآل بلفظ مخصوص. (تنویر الأبصار علی هامش الرد المحتار ٤/٤٢٤ زکریا، ۲۲٦/۳ کراچی، الفتاویٰ الهندیة / کتاب الطلاق ۳٤۸/۱ کوئٹه، البحر الرائق / کتاب الطلاق ۲۳٥/۳ کوئٹه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

٦/۱۱/۱٤۱۳ھ

چھوٹے بھائی کے پاس تنہائی میں بیٹھا ہوا دیکھ کر بیوی کو غصہ میں گھر سے باہر نکالنا

سوال (۱۱۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: شوہر نے اپنی بیوی کو اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ تنہائی میں بیٹھا ہوا دیکھا، جس پر وہ سخت برہم ہوا، اور بیوی کو غصہ سے گھر سے باہر نکال دیا، وہ اپنے گھر چلی گئی، اب شوہر اس کو رکھنا نہیں چاہتا، تو معلوم یہ کرنا ہے کہ مذکورہ عمل سے کیا نکاح پر کوئی اثر پڑتا ہے، اس سلسلہ میں شرعی حکم کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غیر محرم کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا ناجائز اور حرام ہے، عورت کو اپنے اس عمل سے توبہ واستغفار کرنا چاہئے، اور اس پر لازم ہے کہ غیر محرم کے ساتھ تنہائی اور بے حجابی سے اجتناب کرے، تاہم اس عمل سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑا، نکاح بحالہ باقی ہے، شوہر اس کو رکھ سکتا ہے، آئندہ کے لئے سخت پردہ وغیرہ کا اہتمام کیا جائے؛ تاکہ کسی طرح کی بدعملی اور غیر شرعی بات سامنے نہ آئے۔ (فتاویٰ دار العلوم ۷/۵۰۳، ۱۰/۱۲۸)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا تُوْبُوْآ اِلَی اللّٰہِ تَوْبَةً نَصُوْحًا﴾ [التحریم: ۸]

عن عبد اللّٰہ بن مسعود رضي اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: ''التائب من الذنب كمن لا ذنب له''. (سنن ابن ماجة ۲۶۹/۵ رقم: ٤٢٥٠، مشکوٰة المصابیح ٢٠٦، مرقاة المفاتیح ٢٦٩/٥ رقم: ٢٣٦٣)

واتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة، وأنها واجبة على الفور، لا يجوز تاخيرها. (شرح النووي على صحيح مسلم / كتاب التوبة ٣٥٤/٢)

نظر الرجل إلى المرأة الأجنبية حرام من كل شيء من يدفعها وكذٰلك نظر المرأة إلى الرجل سواء كان بشهوة أو بغيرها. (مرقاة المفاتيح ٢٠٢/٦ باب النظر إلى المخطوبة، البحر الرائق ١٩٢/٨، محقق مسائل ٢٥١)

وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال لا لأنه عورة؛ بل لخوف الفتنة. (شامي على الدر ٧٩/٢ زكريا)

هو رفع قيد النكاح في الحال أو المآل بلفظ مخصوص. (تنوير الأبصار على

هامش الرد المحتار ٤/٤٢٤ زكريا، ٣/٢٢٦ كراچی، الفتاوىٰ الهندية / كتاب الطلاق ١/٣٤٨ كوئٹه، البحر الرائق / كتاب الطلاق ٣/٢٣٥ كوئٹه)

عن جابر رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا تلجوا على المغيبات، فإن الشيطان يجري من أحدكم مجرى الدم. (سنن الترمذي ١/٢٢٢)

تحرم الخلوة بالأجنبية. (فتح القدير ٢/٤٢٠)

النظر إلى وجه المرأة الأجنبية الحرة ليس بحرام؛ ولكنه يكره بغير حاجة. (الفتاوىٰ التاتارخانية ١٨/٩٥ رقم: ٢٨١٤٥ زكريا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۲/۷/۱۸ھ

زمانۂ ماضی کے محض شک کی بنیاد پر طلاق نہیں ہوتی

سوال (۱۲۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زمانہ ماضی کے محض شکوک وشبہات کی بنا پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں، مثلاً زید شادی کرنا چاہتا ہے مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی خیال آتا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ کتاب الطلاق یا سراجی وغیرہ کے پڑھتے پڑھاتے وقت یا تکرار کرتے وقت طلاق کی کوئی ایسی صورت پیش آ گئی ہو اور زبان سے نکل گئی ہو، جس کی وجہ سے نکاح کے بعد طلاق واقع ہوسکتی ہے، یہ محض ایک خیال ہی ہو، بالکل یقین نہ ہو، تو اب مسئلہ یہ ہے کہ محض اس وہم وخیال اور شک کی وجہ سے شریعت مطہرہ کی روشنی میں نکاح کرنے اور نہ کرنے میں اسی طرح نکاح ہوجانے کے بعد طلاق واقع ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: شریعت میں محض شکوک وشبہات کا کوئی اعتبار نہیں ہے؛ لہٰذا محض شک کی بنا پر کوئی طلاق نہ ہوگی۔

اليقين لا يزول بالشک الخ. (الأشباه والنظائر ١٠٠)

هو رفع قيد النكاح في الحال أو المآل بلفظ مخصوص. (تنوير الأبصار على هامش الرد المحتار ٤/ ٤٢٤ زكريا، ٣/ ٢٢٦ كراچی، الفتاویٰ الهندية / كتاب الطلاق ١/ ٣٤٨ كوئٹه، البحر الرائق / كتاب الطلاق ٣/ ٢٣٥ كوئٹه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۲/۴/۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

۴۰ سال بغیر طلاق کے شوہر سے علیحدہ رہنے پر نکاح کا حکم

سوال (۱۲۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں ایک عورت ہوں، جس کو طلاق نہیں ہوئی ہے، اپنے شوہر سے ۴۰ سال سے علیحدہ رہ رہی ہوں کیا میں نکاح میں اب بھی ہوں، کیا شوہر کے انتقال کے بعد عدت کرنی ہوگی ؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر شوہر نے طلاق نہیں دی ہے تو وہ عورت بدستور اس کی بیوی رہے گی اور شوہر کے مرنے کے بعد عدتِ وفات گذارے گی، محض لمبی مدت تک الگ رہنے سے زوجیت کا رشتہ ختم نہیں ہوتا۔

هو رفع قيد النكاح في الحال أو المآل بلفظ مخصوص. (تنوير الأبصار على هامش الرد المحتار ٤/ ٤٢٤ زكريا، ٣/ ٢٢٦ كراچی، الفتاویٰ الهندية / كتاب الطلاق ١/ ٣٤٨ كوئٹه، البحر الرائق / كتاب الطلاق ٣/ ٢٣٥ كوئٹه)

ومبدأ العدة بعد الطلاق وبعد الموت على الفور. (الدر المختار ٣/ ٥٢٠ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۵/۴/۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاق کا مطالبہ کرنے والی بیوی سے دو سال الگ رہنا؟

سوال (۱۲۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: میری شادی ریحانہ بنت ابوالکلام ممبئ سے لگ بھگ ۹/سال قبل مرادآباد گھر کے لوگوں کی موجودگی میں ہوئی تھی، کچھ عرصہ تک ٹھیک رہا لیکن چار سال پہلے جب وہ بمبئ گئی اور میں اسے لینے گیا تو اس نے آنے سے منع کردیا، اور مجھے بھی وہاں رکنے پر مجبور کردیا، اور میں دوسال ممبئ میں رہا؛ لیکن کوئی کام ٹھیک سے نہیں چلا، میں نے اس سے مرادآباد واپس چلنے کے لئے کہا تو اس نے انکار کردیا، اور طلاق کا مطالبہ کرنے لگی، میں مرادآباد واپس آ گیا میرے گھر کے لوگ رشتہ دار دوست احباب نے اسے بہت سمجھایا، پر وہ طلاق لینے پر بضد رہی، اب دوسال سے میں اس سے نہیں ملا ہوں نہ ہی اسے دیکھا ہے، نہ ہی فون پر بات ہوئی ہے، وہ یہاں تک کہہ چکی ہے کہ اس کی کوئی مانگ نہیں ہے، نہ اسے جہیز واپس چاہئے نہ مہر نہ کوئی اور خرچ اسے صرف طلاق ہی چاہئے، وہ یہاں آکر بات چیت کرنے کے لئے بھی تیار نہیں ہے، تو میں جاننا چاہتا ہوں کہ کیا میاں بیوی عرصہ تک نہ ملیں نہ بات کریں تو طلاق ہوجاتی ہے، اگر یہ سچ ہے تو کس صورت میں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: میاں بیوی کے الگ رہنے سے نکاح ختم نہیں ہوتا، جن لوگوں نے نکاح ختم ہونے کی بات کہی ہے وہ غلطی پر ہیں، ان کی بات کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

وركنه لفظ مخصوص وتحته في رد المحتار هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح أو كناية. (شامي ٤٣١/٤ زكريا)

هو رفع قيد النكاح في الحال أو المآل بلفظ مخصوص. (تنویر الأبصار على هامش الرد المحتار ٤٢٤/٤ زكريا، ٢٢٦/٣ كراچی، الفتاویٰ الهندية / كتاب الطلاق ٣٤٨/١ زكريا، البحر الرائق / كتاب الطلاق ٢٣٥/٣ زكريا)

وأما شرطه فمن الزوج كونه عاقلا بالغا، ومن المرأة كونها في نكاحه أو عدته التي تصلح محلا للطلاق. (الفتاویٰ التاتارخانية ٣٧٧/٤ رقم: ٦٤٧١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۱/۵/۲۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

۶؍سال جدا رہنے کے بعد ایک ساتھ رہنا

سوال (۱۲۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میاں بیوی کے درمیان چھ سات سال پہلے جدائیگی ہوگئی ہے، اور یہ جدائیگی نہ طلاق کی وجہ سے ہے، اور نہ کسی دوسری وجہ سے ان سے ایک بچی بھی ہے، اب وہ دونوں ایک ساتھ ازدواجی زندگی گذارنا چاہتے ہیں، اس کی کیا صورت ہوگی اور کتنی مدت تک کی جدائیگی سے نکاح ختم ہوجاتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق یا تفریق شرعی کے بغیر میاں بیوی کے محض الگ رہنے سے ان دونوں کے درمیان رشتۂ نکاح ختم نہیں ہوتا، خواہ وہ کتنی ہی مدت تک الگ رہے ہوں، لہٰذا مسئولہ صورت میں اگر مذکورہ میاں بیوی ساتھ رہنا چاہیں تو انہیں اس کی اجازت ہے، اس کے لئے کسی نئے نکاح کی ضرورت نہیں ہے۔

وركنه لفظ مخصوص وتحته في رد المحتار هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح أو كناية. (شامي ٤/٤٣١ زكريا)

هو رفع قيد النكاح في الحال أو المآل بلفظ مخصوص. (تنوير الأبصار على هامش الرد المحتار ٤/٤٢٤ زكريا، ٣/٢٢٦ كراچی، الفتاویٰ الهندية / كتاب الطلاق ١/٣٤٨ زكريا، البحر الرائق / كتاب الطلاق ٣/٢٣٥ زكريا)

وأما شرطه فمن الزوج كونه عاقلا بالغا، ومن المرأة كونها في نكاحه أو عدته التي تصلح محلا للطلاق. (الفتاویٰ التاتارخانية ٤/٣٧٧ رقم: ٦٤٧١ زكريا)

أما ركن الطلاق فهو هذه اللفظة الصادرة من الزوج الخ. (الفتاویٰ التاتارخانية ٤/٣٧٧ رقم: ٤٧١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۵/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مذکورہ گفتگو سے طلاق واقع نہیں ہوئی

سوال (۱۲۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں اور میرے شوہر تر کہ سے متعلق گفتگو کر رہے تھے، میرے شوہر نے کہا کہ شوہر کے مال میں بیوی کے دو آنہ ہوتے ہیں، اگر میں تم کو طلاق دوں یا یہ کہا کہ شوہر اگر بیوی کو طلاق دے دے تو دو آنہ بھی نہیں ہوتے ہیں، میں پریشان ہوں شوہر کے مندرجہ بالا الفاظ سے مجھے طلاق تو نہیں ہوئی۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ میں ذکر کردہ گفتگو سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی؛ کیوں کہ اس میں ایقاع طلاق کا کوئی جملہ موجود نہیں ہے۔

مستفاد: لو كرر مسائل الطلاق بحضرتها، ويقول: في كل مرة أنت طالق لم يقع. (الأشباه والنظائر ٥/١٤ قديم)

الطلاق رفع قيد النكاح في الحال أو المآل بلفظ مخصوص وهو ما اشتمل على الطلاق. (الدر المختار على الرد المحتار ٤/٤٢٤ زكريا ٣/٢٢٦ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۹/۸/۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

گورنمنٹ کی عدالت کی طلاق کا حکم

سوال (۱۲۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عدالت کے سامنے جھوٹے گواہ پیش کر کے طلاق کی ڈگری کرانے پر طلاق کا کیا حکم ہے، جب کہ شوہر نے طلاق نہ دی ہو؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جھوٹے گواہ قائم کر کے گورنمنٹ کی عدالت سے طلاق حاصل کر لینے سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ دار العلوم ۷/۲۸۱، ۸/۱۵۲)

لم ينفذ حكم الكافر على المسلم. (شامي ٥/٤٢٨ كراچی)

فلا يجوز تحكيم النساء ولا الصبيان ولا العبيد ولا المجانين ولا الكفار.

(الأحوال الشخصية ٤٠٧ بحواله قوانين اسلام)

ومقتضاه أن تقليد الكافر لا يصح وفيه أيضاً عن البحر وبه علم أن تقليد الكافر صحيح وإن لم يصح قضائه على المسلم حال كفره. (شامی ٥/٣٥٤ كراچی، ٨/٢٤ زكريا)

ولو كافراً – إلى قوله – إلا إذا كان يمنعه عن القضاء بالحق فيحرم. (الدر المختار مع الشامي ٥/٣٦٨ كراچی، ٨/٤٣-٤٤ زكريا)

ومن لا يكون أهل الشهادة كالعبد والصبي والأعمىٰ والمرأة والكافر لا يكون أهلا للقضاء حتى لو قدر و قضى لا ينفذ. (الفتاویٰ التاتارخانية ١١/٥ رقم: ١٥٣٣٠ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۲/۷/۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ہندوستان میں مروجہ عدالتوں اور کچہریوں سے طلاق کی ڈگری لینا؟

سوال (۱۲۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ملکی عدالتوں میں جو مسلم خواتین کا نکاح توڑ دیا جاتا ہے اور عورت طلاق کی ڈگری حاصل کرتی ہے، کیا وہ شرعاً صحیح ہے، اور اس کی بنیاد پر نکاح ثانی درست وجائز ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہندوستان میں مروجہ عدالتوں اور کچہریوں کے ذریعہ حاصل کردہ طلاق کی ڈگری کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں اس سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (مستفاد: کفایت المفتی ۶/۱۳۵، فتاویٰ رحیمیہ ۸/۴۰۴، فتاویٰ محمودیہ ۹/۳۵۵، ایضاح النوادر ۲/۱۵۲)

لم ينفذ حكم الكافر على المسلم. (شامي ٤٢٨/٥ كراچی)

فلا يجوز تحكيم النساء ولا الصبيان ولا العبيد ولا المجانين ولا الكفار.

(الأحوال الشخصية ٤٠٧ بحواله قوانين اسلام)

ومقتضاه أن تقليد الكافر لا يصح وفيه أيضاً عن البحر وبه علم أن تقليد الكافر صحيح وإن لم يصح قضائه على المسلم حال كفره. (شامی ٣٥٤/٥ كراچی، ٢٤/٨ زكريا)

ولو كافراً – إلى قوله – إلا إذا كان يمنعه عن القضاء بالحق فيحرم. (الدر المختار مع الشامي ٣٦٨/٥ كراچی، ٤٣/٨-٤٤ زكريا)

ومن لا يكون أهل الشهادة كالعبد والصبي والأعمىٰ والمرأة والكافر لا يكون أهلا للقضاء حتى لو قدر و قضى لا ينفذ. (الفتاویٰ التاتارخانية ٥/١١ رقم: ١٥٣٣٠ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ١٤٢٣/٦/١٧ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاق کے ساتھ ان شاء اللہ کہنا؟

سوال (١٢٧): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہم نے سنا ہے کہ طلاق کے ساتھ انشاء اللہ کہنے سے طلاق نہیں ہوتی مثلاً میں نے ان شاء اللہ ایک طلاق، دوسری طلاق اور تیسری طلاق تو اس طرح کہنے سے طلاق نہیں ہوتی کیا یہ صحیح ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر طلاق کے لفظ کے ساتھ بلا توقف ان شاء اللہ کہا کہہ دیا تو طلاق نہیں ہوگی اور اگر توقف کے ساتھ کہا ہے تو طلاق واقع ہو جائے گی۔

أخرج الدار قطني عن معاذ بن جبل – في حديث طويل – وإذا قال

الرجل لامرأته: أنت طالق إن شاء اللّٰه فله استثناء ه ولا طلاق عليه. (سنن الدار قطني / الطلاق ٤/٢٣ رقم: ٣٩٣٩، السنن الكبرىٰ، الأيمان / باب الاستثناء في اليمين ١٤/٤٨٩ رقم: ٢٠٩٠، المصنف لابن أبي شيبة، الطلاق / ما قالوا في الاسثناء في الطلاق ٩/٥٦٨ رقم: ١٨٣٢٩)

وإذا قال لامرأته أنت طالق إن شاء الله تعالىٰ متصلا به لم يقع الطلاق. (الفتاوىٰ الهندية ١/٤٥٤ زكريا)

قال لها أنت طالق إن شاء اللّٰه متصلا، قوله متصلا احتراز عن المنفصل بأن وجد بين اللفظين فاصل من سكوت بلا ضرورة. (شامي ٣/٣٦٦ كراچی، ٤/٦٢٤ زكريا، مجمع الأنهر ٣/١٣٠، الفتاوىٰ التاتارخانية ٤/٥٤١ رقم: ٦٩٠٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۴/۱/۲۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بچہ کی طلاق کا اعتبار نہیں

سوال (۱۲۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: لڑکے اور لڑکی کا نکاح والدین نے بچپن میں کردیا، اب لڑکی کے والد لڑکی کی آزادی چاہتے ہیں، لڑکا ابھی جوان نہیں ہوا ہے، اس صورت میں اگر لڑکا طلاق دے تو طلاق واقع ہوجائے گی، یا لڑکے کے والد کو طلاق کا اختیار رہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: لڑکا جب تک بالغ نہ ہوجائے اس وقت تک اس کی طلاق معتبر نہیں ہے اور نہ ہی لڑکے کے والد کو اس کی جانب سے طلاق دینے کا اختیار ہے۔

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: لا يجوز طلاق الصبي. (المصنف لابن أبي شيبة ٩/٥٥٠ رقم: ١٨٢٣٦ المجلس العلمي)

وعن علي رضي اللّٰه عنه قال: لا يجوز على الغلام طلاق حتى يحتلم.

(المصنف لعبد الرزاق ۸۵/۷ رقم: ١٢٣١٦-١٢٣١٥)

ولا يقع طلاق الصبي ولو مراهقًا أو أجازه بعد البلوغ. (الدر المختار ۲۴۳/۳ كراچى، ٤٤١/٤ زكريا)

وقع طلاق كل زوج إذا كان عاقلاً بالغا ...... ولا يقع طلاق الصبي.

(الفتاویٰ الهندية ٣٥٣/١ زكريا، كذا في النهر الفائق ٣١٦/٢ رشيديه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۵/۱۱/۱۴۱۱ھ

حالتِ حمل میں طلاق

سوال (۱۲۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: لڑکی اپنے پہلے شوہر کے حمل سے ہے اس صورت میں طلاق ہوسکتی ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: ایام حمل میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

عن الحسن و محمد قالا: إذا كانت حاملا طلقها متى شاء. (المصنف لابن أبي شيبة / ما قالوا في الحامل كيف تطلق ٥٨/٤ رقم: ١٧٧٤٢)

وحل طلاقهن أي الآئسة والصغيرة والحامل. (الدر المختار مع الشامي ٤٣٤/٤ زكريا، كفايت المفتي ٦٤/٦)

وطلاق الحامل يجوز عقيب الجماع. (الهداية ٣٥٦/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۸/۲/۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حالتِ حمل میں طلاق دینا

سوال (۱۳۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: زید کی شادی محبت میں ہوئی تھی پھر لوگ آتے جاتے رہے؛ لیکن ایک دن لڑکی والے لڑکی کو کسی تقریب میں شامل ہونے کے لئے لے گئے، پھر آنے کے لئے بہانہ بناتی رہی، پھر اس درمیان زیور بھی سسرال آنے کے بہانے سے منگا لئے زیور پہونچنے کے بعد لڑکی آنے سے صاف منع کرتی ہے، جب کہ لڑکی حاملہ ہے اور اسی ماہ اولاد جنم دینے والی ہیں، اب جب آنے کے لئے کہہ رہے ہیں تو وہ طلاق مانگ رہی ہے، جب کہ زید اپنی بیوی سے بہت محبت کرتا ہے وہ ہر حال میں رکھنے کو تیار ہے طلاق دینے سے منع کرتا ہے۔ کیا حاملہ عورت کو طلاق دیا جا سکتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حاملہ عورت پر بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے اور اس کی عدت بچہ پیدا ہونے پر پوری ہوگی۔

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾

[الطلاق، جزء آیت: ٤]

اگر پہلے سے مہر کی معافی کی شرط پر طلاق دی ہے تو شوہر پر مہر واجب نہ ہوگی، اور اگر مہر کا ذکر کئے بغیر طلاق دی ہے، تو مہر حسب دستور لازم ہوگی۔

وفي التاتارخانية: قال لامرأته: إذا دخلت الدار فقد خالعتک علی ألف، فدخلت الدار يقع الطلاق بألف يريد به إذا قبلت عند الدخول. (شامي ٥/٨٥ زكريا)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۷/۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حالتِ حمل میں دو طلاق دینا

سوال (۱۳۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: رفیقاً اور شرافت حسین میں آپس میں چار سال پہلے ناچاقی ہوئی، شرافت نے رفیقاً کو غصہ کی

حالت میں یوں کہہ دیا طلاق دی، طلاق دی، پڑوسن نے دوسری بار میں منہ پر ہاتھ رکھ دیا، رفیقاً کے چھ مہینہ بعد لڑکا ہوا، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ طلاق ہوگئی، آپ اس کا فتویٰ دیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر سوال میں ذکر کردہ واقعہ صحیح ہے تو صورتِ مسئولہ میں شرافت حسین کی بیوی پر دو طلاق رجعی واقع ہوگئی ہیں، اگر بچہ جننے سے قبل رجوع کرلیا ہو اور اسے اپنے پاس رکھ لیا ہو تو رجوع صحیح ہوگیا، اب وہ بدستور میاں بیوی ہیں؛ لیکن آئندہ اگر ایک طلاق بھی دے دی تو بیوی بالکل حرام ہوجائے گی۔

ولو قال لها أنت طالق طالق ...... تقع ثنتان إذا كانت المرأة مدخو لاً بها.

(الفتاویٰ الهندية ۳۵۵/۱ زکریا)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها. (الهداية ۳۹۴/۲، مجمع الأنهر ۷۹/۲ دار الكتب العلمية بيروت، الفتاویٰ الهندية ۴۷۰/۱ کوئٹہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۶/۵/۱۴ھ

حالتِ حمل میں تین طلاق دینا؟

سوال (۱۳۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں نے اپنی بیوی کو لڑائی جھگڑے کے دوران تین مرتبہ طلاق دیدی ہے، بیوی حمل کی حالت میں ہے۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اب اگر ساتھ رکھنا چاہیں تو شریعت کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں آپ کی بیوی پر تین طلاقیں واقع

ہوچکی ہیں اور حمل کی صورت میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے، اب حلالۂ شرعیہ کے بغیر اس مطلقہ بیوی سے ازدواجی تعلق رکھنا قطعاً جائز نہیں ہے اور حلالہ کی صورت یہ ہے کہ عدت یعنی بچہ کی پیدائش کے بعد اس عورت کا کسی دوسرے شخص سے نکاح ہو، پھر وہ اس کے ساتھ رات گذارے اور اس کے طلاق دینے کے بعد دوبارہ عدت گذارے اس کے بعد ہی آپ سے دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے، اس کے بغیر آپ سے نکاح درست نہ ہوگا۔

وطلاق الحامل يجوز عقيب الجماع. (الهداية ٣٥٦/٢)

وإن كان الطلاق ثلاثا في الحرة...... لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها، والأصل فيه قوله تعالىٰ: فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره، والمراد...... الطلقة الثالثة. (الهداية ٣٩٩/٢، كذا في الفتاوىٰ الهندية ٤٧٢/١ زكريا، والدر المختار مع الرد المحتار ٤٠٩/٣ كراچی، الفتاوىٰ التاتارخانية ١٤٨/٥ رقم: ٧٥٠٤ زكريا، فتاوىٰ عثمانی ٤١١/٢-٤١٢)

عن عائشة رضي الله عنها أن امرأة رفاعة القرظي جائت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقالت يا رسول الله! إن رفاعة طلّقني، فبت طلاقي وإني نكحت بعده عبد الرحمٰن بن زبير القرظي وإنما معه مثل الهدبة، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لعلک أن تريدين أن ترجعي إلى رفاعة؟ "لا" حتى يذوق عسيلتک وتذوقي عسيلته. (صحيح البخاري، الطلاق / باب من أجاز طلاق الثلاث ٧٩١/٢ رقم: ٥٠٦١، صحيح مسلم، الطلاق / لا تحل المطلقة ثلاثا ٤٥٣/١ رقم: ١٤٣٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۶/۷/۱۴۳۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غصہ میں آکر ایک مرتبہ کہا کہ تجھے طلاق ہے

سوال (۱۳۳۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ایک شخص کی لڑائی اپنی سسرال والوں سے ہوئی، جس کی بنا پر سالے نے اس شخص کی پٹائی کی، تو اس شخص نے غصہ میں آکر اپنی بیوی سے ایک مرتبہ کہا کہ تجھے طلاق ہے، تو یہ طلاق پڑی یا نہیں؟ اب وہ شخص چاہتا ہے کہ میں اپنی بیوی کو اپنے گھر بلا کر لاؤں، اور بیوی بھی اپنے شوہر کے گھر آنا چاہتی ہے؛ لہٰذا ایسی صورت میں کونسا طریقہ اختیار کیا جائے، جس کی بنا پر دونوں ایک ساتھ زندگی گزار سکیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں ایک طلاق رجعی واقع ہوئی ہے، شوہر عدت کے اندر بیوی سے رجوع کرسکتا ہے، رجوع کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ شوہر دو گواہوں کے سامنے یہ کہے کہ میں بیوی سے رجوع کر رہا ہوں، اس کے بعد ان دونوں کا ساتھ رہنا درست ہوگا۔

هي استدامة الملک القائم في العدة بنحو راجعتک. (تنویر الأبصار مع الدر المختار ۳۹۷/۳ کراچی)

أما الطلاق الرجعي: فالحكم الأصلي له هو نقصان العدد فأما زوال الملک وحل الوطئ، فليس بحكم أصلي له لازم، حتى لا يثبت للحال، وإنما يثبت في الثاني بعد انقضاء العدة، فإن طلقها ولم يراجعها؛ بل تركها حتى انقضت عدتها، بانت. (بدائع الصنائع ۳۸۷/٤ دار الکتب العلمیة بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۳/۹/۱۴ھ

حاملہ بیوی سے کہا: ’’میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے فائنل کردیا‘‘

سوال (۱۳۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص سسرال آیا اور سسرال میں چائے بنانے کے واسطے دودھ لانے کو کہا اس پر ایک

سالی نے کہہ دیا کہ تمہارا تو بس یہی کام ہے، دوسری سالی نے بھی اسی طرح کا جملہ استعمال کیا جس پر اس شخص کو غصہ آیا اور جیسے ہی اس کی بیوی نماز کیلئے مصلی پر گئی اس نے کہا کہ میں نے تجھے طلاق دیدی اور گھر سے باہر نکل گیا، پھر دوبارہ اندر جا کر کہا میں نے تجھے فائنل کر دیا جبکہ اس کی بیوی حمل سے تھی اور وہ شخص گھر چلا گیا اور بیوی کے حمل کے دوران فون پر گفتگو کے دوران شوہر نے کہا کہ تم گھر آ جاؤ تو بیوی نے جواب میں کہا کہ میں آنے کے بارے میں سوچوں گی؛ کیونکہ آپ نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے، اسی طرح کی گفتگو دوران حمل دو مرتبہ اور ہوئی، نیز شوہر نے حمل کے دوران خط بھیجا تھا اور اس میں بھی گھر آنے کی بات کہی تھی؛ لیکن بیوی نے کوئی جواب نہیں دیا اور شوہر سالے کے ہاتھ سے بیوی کیلئے دوران حمل پیسہ بھی بھیج چکا ہے، اب مذکورہ واقعات کے تین چار ماہ گذرنے کے بعد بیوی کو لڑکی پیدا ہوئی، تو کیا اس عورت کو طلاق ہوگئی یا نہیں؟ اور شوہر اس عورت کو نکاح میں رکھنے کیلئے کیا صورت اختیار کرے شریعت کی روشنی میں جواب دیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ میں ایک طلاق صریح کے بعد لفظ فائنل کر دیا استعمال کیا ہے، اگر اس سے شوہر نے طلاق کی نیت کی ہے تو دو طلاق بائن واقع ہوں گی، اور وضع حمل سے قبل اور بعد دونوں حالت میں بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کر کے بیوی کو رکھ سکتا ہے۔

والطلاق البائن يلحق الطلاق الصريح بأن قال لها: أنت طالق ثم قال لها: أنت بائن تقع طلقة أخرى. (الفتاویٰ الهندية ۳۷۷/۱ زكريا، كذا في الدر المختار مع الرد المحتار ۳۰۸/۳ كراچی، تبيين الحقائق ۸٤/۳ دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق ۵۳۱/۳ زكريا)

وإذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله أن يتزوجها في العدة وبعد انقضائها. (الهداية ۳۹۹/۲، الفتاویٰ الهندية ٤۷۲/۱ زكريا)

وينكح مبانته بما دون الثلاث في العدة و بعدها بالإجماع. (الدر المختار مع الرد المحتار / باب الرجعة ٤۰۹/۳ كراچی)

الكنايات لايقع بها الطلاق إلا بالنية أو بدلالة الحال. (الهداية ۲/۳۷۳)

وخليت سبيلك وفارقتك أنه يصدق في حالة الغضب لما فيها من احتمال معنى السبب الخ. (الهداية ۲/۳۷۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۶/۳/۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غصہ میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے

سوال (۱۳۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: غصہ کی حالت میں طلاق دینے کا اثر ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غصہ کی حالت میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل. (الدر المختار ۳/۲۳۵ کراچی، ٤/٤٣٨ زكريا)

ويقع طلاق من غضب خلافا لابن القيم و هذا الموقف عندنا. (شامي ٤/٤٥٢ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴/۹/۱۴۱۳ھ

غصہ میں دی ہوئی طلاق کا حکم

سوال (۱۳۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری والدہ صاحبہ اور ہماری بیوی کی والدہ صاحبہ اور میری بیوی کہتی ہیں کہ غصہ میں طلاق نہیں ہوتی ہے، اور میری بیوی بھی میرے گھر سے جانے کو تیار نہیں ہے، میں اس کو گھر پر اسلام کے طریقے سے رکھ سکتا ہوں؟۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غصہ میں دی ہوئی طلاق کے متعلق یہ کہنا کہ واقع نہیں

ہوئی، صحیح نہیں ہے؛ بلکہ غصہ کی حالت میں دی ہوئی طلاق بھی واقع ہوجاتی ہے۔

كذا في الرد المحتار، لكن أشار في الغاية إلى مخالفته في الثالث حيث قال: ويقع طلاق من غضب خلافاً لابن القيم، وهٰذا الموافق عندنا لما مر في المدهوش. (شامي ٤/٤٥٢ زكريا)

اور چوں کہ تین طلاق دینے سے طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہے؛ لہٰذا بیوی شوہر کے لئے بالکل حرام ہوگئی اور مرد کے لئے اجنبیہ کے حکم میں ہوگئی اور اگر اب عورت شوہر ہی کے گھر میں عدت گذار رہی ہے، تو مرد وعورت کے درمیان پردہ ضروری ہے۔

كذا في الدر المختار ولا بد من سترة بينهما؛ لئلا يختلي بالأجنبية. (الدر المختار مع الرد المحتار ٥/٢٢٦ زكريا)

اور شوہر اگر اب دوبارہ اس عورت کو اپنی بیوی بنا کر رکھنا چاہتا ہے تو اس کی صرف ایک صورت ہے کہ عدت تین ماہواری پوری ہونے کے بعد عورت دوسرے مرد سے نکاح کرے، نکاح کرنے کے بعد وہ دوسرا مرد اس کے ساتھ وطی کرنے کے بعد اس کو طلاق دیدے یا شرعی تفریق واقع ہوجائے، تو اس کی عدت گذر جانے کے بعد اب پہلا شوہر اس عورت کے ساتھ دوبارہ نکاح کرسکتا ہے۔

كذا في الهداية: وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة أو ثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الهداية ٢/٣٩٩) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۰/۲/۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غصہ میں طلاق دینے کے بعد بیوی کے مہر میں دیا ہوا مکان کس کا ہے؟

سوال (۱۳۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ایک صاحب نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے، ڈیڑھ ماہ پہلے ان کے تین لڑکے اور دو لڑکیاں جوان ہیں، چھوٹے ہیں، جوکہ اپنی ماں کے ساتھ اسی گھر میں رہ رہے ہیں، یہ گھر اور تین ہزار روپیہ نکاح میں لڑکی کے نام مہر میں لکھا ہوا ہے، اب یہ صاحب جنہوں نے طلاق دی ہے، یہ کہتے ہیں کہ میں نے غصہ میں طلاق دی ہے، اس وقت مجھے کچھ پتہ نہیں تھا، یہ کہہ کر وہ گھر میں گھسنا چاہتے ہیں، شرعاً اب ان کے لئے کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: غصہ میں دی ہوئی طلاق بھی شرعاً معتبر ہے؛ لہٰذا مسئولہ صورت میں بیوی پر طلاق واقع ہوچکی، اب اگر غصہ کی حالت میں تین طلاق دی ہیں، تو بلا حلالہ شرعیہ ونکاح جدید کے دونوں کے درمیان ازدواجی تعلق قائم نہیں ہوسکتا، اس سے پہلے مرد اور بیوی کا ایک ساتھ رہنا قطعاً جائز نہیں، بااثر لوگوں پر ضروری ہے کہ وہ دونوں کے درمیان حرام تعلق قائم نہ ہونے دیں، اور مہر میں شوہر کی طرف سے جو مکان لکھا گیا ہے جیسا کہ نکاح کی رسید میں درج ہے، اس کی مالک شرعاً بیوی ہے، شوہر کا اس میں کوئی حق نہیں؛ کیوں کہ مہر عورت کا خاص حق ہوتا ہے۔

إذا قال لزوجته أنت طالق طالق طالق طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر ۲۱۹، شامي ٤/٥٢١ زكريا)

المهر واجب شرعاً إبانة لشرف المحل. (البحر الرائق ۳/۱٤۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۲/۴/۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جو شخص غصہ میں دماغی توازن کھو بیٹھا ہو اُس کی طلاق کا حکم

سوال (۱۳۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں محمد اجمل خدا کو حاضر وناظر جان کر بیان دیتا ہوں کہ آج سے پانچ دن پہلے میری بیوی میرے ساتھ حد سے زیادہ بدتمیزی کررہی تھی، جس پر مجھے اس قدر غصہ آیا کہ میں اپنا دماغی توازن

کھو بیٹھا اور گالم گلوچ کرتے ہوئے کرسیاں اٹھا اٹھا کر پھینکنے لگا اور مجھے کچھ ہوش نہ رہا کہ میں کیا کر رہا ہوں، اس درمیان میرے والد مجھے پکڑتے بھی رہے اور مارتے بھی رہے، ان کا مارنا بھی مجھے یاد نہیں ہے، جب میرا ہوش ٹھکانے ہوا تو ان سب کیفیات کا علم مجھے والد کے ذریعہ ہوا اور انہوں نے مجھے یہ بھی بتادیا کہ میں نے طلاق کا لفظ بھی زبان سے نکالا ہے؛ لیکن یہ لفظ کہنا مجھے بالکل یاد نہیں ہے، تو ایسی صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر واقعۃً سائل غصہ میں اپنا دماغی توازن کھو بیٹھا تھا اور اب اسے بالکل یاد نہیں ہے کہ اس نے طلاق کا کوئی لفظ کہا ہے، تو ایسی صورت میں اس کی بیوی پر طلاق کا حکم نہیں ہوگا۔

وسئل نظماً فيمن طلق زوجته ثلاثا في مجلس القاضي وهو مغتاظ مدهوش، فأجاب نظماً أيضاً بأن الدهش من أقسام الجنون فلا يقع، وإذا كان يعتاده بأن عرف منه الدهش مرة يصدق بلا برهان ...... الثاني: أن يبلغ النهاية فلا يعلم ما يقول ولا يريده، فهذا لاريب أنه لاينفذ شيء من أقواله. (شامي ٤/٤٥٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/۵/۱۴۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غصہ میں تین طلاق

سوال (۱۳۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں تین طلاق دے دی، تو کیا تین طلاق ہوگئی یا نہیں؟ اور لڑکی دو مہینہ کے حمل سے ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں تینوں طلاق واقع ہوگئی ہیں، حلالہ

کے بغیر رجعت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

قال ابن السيد: لو كان كذٰلک لم يقع على أحد طلاق؛ لأن أحداً لا يطلق حتى يغضب. (بذل المجهود ۲۷٦/۳ رشيديه سهارنفور)

وقال الفارسي في مجمع الغرائب: إن طلاق الناس غالباً إنما هو في حالة الغضب، وقال ابن المرابط: ولو جاز عدم وقوع طلاق الغضبان لكان لكل أحد أن يقول فيما جناه: كنت غضبانا، وأراد بذٰلک الرد على من قال أن الطلاق في الغضب لا يقع. (فتح الباري / باب الطلاق في الاغلاق والمكره ٤٨٩/١٠)

لو كرر لفظ الطلاق وقع الكل. (الدر المختار ۲۹۳/۳ کراچی، ٥٢١/٤ زكريا، الفتاویٰ الهندية ٣٥٦/١ زكريا)

ويقع طلاق من غضب خلافاً لابن القيم، وهٰذا الموقف عندنا. (شامي ٤٥٢/٤ زكريا، ٢٤٤/٣ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۶/۱۱/۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جبر واِکراہ کی طلاق کے اَحکام

زبردستی زبانی طلاق

سوال (۱۴۰): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: چند لوگوں نے زبردستی مل کر شوہر پر دباؤ ڈال کر لڑکی کو طلاق دلائی اور شوہر سے طلاق کے الفاظ کہلوائے، جب کہ شوہر بالکل بھی الفاظ کہنے پر راضی نہیں تھا، تو کیا اس کی بیوی پر طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر زبردستی طلاق لی جائے اور شوہر زبان سے طلاق دیدے تو اس صورت میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: طلاق الكره جائز. (المصنف لعبد الرزاق ٤١٠/٦ رقم: ١١٤٢١)

عن عمر بن عبد العزيز يقول: طلاق السكران والمكره جائز. (شرح معاني الآثار ٤٦٧/٢ رقم: ٤٥٥٧)

ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل ...... ولو عبدا أو مكرها، فإن طلاقه صحيح. (الدر المختار مع الشامي ٤٣٨/٤ زكريا، الفتاوى التاتارخانية ٣٩٥/٤ رقم: ٦٥١٢ زكريا، احسن الفتاوى ١٦٤/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۷/۵/۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

زبردستی زبانی طلاق

سوال (۱۴۱):- کیافرماتے ہیں علماءدین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: چندلوگ کی زبردستی مل کرلڑکی کوطلاق دلاچکے ہیں جب کہ پہلاشوہرطلاق دینانہیں چاہتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگرزبردستی طلاق لی جائے اورشوہرزبان سےطلاق دیدےتواس صورت میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل، ولو تقديرا بدائع، ليدخل السكران ولو عبدا أو مكرها، فإن طلاقه صحيح. (الدر المختار مع الشامي ٤٣٨/٤ زكريا، احسن الفتاویٰ ١٦٤/٥، فتاوى محموديه ١١٨/٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ:احقرمحمدسلمان منصورپوری غفرلہ ۲۸؍۲؍۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح:شبیراحمدعفااللہ عنہ

حالتِ اکراہ میں بیوی کاغلط نام لےکربغیرنیت کے طلاق کےالفاظ کہنا؟

سوال (۱۴۲):- کیافرماتے ہیں علماءدین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:لڑکے سے پولیس اورغنڈوں کاڈردلاکرلفظ طلاق کہلواتے ہیں لڑکے سے کہاجاتا ہے کہ وہ نام لےکرکہے کہ اس نے اس کوطلاق دی؛ لیکن لڑکااپنی سمجھ سےلڑکی کے نام میں تھوڑافرق کردیتا ہےاورتیسری بارکہنے میں آہستہ سے ’’نہیں دی‘‘ کہتا ہےاوران کی اس حرکت کے بعدلڑکا کہتا ہے کہ طلاق نہیں ہوئی،اس کے بعدلڑکا تین چارماہ تک لڑکی سےنہیں ملتا ہے،ایسے میں کیاراستہ ہے، لڑکی کانام معراج صبا ہے کہتے وقت معراخ النساءلیاگیا، دومرتبہ کہاکہ میں نے معراخ النساءکو طلاق دی،ایک طلاق نامہ پرپولیس کے پٹوانے کاڈردکھاکردستخط کراوئے،نکاح کی رسیداورطلاق نامہ پربھی لڑکی کےنام کافرق ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر سوال میں ذکر کردہ واقعہ صحیح ہے اور واقعۃً طلاق دیتے وقت شوہر نے قصداً اپنی بیوی کا غلط نام زبان سے نکالا ہے جب کہ طلاق دینے کی نیت نہ تھی تو غلط نام کے تلفظ کی بنا پر اس کی بیوی مطلقہ نہ ہوگی۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۸/۱۰۷-۱۰۸ میرٹھ)

الأصل أنہ متی وجدت النسبة وغیّر اسمها بغیرہ لا یقع؛ لأن التعریف لا یحصل بالتسمیة حتی بدل اسمها؛ لأن بذلک الاسم تکون امرأة أجنبیة. (البحر الرائق ۳/۵٤، المحیط البرهاني / الفصل الرابع فیما یرجع إلی صریح الطلاق ٤/۲ ٤۰ کذا في الفتاویٰ الهندیة ۱/۳۵۸ زکریا)

اِسی طرح مضمون بالا کے طلاق نامہ پر زبردستی دستخط کرنے سے بھی اس بیوی پر طلاق کا حکم نہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۷/۴/۱۴۱۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پولیس رپورٹ کے دباؤ میں تین طلاق دینا؟

سوال (۱۴۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری بیوی کو میرے گھر سے اس کے تایا آکر اپنے ساتھ لے گئے، دوسرے دن صبح ۹/ بجے اس کے بھائی نے کہا کہ میری بہن کو طلاق دے دو، نہیں تو میں رپورٹ کرادوں گا، جس میں تم اور تمہاری ماں بہن سب بند ہو جائیں گے، میرے اوپر اس طرح کے دباؤ ڈالے گئے کہ مجھے طلاق دینے کے لئے مجبور کردیا، طلاق نامہ پر دستخط کرالئے اور پھر کہا کہ زبانی طلاق دو، میری کیفیت یہ تھی کہ میں بری طرح رو رہا تھا؛ کیوں کہ دل طلاق دینے کو نہیں چاہتا تھا، اور تین مرتبہ طلاق دی تو کونسی طلاق ہوئی، اور اب اسے رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟ ایسی حالت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب زبانی طلاق دے دی تو اگر چہ با اکراہ دی ہو پھر

بھی طلاق واقع ہوجائے گی، اور چوں کہ ۳؍مرتبہ دی ہے، اس لئے اب حلالہ شرعیہ کے بغیر دوبارہ اس عورت سے زن وشوئی کا تعلق قائم نہیں کیا جاسکتا۔

لو كرر لفظ الطلاق وقع الكل. (شامي ۲۹۳/۳ كراچی، ٥٢١/٤ زكريا)

(**أو مكرهاً**) **فإن طلاقه صحيح أي طلاق المكره.** (شامي ۲۹۳/۳ كراچی، ٤٣٨/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳؍۵؍۱۴۱۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بدنام گھرانے کی لڑکی کو والدین کا طلاق دلانے پر مجبور کرنا؟

سوال (۱۴۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کئی سال تک ایک بدنام اور غیر معیاری گھر کی لڑکی ہندہ کے ساتھ مبتلائے عشق رہا اور ہندہ کے گھر اس کے والدین کی موجودگی میں برابر آتا جاتا رہا جس پر ہندہ کے والدین اور بھائیوں کو کبھی کوئی اعتراض نہ ہوا، ہندہ کی والدہ تعویزات وسفلی عملیات کرانے میں پیش پیش رہتی ہے، ایک دن ہندہ کی والدہ نے زید کو بوقت شب اپنے گھر بلوایا اور ایک بریلوی مولوی کے ذریعہ ہندہ کے ساتھ نکاح کرادیا، اس کا علم کچھ عرصہ بعد جب زید کے والدین کو ہوا تو انہیں بہت صدمہ ہوا؛ کیوں کہ زید اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا ہے، زید کے والدین باوقار اور معزز خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، زید سے والدین نے جب بازپرس کی تو زید نے اپنی غلطی پر بہت افسوس کیا اور بتایا کہ ہندہ نے یہ طے کرلیا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے اس رشتہ کو منقطع کردے گی، اور لکھ کر اپنی تحریر دے گی رضامندی کی وہ دوسری شادی کرے گی، اور آپ اپنی پسندیدہ جگہ پر میری شادی کردیں، بعدہ زید نے ہندہ کی مرضی کو شامل کرکے اسٹامپ پیپر پر تحریری طور پر تین طلاق دیدی تحریری وزبانی تین مرتبہ طلاق دیدی ہندہ نے بطور منظوری طلاق اسٹامپ کاغذ پر اپنے دستخط کردیئے، مہر وعدت کا خرچہ اسی وقت ادا کردیا، لیکن اس میں گواہ کسی کو نہ بنایا، زید نے ہندہ کی مرضی سے اپنے کسی پرانے

ملنے والے شخص سے ہندہ کا نکاح ثانیہ بھی بعد تکمیل عدت کے طے کرادیا، اس شخص کی بیوی فوت ہوچکی تھی، لیکن طلاق کے کچھ دن بعد ہی زید نے ہندہ سے پھر ملنا شروع کردیا، زید کے والدین کو جب اس کا علم ہوا تو انہوں نے زید کو ایسا کرنے سے منع کیا، تو اس کے جواب میں زید کہتا ہے کہ ''طلاق تو آپ کے کہنے سے دی تھی دل سے نہیں دی تھی'' کسی کی دل آزاری کرنا بڑا گناہ ہے، اور طلاق بھی خود ایک گناہ ہے، مجھ کو اللہ کے یہاں جواب دینا ہے، والدین سے جھگڑتا بھی ہے، والدین کا کہنا ہے کہ بیٹے کے اوپر فرض ہے کہ والدین کی ہر حال میں اطاعت وفرمانبرداری کرے والدین کی نافرمانی گناہ کبیرہ ہے اور سخت دل آزاری ہے، چہ جائے کہ ایسی لڑکی کے جو چور دروازہ سے نکاح میں آئی ہو اور بدنام گھر سے تعلق رکھتی ہو، قرآن وحدیث کی روشنی میں زید کو یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ اللہ کے حضور جوابدہی والدین کی نافرمانی ودل آزاری کی فوقیت ہے، یا ایسی لڑکی کو طلاق دینے کی؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: زید کا ہندہ کے ساتھ نکاح سے پہلے جو تعلق رہا وہ قطعاً حرام اور بدترین گناہ تھا، اسی مذکورہ لڑکی سے نکاح کر لینے کے بعد جب اسے تین طلاقیں دے دیں تو اب اس کے ساتھ ازدواجی تعلقات قطعاً حرام ہیں، حلالہ شرعیہ کے بغیر وہ کبھی بھی زید کے نکاح میں نہیں آسکتی، اور کسی معقول وجہ سے اگر والدین منکوحہ بیوی کو طلاق دینے پر اصرار کریں تو لڑکے پر والدین کی اطاعت لازم ہے اور ان کی خلاف ورزی جائز نہیں۔

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ [البقرة، جزء آیت: ۲۳۰]

قال عمر رضي اللّٰه عنه یا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم! إن عند عبد اللّٰه بن عمر امرأة کرهتها له، فأمرته أن یطلقها فأبی، فقال لي رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: طلق امرأتک. (سنن الترمذي ۱/۲۲۶)

ولو قال: أنت طالق ثلاثاً للسنة ونوى الوقوع في الحال صحت نيته ويقع الثلاث من ساعة. (بدائع الصنائع ٣/ ١٤٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۷/۲/۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ڈرادھمکا کر زبان سے تین طلاق کہلوانا؟

سوال (۱۴۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہندہ کے گھر والوں نے ہندہ کے شوہر زید کا زیور چرایا، زید کے گھر والوں نے ہندہ اور ہندہ کے گھر والوں سے وہ زیور مانگا بار بار مانگنے پر ہندہ کے گھر والوں نے زید اور زید کے گھر والوں پر پولیس کارروائی کرادی، پولیس کارروائی کو لے کر زید اور زید کے گھر والوں کو ڈرایا کہ یا طلاق دو یا جیل جاؤ۔ زید کے گھر والوں نے ڈر کر مجبوراً زید سے بیک وقت تین طلاقیں دلوادیں، اس طلاق کے موقع پر ہندہ اور زید کے درمیان ایک کلومیٹر کا فاصلہ تھا، زید اور ہندہ کی طلاق کی رضامندی نہیں تھی، طلاق کے دس روز بعد دونوں ایک دوسرے سے ملنے کے لئے مجبور تھے، زید اور ہندہ دونوں اپنا گھر بسانا چاہتے ہیں اور نکاح کرنا چاہتے ہیں، شرعاً کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر ڈرادھمکا کر زبان سے تین طلاقیں دلوائی گئی ہیں، تو یہ تینوں طلاقیں واقع ہوچکی ہیں، اب زید اور اس کی بیوی ہندہ کے درمیان ازدواجی تعلق قائم کرنا قطعاً حرام ہے، اگر وہ دونوں ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو حلالہ شرعیہ کا راستہ اپنانا پڑے گا، یعنی عدت گذرنے کے بعد ہندہ کا کسی اور شخص سے نکاح ہو اور وہ اس سے صحبت کرنے کے بعد طلاق دے یا تفریق کی نوبت آجائے، تو اس کی عدت گذرنے کے بعد اس کا نکاح زید سے ممکن ہے۔

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ [البقرة، جزء آيت: ٢٣٠]

ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل ولو عبداً أو مكرها. (الدر المختار ٤٣٨/٤ زكريا)

وإن كان الطلاق ثلاثا في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاغيره نكاحا صحيحاً، ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية ٤٧٣/١ زكريا، الهداية ٣٩٩/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/۱۱/۱۴۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اپنی جان بچانے کے لئے دل کے ارادہ کے بغیر طلاق دینا؟

سوال (۱۴۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں شیخ عبد القادر پاشا کی دو شادی ہوئیں، پہلی بیوی شمیم سلطانہ بنت عبد الرحمٰن ہے، اس سے تین بچے ہیں، ۲۰۰۹ء میں عبد القادر جیلانی پاشا اپنی بیوی شمیم سلطانہ کے ساتھ سفر حج پر گیا تھا، سفر حج سے قبل اس کی دوسر شادی امۃ الغنی سے ہوئی، جو ایک بیوہ خاتون تھی ثواب کی نیت سے عبد القادر نے اس سے شادی کرلیا، سفر حج پر پہلی بیوی کو لے کر گیا حج سے واپسی کے دن آدھ گھنٹہ بعد ہی میری پہلی بیونی شمیم سلطانہ کے گھر والے مسلم وغیر مسلم دونوں کو لے کر تقریباً پچاس آدمی میرے گھر میں داخل ہوگئے اور دوسری شادی کرنے کی بنیاد پر مجھ کو کمرہ میں بند کر کے بہت زیادہ مارا اتنا شدید مارا کہ میں بے ہوش ہوگیا ان لوگوں نے مجھے مار پیٹ کر زخمی کردیا میں چلنے کے قابل نہیں تھا، میرے گھر پر میری مدد کرنے والے بھی نہیں تھے، اسی بے ہوشی کی حالت میں ان لوگوں نے جبراً میرے ہاتھ میں قلم پکڑا کر پہلے سے لکھے ہوئے ایک کاغذ پر دستخط لیا، اور کہا کہ اپنی دوسری بیوی امۃ الغنی کو طلاق دے رہا ہوں، اور ہر طرف سے لوگ مجھے مار رہے تھے، میں ایک صاحب حیثیت آدمی ہوں، دونوں بیویوں کی بآسانی کفالت کرسکتا ہوں، میں نے اپنی جان کے ڈر سے اور ان لوگوں کے زبردستی کرنے سے اپنی دھیمی زبان میں کہا کہ میں امۃ الغنی کو طلاق دے رہا ہوں، طلاق طلاق طلاق جب کہ میرا ارادہ طلاق دینے کا بالکل نہیں تھا، میں اکراہ کی وجہ سے یہ لفظ بول

دیا، اب بتایا جائے صورت مذکورہ میں میری بیوی میرے لئے حلال ہے یا نہیں؟ اور کتنی طلاق واقع ہوئی؟ واضح رہے ان لوگوں نے میری کنپٹی پر بندوق لگایا ہوا تھا، لگانے والوں میں غیر مسلم بھی تھے اور مسلمان بھی تحریری طلاق نامہ زبردستی غیر مسلم نے لکھا ہے، اپنی جان کے خوف سے غیر ارادہ میں نے تین طلاق کہی، ہماری دوسری بیوی شافعی المسلک ہے میں حنفی المسلک ہوں تو کیا طلاق ہوگئی۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حنفیہ کے نزدیک زبانی جبراً طلاق دینے سے طلاق واقع ہوجاتی ہے، اور طلاق میں دل کے ارادہ کا اعتبار نہیں؛ بلکہ زبان کے الفاظ کا اعتبار ہے؛ لہٰذا برتقدیر صحتِ واقعہ مذکورہ صورت میں آپ کی بیوی امۃ الغنی پر تینوں طلاقیں واقع ہوچکی ہیں، اب حلالہ شرعیہ کے بغیر اس سے ازدواجی تعلق آپ کے لئے حلال نہیں۔

مستفاد: عن صفوان بن عمر الطائي أن رجلا كان نائمًا مع امرأته، فقامت فأخذت سكينا، فجلست على صدره، ووضعت السكين على حلقه، وقالت: لتطلقني ثلاثا البتة، وإلا ذبحتك، فناشدها الله، فأبت عليه فطلقها ثلاثا، فذكر ذٰلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: لا قيلولة في الطلاق. (سنن سعيد بن منصور / باب ما جاء في طلاق المكره ١/٢٧٥، رقم: ١١٣٠ - ١١٣١)

ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل ...... ولو عبداً، أو مكرهًا فإن طلاقه صحيح. (الدر المختار مع الشامي ٤/٤٨٠ زكريا)

إذا قال لامرأته: أنت طالق وطالق وطالق ولم يعلقه بالشرط إن كانت مدخولة طلقت ثلاثة. (الفتاویٰ الهندية ١/٣٥٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۹/ ۲/ ۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قتل کے خوف سے ایک طلاق دینا؟

سوال (۱۴۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ایک شخص اپنے خرچ سے مجبور ہوکر محنت مزدوری کرنے کے لیے باہر گیا؛ کیونکہ وہ گھر رہ کر اس کے بچوں کا گذارا نہیں ہورہا تھا، اس نے پیٹ کی خاطر اپنی بیوی بچوں اور اپنے وطن کو چھوڑا، اس کے مخالفین موقع کی تلاش میں تھے ان کو موقع ملا تو وہ اس جگہ سے اس کو پکڑ لائے جہاں وہ کام کررہا تھا، اس کو قتل کرنے کی دھمکی دی، لاٹھی کا دباؤ دیا، جب اس شخص نے دیکھا کہ میرا کوئی ہمدرد نہیں ہے، اگر میں نے ان کہنا پورا نہیں کیا تو یہ مجھ قتل کردیں گے تو اس شخص نے دبش میں آکر ایک طلاق دیدی؛ لیکن دل میں طلاق دیتے وقت یہ ارادہ نہیں کیا تھا کہ میں طلاق دے رہا ہوں؛ بلکہ مخالفین نے زبردستی طلاق دلوائی ہے، اپنی جان بچانے کی خاطر ان لوگوں کا کہنا پورا کررہا ہوں، کیا اس صورت میں عورت پر طلاق واقع ہوگئی ہے یا نہیں؟ جب کہ عورت کا کہنا ہے کہ خودکشی کرلوں گی مگر دوسرے کے گھر میں رہنا گوارا نہیں کروں گی، حضرت والا سے گذارش ہے کہ اس کا جواب مرحمت فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں شوہر کے ایک مرتبہ لفظ طلاق زبان ادا کرنے سے ایک طلاق رجعی اس کی بیوی پر واقع ہوگئی ہے، عدت کے اندر اسے رجوع کا حق ہے اور اگر عدت گذر جائے تو بھی حلالہ کے بغیر اس سے نکاح کرسکتا ہے۔

عن عمر بن عبد العزيز يقول: طلاق السكران والمكره جائز. (شرح معاني الآثار ۲/٤٦٧ رقم: ٤٥٥٧)

يقع طلاق كل زوج ...... ولو مكرها. (تنوير الأبصار على الدر المختار مع الشامي ۲۳٥/۳ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۳/۳/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

لڑکی والوں کے زبردستی طلاق کا مطالبہ کرنے پر مہر اور سامان جہیز کا حکم

سوال (۱۴۸): - کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: محمد انیس عرف گڈو کی بیوی اور بیوی کے گھر والے طلاق لینا چاہتے ہیں، اور انیس عرف گڈو طلاق دینا نہیں چاہتے، حالاں کہ کئی پنچایتیں ہوئیں، اور اس میں محمد انیس نے پنچایت کی جانب سے لڑکی والوں کی ساری شرائط کو منظور کرتے ہوئے اپنی بیوی کو رکھنا چاہتے ہیں، اور اپنا گھر بسانا چاہتے ہیں، سارے فیصلے اور پنچایت کے سارے شرائط ماننے کے باوجود لڑکی والے لڑکے سے طلاق لینا چاہتے ہیں، کیا اس صورت میں مہر اور سامان کو واپس کرنا ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: صورتِ مسئولہ میں جب لڑکا لڑکی والوں کی تمام شرائط ماننے کو تیار ہے تو اس پر بلاوجہ طلاق کا دباؤ ڈالنا صحیح نہیں ہے، تاہم اگر وہ طلاق دینے پر تیار ہوجائے تو دو شکلیں ہیں، اگر بلا کسی شرط کے طلاق دے گا تو مہر اور سامان سب واپس کرنا لازم ہوگا، اور اگر اس شرط پر طلاق دے کہ میں مہر نہیں دوں گا، تو ایسی صورت میں طلاق کے بعد مہر دینا اس پر واجب نہ ہوگا، اور سامان اگر ایسا ہے جو خالص لڑکی کی ملک ہے مثلاً وہ جہیز جو لڑکی والوں کی طرف سے اپنی لڑکی کو دیا گیا ہے، تو اس کی واپسی بہرحال لازم ہے، خواہ وہ جس حال میں ہو، اگرچہ ٹوٹ پھوٹ گیا ہو، اور لڑکے والوں کی طرف سے دئے گئے سامان کے بارے میں برادری کے عرف کو دیکھا جائے گا، اگر واپسی کا عرف ہوگا تو واپسی لازم ہوگی اور اگر واپسی کا رواج نہ ہوگا تو واپسی لازم نہ ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ احیاء العلوم ۱/۲۹۲، کفایت المفتی ۵/۱۲۳)

قال اللّٰه تعالى: ﴿فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَنۡ لَّا يُقِيۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِمَا فِيۡمَا افۡتَدَتۡ بِهٖ﴾ [البقرة، جزء آيت: ۲۲۹]

ويسقط المهر عنه في الخلع؛ لأنه مسقط. (طحطاوی علی الدر ۲/۸۸)

علـى ما إذا كان النشوز منها سواء كان منه نشوزاً أيضاً أو لاً. (طحطاوي على الدر ۱۸۸)

لـو جهـز ابـنتـه بجهاز أو سلمها ذٰلک ليس له الاسترداد منها ولا لورثته

بعده إن سلمها ذٰلک في صحته؛ بل تختص به ویفتی. (الفتاویٰ الهندیة ۱/۳۲۷ زکریا)
فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۳/۳/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بالجبر طلاق میں مہر لازم ہوگی یا نہیں؟

سوال (۱۴۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک لڑکا کچھ نہیں کرتا ہے لیکن اس کی زوجہ کے حقوق اس کے والدین یعنی لڑکے کے والدین خوب اچھی طرح ادا کرتے ہیں، اب لڑکی اپنے شوہر کے کچھ نہ کرنے پر طلاق کا مطالبہ کرتی ہے اور ساتھ ہی اپنے مہر کا بھی مطالبہ کرتی ہے اور لڑکا طلاق دینے پر رضامند بھی نہیں ہے، تو اس صورت میں اگر لڑکے سے طلاق بالجبر دلائی جائے تو کیا مہر بھی ادا کرنے پڑیں گے یا نہیں؟۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں اگر شوہر بلاشرط طلاق دے تو مہر دینا ضروری ہوگا، اور اگر طلاق سے پہلے مہر کی معافی کی شرط لگادے اور لڑکی والے اس پر راضی ہوجائیں تو پھر شوہر پر مہر لازم نہیں ہے۔

ولو قال خالعتک علی کذا وسمی مالا معلوما لایقع الطلاق مالم تقبل.

(شامي ۵/۸۹ زکریا)

رجل خلع امرأته بمالها علیه من المهر ...... کان الخلع بمهرها إن کان المهر علی الزوج یسقط. (الفتاویٰ الهندیة ۱/۴۸۹ زکریا، مجمع الأنهر ۲/۱۰۳ دار الکتب العلمیة بیروت، البحرالرائق ۴/۷۱ کوئٹہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۵/۲/۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ظلماً مار پیٹ کر طلاق دلانے پر طلاق دینے کا حکم

سوال (۱۵۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: لڑکے کی جانب سے لڑکے والے خود ہی ایک پرچہ پر یہ تحریر کر کے لائے تھے کہ میں نے فلاں بنت فلاں سے جبراً نکاح کرلیا تھا اور میں مجرم ہوں، اور میں اب فلاں بنت فلاں کو اپنی خوشی سے بلا کسی جبر کے فلاں بنت فلاں کو طلاق طلاق طلاق دیتا ہوں۔ (یہ تحریر لوگ اپنی مرضی اور اپنی جانب سے لکھ کر لائے تھے، پھر لڑکے کو ایک بڑے کمرہ میں دھوکہ دے کر قید کرلیا گیا، اور ریوالور اور مار پیٹ کی دھمکی دے کر لڑکے سے یہ کلمات خود کہہ کر کہلوائے گئے کہ کہو فلاں بنت فلاں کو میں نے بلا کسی ظلم وجبر کے اپنی خوشی سے طلاق دی، طلاق طلاق طلاق، یہ الفاظ بھی انہوں نے خود کہلوائے، اور پھر لڑکے سے نیچے دستخط کرائے، مگر میاں بیوی دونوں میں سے کسی کی بھی طلاق لینے کی نیت بالکل نہیں آئی، مگر جبر وظلم کی وجہ سے جان بچانے کی غرض سے اقرار کیا اور دستخط کر دئے، اس وقت بیوی کو آٹھ نو مہینہ کا حمل ہے، حمل کے بارے میں کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: جب لڑکے نے زبانی طلاق دے دی گو کہ بالجبر اور مار پیٹ کی دھمکی سے ڈر کر ہو تو وہ تینوں طلاقیں واقع ہوگئی ہیں۔

أخرج سعيد بن منصور في سننه عن صفوان بن عمر الطائي أن رجلا كان نائما مع امرأته فقامت فأخذت سكينا، فجلست على صدره، ووضعت السكين على حلقه، وقالت: لتطلقني ثلاثا البتة، وإلا ذبحتك، فناشدها الله، فأبت عليه فطلقها ثلاثا، فذكر ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: لا قيلولة في الطلاق. (سنن سعيد بن منصور / باب ما جاء في طلاق المكره ۲۷۵/۱ رقم: ۱۱۳۰-۱۱۳۱)

ويقع طلاق كل زوج عاقل بالغ ولو عبداً أو مكرهاً. (تنوير الأبصار مع الدر المختار ۲۳۵/۳ كراچی، ٤۳۸/٤ زكريا، الهداية ۳۵۸/۲، الفتاوىٰ الهندية ۳۵۳/۱)

وحكى أيضاً وقوع الطلاق المكره عن النخعي و ابن المسيب والثوري وعمر بن عبد العزيز و أبي حنيفة و أصحابه. (بذل المجهود ۲۷٦/۳ سهارنفور) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۷ / ۱۴۱٦ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیٹی کے ساتھ زنا کر کے اس کی شادی کر دی، اب شوہر کہتا ہے کہ اپنے باپ کو قتل کروا، ورنہ تجھے طلاق دے دوں گا

سوال (۱۵۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اپنی لڑکی خالدہ کے ساتھ زبردستی زنا کیا اور بار بار کیا، بالغ ہونے سے پہلے بھی اور بالغ ہونے کے بعد بھی مکرر باصرار ایسا کیا، اب خالدہ کی شادی عمر کے ساتھ کردی جاتی ہے، اور یہ لڑکی خالدہ اپنے شوہر عمر سے اس کا تذکرہ کردیتی ہے کہ میرے باپ زید نے میرے ساتھ شادی سے پہلے بار بار زبردستی زنا کیا ہے؛ لہٰذا اس کا شوہر عمر اس معاملہ کی تحقیق اپنی خوش دامن سے بھی کرتا ہے، اور دیگر پڑوسیوں سے بھی کرتا ہے، اور وہ اس کی تصدیق بھی کردیتے ہیں کہ معاملہ بالکل صحیح ہے، اب اس کا شوہر عمر اپنی بیوی خالدہ سے کہتا ہے کہ اپنے باپ زید سے تو اس کا بدلہ لے، اگر لے لیا مثلاً اس کو زہر دے دیا، یا یہ کہ اس کو کسی کے ذریعہ مروادیا، تو میں تجھے اپنی بیوی بنا کر رکھ سکتا ہوں، نہیں تو میں طلاق دے دوں گا، اس صورت میں خالدہ اپنے باپ کے لئے کیا کرے؟

دریں اثناء خالدہ کی والدہ ہندہ نے اپنے شوہر خالدہ کے باپ کو قرآنِ کریم کا حلف بھی دلایا ہے کہ میں قرآنِ کریم کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آئندہ کبھی بھی ایسا نہیں کروں گا۔ اس کے باوجود وہ اس فعل قبیح میں کئی مرتبہ ملوث ہوجاتا ہے؛ لہٰذا ان صورتوں میں عمر وخالدہ دونوں کیا کریں، اور اس کے باپ زید کو قانوناً وشرعاً کیا سزا دی جائے؟

نوٹ: - میں عمر کی ساس ہندہ اور اس کے خسر زید کے ساتھ رہ سکتی ہوں یا نہیں، یا یہ کہ ہندہ اپنے شوہر زید کے لئے حرام ہوگئی ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: برتقدیرِ صحتِ واقعہ زید کا فعل انتہائی گھناؤنا، انسانیت سے بعید اور حد درجہ نفرت کے لائق ہے، اگر اسلامی حکومت میں اس کا یہ جرم ثابت ہوجاتا تو اسے سنگسار کرکے دنیا کو ایسے حیوان صفت انسان سے پاک کردیا جاتا، کوئی بھی انسانی ضمیر رکھنے والا شخص ایسے کام کے ارتکاب کا تصور تک نہیں کرسکتا، اس عمل کی وجہ سے زید کی بیوی ہندہ بھی اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی ہے، اور ان دونوں کا ساتھ رہنا قطعاً حرام اور کھلی ہوئی حرام کاری ہے، تاہم اس کی لڑکی خالدہ کا عمر کے ساتھ نکاح صحیح ہے، اور چوں کہ ہندوستان جیسے ممالک میں زید پر حکم قتل جاری نہیں کیا جاسکتا اس لئے خالدہ کا زید کو زہر دینا یا قتل کروانا درست نہ ہوگا اسے صبر کرنا چاہئے، اور عام لوگوں کو چاہئے کہ وہ زید کا عام مقاطعہ اور سوشل بائیکاٹ کریں۔

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿وَلاَ تَقْرَبُوْا الزِّنَا اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ سَبِيْلًا﴾

[بنی إسرائیل، جزء آیت: ۳۲]

عن عائشة رضي اللّٰه عنها أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: لا یحل دم امرئ مسلم یشهد أن لا إله إلا اللّٰه وأن محمد رسول اللّٰه إلا في إحدی ثلاث: زنا بعد الإحصان فإنه یرجم. (سنن أبي داؤد رقم: ۴۳۵۳، الترغیب والترهیب مکمل رقم: ۳۶۴۲ بیت الأفکار الدولیة)

فلو أیقظ أو أیقظته هي لجماعها فمست یده بنتها المشتهاة أو یدها ابنه حرمت الأم أبداً. (شامي ۳/۳۵ کراچی)

قال تعالیٰ: ﴿وَلاَ تَرْكَنُوْآ اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ﴾ [الآیة:] **ویؤید المقاطعة حدیث کعبؓ إن کان مفیداً.** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۲/۱۱/۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قتل کی دھمکی سے ایک طلاق دینا

سوال (۱۵۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ کئی سالوں سے خوش عیشی کی زندگی گذار رہا تھا، مگر زید کی یہ خوش عیشی کچھ شر پسند لوگوں کو کسی بھی طرح نہیں بھا رہی تھی، اِس لئے وہ کسی موقع کی تلاش میں تھے کہ بالاتفاق زید ایک دن اپنے گھر سے کہیں باہر سفر پر تھا، وہیں اُن شر پسندوں نے اُنہیں پکڑ لیا اور طلاق پر مجبور کرنے لگے، زید نے دیکھا کہ اب جان بچنے کی کوئی صورت نہیں، تو اُس نے بجبر واِکراہ اپنی بیوی کو ایک طلاق دے دی۔ اَب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا زید کی بیوی کو طلاق واقع ہوگئی ہے؟ اگر ہوگئی ہے تو اب کیا صورت ہوگی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شریعت میں جبر واِکراہ سے زبان سے دی ہوئی طلاق بھی واقع ہوجاتی ہے، اس لئے صورتِ مسئولہ میں شوہر کے ایک مرتبہ لفظ طلاق زبان سے ادا کرنے سے ایک طلاق رجعی اس کی بیوی پر واقع ہوگئی ہے، عدت کے اندر اسے رجوع کا حق ہے اور اگر عدت گذر جائے تو بھی حلالہ کے بغیر اس سے نکاح کرسکتا ہے۔

یقع طلاق کل زوج ...... ولو مکرھا. (تنویر الأبصار علی الدر المختار مع الشامي ۲۳۵/۳ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۲/۳/۷ھ

حالتِ نشہ کی طلاق کے اَحکام

طلاق السکران کے وقوع اور عدمِ وقوع کے بارے میں محقق اور متفقہ فتویٰ کیا ہے؟

سوال (۱۵۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: نشہ کرنے والے کی طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اس سلسلہ میں حضراتِ فقہاء کی رائے کیا ہیں، اور ان کی رائے کن دلائل پر مبنی ہیں، مطلع فرمائیں۔ گذشتہ سال طلاقِ سکران کے سلسلہ میں دو سیمینار دارالعلوم دیوبند سے فیض یافتہ علماء کرام اور مفتیانِ کرام کے ہوئے ہیں، ایک ضلع بستی میں، جس میں یہ اعلان کیا گیا کہ طلاقِ سکران واقع نہیں ہوگی، اور دوسرا دیوبند میں، جس میں یہ طے کیا گیا کہ طلاق سکران واقع ہوجائے گی، اس سلسلہ میں مجھے اور مجھ جیسے بہت سے لوگوں کو حضراتِ مفتیان کے متضاد بیانات سے تشویش ہوگئی ہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ طلاق سکران کا مسئلہ دورِ صحابہ ہی سے مختلف فیہ رہا ہے، اور اس سلسلہ میں ائمہ کے درمیان بھی اختلاف معروف ہے؛ تاہم فقہ حنفی میں مفتی بہ قول طلاقِ سکران کے وقوع کا ہے، جس پر صدیوں سے بلا کسی اختلاف کے فتویٰ دیا جاتا رہا ہے، اب چند روز قبل بعض جگہ کے خاص حالات کا مشاہدہ کرکے بعض علماء کرام کی رائے یہ سامنے آئی کہ اس مسئلہ میں مفتی بہ قول سے عدول کرکے عدم وقوع کے غیر مفتی بہ قول پر فتویٰ دینے کی گنجائش ہونی چاہئے، اس کے مقابلہ میں دیگر علماء جو فقہ وفتاویٰ کے ذمہ دار مناصب پر فائز

ہیں اور جن کوقوم کے حالات سے سابقہ زیادہ پڑتا ہے، اُن کی رائے یہ ہے کہ مسئلہ زیر بحث میں قول مفتی بہ سے عدول کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں، دیوبند میں منعقد ہونے والے ساتویں فقہی اجتماع میں اسی رائے کی توثیق کی گئی اور واقعات وتجربات اور مشاہدات اورانجام کے اعتبار سے یہی قول ہمارے نزدیک راجح احوط اور لائق تقلید ہے، یہی ائمہ اربعہ کا مفتی بہ قول ہے، اور اس قول کو چھوڑنے میں بہت سے مفاسد کا اندیشہ ہے، جو کسی بھی صاحب نظر سے مخفی نہیں۔

عن سليمان بن يسار يقول: إن رجلا من آل البختري طلق امرأته وهو سكران، فضربه عمر الحد وأجاز عليه طلاقه. (سنن سعيد بن منصور / باب ما جاء في طلاق السكران ١/ ٢٧٠ رقم: ١١٠٦)

وطلاق السكران واقع إذا سكر من الخمر أو النبيذ عندنا. (الفتاوىٰ الهندية ١/٣٥٣)

ومن سكر من البنج يقع طلاقه ويحد لفشو هٰذا الفعل بين الناس وعليه الفتوىٰ في زماننا. (الفتاوىٰ الهندية ١/٣٥٣ زكريا)

وطلاق السكران واقع وهو مذهب أصحابنا. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٣/٢٥٦)

أما السكران إذا طلق امرأته فإن كان سكره بسبب محظور بأن شرب الخمر أو النبيذ طوعاً حتى سكر وزال عقله فطلاقه واقع عند عامة العلماء وعامة الصحابة. (بدائع الصنائع ٣/١٥٨)

وسكر من البنج وطلق امرأته تطلق زجراً وعليه الفتوىٰ. (مجمع الأنهر ١/٣٨٥)

وفي هٰذا الزمان إذا سكر من البنج والأفيون يقع زجراً وعليه الفتوىٰ. (شامي ٤/٤٤٦ زكريا)

ولو من الأشربة المتخذة من الحبوب والعسل فسكر المختار وقوع الطلاق؛ لأن الحد يحتال لدرئه، وطلاق يحتاط فيه فلما وجب ما يحتال؛ لأن يقع ما يحتاط أولىٰ. (بزازية على هامش الهندية ٤/ ١٧١ زكريا، هٰكذا في البحر الرائق ٣/٢٤٨)

وخلع السكران وطلاقه واقع عندنا. (المبسوط للسرخسي ١٧٦/٦، الدر المنتقیٰ ٣٨٤/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۲/۱/۲۷ ۱۴۲۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حالتِ نشہ میں طلاق دینے سے متعلق ایک فتویٰ؟

سوال (۱۵۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے اپنی کتاب جدید فقہی مسائل جلد دو میں صفحہ ۱۲۱ سے ص: ۱۲۹ تک، حالت نشہ کی طلاق کے متعلق اقوال علماء نقل کر کے اخیر میں عدم وقوع کے قول کو اختیار کیا ہے؛ لہٰذا دریافت یہ کرنا ہے اس پر عمل کرنے کی گنجائش از روئے شرع نکلتی ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حنفیہ کا مفتی بہ قول یہی ہے کہ جو شخص شوقیہ طور پر نشہ کرے تو نشہ کی حالت میں اس کی طلاق یقیناً واقع ہوجائے گی، اکابر علماء ہند کا فتویٰ بھی اسی پر ہے؛ اس لئے ہمیں سوال میں ذکر کردہ عدم وقوع کی رائے سے اتفاق نہیں ہے۔

أو سكران لو بنبيذ أو حشيش، أو أفيون، أو بنج زجراً به يفتى (در مختار)
وفي البحر عن البزازية: المختار في زماننا لزوم الحد، ووقوع الطلاق، وما في الخانية من تصحيح عدم الوقوع، فهو مبني على قولهما من أن النبيذ حلال، والمفتى به خلافه، وفي النهر عن الجوهرة: أن الخلاف مقيد بما إذا شر به للتداوي، فلو للهو والطرب، فيقع بالإجماع. (شامي ٤٤٤/٤-٤٤٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۴/۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

میاں بیوی کا شراب پی کر شوہر کا نشہ میں طلاق دینا؟

سوال (۱۵۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: میرا نام کنیزہ بیگم ہے میرے میاں کا نام شفیق ہے عید کی خوشی میں میرے میاں شراب لے کر آئے تھے ہم دونوں نے شراب بہت پی لی تھی ہم دونوں میں بہت جھگڑا ہوا انہوں نے مجھے مارا کچھ مجھ سے کہا، مجھے کچھ یاد نہیں ہے، تیسرا کوئی بیچ بچاؤ میں آیا تھا انہوں نے بتایا کہ شفیق نے طلاق دی ہے مجھے کچھ یاد نہیں ہے، انہوں نے مجھے کیا کہا میں نے نہیں سنا نہ کچھ یاد ہے نشہ کی حالت میں بہت تھی۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نشہ کی حالت میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے پس اگر شوہر خود طلاق کا اقرار کرے یا دو گواہوں کے ذریعہ شوہر کے طلاق دینے کا ثبوت ہو جائے تو جتنی مرتبہ طلاق کا ثبوت ہوا اتنی ہی مرتبہ طلاق کے وقوع کا حکم ہوگا اور اگر کسی طرح طلاق کا ثبوت نہ ہو سکے تو کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

المختار في زماننا لزوم الحد ووقوع الطلاق. (شامي ٤/٤٤٤ زكريا)

وشرط لغير ذلك رجلان أو رجل وامرأتان مالا كان الحق أو غير مال كالنكاح والرضاع والطلاق. (مجمع الأنهر / آخر كتاب الشهادات ٣/ ٢٦١ دار الكتب العلمية بيروت، كذا في الدر المختار مع الشامي ٥/٤٦٥ كراچي، الفتاوىٰ الهندية ٣/ ٤٥١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۶/۱۱/۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شراب کے نشہ میں طلاق دینا

سوال (۱۵۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے شوہر پرویز نے مجھے شراب کے نشہ میں تین مرتبہ طلاق دیدی ہے صبح کو وہ معافی مانگ رہا تھا، کہ میں نے رات طلاق دیدی تھی، معاف کردینا تو دریافت یہ کرنا ہے کہ طلاق واقع ہو گئی یا نہیں، اب اگر شوہر کے ساتھ رہنا چاہیں تو شریعت کا کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نشہ کی حالت میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے اور حسب

تحریر سوال تین طلاق دینے کے بعد صبح کو شوہر کا یہ کہنا کہ میں نے رات طلاق دیدی تھی، معاف کر دو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اسے طلاق دینا یاد بھی ہے اور وہ خود طلاق دینے کا اقرار کر رہا ہے، بریں بنا مسئولہ صورت میں یقیناً آپ پر تین طلاقیں واقع ہو چکی ہیں، اب حلالۂ شرعیہ کے بغیر اس شوہر سے دوبارہ ازدواجی تعلق قطعاً حرام ہے۔

أن سعيد بن المسيب وسليمان بن يسار سئلا عن طلاق سكران، فقالا: إذا طلّق السكران جاز طلاقه، وإن قتل قتل. (المؤطا للإمام مالك، الطلاق / باب جامع الطلاق ٣٧٦ رقم: ٨٢)

عن سليمان بن يسار يقول: إن رجلا من آل البختري طلق امرأته وهو سكران، فضربه عمر الحد وأجاز عليه طلاقه. (سنن سعيد بن منصور / باب ما جاء في طلاق السكران ١/ ٢٧٠ رقم: ١١٠٦)

وطلاق السكران واقع إذا سكر من الخمر أو النبيذ وهو مذهب أصحابنا رحمهم الله تعالىٰ. (الفتاوىٰ الهندية ٣٥٣/١ زكريا)

لو قال لزوجته أنت طالق طالق طالق طلقت ثلاثا. (الأشباه والنظائر قديم ٢١٩)

وإن كان الطلاق ثلاثا فى الحرة و ثنتين فى الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاوىٰ الهندية ٤٧٣/١)

وإذا قال لامرأته: أنت طالق وطالق وطالق ولم يعلقه بالشرط إن كانت مدخولة طلقت ثلاثاً. (الفتاوىٰ الهندية ٣٥٥/١ زكريا)

وطلاق السكران واقع. (الفتاوىٰ الهندية ٣٥٣/١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۴/۸/۶ھ

شراب پی کر ایک طلاق دینا؟

سوال (۱۵۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: میں نے شراب پی کر گھر میں آ کر بیوی سے کہا سنو میں نے تجھ کو طلاق دی، یہ کہہ کر گھر سے باہر آ گیا اور اس کے بعد پھر صبح گھر کو گیا تو میری بیوی نے کہا اب تو گھر میں کیسے آیا تو نے تو رات طلاق دی تھی، میں نے کہا ہاں میں نے رات میں طلاق دی تھی اور صرف ایک بار دی تھی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بر تقدیرِ صحتِ واقعہ چوں کہ صرف ایک مرتبہ طلاق کا لفظ استعمال کیا گیا ہے؛ لہٰذا صورتِ مسئولہ میں ایک طلاق واقع ہوئی ہے، عدت کے اندر شوہر کو رجعت کا حق حاصل ہے۔

صريحة ما لم يستعمل إلا فيه كطلقتك وأنت طالق ومطلقة ...... ويقع بها واحدة رجعية. (التنوير مع الدر ۲۱۸/۳ کراچی، شامي ٤٥٨/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہٗ ۱/۷/۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نشہ کی حالت میں دو بار لفظ طلاق کہا؟

سوال (۱۵۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں سائرہ بانو خاوند نے نشہ کی حالت میں دو بار طلاق کہا اور یہ بیان میں اللہ کو حاضر و ناظر جان کر دے رہی ہوں، اس لئے مسئلہ کا حل چاہتی ہوں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر سوال میں ذکر کردہ واقعہ صحیح ہے تو مسئولہ صورت میں آپ پر دو طلاقیں واقع ہوگئی ہیں، عدت کے اندر اندر شوہر کو رجعت کا اختیار ہے؛ لیکن اگر آئندہ ایک طلاق بھی دے دی، تو پھر کوئی گنجائش نہ رہے گی۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۲۹/۱۸ میرٹھ، ۲۸۷/۱۲ ڈابھیل)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ﴾

[البقرة، جزء آیت: ۲۲۹]

وطلاق السكران واقع إذا سكر من الخمر أو النبيذ وهو مذهب أصحابنا كذا في المحيط. (الفتاویٰ الهندية ۳۵۳/۱ زكريا)

ويقع طلاق كل زوج عاقل بالغ ولو مكرهاً أو سكران زائل العقل فإن طلاقه واقع. (مجمع الأنهر ۳۸٤/۱ بيروت)

وطلاق السكران واقع. (الهداية مع فتح القدير ٤٨٩/۳ بيروت، ٤٧٠/۳ أشرفية ديوبند)

ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل ولو عبداً أو مكرهاً أو هازلاً أو سفيهاً أو سكران ولو بنبيذ أو حشيش أو أفيون أو بنج زجراً، به يفتى، تصحيح القدوري. (شامي ٤٤٤/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۶/۹/۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نشہ کی حالت میں غصہ میں دو مرتبہ طلاق طلاق کہنا؟

سوال (۱۵۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں نشہ کی حالت میں تھا، جب میری بیوی نے مجھ سے بدسلوکی کی، اور مجھے دھکا دیا، جس کی وجہ سے میرے ہاتھ میں چوٹ آئی، تو میرا غصہ اور بڑھ گیا، اور میں نے دو بار طلاق طلاق کہہ دیا، اس وقت تین آدمی جو بالغ تھے، وہاں موجود تھے، طلاق ہوئی یا نہیں؟

نوٹ:- ہم تینوں نے صرف دو مرتبہ طلاق دینا سنا ہے۔ علیم الدین، دلشاد حسین، اعجاز عالم۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں آپ کی بیوی پر دو طلاق رجعی واقع ہوچکی ہے، عدت کے اندر رجعت کی گنجائش ہے، آئندہ اگر ایک طلاق بھی دے دی تو بیوی مغلظہ ہوجائے گی۔

عن ابن المسيب أن علي بن أبي طالب رضي اللّٰه عنه قال: إذا طلق

الـرجـل امـرأتـه فهو أحق برجعتها، حتى تغتسل من الحيضة الثالثة، في الواحدة والثنتين. (السنن الكبرىٰ للبيهقي ۱۱/۳۷۷ رقم: ۱۵۷۹۹)

ولـو قـال لها أنت طالق طالق أو أنت طالق أنت طالق، أو قال قد طلقتک قـد طلقتک، أو قال أنت طالق وقد طلقتک تقع ثنتان إذا كانت المرأة مدخولاً بها. (الفتاویٰ الهندية ۱/۳۵۵ زكريا)

وإذا طـلـق الـرجـل امـرأتـه تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذٰلک أو لم ترض، كذا في الهداية. (الفتاویٰ الهندية ۱/٤٧٠ زكريا)

وقـعـتـا رجـعـيتيـن لو مدخولاً بها كقوله أنت طالق أنت طالق. (الـدر المختار ٤/٤٦٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۲/۴/۱۴۲۴ھ

نشہ کی حالت میں تین طلاق

سوال (۱٦٠): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بھورے نے رات کو تین دفعہ طلاق کا لفظ استعمال کیا؛ لیکن نشے کی حالت میں بے خودی اتنی طاری تھی کہ اپنے ماں باپ کو بھی الٹا سیدھا کہا، جس کی گواہ دو یا چار عورتیں تھیں، جب یہ لفظ استعمال کیا تو اس جگہ والد موجود تھے، یہ عورتیں دوری پر تھیں، اپنے شوہر سے بیوی دو یا تین گز کے فاصلہ پر تھی، اب صبح کو جب ساڑھے آٹھ بجے بھورے کو سوتے سے اٹھایا گیا اور اس سے یہ کہا گیا کہ تو نے رات یہ کیا کیا؟ تو اس نے کہا مجھے کچھ نہیں معلوم، جس کے گواہ بھورے کے والد ماجد حسین افغانی، بھائی عبد الرشید اور چار آدمی جوان کے قریب بیٹھے تھے؛ لہٰذا صورتِ مسئولہ میں یہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں بیوی کو تین دفعہ طلاق دینے کی بنا پر

بھورے کی بیوی بائنہ مغلظہ ہوگئی، اب حلالۂ شرعیہ کے بغیر ان دونوں میں زن وشوئی کا تعلق قائم رہنا جائز نہیں ہے۔

عن سليمان بن يسار يقول: إن رجلا من آل البختري طلق امرأته وهو سكران، فضربه عمر الحد وأجاز عليه طلاقه. (سنن سعيد بن منصور / باب ما جاء في طلاق السكران ۱/۲۷۰ رقم: ۱۱۰۶)

طلاق السكران واقع إذا سكر في الخمر أو النبيذ وهو مذهب أصحابنا.

(شامي ۲٤۱/۳ كراچی، فتاوىٰ رحيميه ۱۵۱/۳)

وإذا قال لامرأته: أنت طالق وطالق وطالق، ولم يعلقه بالشرط إن كانت مدخولة طلقت ثلاثًا. (الفتاوىٰ الهندية ۳۵۵/۱ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۳/۱۰/۲۲ھ

نشہ کی حالت میں طلاق، طلاق، طلاق کہنا؟

سوال (۱۶۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سالہ اور بہنوئی میں لڑائی ہوئی تو سالہ نے بہنوئی کو پٹخ دیا اور بہنوئی بحالتِ نشہ تھا، تو بہنوئی نے لفظ طلاق، طلاق، طلاق، تین مرتبہ استعمال کیا، آیا اس سے طلاق پڑی یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نشہ کی حالت میں حنفیہ کے نزدیک زجراً طلاق پڑ جاتی ہے؛ لہٰذا صورتِ مسئولہ میں تین طلاقیں واقع ہوگئی ہیں، حلالہ کے بغیر رجعت جائز نہیں۔

وطلاق السكران واقع إذا سكر من الخمر أو النبيذ. (الفتاوىٰ الهندية ۳۵۳/۱)

ويقع طلاق كل زوج عاقل بالغ ولو مكرها، أو كان الزوج سكران زائل العقل؛ فإن طلاقه واقع. (مجمع الأنهر ۳۸٤/۱ دار الكتب العلمية بيروت، الفتاوىٰ الهندية

۳۵۳/۱ زکریا، الهداية ۳۵۸/۲، شامي ۲۳۹/۳ کراچی، البحر الرائق ۲٤۷/۳ کوئٹه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۳/۱۲/۲۵ھ

شراب کے نشہ میں تین طلاق دے کر اقرار کرنا؟

سوال (۱۶۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے بڑے لڑکے سردار نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے جو ہر وقت شراب پئے رہتا ہے میرا چھوٹا لڑکا جو ۲۰؍سال کا ہے اس نے سنا وہ یہ کہتا ہے کہ میں نے تین بار سنا کہ طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی، میرے بڑے لڑکے کی بیوی کہتی ہے کہ میں نے نہیں سنا اور لڑکا کہتا ہے کہ طلاق دے دی، طلاق دینے کے بعد بھی کہتا ہے اس بات کی تصدیق کرنی ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: جب کہ طلاق دینے والا لڑکا خود تین طلاق کی تصدیق کرتا ہے اور دوسرے لڑکے نے الفاظ طلاق اس سے سنے بھی ہیں، لہٰذا بلاشبہ بڑے لڑکے کی بیوی پر تین طلاقیں مغلظہ واقع ہوگئی ہیں، اب ان میں زن وشوئی کا تعلق قائم رہنا ہرگز جائز نہیں ہے، گھر والوں کو چاہئے کہ وہ فوراً دونوں میں تفریق کرادیں، واضح رہے کہ نشہ کی حالت میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے، اسی طرح بیوی کا الفاظ طلاق سننا بھی طلاق کے وقوع کے لئے ضروری نہیں ہے؛ بلکہ اگر بیوی سامنے نہ ہو پھر بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

عن أبي لبيد أن عمر رضي اللّٰه عنه أجاز طلاق السكران بشهادة نسوة.

(المصنف لابن أبي شيبة ٥٥٦/٩ رقم: ١٨٢٧٠)

وفي الدر المختار: لو كرر لفظ الطلاق وقع الكل. (شامي ۲۹۳/۳ کراچی)

أو سكران ...... وفي الشامي: وبين في التحرير حكمه أنه إن كان سكره بطريق محرم لايبطل تكليفه فتلزمه الأحكام وتصح عباراته من الطلاق والعتاق.

(شامي ۲۳۹/۳ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۷/۴/۱۴۱۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حالتِ نشہ میں تین طلاق دے کر اِنکار کرنا؟

سوال (۱۶۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو حالتِ نشہ میں متعدد بار ایک ہی مجلس میں لفظ طلاق کا استعمال کیا، اور جب اس کے دماغ سے نشہ ختم ہوا، تو اس سے لوگوں نے اس کی بیوی کی طلاق کی خبر دی، تو اُس نے طلاق سے انکار کردیا اور کہا کہ میں نے طلاق نہیں دی۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ کیا حالتِ نشہ میں دی گئی طلاق حقیقت میں طلاق واقع ہوگی؟ ایک مجلس میں متعدد بار دی گئی طلاق کا ایک طلاق تین طلاق پر واقع ہوگا یا ایک یا دو طلاق پر اگر ایک یا دو طلاق واقع ہوں گی، تو کیا شوہر کو رجوع کرنے کا حق ہوگا یا نہیں اور اس کی کیا صورت ہوگی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نشہ کی حالت میں طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا مسئولہ صورت میں اگر مذکور شخص نے نشہ میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں، تو اس کی بیوی اس کے لئے قطعاً حرام ہوچکی ہے۔ دونوں میں فوری طور پر تفریق لازم ہے اور حلالہ شرعیہ کے بغیر مذکورہ شخص سے اس کا ازدواجی تعلق ہرگز قائم نہیں ہوسکتا، اور حلالہ شرعیہ کی صورت یہ ہے کہ عدت (تین ماہواری) گزرنے کے بعد اس عورت کا کسی دوسرے شخص سے نکاح ہو، پھر وہ اس کے ساتھ شب گزارے، پھر اگر چاہے تو طلاق دیدے، تو اس کی عدت گزرنے کے بعد ہی پہلے شخص سے نکاح جائز ہوسکتا ہے۔

عن عائشة رضي اللّٰه عنها أن رجلاً طلّق امرأته ثلاثا فتزوجت زوجًا فطلّقها قبل أن يمسها فسئل رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أتحل للأول؟ قال

لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (سنن النسائي ٨٤/٢، صحيح مسلم ٤٦٣/١)

عن محمد بن إياس أن ابن عباس وأبا هريرة وعبد الله بن عمر بن العاص رضي الله عنهم سئلوا عن البكر يطلقها زوجها ثلاثا، فكلهم قال: لا تحل له حتى تنكح زوجا غيره. (سنن أبي دائود ٢٩٩/١)

ويقع طلاق كل زوج عاقل بالغ ولو مكرها، أو كان الزوج سكران زائل العقل؛ فإن طلاقه واقع. (مجمع الأنهر ٣٨٤/١ دار الكتب العلمية بيورت، الفتاوىٰ الهندية ٣٥٣/١ زكريا، الهداية ٣٥٨/٢، شامي ٢٣٩/٣ كراچی، البحر الرائق ٢٤٧/٣ كوئٹه)

وإن كان الطلاق ثلاثا في الحرة ...... لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره نكاحًا صحيحًا ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (البحر الرائق ٩٤/٤، فتاوى محمودیه ٢٨٤/١٢ ڈابھیل، آپ کے مسائل اور ان کا حل جدید ٦٤٢/٦، شامي ٥٥٩/١ کراچی)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۰/۲/۱۴۳۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سخت مدہوشی کی حالت میں لفظ ''تاک'' تین مرتبہ استعمال کیا؟

سوال (۱۶۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید جو کہ شراب میں بالکل مدہوش تھا اس مدہوش ہونے کی حالت میں سڑک سے اٹھا کر لائے، زید کے بھائی عمر نے اس کو بری طرح زدوکوب کیا، مارا پیٹا، اس مار پیٹ کے دوران اس نے تین مرتبہ لفظ ''تاک'' کا استعمال کیا، اور تاک تاک تاک؛ لیکن اس کو کوئی ہوش نہیں تھی، اب اس سے پوچھا گیا کہ نشہ کی حالت میں تو نے ان الفاظ کا استعمال کیا ہے، وہ کہتا ہے مجھے بالکل کوئی علم اور خبر نہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا ایسی صورت میں زید کی بیوی ہندہ کو طلاق پڑ گئی یا نہیں؟ اس وقت اس کی بیوی اس کے سامنے موجود نہیں تھی؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بگڑے ہوئے الفاظ سے طلاق کا حکم اس وقت ہوتا ہے، جب کہ وہ طلاق کی صراحۃً یا دلالۃً نیت سے ادا کئے گئے ہوں، اور نشہ والے شخص کی نیت کا کچھ اعتبار نہیں، نیز یہاں یہ الفاظ بھائی کی طرف سے مار پیٹ کے وقت کہے گئے ہیں، اور بظاہر بیوی مخاطب بھی نہیں ہے؛ اس لئے شرابی شخص کی طرف سے مدہوشی کے عالم میں کہے گئے مذکورہ الفاظ سے کسی طلاق کے وقوع کا حکم نہیں دیا جائے گا۔

قلت : عدم التصريح بالا شتراط لا ينافي الاشتراط ...... وقال : لكن لابد في وقوعه قضاءً وديانةً من قصد إضافة الطلاق إليها عالماً بمعناه ولم يصرفه إلى ما يحتمله. (شامي ۲۵۰/۳ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۴/۲/۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نشہ کی حالت میں تین طلاق دینے کے بعد مہر اور نفقہ کا حکم؟

سوال (۱۶۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: (۱) لڑکی کا شوہر آکر بولا گھر کو چل اور وہ شراب پی کر آیا تھا، لڑکی نے کہا تم شراب پی کر آئے ہو میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گی، تمہیں اگر بلا کر لے جانا تھا تو شراب پی کر نہ آتے، اس پر لڑکے نے کہا کہ اگر اب تم نہی جاؤ گی تو میں تجھے طلاق دے جاؤں گا، بس اتنے میں ہی اس نے کہا ناظمین میں تجھے طلاق دی، ناظمین میں نے تجھے طلاق دی، ناظمین میں نے تجھے طلاق دی، ناظمین میں تجھے طلاق دے کر جا رہا ہوں، پھر وہ اٹھ کر چلا گیا، نیچے جا کر پھر یہ کہہ رہا ہے کہ ناظمین کو میرے ساتھ بھیج دو، کافی دیر تک وہ نیچے یہی کہتا رہا، جب نہیں بھیجا گیا تو وہ چلا گیا، اگلے دن پھر آیا اور کہا کہ ناظمین گھر کو چل تو ناظمین نے کہا کہ تم کل طلاق دے کر چلے گئے تھے، لڑکے نے کہا کہ مجھے تو کچھ بھی یاد نہیں ہے اور میں نے تو کچھ بھی نہیں کہا، مجھے تو تم بتا رہی ہو، اور جب

سے روز بلانے آتا ہے اور یہی کہتا ہے کہ مجھے تو کچھ بھی یاد نہیں۔

(۲) مہر ادا کرنا شوہر پر لازم ہے یا نہیں؟

(۳) بچہ ایک سال کا ہے اس کا خرچہ کس پر لازم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) سوال میں ذکر کردہ تمام باتیں اگر حقیقت پر مبنی ہیں تو اس شخص کی بیوی پر تین طلاقیں مغلظہ واقع ہوگئیں، اور نشہ کی حالت میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ (انوار رحمت ۴۲۰)

وأما السكران: إذا طلّق امرأته، فإن كان سكره بسبب محظور بأن شرب الخمر أو النبيذ طوعًا حتى سكر وزال عقله، فطلاقه واقع عند عامة العلماء وعامة الصحابة رضي اللّٰه عنهم أجمعين. (بدائع الصنائع ۳/۱۵۸ زكريا)

ولو قال لزوجته: أنت طالق طالق طالق طلقت ثلاثا. (الأشباه والنظائر ۱/۲۱۹)

(۲) اور شوہر پر بیوی کو پورا مہر دینا لازم ہے۔

والمهر يتأكد بأحد معان ثلاثة: الدخول، والخلوة الصحيحة، وموت أحد الزوجين، سواء كان مسمى أو مهر المثل حتى لا يسقط منه شيء بعد ذٰلک. (الفتاویٰ الهندية ۱/۳۰۳ زكريا)

(۳) اور بچے کا نان ونفقہ اس کے باپ پر لازم ہوگا۔ (فتاویٰ دار العلوم ۱۱/۹۰)

ونفقه الصغير واجبة على أبيه. (الفتاویٰ التاتارخانية ۵/۴۱۲ رقم: ۸۳۳۳ زكريا)

قوله: ولطفله الفقير: أي تجب النفقة والسكنىٰ والكسوة لولده الصغير الفقير. (البحر الرائق / باب النفقة ۴/۳۴۰ رشيديه، كذا في الرد المحتار / باب النفقة ۳/۶۱۲ کراچی، ۵/۳۳۶ زكريا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۷/۳/۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

شراب کے نشہ میں بیوی سے کہا ”اومیری ماں، اومیری بہن میں نے تجھے فارغ خطی دی“

سوال (۱۶۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شوہر نے شراب پی کر بیوی کو دومرتبہ یہ جملہ کہا کہ ”اومیری ماں اومیری بہن میں نے تجھے فارغ خطی دی“ اور بیوی میں پہلے سے کوئی بھی جھگڑا نہیں تھا، ماں بیوی دیورانی تینوں نے براہ راست یہ جملہ سنا ہے، صبح شوہر یہ کہتا ہے کہ میں نے تو کچھ نہیں کہا، مزید صورت حال یہ ہے کہ شوہر کی عمر ۶۰ کے قریب ہے ۲-۳ رلڑکیاں نوجوان شادی کے مرحلہ میں ہیں، شوہر گھر سے باہر رات گذارر ہا ہے، اور شوہر کا کہنا ہے کہ میں مرجاؤں گا بیوی کا بھی یہی کہنا ہے، کہ میں مرجاؤں گی، سارا خاندان اس سے بہت زیادہ پریشان ہے، مسئلہ کا حل تحریر فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہمارے علاقہ کے عرف میں ”فارغ خطی“ کا لفظ صرف طلاق ہی کے لئے مستعمل ہے، اِس لئے مسئولہ صورت میں ایک طلاق بائن کے وقوع کا حکم ہوگا، تجدید نکاح کے بعد دونوں ساتھ رہ سکتے ہیں، حلالہ کی ضرورت نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۹/۱۹۴، فتاویٰ محمودیہ ۱۲/۴۹۶ ڈابھیل) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۹/۱۱/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نشہ میں کہا: ”جاؤ میں نے تمہیں جواب دے دیا“

سوال (۱۶۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: پہلے سے مرد وعورت میں اتفاق ومحبت تھی، کسی وجہ سے شوہر نے نشہ کی حالت میں بیوی کو کہا: جاؤ میں نے تم کو جواب دیدیا، تو کیا واقع میں طلاق ہوگئی یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جس علاقہ میں ''جواب دیا'' کا لفظ عام طور پر طلاق کے لئے مستعمل ہے، وہاں نشہ کی مدہوشی میں بیوی کو ''جواب دیا'' کہنے سے ایک طلاق واقع ہوجائے گی؛ کیوں کہ عرفِ عام کی وجہ سے قرینہ یہی ہے کہ یہ جملہ طلاق کے لئے استعمال ہوا ہے، اور نشہ میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

فإن سرحتک كناية؛ لكنه في عرف الفرس غلب استعماله في الصريح، فإذا قال: ''رہا کردم'' أي سرحتک يقع به الرجعي مع أن أصله كناية أيضًا. (شامي ٥٣٠/٤ زكريا)

إن كان سكره بطريق محرم لا يبطل تكليفه فتلزمه الأحكام وتصح عباراته من الطلاق والعتاق. (شامي ٤٤٤/٤ زكريا)

فالكنايات لاتطلق بها قضاء إلا بنية أو دلالة الحال. (الدر المختار ٥٢٨/٤ زكريا، كذا في الفتاوىٰ التاتارخانية ٤٥٧/٤ رقم: ٦٦٦٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۴/۵/۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نشہ کی حالت میں تعلیقِ طلاق

سوال (۱۶۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حامد کی دو بیویاں ہیں، ایک دن اس نے شراب کے نشہ میں چور ہوکر ایک بیوی سے یہ الفاظ کہہ دیئے کہ اگر تو نے اپنی ماں سے بات چیت کی تو تجھے تین طلاقیں، بعد میں اس نے کہا کہ میری اسی دن بات چیت سے روکنے کی نیت تھی، دوبارہ پوچھنے پر اس نے کہا تین ماہ تیرہ دن بات چیت سے روکنے کی نیت سے میں نے منع کیا تھا لڑکی کی ماں بیمار رہتی ہے اور اس کے سوا ماں کا کوئی سہارا نہیں ہے؛ لہٰذا کوئی حل کتاب وسنت کی روشنی میں تحریر فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ شخص نے شراب پی کر گناہ عظیم کا ارتکاب کیا ہے؛ لہٰذا اُس پر صدق دل سے توبہ کرنا لازم ہے؛ تاہم اگر حامد کی بیوی نے حامد کے مذکورہ الفاظ کہنے کے بعد اپنی ماں سے بات کی تو تینوں طلاقیں پڑجائیں گی، حامد کی نیتوں کا اعتبار نہیں، اب طلاق سے بچنے کیلئے صرف دو ہی صورتیں ہیں: ایک یہ ہے کہ ماں کی خدمت کرتی رہے بات نہ کرے، دوسری صورت یہ ہے کہ ایک طلاق دے کر اس سے بے تعلق ہوجائے، جب عدت تین حیض ختم ہوجائے تو حامد کی بیوی اپنی ماں سے بات کرسکتی ہے، نیز اب اگر حامد دوبارہ اپنی بیوی سے نکاح کرلیتا ہے تو اب بیوی کے اپنی ماں سے بات چیت کرنے سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی؛ کیوں کہ شرط کا تحقق ایسی حالت میں ہوا کہ وہ بیوی محل طلاق نہیں رہی؛ بلکہ مطلقہ ہوکر انقضاء عدت کے بعد اَجنبیہ بن گئی۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ [المائدة: ٩٠]

عن جابر رضي اللّٰه عنه أن رجلاً قدم من جيشان، وجيشانُ من اليمن فسأل رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن شرابٍ يشربونه بأرضهم من الذُّرةِ، يقال له: المُزرُ، فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: أَوَ مسكرٌ هو؟ قال: نعم، قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: كل مسكر حرام، وإن عند اللّٰه عهدًا لمن يشرب المسكر أن يسقيه من طينة الخبال. قالوا: يا رسول اللّٰه! وما طينة الخبال؟ قال: عرقُ أهل النار أو عصارةُ أهل النار. (صحيح مسلم رقم: ٢٠٠٢، سنن النسائي ٣٢٧/٨، الترغيب والترهيب رقم: ٣٦١٨ بيت الأفكار الدولية)

فحيلة من علق الثلاث بدخول الدار أن يطلقها واحدة، ثم بعد العدة تدخلها فتنحل اليمين فينكحها. (شامي ٦٠٩/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۵/۷/۱۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نیم بے ہوشی میں بے مقصد بلا اختیار زبان سے الفاظِ طلاق نکل گئے

سوال (۱۶۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی شخص کو بجلی کا شارٹ لگنے کی وجہ سے اس کا دل ودماغ دیوانگی کی سی حالت اختیار کر گیا اور وہ شخص اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھا، اس وقت اس کی زبان سے صرف ایک ہی لفظ بہت سی مرتبہ نکلا، سننے والے جو موجود تھے وہ بھی بتاتے ہیں کہ قریب ۸-۱۰/ مرتبہ اس نے لفظ طلاق کہا (جب کہ بیوی نہ سامنے موجود تھی اور نہ کوئی جھگڑا وتکرار تھی) اس کے آگے اور پیچھے کسی اور لفظ کی تکرار یا ادائیگی نہیں کی گئی، اور لفظ طلاق کی تکرار ختم کرنے کے بعد قطعی طور پر ہوش نہ رہا، ساری رات ہوش نہیں آیا، صبح کو قریب ۱۲/ بجے ہوش آیا، ڈاکٹر کو دکھایا گیا تو ڈاکٹر نے گلوکوز کی بوتلیں چڑھائیں؛ لہٰذا اس حالت میں اس کی بیوی کو طلاق ہوئی یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سائل اگر بیان واقعہ میں سچا ہے تو اس کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی زبان سے الفاظ طلاق ادا ہوتے وقت نہ تو نیت طلاق تھی اور نہ عورت کی طرف نسبت اور نہ ہی غصہ یا مذاکرۂ طلاق کی حالت تھی؛ بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے بجلی کی شارٹ کی وجہ سے نیم بے ہوشی میں بلا اختیار اور بے مقصد اپنی زبان سے یہ الفاظ ادا کئے ہیں، لہٰذا صورتِ مسئولہ میں شخص مذکور کی بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوئی ہے۔

کما تستفاد من عبارۃ الشامیۃ: لما مر أن الصریح لایحتاج إلی النیۃ ولٰکن لابد في وقوعہ قضاء ودیانۃً من قصد إضافۃ لفظ الطلاق إلیہا عالماً بمعناہ ولم یصرفہ إلیٰ ما یحتملہ کما أفادہ في الفتح وحققہ في النہر. (شامي ۲۵۰/۳ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۴۱۱/۱۰/۲۷ھ

شراب کے عادی کا شراب نہ پینے کی وجہ سے پیدا ہونے والے جنون میں بیوی کو طلاق دینا؟

سوال (۱۷۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص مجید تیس سال کے زائد عرصہ سے شراب کا عادی ہے، اور ہر وقت دھت رہتا ہے، بغیر شراب کے اس کا گذارا نہیں، ایسا عادی کہ کسی کے عار دلانے یا نصیحت کرنے سے شراب چھوڑ دیتا ہے؛ لیکن شراب چھوڑنے کی وجہ سے اس پر دیوانگی طاری رہتی ہے، جس کے سبب گھر والوں کو مغلظات اور اہل محلّہ سے جنگ وجدال کرتا رہتا ہے، ایسے میں اگر کوئی سمجھاتا ہے تو اس کی بھی خیریت نہیں، اور اس ترک شراب کے نشہ میں اپنی بیوی سے کہتا ہے کہ تجھے تین طلاق، تو کیا اس حالت نشہ میں جو مساوی ہے نشہ سکر سے طلاق واقع ہوگئی؟ یاد رہے کہ ترک شراب کا نشہ نشۂ سکر سے بدتر ہے؛ کیوں کہ نشہ وسکر میں مجید نے اپنے اوپر قتل کا اقبال کیا بھی ہے۔ حالاں کہ سب جانتے ہیں کہ یہ اقبال غلط ہے؛ کیوں کہ وہ ایسا آدمی نہیں ہے اس نے کبھی کسی کو قتل نہیں کیا، صرف ترک شراب کی دیوانگی میں وہ ایسا کہہ رہا ہے، یہی اہل محلّہ اور عزیز وا قارب کی رائے ہے، اس لئے کسی نے بھی اس کے اقبال جرم کی طرف توجہ نہ دیتے ہوئے اس کے خلاف تھانہ وغیرہ میں رپورٹ نہیں درج کرائی، اور اسی حالت دیوانگی میں وہ اپنی بیوی کو مذکورہ جملہ بول دیتا ہے، تو شرعاً کیا اس کا قول قبول ہے اور وہ کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ میں نے طلاق دی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال میں ذکر کردہ واقعہ اگر صحیح ہے اور شخص مذکور پر اگر واقعی ترک شراب کی وجہ سے جنون کی کیفیت طاری ہوگئی ہے، اور اِسی حال میں اُس نے اپنی بیوی کو طلاق کے کلمات کہے ہیں، تو اِن کلمات کا شرعاً اعتبار نہیں ہے، اُس کی بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی۔

وسئل نظما فيمن طلق زوجته ثلاثاً في مجلس القاضي وهو مغتاظ مدهوش، فأجاب نظماً أيضاً بأن الدهش من أقسام الجنون فلا يقع، وإذا كان يعتاده بأن عرف منه الدهش مرة يصدق بلا برهان. (شامي ٤٥٢/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۵/۴/۱۴۲۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ایسے مدہوش کی طلاق جس کو یاد دلانے پر طلاق دینا یاد آجائے؟

سوال (۱۷۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق طلاق طلاق تین سے زائد بار ایک ہی دفعہ میں کہہ دیا؛ لیکن وہ کہتا ہے کہ وہ ہوش میں نہیں تھا اور کہتا ہے کہ اس نے کیا کہا اس موقع پر اسے کچھ پتہ نہیں، لوگوں کے بتانے پر وہ سمجھ پایا کہ اس نے طلاق ہی کہا ہے، پھر وہ اپنے اس فعل پر بے حد نادم بھی ہے، اتنا کہ سخت افسوس میں گھرا ہوا ہے کہ اس کی ندامت دیکھ کر دوسرے لوگ متأسف ہیں۔ علاوہ ازیں قریبی لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ یہ تو بہت زیادہ ہوتا رہتا ہے، تو کیا اس طرح طلاق پڑ جاتی ہے، اس لئے کہتے ہیں کہ صلح ومصالحت کی راہ نکالی جائے کہ کچھ دنوں کے لئے زوجین میں افتراق رکھی جائے، بدلتے حالات کے مطالعہ کے بعد پھر سے ازدواجی زندگی زوجین شروع کردیں، کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ لڑکی حالت حمل میں ہے؛ اس لئے طلاق نہیں پڑے گی اور یہ بھی کہ جب عورت نے طلاق قبول ہی نہیں کی تو پھر طلاق کیسی؟ صورتِ مسئولہ میں جواب مطلوب یہ ہے کہ کیا طلاق پڑے گئی؟ اگر پڑی تو طلاق کی کونسی قسم پڑی؟ پھر لڑکے کی حد درجہ ندامت کا کیا کیا جائے؟ مزید یہ کہ لوگوں کے اقوال کہاں تک درست ہیں؟ کیا وہ نافذ العمل ہوسکتے ہیں، نافذ کرنے والوں کا رجحان بھی مصالحتی جانب ہے، کیا یہ درست ہے؟ کیا حلالہ کئے بغیر کوئی اور راستہ مسئلہ کے حل کے لئے ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال کے یہ الفاظ لوگوں کے بتانے پر سمجھ پایا کہ اس

نے طلاق ہی کہا ہے، یہ خود اس بات کی دلیل ہے کہ طلاق دیتے وقت وہ ایسا مدہوش نہیں تھا کہ اسے یاد ہی نہ ہو کہ اس نے کیا کہا ہے؛ لہٰذا مذکورہ صورت میں اس کی بیوی پر تین طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہیں، اور اب حلالہ شرعیہ کے بغیر اس سے زوجیت کا تعلق قطعاً حرام ہے، اس معاملہ میں صلح ومصالحت کی کوئی گنجائش نہیں اور شرعاً حالت حمل میں بھی طلاق پڑ جاتی ہے، چاہے عورت قبول کرے یا نہ کرے؛ لہٰذا جو لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ حمل کی وجہ سے یا لڑکی کے قبول نہ کرنے کی وجہ سے طلاق نہیں پڑتی، ان کی بات محض جہالت پر مبنی ہے جس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

قال في الولوالجية: إن كان بحال لو غضب يجري على لسانه ما لا يحفظه بعده جاز له الاعتماد على قول الشاهدين. (شامي ٤٥٣/٤ زكريا)

طلاق الحامل يجوز عقيب الجماع. (الهداية ٣٥٦/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۳/۵/۱۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پاگل اور مجنون کی طلاق کا حکم

پاگل کی طلاق

سوال (۱۷۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک پاگل آدمی نے اپنی بیوی کوطلاق دی، پھر دوسرے بھائی نے نکاح کرلیا، اس سے اول تو پاگل کی طلاق واقع نہیں ہوتی، پھر جس نے نکاح کیا اس سے لڑکا پیدا ہوگیا، اب وہ اس بیوی کو چھوڑ دیں، بچہ پیدا ہونے کے بعد تو اس بچہ کا خرچ کس پر ہے، اور اس آدمی کی سزا کیا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پاگل کی طلاق معتبر نہیں؛ لہٰذا اس عورت کا دوسرے بھائی سے نکاح درست نہ ہوا، بچہ پاگل شخص کا ہی شمار ہوگا اور خرچ بھی اسی پر ہے۔

أخرج البخاري تعليقا: قال علي رضي الله عنه: وكل طلاق جائز إلا طلاق المعتوه. (صحيح البخاري ۷۹٤/۲ رقم الباب: ۱۱)

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: الولد للفراش وللعاهر الحجر. (سنن النسائي، كتاب الطلاق / باب إلحاق الولد بالفراش ۱۱۰/۲ رقم: ۳٤۷۹ دار الفكر بيروت)

لا يقع طلاق المجنون والمدهوش والنائم. (شامي ٤٥۰/٤ زكريا، ۲٤۲/۳ كراچی، مجمع الأنهر ۲/۱۰، الهداية ۳۵۸/۲ بيروت) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۱۶/۱۱/۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پاگل کا نکاح اور اس کی طلاق کا حکم

سوال (۱۷۳۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ تقریباً سوا دو سال پہلے ہوا تھا، نکاح سے پہلے لڑکی والوں کو یہ علم نہیں تھا کہ لڑکا پیدائشی پاگل ہے (خیال رہے کہ ڈاکٹروں نے بھی یہ بتایا ہے کہ یہ کبھی تندرست نہیں ہوسکتے) پاگل پن کی کیفیت یہ ہے کہ راستے میں مل جائیں، تو پہنچانتے نہیں، اور جاڑوں کے موسم میں ننگے ہوکر چھت پر سوتا ہے، اگر کسی طرح کمرہ میں کردیا جائے تو ننگے ہوکر گھر میں کولر پنکھا چلاکر سوتا ہے، اگر پیسے دیدیئے جائیں تو فقیروں میں تقسیم کردیتے ہیں، اگر کچھ کہلوانا چاہیں تو اس جملہ کو اُن کے سامنے بار بار کہا جاتا ہے۔ شادی کے ایک سال دو ماہ بعد لڑکے نے لڑکی سے کہا کہ جب تم نے بار بار کہا ہے اور گھر والوں کے سامنے بھی کہا ہے۔ (۱) کیا پاگل کا نکاح منعقد ہوسکتا ہے؟ جب کہ اس کو زبردستی دولہا بنا کرلایا گیا، وہ شادی کے لئے راضی نہیں تھا؟ (۲) لڑکے نے جو جملہ کہا ہے اس سے طلاق واقع ہوسکتی ہے یا نہیں؟ نیز لڑکی کو خیار مل سکتا ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر ولی کے واسطہ سے مذکورہ دماغی مریض کا نکاح ہوا ہے، تو یہ نکاح منعقد ہو چکا ہے، اب اس شخص نے شادی کے ایک سال بعد جو کلمات کہے کہ ’’جب تم چاہو آزادی لے سکتی ہو‘‘ اور ’’میں تمہیں طلاق دے دوں گا‘‘ ان سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی؛ کیوں کہ اولاً یہ طلاق کے وقوع کے الفاظ نہیں؛ بلکہ محض دھمکی کے الفاظ ہیں، دوسرے یہ کہ اگر وہ شخص واقعی دماغی مریض ہے، تو اس کی طلاق صریح کا بھی کوئی اعتبار نہیں، اس سے تفریق اُسی وقت ہوسکتی ہے جب کہ وہ صحت مند ہوکر طلاق دے، یا پھر اس کا معاملہ محکمۂ شرعیہ میں پیش کیا جائے اور وہ حسبِ ضابطۂ شرعیہ تفریق کا فیصلہ کرے۔

وهو أي الولي شرط صحة نكاح صغير ومجنون. (الدر المختار مع الشامي ٤/١٥٥ زكريا)

لایقع والمعتوہ من العتہ، وهو اختلال في العقل. (الدر المختار ٤٥١/٤ زکریا)
فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۱/۱۴۳۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جنون کی حالت میں طلاق کا حکم

سوال (۱۷۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عبد الوہاب نامی ایک شخص طویل عرصہ سے دمہ کا مریض ہے، مزاج نہایت چڑچڑا ہو چکا ہے، اور اب عرصہ چار ماہ سے جگر میں زخم وچھالہ ہونے کی وجہ سے ایک ہسپتال میں رہا، امراض کی شدت کی وجہ سے دماغی توازن اتنا بگڑ چکا ہے کہ ہر وقت جنون کی کیفیت رہتی ہے، بیوی بچوں کو مارنا پیٹنا بھی، شعور آنے پر افسوس کرنا، ایسی حالت میں اس نے اپنی بیوی کو طلاق کے الفاظ کہے اور اسے یاد نہیں کہ طلاق دی تھی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر ذکر کردہ واقعہ صحیح ہے اور عبد الوہاب نے واقعۃً جنون کی حالت میں بیوی کو طلاق دی ہے، اور اسے طلاق دینا یاد بھی نہیں ہے، تو اس صورت میں بیوی پر طلاق واقع نہ ہوگی۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: کل طلاق جائز إلا طلاق المعتوہ المغلوب علی عقله. (سنن الترمذي ٢٢٦/١ رقم: ١٢٠٢)

لا يقع طلاق ...... المجنون. (درمختار) وإما لخروج مزاج الدماغ عن الاعتدال بسبب خلط أو آفة، رجل عرف أنه كان مجنوناً فقالت له امرأته طلقتني البارحة فقال أصابني الجنون ولا يُعرف ذٰلک إلا بقوله، کان القول قوله. (شامي ٢٤٣/٣ کراچی، ٣٣٢/٤ بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۹/۶/۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جنون سے متاثر شخص کی طلاق

سوال (۱۷۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید عالم دین بھی ہے، حافظ قرآن بھی ہے، فراغت کے بعد زید نے ایک مدرسہ میں تین سال پڑھایا بھی ہے، شادی ہونے کے بعد بعض حالات کی بنا پر زید سے ایسے کام صادر ہونے لگے جو ایک صاحب عقل آدمی نہیں کرسکتا، مثلاً خودکشی کرنا، اپنے والدین کے ساتھ مار پیٹ کرنا، ایک مسلم ڈاکٹر کو دکھایا گیا تو اُنہوں نے جنون بتایا، کہ جنون کی بیماری لاحق ہوگئی ہے، اس کا علاج آٹھ مہینہ یا چھ مہینہ ہے، احقر دو مہینہ اس کا علاج کرا بھی چکا ہے، اسی درمیان اس نے اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں تین طلاق دے کر بھیج دیا، غصہ کی حالت میں احقر کا دماغ بالکل کام نہیں کرتا، ڈاکٹر صاحب کا کہنا ہے کہ یہ جنون کی کیفیت ہوتی ہے، تو کیا ایسی صورت میں تین طلاق واقع ہوجائیں گی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر زید کو طلاق دینا یاد ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس پر ایسی کیفیت کا غلبہ نہیں ہے جس میں دماغ بالکل ماؤف ہوجاتا ہے؛ لہٰذا اگر اس نے اس کیفیت میں طلاق دی ہے تو اس کی بیوی پر تین طلاقیں واقع ہوجائیں گی، حلالۂ شرعیہ کے بغیر اس بیوی سے ازدواجی رشتہ قائم نہیں ہوسکتا۔

فالذی ینبغي التعویل علیه في المدهوش ونحوه إناطة الحکم بغلبة الخلل في أقواله وأفعاله الخارجة عن عادته. (شامي ٤٥٣/٤ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۰/۴/۱۴۲۶ھ

حالتِ جنون میں چار مرتبہ طلاق دینا؟

سوال (۱۷۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرا بیٹا زید تقریباً ڈھائی سال سے دماغی مریض ہے، عام حالات میں ٹھیک رہتا ہے؛ لیکن

کبھی کبھی اس پر ایسا جنون سا اٹھتا ہے کہ اپنے ماں باپ اور گھر والوں کو برا بھلا کہنے لگتا ہے، اور گھر کی چیزیں اٹھا کر توڑنے پھوڑنے لگتا ہے، پندرہ بیس منٹ یہ کیفیت رہتی ہے، پھر ٹھیک ہو جاتا ہے، اسی طرح چند روز پہلے اس نے اسی جنون کی کیفیت میں اپنی بیوی کو کئی بار طلاق دے دی، جب زید ہوش میں آیا تو دیکھا بیوی رو رہی ہے، تو زید نے پوچھا کیا بات ہے؟ تو زید کی بیوی بولی تم نے چار بار طلاق کا لفظ کہا ہے، تو زید کہتا ہے کہ میں نے کوئی طلاق نہیں دی، اور اگر جنون میں دی ہے تو مجھے پتہ نہیں ہے، میں نے کیا کہا اور کتنی بار کہا؟ ایسی صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

نوٹ:- زید حلفیہ کہتا ہے کہ مجھے طلاق کے سلسلہ میں کچھ پتہ نہیں ہے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال میں ذکر کردہ واقعہ اگر صحیح ہے اور واقعی زید نے جنون اور مدہوشی کی حالت میں طلاق کے الفاظ ادا کئے ہیں، تو اس کی بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی۔

عن علي رضي اللّٰه تعالىٰ عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: رفع القلم عن ثلاث ...... وعن المعتوه حتى يعقل. (سنن الترمذي ٢٦٣/١ رقم: ١٤٤٣، سنن أبي داؤد ٦٠٥/٢ رقم: ٤٤٠٣)

رجل عرف أنه كان مجنوناً فقالت له امرأته: طلقني البارحة فقال: أصابني الجنون ولا يعرف ذٰلك إلا بقوله كان القول قوله. (شامي ٤٥١/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/۱/۱۴۲۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دماغی خلل سے متأثر ہو کر طلاق کا کلمہ زبان سے نکالنا؟

سوال (۱۷۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص کے دماغ کی حالت ایسی ہے جب بھی وہ تنہا رہتے ہیں تو خود بخود بولتے ہیں، اگر وہ شخص اپنے لئے ترقی تصور کرتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور بولتے ہیں اور اگر تنزلی تصور کرتے ہیں، تو پریشان اور بکواس بکتے ہیں، اگر اس وقت میں کوئی آجاتا ہے، تو خاموش تو ہو جاتے ہیں؛

لیکن دماغ اسی میں ملوث رہتا ہے، جو اُنہوں نے پہلے سوچا ہے، ایک مرتبہ وہ شخص اکیلا مسجد میں بیٹھا ہوا تھا پہلے تو کلام پاک پڑھا، جہاں سے زبان پر آیا اور پڑھتے ہوئے اچانک یہ لفظ نکلا (صرف ایک طلاق) جب یہ لفظ نکلا تو طلاق کی بالکل نیت نہیں تھی، یہاں تک کہ اس کی بیوی اس کے تصور وخیال میں بھی نہیں تھی، اور یہ بھی نہیں نکلا کہ میری بیوی یا دی یا دوں گا، اس سے معلوم کیا گیا کہ جب یہ لفظ نکلا تو آپ کا دھیان کہاں تھا، اس نے بتایا کہ اس وقت بیوی تو قطعاً تصور میں نہیں تھی؛ بلکہ خیالوں ہی خیالوں میں ساس سے ناراضگی چل رہی تھی اور یہ ناراضگی صرف خیالوں میں ہی محدود تھی، حقیقت میں نہیں ہے، جیسا کہ اوپر اس کی عادت کا ذکر کیا گیا، اور حال یہ ہے کہ وہ شخص اکیلا مسجد میں بیٹھا ہوا ہے، آخر کار اس کی زبان سے یہ لفظ نکلا (صرف ایک طلاق) اور یہ بھی وضاحت نہیں کی کہ میری بیوی یا دی یا دوں گا اور طلاق کی نیت تو دور ہے، اس وقت اپنی بیوی سے خوش ہے تو اس صورت میں طلاق رجعی ہوئی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص نے بلا کسی نیت کے اپنے دماغی خلل سے متأثر ہوکر طلاق کا کلمہ زبان سے نکالا ہے؛ لہٰذا ایسی حالت میں اس شخص کی طلاق کا شرعاً کوئی اعتبار نہ ہوگا اور اس کی بیوی بدستور اس کے نکاح میں رہے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۹/۱۹۸، ۲۲۳)

الثالث من توسط بين المرتبتين بحيث لم يصر كالمجنون فهٰذا محل النظر والأدلة تدل على عدم نفوذ أقواله، ملخصاً من شرح الغاية الحنبلية. (شامي ٤/٥٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۴/۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

’’مالی خولیا‘‘ کی طلاق

سوال (۱۷۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: زید کی عمر۷۲/سال ہے اوران کی منکوحہ کی عمر ۷۰/سال ہے، شادی کو ۴۹/سال ہو گئے ہیں، ابھی تک زندگی اچھی طرح گذری، تقریباً ۹/ ماہ سے زید بعارضۂ فالج مبتلا ہو گیا، جس کی وجہ سے ایک ہاتھ اور پیر مفلوج ہو کر بیکار ہو گئے، چلنے پھرنے سے معذور ہے، نیز تقریبا ۳/ ماہ سے زائد عرصہ گذر گیا کہ زید مالیخو لیا (دماغ میں خراب خیالات آنا) کے مرض کا بھی شکار ہے، جس کے اثر سے غیر معمولی افعال درج ذیل سرزد ہوئے۔

(۱) اپنی بیٹیوں سے کہتا ہے کہ روزانہ نہ آیا کرو۔

(۲) بہوؤں سے ترک گفتگو۔

(۳) دو بیٹیوں سے بھی ترک گفتگو۔

(۴) ایک بیٹے کو عاق کرنا۔

(۵) عیادت کے لئے آنے والوں سے زجر وتوبیخ کرنا۔

(۶) بیت الخلاء کا ٹب مہترانی سے پھینکوانا، گھر کے کسی فرد سے خدمت نہ لینا۔

(۷) گھر کا کھانا نہ کھانا بازار سے منگوا کر کھانا۔

(۸) اپنی منکوحہ سے کبھی ترک گفتگو اور کبھی جھگڑا اور طلاق کی دھمکی دینا۔

(۹) بچوں سے جھنجھلانا اور کبھی پیار کرنا۔

(۱۰) زید نے ۸/مئی ۲۰۰۵ء کو پہلی طلاق طلاق رجعی کہہ کر دیدی، پھر ایک ہفتہ کے اندر رجوع کرلیا، پھر اس کے بعد بتاریخ ۵/اگست ۲۰۰۵ء کو پھر طلاق دی، پھر ۲، ۳/روز کے بعد رجوع کرلیا، پھر اس کے بعد ۲۷/اگست ۲۰۰۵ء کو صبح سے کسی بات پر تکرار ہو رہی تھی، اس پر بات بڑھتی گئی، دونوں اپنی اپنی کہہ رہے تھے، کوئی کسی کی بات سمجھ نہیں رہا تھا، زید نے اپنی منکوحہ سے کہا کہ اگر تو نہیں مانی تو آخری لفظ بھی کہہ دوں گا (طلاق) منکوحہ نے جواب میں کہا کہ تم کو آج جو کہنا ہے کہہ ڈالو، تو زید نے آخری لفظ طلاق (مالیخو لیا اور بلڈ پریشر کے غلبہ میں) کہہ دیا، مذکورہ بالا تحریر کے مطابق مذکورہ تحریر کردہ حالات کے پیش نظر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

نوٹ:- جس وقت یہ بات ہوئی تھی زید کو مالیخو لیا صدفی صد تھا، اس کے بعد مسلسل

علاج چل رہا ہے، اب صحت یاب ہونے کے بعد اپنے کیے پر نادم ہے، آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ مذکورہ تحریر کردہ حالات میں دی ہوئی طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں زید کا با قاعدہ طلاق رجعی دینا پھر رجوع کر لینا، پھر دوسری مرتبہ ایسا ہی کرنا اور تیسری مرتبہ یہ کہنا کہ آخری لفظ بھی کہہ دوں گا اور پھر تکرار کے وقت تیسری طلاق دیدینا یہ سب باتیں اس بات کی دلیل ہیں کہ اس کے ہوش وحواس بالکل مختل نہیں تھے؛ بلکہ اسے یہاں تک معلوم تھا کہ کون سی طلاق کے بعد رجعت ہوتی ہے اور کس آخری طلاق کے بعد یہ حق باقی نہیں رہتا اور بظاہر یہ سب واقعات اسے یاد بھی ہیں؛ اس لئے بعد میں ندامت کا اظہار کر رہا ہے، اس لئے اسے مجنون کے درجہ میں نہیں؛ بلکہ خفیف العقل کے درجہ میں رکھا جائے گا، اور اس کی دی ہوئی طلاقیں واقع مانی جائیں گی اور اس کی بیوی مطلقہ مغلظہ قرار پائے گی، اس مسئلہ کے بارے میں علامہ شامیؒ نے طویل بحث فرمائی ہے، اور آخر میں لکھا ہے کہ مجنون کے اقوال کا عدم اعتبار اس وقت ہے، جب کہ اسے اپنی کہی بات بعد میں بالکل یاد ہی نہ رہے۔ اور یہاں بظاہر ایسی صورت نہیں ہے، اس لئے طلاق کا اعتبار کیا جائے گا۔

فالذي ينبغي التعويل عليه في المدهوش ونحوه إناطة الحكم بغلبة الخلل في أقواله وأفعاله الخارجة عن عادته، وكذا يقال في من اختل عقله لكبر أو لمرض أو لمصيبة فاجأته الخ، ثم رأيت مايؤيد ذلک الجواب، وهو أنه قال في الولواجية: إن كان بحال لو غضب يجري على لسانه مالا يحفظه بعده جاز له الاعتماد على قول الشاهدين، فقوله: لايحفظه بعده صريح فيما قلنا. (شامي ٤/٤٥٣ زكريا)

اور شروع میں دس نمبروں میں آپ نے جو حالات لکھے وہ مرض اور بڑھاپے کی عمر میں طبعی انقباض کی وجہ سے عموماً پیدا ہو جاتے ہیں؛ اس لئے ان پر حکم کا مدار نہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۱۰/۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تعویذ پلاکر جس کا دماغ خراب کردیا گیا ہو، اُس کی طلاق کا حکم

سوال (۱۷۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک بزرگ شخص نام عظمت اللہ کی عمر تقریباً ۸۰؍سال ہے، ان کے باپ دادا کے ورثہ کی کچھ زمین ہے، اس زمین پر ان کے قریبی عزیز قبضہ کئے ہوئے ہیں، وہ اس زمین کو ناجائز طریقہ پر اپنی ملکیت بنانا چاہتے ہیں، جب ان کا کوئی بس نہ چلا، تو اُنہوں نے عملیات کے ذریعہ سے ان کا دماغ ماؤف کرادیا اوران کے دماغ کی حالت اتنی خراب کرادی کہ پاگلوں جیسی باتیں کرنے لگے۔ اسی دماغی توازن خراب ہونے کی حالت میں اپنی بیوی کو مار پیٹ کر تین مرتبہ طلاق دیدی، اب ان کا روحانی علاج تعویذ کے ذریعہ کرایا جارہا ہے، اوران کی حالت قدرے ٹھیک ہوتی جارہی ہے، آپ سے درخواست ہے کہ اس مضمون کی روشنی میں شریعت کے مطابق تحریر فرمائیں کہ کیا ایسی مجنونی حالت میں طلاق مانی جائے گی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر مذکورہ واقعہ بالکل صحیح اور درست ہے اور عظمت اللہ کا دماغ واقعی تعویذ وغیرہ کھلا پلا کر اس طرح ماؤف اور خراب کردیا گیا ہے کہ انہیں اچھے اور برے کی تمیز باقی نہ رہی ہو تو ایسی صورت میں طلاق واقع نہ ہوگی، اس لئے کہ یہ مجنون کے درجہ میں ہیں۔

لایقع طلاق المولیٰ علی امرأۃ عبدہ والمجنون. وفي الشامیۃ: الجنون اختلال القوۃ الممیزۃ بین الأمور الحسنۃ والقبیحۃ المدرکۃ للعواقب بأن لا تظہر اٰثارہا وتتعطل أفعالہا ...... وإما لخروج مزاج الدماغ عن الاعتدال بسبب خلط أو اٰفۃ، وإما لاستیلاء الشیطان علیہ وإلقاء الخیالات الفاسدۃ إلیہ. (شامي ۲۴۳/۳ کراچی، ۴۵۰/۴ زکریا)

اور اگر تعویذ سے ایسی خراب حالت نہ ہوئی ہو تو پھر بلا شبہ طلاق واقع ہوجائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۸/۵/۱۴۱۴ھ

لڑکے پر پاگل ہونے کا الزام لگا کر طلاق کو باطل کرنے کا حیلہ کرنا؟

سوال (۱۸۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: لڑکے اور لڑکی کے وارثین یا کوئی ایک فریق لڑکے پر طلاق کے باطل ہونے کے خیال سے پاگل و دیوانہ ہونے کی تہمت لگا کر لڑکے کے گھر میں زور وز بردستی، جبراً وقہراً رکھتے ہوں اور لڑکا اس مطلقہ عورت کو نکالنے پر قادر نہ ہو، تو لڑکے (شوہر) کی عدم موجودگی میں پیدا شدہ اولادوں کے وارث کون ہوں گے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: طلاق دینے والا شخص اگر ہوش وحواس میں طلاق دے تو اس کی طلاق یقیناً واقع ہو جائے گی، اور خواہ مخواہ اسے پاگل قرار دینے سے اس کی طلاق کو باطل قرار نہیں دیا جائے گا، اور اس کے لئے اس کی مطلقہ بائنہ بیوی حلال نہ ہوگی، شوہر پر لازم ہے کہ اس سے علیحدگی اختیار کرے۔ اور جو لوگ اس کو زبردستی شوہر کے ساتھ رکھنے پر مصر ہیں وہ سخت گنہگار ہیں اور طلاق مغلظہ کی عدت گذرنے کے بعد اس عورت کے یہاں جو اولاد ہوگی وہ طلاق دینے والے شوہر کی طرف منسوب نہ ہوگی۔

ويقع طلاق كل زوج عاقل بالغ. (البحر الرائق ٢٤٤/٣)

وكذا المقرة بمضيها، لو لأقل من أقل مدته من وقت الإقرار، ولأقل من أكثرها من وقت البت للتيقن بكذبها وإلا لايثبت لإحتمال حدوثه بعد الإقرار.

(الدر المختار مع الشامي / باب العدة ٢٣٦/٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۶/۱۱/۱۹ھ

طلاقِ صریح یا حکماً صریح

طلاقِ رجعی اور طلاقِ بائن میں فرق؟

سوال (۱۸۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: طلاقِ رجعی اور طلاقِ بائن میں کیا فرق ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاقِ رجعی اس طلاق کو کہا جاتا ہے جس میں عدت کے اندر بلا نکاح جدید اور عدت کے بعد بنکاح جدید بلا حلالہ بیوی سے رجوع کا اختیار رہے، مثلاً ایک یا دو مرتبہ صریح الفاظ سے طلاق دینا۔ اور طلاقِ بائن کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ عدت کے اندر یا عدت کے بعد نکاح جدید کے بغیر بیوی سے رجوع کا حق نہ رہے بائنہ ہی کی ایک قسم مغلظہ (تین طلاقیں) ہیں جن میں حلالہ کے بغیر رجوع کا حق نہیں رہتا، اگر ایک یا دو طلاق بائن دی جائیں تو نکاح جدید کے لئے حلالہ کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔

أما الطلاق الرجعي: فالحكم الأصلي له هو نقصان العدد، فأما زوال الملک وحل الوطئ، فليس بحكم أصلي له لازم، حتى لا يثبت للحال، وإنما يثبت في الثاني بعد انقضاء العدة، فإن طلقها ولم يراجعها؛ بل تركها حتى انقضت عدتها بانت. (بدائع الصنائع ٣٨٧/٤ دار الكتب العلمية بيروت)

وينكح مبانته بما دون الثلاث في العدة و بعدها بالإجماع. (تنوير الأبصار ٤٠٩/٣)

قوله: إن لم يطلق بائنًا ...... هٰذا بيان لشرط الرجعية ولها شروط خمس تعلم بالتأمل، قلت: هي أن لايكون الطلاق ثلاثاً في الحرة وثنتين في الأمة ولا

واحدة مقترنة بعوض مالي ولا بصفة تنبئ عن البينونة. (كذا في الرد المحتار مع الدر المختار ٤٠٠/٣ كراچی، ٢٦/٥ زكريا، الهداية ٣٩٤/٢، الفتاوىٰ الهندية ٤٧٠/١-٤٧٢ زكريا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۵/۳/۲۷ھ

طلاقِ بائن میں از سرِ نو عقد نکاح شرط ہے

سوال (۱۸۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سرور عالم کی اہلیہ اپنے میکہ میں ہے، سرور عالم اپنی اہلیہ اور اپنے سسرال والوں سے ناراض ہوکر اپنی اہلیہ کے نام اپنی سسرال کے پتہ پر یکم مئی ۱۹۹۷ء کو U P C روانہ کرتے ہیں، اس پر ان کے دستخط بھی نہیں ہیں، ان سے بات کرنے پر یہ معلوم ہوا کہ انہوں نے ایک طلاق بائن اس نیت کے ساتھ دی کہ بیوی کو دوبارہ زوجیت میں شامل کریں گے، صرف سسرال والوں کے طیش سے ناراض ہوکر لکھا کہ میں نے تم کو ایک طلاق بائن دی، کیا ایسا لکھنے سے طلاق ہوجاتی ہے؟ بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ طلاق ہوجاتی ہے؛ لیکن اس شوہر کے ساتھ زوجیت میں لایا جاسکتا ہے، اگر زوجیت میں لایا جاسکتا ہے تو اس کا طریقہ کیا ہوگا؟ کیا دوبارہ شہرت کے ساتھ قاضی صاحب کو بلاکر دوبارہ سے گواہوں کے سامنے قبول کرایا جائے گا؟ مقامی عالم صاحب کا کہنا ہے کہ صرف مرد نے جیسے طلاق دی ہے وہ دو گواہوں کے سامنے دوبارہ زوجیت میں لینے کا اقرار کرے تو بھی واپسی شرعی طور پر ہوجائے گی؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ تحریر سے آپ کی بیوی پر ایک طلاق بائن واقع ہوگئی ہے، اب اگر آپ اسے رکھنا چاہتے ہیں تو از سرِ نو عقد نکاح کریں، اس کی صورت یہ بھی ممکن ہے کہ دو عاقل بالغ گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول نئے مقرر کردہ مہروں پر ہوجائے۔

عن حماد قال: إذا كتب الرجل إلى امرأته: إذا أتاك كتابي هٰذا فأنت

طـالـق، فـإن لـم يـأتها الكتاب، فليس هي بطالق، وإن كتب: أما بعد فأنت طالق، فهي طالق، وقال ابن شرمة: هي طالق. (المصنف لابن أبي شيبة ٥٦٢/٩ رقم: ١٨٣٠٤)

إن أرسـل الـطـلاق بـأن كتـب أمـا بـعـد: فأنت طالق فكما كتب هٰذا يقع الطلاق. (الفتاویٰ الهندية ٣٧٨/١ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ٥٢٨/٤ رقم: ٦٨٣٦ زكريا)

إن كتـب عـلى الوجه المرسوم ولم يعلقه بشرط بأن كتب أما بعد يا فلانة فـأنـت طـالـق وقع الطلاق عقيب كتابة لفظ الطلاق بلا فصل لماذكرنا أن كتابة قـولـه أنـت طـالـق عـلى طريق المخاطبة بمنزلة التلفظ بها. (بدائع الصنائع ١٠٩/٣ كراچی، كذا في الفتاویٰ الهندية ٣٧٨/١ زكريا)

ولا يـنـعـقـد نـكـاح المسلمين إلا بحضور شاهدين حرين عاقلين بالغين. (الهداية ٣٠٦/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۸/۱۱/۲۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

میں نے تمہیں مذہب کے حساب سے طلاق دی

سوال (۱۸۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اپنی بیوی ہندہ کو نان ونفقہ کے مطالبہ پر یہ کہہ دیا کہ اگر میں تجھے نان نفقہ نہیں دیتا ہوں، نیز اگر تو میرے ماتحت رہنا پسند نہیں کرتی ہے تو میں نے تمہیں مذہب کے حساب سے طلاق دی اور زید نے اس جملہ کے استعمال کرنے کے بعد عدت گزارنے تک اپنی بیوی ہندہ سے باہمی کلام نہیں کیا، بعد العدت عمرو نے ان کی تجدید نکاح کردی تو کیا یہ نکاح درست ہوا یا نہیں؟ نیز اول مرحلہ میں کونسی طلاق واقع ہوئی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئلہ میں زید نے اپنی بیوی سے صرف یہ جملہ

کہا کہ ’’تمہیں مذہب کے حساب سے طلاق دی‘‘ اس لئے زید کی بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی اور زید کو عدت کے اندر رجوع کرنے کا اختیار تھا؛ لیکن زید نے عدت کے اندر رجوع نہیں کیا اور عورت کی عدت گزر گئی، اس لئے عورت بائنہ ہوگئی، اور بائنہ سے رجعت کے لئے تجدید نکاح ضروری ہوتا ہے؛ لہٰذا عمر کا پڑھایا ہوا نکاح بالکل صحیح ہے۔

عن عبد اللّٰه قال: طلاق السنة أن يطلقها واحدة، وهي طاهرة من غير جماع فإذا حاضت و طهرت طلقها أخرىٰ ثم تعتد بعد ذٰلک بحيضة فأخبر أنه طلاق السنة، وهي سنة رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم. (سنن النسائي رقم: ۳۳۹۱)

فالأحسن أن يطلق الرجل امرأته تطليقة واحدة في طهر لم يجامعها فيه و يتركها حتى تنقضي عدتها؛ لأن الصحابة رضي اللّٰه عنهم كانوا يستحبون أن لا يزيدوا في الطلاق على واحدة حتى تنقضي العدة. (الهداية مع البناية / باب طلاق لسنة ۲۸۲/۵)

إذا كان الطلاق بائناً دون الثلاث فله أن يتزوجها في العدة و بعد انقضائها. (الفتاوىٰ الهندية ۴۷۲/۱ زكريا، الهداية / باب الرجعة ۳۹۹/۲، شامي / باب الرجعة ۴۰۹/۳ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۶/۹/ ۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

’’ہم تم کو طلاق دے رہے ہیں‘‘ کہنے کا حکم

سوال (۱۸۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری عمر تقریباً ۴۹ سال ہے اور میرے بچے بھی شادی شدہ ہیں، ہمارے شوہر کا مزاج کافی خراب ہے، تھوڑی تھوڑی باتوں پر گالم گلوچ کرنے لگتے ہیں، ایک سال پہلے گھریلو معاملات میں غصہ ہونے کے سبب مجھ سے خدمت نہ لینے کی قسم کھائی، پھر میرے سمجھانے پر انہوں نے مجھ سے کہا کہ ’’ہمیں تمہاری کوئی ضرورت نہیں ہے‘‘ ہم تم کو طلاق دے رہے ہیں تم گھر سے نکل جاؤ، پھر

وہ میرے سمجھانے پر کہنے لگے کہ جتنی بار تم چاہو کہہ دوں، جب چاہو تم کو الگ کردوں، اس واقعے کے تین ماہ بعد میرے بڑے بھائی سمجھانے کی غرض سے ان کے پاس آئے ان کے جانے کے بعد مجھ سے کہا کہ گھر سے نکل جاؤ میں تم کو طلاق دے چکا ہوں، اور جب بھی انہوں نے طلاق کا نام لیا تو ایک ہی بار کہا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا ایسی صورت میں طلاق واقع ہوگئی، اب ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ ازروئے شرع جواب دیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں ’’ہم تم کو طلاق دے رہے ہیں‘‘ کے الفاظ سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی، لفظ کے کہنے کے بعد اگر تین ماہواری گذرنے تک میاں بیوی کے درمیان ازدواجی تعلق قائم نہیں ہوا یا رجعت نہیں ہوئی، تو بیوی شوہر کے نکاح سے بالکل الگ ہوگئی، اور اگر دوران عدت میاں بیوی کے درمیان رجعت ہوگئی ہے تو رجعت درست ہوگئی اور ان دونوں کا ساتھ رہنا جائز ہے اور بعد میں جو شوہر نے طلاق کے الفاظ کہے ہیں، وہ بظاہر خبر پر محمول ہوں گے اور مزید کوئی اور طلاق واقع نہیں ہوگی۔

وفي أنت الطلاق أو طلاق أو أنت طالق الطلاق أو أنت طالق طلاقا يقع واحدة رجعية. (الدر المختار مع الشامي ٤٦٣/٤ زكريا)

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذٰلک أو لم ترض. (الهداية ٣٩٤/٢، الفتاوىٰ الهندية ٤٧٣/١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۵/۵/۱۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

’’جا میں نے طلاق دے دی‘‘ سے طلاق کا حکم؟

سوال (۱۸۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شوہر واہلیہ میں گھریلو معاملات میں جھگڑا ہوا، اہلیہ نے زید سے کہا مجھ کو طلاق دے دو، زید

نے کہا جامیں نے طلاق دے دی، زید کہتا ہے کہ مجھ کوصرف ایک بار کا کہنا یاد ہے اور زید کی اہلیہ بھی کہہ رہی ہے کہا یک بار کہا ہے اور دونوں میں اتفاق بھی ہے، زید کی اہلیہ زید کے گھر رہنا چاہتی ہے، کیا ایسی حالت میں طلاق ہوگئی ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: برتقدیرِ صحتِ واقعہ جب کہ شوہر کوبھی صرف ایک مرتبہ طلاق دینا یاد ہے اور بیوی بھی یہی کہتی ہے تو صرف ایک طلاقِ رجعی کے وقوع کا حکم ہوگا اور عدت کے اندر شوہر کا رجوع کرنا صحیح قرار دیا جائے گا، اور میاں بیوی کا ایک ساتھ رہنا صحیح ہوگا؛ لیکن شوہر پر آئندہ احتیاط لازم ہے، اگر آئندہ دومرتبہ بھی طلاق دے دے گا تو بیوی مغلظہ ہوجائے گی۔

الطلاق على ضربين: …… فالصريح قول: أنت طالق ومطلقة، وطلقتك فهٰذا يقع به الطلاق الرجعي. (الهداية مع البناية ٣٠٦/٥)

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها. (الهداية ٣٩٤/٢، مجمع الأنهر ٨٠/٢ دار الكتب العلمية بيروت، الفتاویٰ الهندية ٤٧٠/١ زكريا)

ويقع بها واحدة رجعية. (التنوير مع الدر ٢٤٨/٣ كراچی، ٤٥٨/٤ زكريا) **فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۱۵/۱/۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاق دیدوں گا کے بعد کہا ’’میں نے طلاق دے دی‘‘؟

سوال (۱۸٦): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں نے بیوی سے تکرار کے دوران کہا کہ زیادہ بدتمیزی کروگی تو طلاق دے دوں گا، پھر میری بہن آگئی تو ان سے میں نے کہا کہ اسے لے جاؤ، میں نے طلاق دے دی، دریافت یہ کرنا ہے کہ اس سے کتنی طلاق ہوئی اور شرعاً بیوی کو ساتھ رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں ''طلاق دے دوں گا'' سے تو کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی؛ لیکن بعد میں جب آپ نے یہ کہا کہ اسے لے جاؤ میں نے طلاق دے دی، اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی، عدت کے اندر رجعت کی گنجائش ہے، آئندہ اگر دو طلاق بھی دے دیں تو عورت مغلظہ ہوجائے گی اور رجعت کی گنجائش باقی نہیں رہے گی۔

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذٰلک أو لم ترض، كذا في الهداية. (الفتاویٰ الهندية ۴۷۰/۱ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۵/۴/۱۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ایک طلاق کے بعد اس کی خبر متعدد لوگوں کو دینا؟

سوال (۱۸۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں نے اپنی بیوی سے ایک مرتبہ یہ کہا کہ میں نے تمہیں طلاق دی، پھر اس کے بعد خبر دینے کی غرض سے میں نے ایک پردیسی سے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی ہے، پھر اس کے بعد ایک صاحب مجھے سمجھانے کی غرض سے آئے ان سے بھی میں نے بتانے کی نیت سے یہ کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ صورت مذکورہ میں میری بیوی پر کتنی طلاقیں واقع ہوئیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں اگر واقعۃً مذکورہ شخص کا منشاء صرف ایک طلاق دینے کا ہی تھا، اور بعد میں جن لوگوں سے اس نے طلاق کا تذکرہ کیا، وہ اسی پہلی طلاق کی خبر کے طور پر تھا، تو ایسی صورت میں اس کی بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہوئی ہے، عدت کے اندر اندر رجعت کا اختیار اسے حاصل ہے۔

سألت الحكم وحمادًا عن رجل قال لامرأته: أنت طالق أنت طالق ونویٰ الأولیٰ قالا: هي واحدة. (المصنف لابن أبي شيبة ٥٤٤/٩ رقم: ١٨٢٠١)

وفي أنت الطلاق أو طلاق أو أنت طالق الطلاق أو أنت طالق طلاقا يقع واحدة رجعية إن لم ينو شيئا. (الدر المختار مع الشامي ٤٦٣/٤ زكريا، وهٰكذا في الهندية ٣٥٥/١)

رجل قال لامرأته أنت طالق أنت طالق أنت طالق وقال: عنيت بالأولى الطلاق وبالثانية والثالثة إفهامها صدق ديانة. (الفتاویٰ التاتارخانية ٤٢٩/٤ رقم: ٦٥٩٧)

ولو قال لامرأته أنت طالق فقال له رجل ما قلت فقال: طلقتها أو قال: قلت هي طالق، فهي واحدة في القضاء؛ لأن كلامه انصرف إلى الإخبار بقرينة الاستخبار. (بدائع الصنائع / فصل في النية في أحد نوعي الطلاق ١٠٢/٣ کراچی، ١٦٣/٣ زكريا، الفتاویٰ الهندية ٣٥٥/١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۴۲۵/۵/۱۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

”میں نے طلاق دے دی“؛ کہنے کے بعد رجعت کی گنجائش ہے یا نہیں؟

سوال (۱۸۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر لڑکا صرف یہ کہہ دے کہ میں نے طلاق دے دی تو رجعت کا حق ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس صورت میں ایک طلاق رجعی واقع ہوئی، شوہر کو عدت کے اندر رجعت کا حق حاصل ہے۔

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها. (الهداية ٣٩٤/٢، مجمع الأنهر ٧٩/٢ دار الكتب العلمية بيروت، الفتاویٰ الهندية ٤٧٠/١ کوئٹہ)

فالصريح قوله: أنت طالق ومطلقة، وطلقتك، فهٰذا يقع به الطلاق الرجعي. (الهداية مع البناية ٣٠٦/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۸/۲/۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ایک مرتبہ طلاق دی، اور ”تجھے طلاق دے دوں گا“ کہنے کا حکم

سوال (۱۸۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے ہندہ کو ایک مرتبہ طلاق دی اور دو تین مرتبہ زید نے یہ کہا کہ میں تجھے طلاق دے دوں گا، اس کے بعد ہی ہندہ اپنے میکے چلی گئی جس کے جائے ہوئے قریب ایک ماہ کا عرصہ ہوگیا، اب دونوں ملاپ چاہتے ہیں، لہٰذا جواب عنایت فرمائیں کہ نکاح اور حلال کی ضرورت تو نہیں، یہ بات ذہن نشیں رہے کہ طلاق دینے کا لفظ ایک ہی مرتبہ استعمال کیا ہے، دے دوں گا لفظ دو یا تین مرتبہ۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: ”ایک مرتبہ لفظ طلاق دی“ کے لفظ سے صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوئی ہے، اور ”طلاق دے دوں گا“ سے کوئی طلاق نہیں پڑی؛ لہٰذا شوہر کو عدت کے اندر رجوع کرنے کا حق ہے، حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔

ويقع بها واحدة رجعية. (تنوير الأبصار مع الدر المختار ٢٤٨/٣ كراچی)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها. (الهداية ٣٩٤/٢، مجمع الأنهر ٧٩/٢ دار الكتب العلمية بيروت، الفتاویٰ الهندية ٤٧٠/١ كوئٹه)

فالصريح قوله: أنت طالق ومطلقة، وطلقتك، فهٰذا يقع به الطلاق الرجعي. (الهداية مع البناية ٣٠٦/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۵/۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

”میں نے تجھے طلاق دی“ سے طلاق؟

سوال (۱۹۰):- کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: محمد یونس نے اپنی بیوی ریشما خاتون کو اپنے والدین کے سامنے ایک بار طلاق دی، اور الفاظ یہ ادا کئے تھے کہ: ”میں نے تجھے طلاق دی“ تو شرعاً کون سی طلاق ہوئی، اب بیوی کو رکھ سکتا ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: برتقدیر صحتِ واقعہ مسئولہ صورت میں آپ کی بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے، عدت کے اندر رجعت کی گنجائش ہے۔

عن عمر رضي اللّٰہ عنه: أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم طلق حفصة ثم راجعها. (سنن أبي داؤد / باب في المراجعة رقم: ۲۲۸۳)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذٰلک أو لم ترض. (الهداية ۳۹٤/۲-۳۹۵، مجمع الأنهر ۷۹/۲ بيروت)

الطلاق الصريح وهو كأنت طالق ومطلقة وطلقتک وتقع واحدة رجعية. (الفتاویٰ الهندية ۳۵٤/۱ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲٦/۷/۱٤۱۷ھ

بیوی کی عدم موجودگی میں ”أنت طالق“ کہنا

سوال (۱۹۱):- کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید خالد، بکر بغرض سیر وتفریح جنگل گئے، دورانِ گفتگو خالد کی بیوی کا تذکرہ شروع ہوگیا، زید نے خالد سے کہا کہ یار تو اپنی بیوی کو طلاق دیدے، اس پر خالد نے کہا: ”انت طالق“، دریافت طلب امر یہ ہے کہ خالد کے ان الفاظ کے کہنے سے اس کی بیوی پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بیوی کی عدم موجودگی میں خالد کے ’’انت طالق‘‘ (تجھے طلاق ہے) کہنے سے خالد کی بیوی پر طلاق نہیں پڑی؛ اس لئے کہ یہ جملہ تخاطب کا ہے، بیوی کی غیر موجودگی میں اس کے استعمال سے بیوی کی طرف نسبت واضافت کا تحقق نہیں ہوا، حالاں کہ اضافت وقوع طلاق کے لئے ضروری ہے۔

ولو قال قل لها أنت طالق لا يقع الطلاق ما لم يقل لها المامور ذٰلك .

(خانية مع الهندية ٤٥٧/١ زكريا)

إن الطلاق محله المرأة؛ لأنها محل النكاح ...... فلا يقع الطلاق إلا بالإضافة إلى ذاتها أو إلى جزء شائع منها. (شامي / باب الصريح ٤٧٢/٤ زكريا، ٢٥٨/٣ كراچی، البحر الرائق / كتاب الطلاق ٢٣٧/٣، فتح القدير / كتاب الطلاق ٤٦٣/٣ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۰/۶/۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

’’تجھے طلاق دے دی‘‘ سے طلاق کا حکم

سوال (۱۹۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک آدمی تبلیغی جماعت میں جانا چاہتا تھا، سفر کے خرچہ کے لئے اس نے بھینس بیچی، اس کی بیوی جماعت میں جانے سے منع کر رہی تھی، اس لئے بیوی نے بھینس کی قیمت کے روپئے اپنے بھائی کو دے دئے، اس پر شوہر کو غصہ آیا اور اس نے غصہ میں کہا کہ ایسی عورت کو رکھنے سے کیا فائدہ؟ جب بات نہیں مانتی، عورت نے کہا ایک بار اور کہہ دو، تو اس نے کہا کہ تجھے چھوڑنی پڑے گی، اور پھر تیسری دفعہ اس نے کہا کہ تجھے طلاق دے دی، اس وقت آدمی کو ڈھیر غصہ تھا، اسے ایسا غصہ ہوگیا جیسے نشہ، اب اس صورت میں نکاح رہا یا نہیں؟ یا اب وہ کسی طرح نکاح میں ہو سکتے ہیں؟ اگر ایک ساتھ رہنا چاہیں تو کیا کیا کیسے کیسے کرنا ہوگا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں ابتدائی دو جملوں ”ایسی عورت رکھنے سے کیا فائدہ الخ، اور تجھے چھوڑنی پڑے گی“ سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی؛ لیکن تیسرے جملہ ”تجھے طلاق دے دی“ سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے، عدت (تین ماہواری) کے اندر اندر رجعت کی گنجائش ہے۔

عن عبد اللّٰہ بن عمر أن امرأة قالت یا رسول اللّٰہ! إن ابني هذا کان بطني له وعاء، وثدیي له سقاء وحجري له حواء، وإن أباه طلقني وأراد أن ینتزعه مني فقال لها رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم أنت أحق به مالم تنکحي. (سنن أبي داؤد / باب من أحق بالولد رقم: ۲۲۷٦)

صریحه ما لم یستعمل إلا فیه ولو بالفارسیة کطلقتک وأنت طالق......، ویقع بها واحدة رجعیة. (الدر المختار ۲٤۷/۳ کراچی، ٤۵۷/٤ زکریا، مجمع الأنهر ۱۱/۲ بیروت، النهر الفائق / باب الطلاق الصریح ۳۲۱/۲، البحر الرائق ۲۵۵/۳ کوئٹه)

إذا طلق الرجل امرأته تطلیقة یراجعها في عدتها رضیت بذٰلک أو لم ترض. (الهدایة ۳۹٤/۲، مجمع الأنهر ۷۹/۲ بیروت، الفتاویٰ الهندیة ٤۷۰/۱ زکریا، البحر الرائق ۳۰٦/۳ کوئٹه، مجمع الأنهر ٤۰/۲ دار الکتب العلمیة بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲/۸/۱۴۲۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شوہر ایک مرتبہ طلاق دینے کا مدعی ہے اور دوسرے لوگ دو مرتبہ کہے؟

سوال (۱۹۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: زید کی بیوی اپنی سسرال میں تھی، زید کا سالا اپنی بہن کو بلانے آیا، زید کی ماں اور باپ نے لڑکی کو اجازت دے دی، تو لڑکی اپنے شوہر سے اندر کمرہ میں اجازت لینے گئی، تو شوہر نے کہا کہ چل باہر بتلاؤں گا، زید باہر آ کر بیٹھا اور چند منٹ کے بعد اس نے طلاق دے دی، جیسے ہی لفظ طلاق کہا باپ نے فوراً چپل اٹھا کر زید کے مار دیا، لڑکا پھر کچھ کہنا چاہتا تھا تو باپ نے مارنے کے لئے ڈنڈا اٹھایا، لڑکا گھر سے باہر بھاگ گیا، زید کا کہنا ہے کہ ایک مرتبہ طلاق دی، جب کہ لڑکی اور اس کا بھائی یعنی (برادرِ نسبتی) کا کہنا ہے کہ دو مرتبہ طلاق دی، اب معلوم یہ کرنا ہے کہ کس کے قول کا اعتبار ہوگا، اور شرعی اعتبار سے کون سی طلاق واقع ہوگی، اور اس کا حل کیا ہوگا؟ لڑکی اس وقت میکہ میں ہے، لڑکی حمل سے ہے، اس کی عدت کب تک رہے گی، اور لڑکی پانچ ماہ کے بعد اپنی سسرال آنے کو کہہ رہی ہے، لڑکی کے تاؤ اور تاؤ کے لڑکے یہ دونوں لڑکی کو اپنے موافق بنا کر سسرال آنے سے روک رہے ہیں، اور لڑکے والے کی طرف سے کوئی لڑکی کو لینے جاتا ہے تو اس کے ساتھ بدسلوکی کرتے ہیں، لڑکی کا سگا بھائی اور لڑکی کی ماں اور لڑکی کی سگی بہنیں شریعت کے فیصلہ کو ماننے کو تیار ہیں، اور یہ بتائیں کہ لڑکی کب تک سسرال آئے گی، اس وقت لڑکی اور اس کے تاؤ اور تاؤ کے لڑکے کہہ رہے ہیں کہ پانچ مہینہ بعد جائے گی، شرعی فیصلہ فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفیق: مسئولہ صورت میں چوں کہ شوہر صرف ایک طلاق کا اقرار کررہا ہے، اور دو طلاق دینے کا منکر ہے، اور دو طلاق پر شرعی گواہ بھی موجود نہیں ہیں؛ لہٰذا لڑکے کے اقرار کے بموجب ایک طلاق رجعی کے وقوع کا حکم ہوگا، اب شوہر زید کو اختیار ہے کہ وہ عدت کے اندر اندر یعنی بچہ کی پیدائش سے پہلے پہلے رجعت کرکے بیوی کو اپنے ساتھ رکھ سکتا ہے، کسی دوسرے کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ زید کے رجعت کرنے میں رکاوٹ ڈالے، وہ چاہے تو آج ہی بیوی کو اپنے گھر لے آئے۔

ونصابها لغيرها من الحقوق، سواء كان الحق مالا أو غيره كنكاح وطلاق ووكالة ووصية واستهلال صبي ولو للإرث رجلان أو رجل وامرأتان.

(الدر المختار مع الشامي / کتاب الشهادات ٤٦٥/٥ کراچی، الهداية / کتاب الشهادات ١٥٤/٣)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذٰلک أو لم ترض. (الهداية ٣٩٤/٢، مجمع الأنهر ٧٩/٢ بيروت، الفتاویٰ الهندية ٤٧٠/١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۳/۷/۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

''میں تم کو طلاق دیتا ہوں'' یا ''میں نے تم کو طلاق دی'' کہنے کا حکم؟

سوال (۱۹۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک آدمی نے اپنی بیوی کو طلاق دی کہ ''میں تم کو طلاق دیتا ہوں یا میں نے تم کو طلاق دی'' تو کیا ان دونوں میں کچھ فرق ہے؟ اور ان الفاظ کو استعمال کرنے کی وجہ سے اس کی بیوی دوبارہ اس کے نکاح میں آسکتی ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: میں تم کو طلاق دیتا ہوں یا میں نے تم کو طلاق دی، دونوں میں سے جو جملہ بھی کہے اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوجائے گی، اور عدت کے اندر اندر اس کو رجعت کرنے کا حق ہوگا، البتہ اگر تین مرتبہ کہا یا تین طلاق دینے کی صراحت کی تو تینوں طلاقیں واقع ہوجائیں گی، اور بیوی مغلظہ ہوجائے گی۔

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها. (الهداية ٣٩٤/٢، مجمع الأنهر ٧٩/٢ دار الكتب العلمية بيروت، الفتاویٰ الهندية ٤٧٠/١ کوئٹہ)

وصريحه مالم يستعمل إلا فيه، ولو بالفارسية كطلقتک، أو أنت طالق ومطلقة يقع بها واحدة رجعية. (شامي ٤٥٩/٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/۱۱/۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

موبائل سے ایک طلاق کا ایس ایم ایس بھیجنے کے لئے تین مرتبہ بٹن دبانا

سوال (۱۹۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص نے موبائل پر اپنی بیوی سے بات کرنے کے لئے نمبر لگایا اس کی بیوی اپنے میکہ گئی ہوئی تھی، کئی مرتبہ نمبر لگانے پر اس نے فون نہیں اٹھایا اور بات نہیں کی، اس کے بعد اس نے مارے غصہ کے موبائل پر ایک مرتبہ طلاق لکھا اور لکھنے کے بعد اس کا میسیج اپنی بیوی کے پاس بھیجا، موبائل پر یہ لکھ کر آیا ناٹ سینٹ، یعنی پیسے کم ہیں، اس لئے یہ نہیں پہنچ پائے گا؛ اس لئے کہ اس پر ۹۸ / روپئے کا واو چر ڈلوایا نہیں، موبائل میں پیسے تھے اس لئے اس نے دوبارہ، پھر وہی سوئچ دبایا، یہ دوسری مرتبہ ہوا، پھر یہی لکھ کر آیا، پھر تیسری مرتبہ دبایا، پھر یہی لکھ کر آیا، پھر لڑکے نے اپنا موبائل بند کرلیا، بعد میں پتہ چلا کہ لڑکی کے پاس یہ میسیج پہنچ گیا، لڑکے کا ارادہ طلاق نہیں تھا، بلکہ اس کو ڈرانے کا تھا، یہ دوسرے دن اپنے سسرال گیا، لیکن کسی نے اس سے بات نہیں کی لڑکا گھر واپس آ گیا، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسی صورت میں طلاق ہوگی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کتنی طلاقیں ہوئیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی، اصل میں اس کا ارادہ ایک ہی مرتبہ بھیجنے کا تھا؛ لیکن میسج پاس نہ ہونے کی وجہ سے اس نے دوبارہ سہ بارہ بٹن دبایا، اس لئے اس تکرار سے کوئی نئی طلاق واقع نہ ہوگی؛ بلکہ یہ پہلی طلاق کی خبر دینے کے درجہ میں ہوگا، بہرحال اب عدت کے اندر بلا نکاح اور عدت کے بعد تجدید نکاح کر کے بیوی کو نکاح میں رکھنے کا اختیار باقی ہے۔

وإن كانت مرسومة يقع الطلاق نوى أو لم ينو. (شامي ٤٥٦/٤ زكريا، كذا في قاضي خان ٤٧١/١ الفتاوىٰ الهندية ٣٧٨/١ زكريا)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها. (الهداية ٣٩٤/٢، مجمع الأنهر ٧٩/٢ دار الكتب العلمية بيروت، الفتاویٰ الهندية ٤٧٠/١ کوئٹہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۸/۸/۲۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شوہر نے فون پر کہا ''اپنی والدہ کو بلا، میں تجھے طلاق دیتا ہوں'' یہ سن کر بیوی نے فون کاٹ دیا، کیا حکم ہے؟

سوال (۱۹٦): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: تقریباً ایک سال پہلے میں محمد شاکر نے سعودی عرب سے اپنی بیوی کو فون کیا، اور اس سے کہا کہ اپنی والدہ کو بلا میں تجھے طلاق دیتا ہوں، تو اس نے رابطہ ختم کر دیا، پھر اس کی بہن سے بھی فون پر میں نے یہی کہا کہ اپنی والدہ کو بلا اس کو طلاق دیتا ہوں، اس نے فوراً کاٹ دیا، پھر اس کے بعد کسی سے طلاق کے بارے میں کوئی بات نہیں ہوئی، لیکن ایک ہفتہ کے بعد بیوی سے خیریت کی بات سعودی سے ہوتی رہی، اور آج تک ہم دونوں الگ رہے، اب میں سعودی سے آیا ہوں مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: برتقدیر صحتِ سوال آپ نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی دی ہے، اَب اگر عدت کے اندر اندر رجعت نہیں کی تو بیوی نکاح سے باہر ہوگئی؛ لیکن اگر عدت کے اندر فون پر ہی رجعت کرلی ہو، تو نکاح برقرار ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ﴾

[البقرة، جزء آیت: ۲۲۹]

قال الإمام الجليل عماد الدين أبو الفداء: أي إذا طلقتها واحدة أو ثنتين،

فأنت مخير فيها ما دامت عدتها باقية بين أن تردها إليك ناويا الإصلاح بها والإحسان إليها، وبين أن تتركها حتى تنقضي عدتها فتبين منك وتطلق سراحها محسنا إليها. (تفسير ابن كثير مكمل ۱۸۲ دار السلام رياض)

وينكح مبانته بما دون الثلاثة في العدة و بعدها بالإجماع. (الدر المختار / باب الرجعة ٥/ ٤٠ زكريا، الفتاویٰ الهندية ١/ ٤٧٢ زكريا، النهر الفائق ٢/ ٤٢٠)

وتنقطع الرجعة إن حكم بخروجها من الحيضة الثالثة إن كانت حرة كذا في البحر الرائق. (الفتاویٰ الهندية ١/ ٤٧١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱؍۱۰؍۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ایک طلاق دینے کے بعد لوگوں کو خبر دی کہ ’’میں نے اسے طلاق دے دی، تم میرے اوپر حرام ہوگئی‘‘

سوال (۱۹۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری اپنے چھوٹے بھائی بہن سے اور ماں سے لڑائی ہوئی، میں نے اپنے بھائی کو مارنا شروع کردیا، اس پر ان سب نے مجھے مارنا شروع کردیا، پھر میں اپنی بیوی کو ڈھونڈنے لگا؛ کیوں کہ اسی کی وجہ سے یہ لڑائی ہوئی تھی، جب وہ نہیں ملی تو مجھے اور غصہ آیا میں نے اپنی ماں بہن سے کہا خاموش ہوجاؤ ورنہ ابھی میں اس لڑکی کو تینوں طلاق دیدیتا ہوں، اس کے چند منٹ کے بعد میرے دل میں خیال آیا کہ میری بیوی مجھے پٹتے ہوئے دیکھ کر بھاگ گئی اور اسی بیوی کی وجہ سے مجھے گالیاں دی جارہی ہیں، پھر میں نے کہا لوگوں سن لو ’’میں نے اس لڑکی کو طلاق دے دیا‘‘، اتنا کہنے کے بعد میں اپنا بستہ اٹھا کر چل دیا۔ پھر مجھے واپس کرنے کے لئے میری ماں اور چچازاد بھائی آئے تو میں نے کہا مجھے جانے دو میں نے اس لڑکی کو طلاق دے دیا، پھر وہ لوگ واپس چلے گئے؛ لیکن جب میں گھر سے کافی دور آگیا تو میں نے پیچھے پلٹ کر دیکھا تو میری بیوی بھاگی ہوئی آرہی تھی،

اس نے مجھے آ کر پکڑ لیا، تو میں نے اس سے کہا تم واپس چلی جاؤ، تم میرے لئے اب حرام ہوگئی؛ لیکن وہ نہیں مانی تو میں نے اس کو بستہ سے مارا پھر وہ چپ چاپ پیچھے پیچھے چلتی رہی، پھر میں نے اس لڑکی کو خالہ کے گھر پہونچا کر خالہ سے کہلوایا، پھر لڑکی کو یقین آ گیا، پھر غصہ ٹھنڈا ہوا تو مجھے بڑی شرمندگی ہوئی؛ لیکن اب یہ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ کتنی طلاقیں ہوئی ہیں، اب اس لڑکی کو نکاح میں لانے کا کوئی راستہ باقی ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: تفصیلی سوال نامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو آپ نے یہ کلمات کہے ”خاموش ہو جاؤ ورنہ میں اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیتا ہوں“ یہ دھمکی کے بطور تھے، اس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی، پھر جب آپ نے یہ کہا کہ ”لوگوں سن لو میں نے اس لڑکی کو طلاق دے دیا“ اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہو چکی ہے، اس طلاق دینے کے بعد جو آپ نے لوگوں سے کہا ہے کہ میں نے اس لڑکی کو طلاق دیدی ہے، یا بیوی سے کہا کہ تم میرے لئے حرام ہوگئی ہو یہ پہلی طلاق کی خبر ہے، اس سے مزید طلاق واقع نہ ہوگی۔ خلاصہ یہ ہے کہ مسئولہ صورت میں آپ کی بیوی پر صرف ایک طلاق واقع ہوئی ہے، اب عدت یعنی تین ماہواری کے اندر اس کو دوبارہ ساتھ رکھنے کا حق حاصل ہے؛ لیکن اگر آئندہ اس کو دو طلاق دیدیں گے تو بیوی مغلظہ ہو جائے گی۔ اور حلالہ کے بغیر رجعت کی کوئی شکل نہ رہے گی۔ (کفایت المفتی ۲/٦ ۳۷، فتاوی دار العلوم دیوبند ۹/ ۲۱۱)

ویقع بها أي بهذه الألفاظ وما بمعناها من الصريح …… واحدة رجعية. (الدر المختار مع الشامي ٤/ ٤٥٨-٤٦٠ زكريا)

وتقع واحدة رجعية. (الفتاویٰ الهندية ١/ ٣٥٤ زكريا)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها الخ. (الفتاویٰ الهندية ١/ ٤٧٠ زكريا)

وتنقطع الرجعة إن حكم بخروجها من الحيضة الثالثة إن كانت حرة.

(الفتاویٰ الهندية ۱/ ٤٧١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱/۴/۱۴۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غصہ میں بیوی سے کہا ''میں نے تجھے طلاق دی، اور چھوڑ دیا''

سوال (۱۹۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: خلیل احمد ولد حاجی مولا دیا محلّہ افغانان سہس پور نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو کہہ دیا کہ ''میں نے تجھ کو طلاق دی، اور چھوڑ دیا'' صرف یہ الفاظ کہہ کر گھر سے باہر نکل گیا، جواب سے نوازیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''میں نے تجھ کو طلاق دی اور چھوڑ دیا'' سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شوہر نے ''اور چھوڑ دیا'' کا لفظ پہلی طلاق کی خبر کے طور پر استعمال کیا ہے، اور اس سے مزید کسی طلاق کا ارادہ نہیں کیا ہے، اگر واقعہ یہی ہے تو مذکورہ الفاظ سے صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوئی، اور عدت یعنی تین ماہواری کے اندر اس کو اپنی بیوی سے بلا نکاح رجعت کرنے کا حق حاصل ہے۔

فإذا قال: رہا کردم أي سرحتک یقع به الرجعي، وما ذاک إلا؛ لأنه غلب في عرف الناس استعماله في الطلاق. (شامي ٤/ ٥٣٠ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ٤/ ٤٦٥ رقم: ٦٦٨١ زكريا)

ولو طلقها ثم قال لها: طلاق دادہ است لا تقع أخرى. (الفتاویٰ الهندية ۱/ ٣٥٦)

رجل قال لامرأته أنت طالق أنت طالق أنت طالق، وقال: عنيت بالأولیٰ الطلاق وبالثانية والثالثة إفهامها صدق ديانة. (الفتاویٰ التاتارخانية ٤/ ٤٢٩ رقم: ٦٥٩٧ زكريا)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها وتنقطع الرجعة إن حكم بخروجها من الحيضة الثالثة إن كانت حرة.

(الفتاویٰ الهندیة ۱/ ٤٧٠-٤٧١ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳/ ۵/ ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاقِ رجعی دے کر رجوع کرنا اور پھر طلاق کی دھمکی دینا؟

سوال (۱۹۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید اور فریداً کی شادی کے تقریباً تین ماہ بعد آپس میں کسی بات پر زبانی جھگڑا ہوا، زید نے فریداً سے کہا کہ اگر آئندہ تو ہم سے لڑی اور اس طرح بحث ومباحثہ کیا تو تجھ کو میں چھوڑ دوں گا، اس پر فریداً نے غصہ میں کہا کہ تم ہم کو ابھی چھوڑ دو، زید نے کہا کہ میں نے تجھے چھوڑ دیا، تو ابھی اپنے گھر چلی جا، کچھ دیر کے بعد فریداً نے زید سے معافی تلافی کر لی، زید نے کہا کہ ٹھیک ہے؛ لیکن آئندہ اس طرح ہم سے بحث مت کرنا، ورنہ میں چھوڑ دوں گا، پھر دونوں پہلے کی طرح محبت سے رہنے لگے، اس وقت فریداً کے پیٹ میں بچہ تھا، تقریباً گیارہ مہینے کے بعد پھر کسی بات پر جھگڑا ہوا، زید نے کہا کہ پھر تو نے وہی غلطی کی، جس کے بارے میں پہلے تجھے سمجھا چکا ہوں، پھر فریداً نے اپنی غلطی کی معافی تلافی کر لی، اور کہا کہ ایک بار اور مجھے معاف کر دو، اور آئندہ کبھی ایسی غلطی نہیں کروں گی، زید نے پھر معاف کر دیا اور کہا کہ میں دو مرتبہ تجھ کو اس غلطی پر معاف کر چکا ہوں؛ لیکن آئندہ پھر کبھی تو نے ایسی غلطی کی تو میں تجھ کو چھوڑ دوں گا، اتنی بات ہونے کے بعد پھر فریداً نے دوسرے دن وہی غلطی کی پھر زید نے کہا کہ میں چھوڑ دوں گا اور تو اپنے گھر سے کسی کو بلا اور چلی جا، حالاں کہ زید نے طلاق کی نیت نہیں کی؛ بلکہ ڈرانے کے لئے کہا، پھر فریداً نے کافی معافی تلافی کی اور کہا کہ اگر آئندہ میں کبھی ایسی غلطی کروں، تو تم مجھے ضرور چھوڑ دینا، اس کے بعد سے فریداً نے وہ غلطی نہیں کی، اور دونوں محبت سے رہتے ہیں، نیز اس وقت زید کو اس کا علم بھی نہیں تھا کہ اس طرح کے الفاظ سے طلاق ہوجاتی ہے، اور نہ ہی ذرہ برابر اس طرح کی کوئی نیت تھی؛ بلکہ فریداً کو ڈرانے دھمکانے کے لئے کہ یہ اس طرح زید سے بحث ومباحثہ نہ کیا کرے جو کہ زید کے مزاج کے خلاف

ہے، کیا ان صورتوں میں فریداً کوطلاق ہوگئی یا نہیں، اگر ہوگئی تو ایسی حالت میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ نیز بچہ کے بارے میں بھی وضاحت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں زید نے جب پہلی مرتبہ اپنی بیوی سے یہ کہا تھا کہ میں نے تجھے چھوڑ دیا، اس سے ایک طلاق رجعی پڑ گئی تھی، اور اس جملہ کے بعد زید کا یہ کہنا کہ تو ابھی اپنے گھر چلی جا، یہ کوئی نئی طلاق نہیں ہے؛ بلکہ پہلی طلاق کے بعد دیا گیا ایک زائد حکم ہے، بہرحال حسبِ تحریر سوال اس طلاق کے کچھ ہی دیر بعد زید نے معافی تلافی کر لی اور دونوں محبت سے رہنے لگے، تو یہ رجعت پائی گئی، اور طلاق کا اثر ختم ہوگیا، اس واقعہ کے بعد جتنی بھی صورتیں سوال نامہ میں لکھی گئی ہیں، ان میں طلاق کے وقوع کا ذکر نہیں ہے؛ بلکہ طلاق کی دھمکی کا ذکر ہے، اور دھمکی سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی؛ لہٰذا زید اور فریداً میں حسبِ سابق زوجیت کا رشتہ قائم ہے، اور بچہ بھی ثابت النسب ہے۔

سرحتک وهو رہا کردم؛ لأنه صار صريحاً في العرف على ما صرح به نجم الدين الزاهدي ...... في شرح القدوري فإذا قال: رہا کردم أي سرحتک يقع به الرجعي. (شامي ٤/٥٣٠ زكريا)

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذٰلک أو لم ترض. (الفتاویٰ الهندية ١/٤٧٠ زكريا)

بخلاف قوله: سأطلق؛ لأنه استقبال فلم يكن تحقيقاً بالتشكيک.

(الفتاویٰ الهندية ١/٣٨٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۵/۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

”ہم نے دو طلاق دی ہیں“ کہنے کا حکم؟

سوال (۲۰۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: زید نے اپنی عورت کو روپیہ لینے کے لئے رشتہ داری میں بھیجا وہ راستہ میں چار دن رہ گئی، شوہر نے رشتہ دار سے معلوم کیا پتہ چلا کہ وہاں نہیں گئی ہے، پانچ دن پر شوہر کے گھر گئی ہے، شوہر نے کہا کہ: ''ہم نے دوطلاق دے دی ہے''؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر واقعۃً شوہر نے ۲؍طلاق ہی دی ہیں تو اس کی بیوی پر دوطلاق رجعی واقع ہوگئی ہیں، عدت کے اندر اندر رجوع کرسکتا ہے؛ لیکن آئندہ اگر ایک طلاق بھی دے دی تو بیوی حرام ہو جائے گی۔

ولو قال لها أنت طالق وقد طلقتک تقع ثنتان. (الفتاویٰ الهندية ۱/۳۵۵ زکریا)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۶/۳/۴ھ

دوطلاق رجعی کا حکم؟

سوال (۲۰۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں نے اپنی بیوی کو دوطلاقیں دی ہیں، اب میں رکھنا چاہتا ہوں، تو شرعاً کیا حکم ہے؟ اور مجھے رکھنے کیلئے دوبارہ کیا کرنا ہوگا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال میں ذکر کردہ واقعہ اگر صحیح ہے اور آپ نے اپنی بیوی کو صرف دو ہی طلاقیں دی ہیں، تو عدت کے اندر اندر رجعت کی گنجائش ہے، یعنی بلاتجدید نکاح اسے اپنی بیوی بنا کر رکھ سکتے ہیں، اور اگر عدت گذر گئی ہو تو تجدید نکاح کافی ہے حلالہ کی ضرورت نہیں۔

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلک أو لم ترض. (الهداية ۲/۳۹٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۳/۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

الگ الگ مجلس میں دو طلاق دینا؟

سوال (۲۰۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: محمد نعیم نے بیوی صبا خلیق کو گواہوں کی موجودگی میں ایک طلاق دی جس کا اسٹامپ فتوی کے ساتھ منسلک ہے، اس کے بعد پھر محمد نعیم سے دوبارہ ایک طلاق کہلوائی گئی تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ کتنی طلاق واقع ہوئیں اور اب محمد نعیم دوبارہ اپنی بیوی کو زوجیت میں لے سکتا ہے یا نہیں؟ واضح رہے کہ طلاق ۲۹ مئی کو دی ہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں اگر الگ الگ دو طلاق دی گئی ہیں تو دو طلاق واقع ہوگئیں، اور اگر دوسری طلاق سے پہلی طلاق کی خبر دینا مراد تھا تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی، بہرصورت عدت کے اندر اندر رجعت کی گنجائش ہوگی۔

قال أنت طالق وقد طلقتک تقع ثنتان إذا كانت المرأة مدخولا بها، ولو قال عنيت بالثاني الإخبار عن الأول لم يصدق في القضاء، ويصدق فيما بينه وبين اللّٰه تعالىٰ. (الفتاویٰ الهندية ۱/ ۳۵ه زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۴/۵/۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

’’جا میں نے تجھے طلاق دی‘‘ دو مرتبہ کہنے سے طلاق کا حکم؟

سوال (۲۰۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص جو نشہ کی حالت میں تھا گھر میں داخل ہوتے ہی اس نے کھانا مانگا، اس کی بیوی نے کھانا لاکر دیا، اس دن مرچیں تلی ہوئی تھیں وہی ترکاری کی جگہ رکھ دیں، اس کے شوہر نے کہا کہ مرچوں کی جگہ کچھ اور پکالیا ہوتا، اس پر بیوی نے غصہ سے کہا کہ تم نے پکانے کے لئے کچھ لاکر رکھا تھا؟ شوہر نے شراب کے نشہ میں غصہ کی حالت میں ۲/ مرتبہ یہ کہا کہ جا ’’میں نے تجھے طلاق دی‘‘،

اس وقت سامنے ایک مرد اور ایک گیارہ سالہ لڑکی موجود تھی یہ بتائیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: برتقدیرِ صحتِ واقعہ صورتِ مسئولہ میں مذکورہ شخص کی بیوی پر دوطلاق رجعی واقع ہوگئیں، عدت کے اندر اندر اسے اپنی بیوی سے رجوع کا حق حاصل ہے، عدت گذرنے کے بعد بلاتجدید نکاح وہ اس کی زوجیت میں نہیں آسکتی؛ البتہ حلالہ کی ضرورت نہ ہوگی۔

طلاق السكران واقع إذا سكر من الخمر أو النبيذ وهو مذهب أصحابنا

(شامي ۲٤۱/۳ کراچی)

وفي الدر المختار: وقعت رجعيتين لو مدخولاً بها كقوله أنت طالق، أنت طالق، زيلعي. (الدر المختار ۲۵۲/۳ کراچی)

وأما حكمه فوقوع الفرقة بانقضاء العدة في الرجعي وبدونه في البائن.

(الفتاویٰ الهندية ۳٤۸/۱ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۴۱۰/۱۲/۱٦ھ

دوطلاق دینے کے بعد تیسری کہنے سے پہلے شوہر کا منہ بند کردیا؟

سوال (۲۰۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے شوہر نے مجھے دوطلاق دیں، تیسری مرتبہ کہنے سے پہلے ایک شخص نے میرے شوہر کے منہ پر ہاتھ رکھ لیا، الفاظِ طلاق ادا نہ ہوئے، دومرتبہ طلاق دینے سے کون سی طلاق واقع ہوئی؟ اگر طلاق ہوگئی تو میرا مہر جہیز وغیرہ مجھے ملنا چاہئے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: برتقدیرِ صحتِ واقعہ صورتِ مسئولہ میں دوطلاقِ رجعی واقع ہوئی ہیں، عدت کے اندر بلاتجدید نکاح اور عدت گذرنے کے بعد نیا نکاح کرکے آپ اپنے

اسی شوہر کے ساتھ رہ سکتی ہیں، حلالہ کی ضرورت نہیں ہے؛ لیکن آئندہ اگر ایک بھی طلاق دی تو طلاق مغلظہ واقع ہو جائے گی۔

ولو قال أنت طالق وهو يريد أن يقول ثلاثاً فقبل أن يقول ثلاثاً أمسك غيره فمه أو مات تقع واحدة. (الفتاویٰ الهندية ٣٥٩/١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ١٤١٣/١/٩ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سسرال والوں کے دباؤ میں دو مرتبہ کہا کہ ''میں نے طلاق دی، میں نے طلاق دی''

سوال (٢٠٥): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے شوہر کو میرے گھر والوں نے (میکہ والوں نے) کمرے میں بند کر کے جان سے مارنے کی دھمکی دے کر طمنچہ وغیرہ دکھا کر مجھے طلاق دینے کو کہا، تو اس نے دباؤ میں آکر میں نے طلاق دی، میں نے طلاق دی، دو مرتبہ کہہ دیا، تو کیا ایسی صورت میں طلاق ہوگئی اور ہوئی تو کونسی ہوئی؟ اور کیا ایسی صورت میں عورت اپنے شوہر سے قانوناً وشرعاً نان ونفقہ کا مطالبہ کرسکتی ہے یا نہیں؟ کیا اس شکل میں شوہر اپنی بیوی کے حقوقِ زوجیت ادا کرے گا یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں دو طلاق رجعی واقع ہوگئی ہیں، شوہر عدت کے اندر اندر اپنی منکوحہ سے رجوع کرسکتا ہے، اور عدت کا نفقہ شوہر کے ذمہ ہے، بشرطیکہ عورت کی طرف سے نافرمانی اور تعنت نہ پایا جائے۔

عن جابر رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: المطلقة ثلاثا لها السكنىٰ والنفقة. (سنن الدارقطني ١٥/٤ رقم: ٣٩٠٤)

الأصل أن الفرقة متى كانت من جهة الزوج فلها النفقة وإن كانت من

جهة المرأة إن كانت بحق لها النفقة و إن كانت معصية لا نفقة لها، و إن كانت بمعنى من جهة غيرها فلها النفقة. (الفتاویٰ الهندية ۵۵۷/۱ زكريا)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها.

(الهداية ۳۹٤/۲، مجمع الأنهر ۷۹/۲ دار الكتب العلمية بيروت، الفتاویٰ الهندية ٤۷۰/۱ كوئٹه)

وتجب النفقة والسكنیٰ لمعتدة الطلاق ولو بائنًا. (مجمع الأنهر ۱۹۰/۲ دار الكتب العلمية بيروت، كذا في الدر المختار مع الشامي ۳۳۳/۵ زكريا، البحر الرائق ۱۹۸/٤ كوئٹه)

و إن نشزت فلا نفقة لها حتى تعود إلى منزله. (قدوري مع الشرح الثميري ۲۰٦/۳)

أو قال قد طلقتک قد طلقتک ...... تقع ثنتان إذا كانت المرأة مدخولاً بها. (الفتاویٰ الهندية ۳۵۵/۱ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۸/۱/۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

’’تجھے طلاق دی‘‘ دو مرتبہ کہنے سے طلاق کا حکم؟

سوال (۲۰۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری بیوی شبنم بی بنت جناب محمد یونس صاحب ساکن گیاں باغ سے دو سال قبل میرے نکاح میں آئیں تھیں، تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ وقت ظہر وعصر کے درمیان بروز جمعہ کچھ ہم دو بھائیوں کے درمیان تناؤ اور زیادہ غصہ کی حالت میں کئی مرتبہ اس طرح الفاظ گذرے کہ میں تجھے طلاق دے دوں گا، اور پھر میں نے دو مرتبہ اس طرح کہا کہ شبنم تجھے طلاق دی، شبنم تجھے طلاق دی، جب کہ وہ اس وقت قریب تین ماہ سے حاملہ ہے، میں اپنی غلطی پر بہت شرمندہ ہوں، صلح چاہتا ہوں، خدا گواہ ہے اس میں کچھ جھوٹ اور کچھ چھپایا نہیں گیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر سوال میں ذکر کردہ واقعہ صحیح ہے تو آپ کی بیوی پر دو

طلاق رجعی واقع ہوگئی ہیں، عدت کے اندر اندر اس سے رجوع کر سکتے ہیں، حلالہ کی ضرورت نہیں ہے اگر آئندہ ایک بھی طلاق دے دی تو بیوی بالکل حرام ہو جائے گی۔

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها. (الهداية ٢/ ٣٩٤، مجمع الأنهر ٢/ ٧٩ دار الكتب العلمية بيروت، الفتاویٰ الهندية ١/ ٤٧٠ كوئٹه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۲/ ۹/ ۱۴۱۵ھ

تجھے طلاق دے دوں گا کے بعد، دو مرتبہ "دے دی" کہنے کا حکم؟

سوال (۲۰۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں تجھے طلاق دے دوں گا اور تین مرتبہ ایسے ہی کہہ دیا، اس طرح طلاق کہنے سے طلاق ہوگئی یا نہیں؟ نیز زید کی بیوی نے کہا طلاق دینی ہے تو دے دو، پھر زید نے دو مرتبہ کہا دے دی، اس وقت کچھ عورتیں موجود تھیں، ان عورتوں نے زید سے کہا کہ طلاق ہوگئی ہے، اسی ٹائم سے زید کی بیوی نے علیحدگی اختیار کر لی، اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بشرط صحتِ سوال تجھے طلاق دے دوں گا، تین مرتبہ کہنے سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی اور بعد میں بیوی کے طلاق کے مطالبہ پر دے دی، دو مرتبہ کہنے کی بنا پر بیوی پر دو طلاق رجعی واقع ہوگئی ہیں، عدت کے اندر اندر بلا نکاح جدید رجعت کی گنجائش ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِإِحْسَانٍ﴾ [البقرة، جزء آيت: ٢٢٩]

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: إذ طلق الرجل امرأته تطليقتين، فليتق اللّٰه في ذٰلك أي في الثالث، فإما أن يمسكها بمعروف فيحسن صحابتها،

أو يسرحها بإحسان فلا يظلمها من حقها شيئاً. (تفسیر ابن کثیر مکمل ۱۸۲ دار السلام ریاض)

بخلاف قوله: كنم؛ لأنه استقبال. (الفتاویٰ الهندية ۳۸٤/۱ زكريا)

ولو قالت لزوجها: مرا طلاق ده فقال: ایں نیز داده وآں يقع إذا نوىٰ. (الفتاویٰ الهندية ۳۸٤/۱ زكريا)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها. (الهداية ۳۹٤/۲، مجمع الأنهر ۷۹/۲ دار الكتب العلمية بيروت، الفتاویٰ الهندية ٤٧٠/١ كوئٹه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۲۸/۱/۱۴۱۶ھ

دو مرتبہ ’’طلاق طلاق‘‘ کہنے کا حکم

سوال (۲۰۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں نے اپنی بیوی کو اپنی زبان سے صرف دو بار طلاق طلاق کے لفظ دہرائے ہیں، کیا اس صورت میں میری بیوی پر طلاق واقع ہوگئی، اگر طلاق ہوئی تو کون سی طلاق ہوگی؟ میرے لئے اس صورت میں رجعت کرنے کا شرعی حکم کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر سوال میں ذکر کردہ واقعہ صحیح ہے تو آپ کی بیوی پر دو طلاق رجعی واقع ہوئی ہیں، عدت (تین ماہواری) کے اندر اندر آپ کو رجوع کرنے کا اختیار ہے؛ لیکن اگر آئندہ ایک مرتبہ بھی طلاق دے دی تو بیوی حرام ہوجائے گی۔

ولو قال لها أنت طالق طالق ...... تقع ثنتان إذا كانت المرأة مدخولاً بها. (الفتاویٰ الهندية ۳۵۵/۱ زكريا)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها.

(الهداية ۳۹٤/۲، مجمع الأنهر ۷۹/۲ دار الکتب العلمية بيروت، الفتاویٰ الهندية ٤٧٠/١ کوئٹه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۸/۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دو طلاق رجعی کے بعد بیوی کو ساتھ رکھنا؟

سوال (۲۰۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شوہر ہے اپنی بیوی سے غصہ میں دو مرتبہ کہا میں نے طلاق دی، میں نے طلاق دی، طلاق کے بعد بھی وہ عورت شوہر کے ساتھ ہی رہتی رہی، اس واقعہ کے دس پندرہ روز بعد شوہر نے بیوی سے ہمبستری بھی کرلی اور بچہ بھی پیدا ہوا، معلوم یہ کرنا ہے کہ بیوی سے حلالہ یا نکاح کرنا ضروری ہے یا ایسے ہی بیوی بنی رہے گی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر سوال میں ذکر کردہ واقعہ صحیح ہے تو چوں کہ شوہر نے دو طلاق رجعی دینے کے بعد بیوی سے عدت کے اندر رجعت کرلی ہے؛ لہٰذا یہ رجعت صحیح ہوگئی ہے، وہ بدستور اس کی بیوی ہے؛ لیکن اگر آئندہ ایک طلاق بھی دے گا تو وہ حرام ہو جائے گی۔

إذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذٰلک أو لم ترض ...... والرجعة أن يقول راجعتک أو راجعت امراتي أو يطأها أو يقبلها. (الهداية ۳۹٤/۲-۳۹٥، مجمع الأنهر ۷۹/۲ بيروت، فتاویٰ محموديه ۲۹٠/١٩ ميرٹھ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۹/۸/۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غصہ میں ’’طلاق تم پر، طلاق تم پر‘‘ کہنے کا حکم؟

سوال (۲۱۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: زید اور اس کی بیوی کے درمیان جھگڑا ہو رہا تھا، جس سے زید کو غصہ آیا اور کہا کہ طلاق تم پر، طلاق تم پر، یہ اس وقت کہا گیا جب کہ بیوی نے زید سے کہا کہ اگر تم اصل سے پیدا ہو تو مجھے طلاق دے دو، اس کے بارے میں قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں دو طلاق رجعی واقع ہوگئی ہیں، عدت کے اندر اندر شوہر کو رجعت کا اختیار رہے۔

وقعتا رجعيتين لو مدخولاً بها كأنت طالق أنت طالق. (الدر المختار ۲۵۱/۳ کراچی، ٤٦٣/٤ زکریا)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذٰلک أو لم ترض ...... والرجعة أن يقول راجعتک أو راجعت امراتي أو يطأها أو يقبلها. (الهداية ۳۹٤/۲-۳۹٥، مجمع الأنهر ۷۹/۲ بيروت، فتاویٰ محموديه ۲۹۰/۱۹ میرٹھ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۷/۱/۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دو مختلف وقتوں میں دو طلاق دینا؟

سوال (۲۱۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک مرتبہ طلاق دے دی، اس کے بعد ان کے تعلقات خوش گوار ہوجائیں، پھر کچھ عرصہ بعد وہ دوبارہ صرف ایک مرتبہ طلاق دیدے، ان حالات میں کیا طلاق دو مرتبہ دینا مانا جائے گا یا پہلی بار طلاق دینے کے بعد حالات درست ہونے کی وجہ سے شرعی طور پر ایک طلاق مانی جائے گی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں ۲؍ طلاقیں معتبر ہوں گی، اب اگر

تیسری طلاق دے دی تو بیوی مغلظہ ہو جائے گی ۔(مستفاد: فتاویٰ دار العلوم دیو بند۱۶۳/۱۰)

ولـو قال لها أنت طالق أنت طالق تقع ثنتان إذا كانت المرأة مدخو لاً بها .

(الفتاویٰ الهندية ۳۵۵/۱ زکریا)

وقـعتـا رجعيتين لو مدخولاً بها كأنت طالق أنت طالق. (الدر المختار ۲۵۱/۳ كراچی، ٤٦٣/٤ زكريا)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بـذٰلک أو لم ترض ...... والرجعة أن يقول راجعتک أوراجعت امراتي أو يطأها أويقبلها . (الهداية ۳۹٤/۲-۳۹۵، مجمع الأنهر ۷۹/۲ بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۶/۸/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دو طلاق کے بعد ’’گھر سے نکل جا‘‘ کہنے کا حکم؟

سوال (۲۱۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ارشاد حسین نے اپنی بیوی سے پہلی بار میں یہ کہا کہ اگر تجھ سے جھوٹ بولے گی تو میں تجھے گھر میں نہیں رکھوں گا، اس پر اس نے کچھ جواب نہیں دیا، تو غصہ کی حالت میں دو بار طلاق طلاق کہا، پھر اس کے بعد کہا کہ تو گھر سے نکل جا، یا پھر میں کچھ کھا کر مر جاؤں گا، اس بات کی گواہ دو عورتیں ہیں، تو طلاق ہوئی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: دو مرتبہ طلاق طلاق کہنے سے دو طلاق رجعی واقع ہوگئی ہیں، اس کے بعد اس نے ’’گھر سے نکل جا‘‘ کے الفاظ سے اگر نئی طلاق کا ارادہ نہیں کیا ہے تو اس سے تیسری طلاق واقع نہیں ہوئی؛ لہٰذا عدت کے اندر رجوع کرنے کی گنجائش ہے، آئندہ اگر ایک طلاق بھی دے دی تو حرمت مغلظہ ہو جائے گی ۔

ولـو قـال لهـا أنـت طـالـق طـالـق تقع ثنتان إذا كانت المرأة مدخولاً بها.

(الفتاویٰ الهندیة ۳۵۵/۱ کوئٹہ)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بـذٰلک أو لم ترض ...... والرجعة أن يقول راجعتک أو راجعت امراتي أو يطأها أو يقبلها. (الهداية ۳۹۴/۲-۳۹۵، مجمع الأنهر ۷۹/۲ بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۰/۵/۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خلوت کے بعد جماع سے پہلے دو طلاق دینا؟

ســـوال (۲۱۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: معراج نے نسرین سے دوسری شادی کی، نکاح کے بعد وہ اپنے گھر چلی گئی، یہ نکاح ہم دونوں نے چپکے سے گھر والوں کو اطلاع دئے بغیر کیا تھا، پھر میں نے نسرین کے گھر کئی دفعہ گیا اور تنہائی میں ایک کمرہ میں ملاقات ہوتی رہی، میں نسرین سے ہم بستر ہونا چاہتا تھا، تو وہ منع کر دیتی تھی، وہ کہتی تھی کہ میں عزت سے جاؤں گی تو میں نے کہا کہ جب نکاح چپکے سے ہوا ہے تو عزت سے کیسے جاؤ گی، پھر مجھے غصہ آ گیا اور دو مرتبہ کہا کہ میں طلاق دیتا ہوں، تیسری مرتبہ کہنا چاہتا تھا کہ نسرین نے منہ پر ہاتھ رکھ دیا، تو شرعاً کونسی طلاق ہوئی؟ اس طلاق کے بعد تقریباً چار یا پانچ مہینہ بعد نسرین پھر میرے گھر آ گئی اور اب تک میرے ساتھ رہتی ہے، اور چار ماہ کا حمل بھی ہے، اب شرعاً میرے لئے کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے خلوت کے بعد جماع سے قبل اپنی بیوی کو دو طلاقیں دی ہیں، اَب اگر عدت تین ماہواری کے اندر رجعت پائی گئی، یعنی آپ دونوں کا ملنا جلنا برقرار رہا، تو نکاح باقی ہے، اور اگر طلاق کے بعد عدت گذر گئی، اس کے

بعد اس سے آپ کا ملنا جلنا ہوا ہے، تو یہ تعلق حرام ہوا، اَب اگر چاہیں تو اُس سے دوبارہ نکاح کرلیں، ورنہ مسلسل گنہگار رہوں گے۔

والحاصل أنه إذا خلا بها خلوة صحيحة ثم طلقها طلقة واحدة فلا شبهة في وقوعها، فإذا طلقها في العدة طلقة أخرى فمقتضى كونها مطلقة قبل الدخول أن لا تقع عليها الثانية لكن مما اختلفت الأحكام في الخلوة ...... فقلنا بوقوع الثانية احتياطا لوجودها في العدة .... (شامي، كتاب النكاح / باب المهر، مطلب في أحكام الخلوة ٢٥٦/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۰/۷/۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ایک طلاق دے کر رجوع کرلیا پھر دوسری طلاق دی تو وہ رجعی ہوگی یا بائن؟

سوال (۲۱۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کسی نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی پھر رجوع کرلیا پھر ایک سال بعد وہی شخص اپنی بیوی کو ایک طلاق دے دے تو یہ طلاق پہلی طلاق ہوگی یا دوسری، یعنی طلاق ہوگی یا طلاق بائن؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: صورتِ مسئولہ میں دوسری طلاق بھی رجعی واقع ہوگی عدت کے اندر اندر نکاح درست ہے؛ کیوں کہ صریح لفظ سے طلاق دی گئی ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ۳۴۲/۹)

الصريح يلحق الصريح كما لو قال لها أنت طالق ثم قال أنت طالق وقع الثاني. (شامي ٣٠٦/٣ كراچی)

وقعتا رجعيتين لو مدخولاً بها كقوله أنت طالق أنت طالق. (شامي ٤٦٣/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۲۳/۴/۲۸ھ

دو مرتبہ کہا ''طلاق'' پھر کہا ''بھاگ جا''

سوال (۲۱۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک آدمی نشہ کی حالت میں گھر میں آیا اور اپنی بیوی سے کہا کھانا پکا، اس نے کہا: کھانا رکھا ہوا ہے کھالو، آدمی نے کہا پھر سے پکا ہم دونوں ساتھ میں کھائیں گے، عورت نے کہا میں نے تو کھالیا، آدمی غصہ میں آیا اور کہا تجھے طلاق طلاق دو مرتبہ اور تیسری مرتبہ کہا تو بھاگ جا، تو طلاق ہوئی یا نہیں؟ اگر طلاق ہوئی تو کتنی پڑی؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: دو مرتبہ ''طلاق طلاق'' کہنے سے دو طلاق رجعی واقع ہوگئی ہیں اور بعد میں جو ''بھاگ جا'' کا لفظ کہا ہے وہ بظاہر طلاق کے بعد اس کی خبر دینا ہے؛ اسلئے عدت کے اندر رجعت کی گنجائش ہے، آئندہ اگر ایک طلاق بھی دیدی تو بیوی مغلظہ ہو جائیگی۔

ولو قال: أنت طالق اعتدي أو عطفه بالواو أو الفاء؛ فإن نوى واحدة فواحدة أو ثنتين وقعتا. (شامي ٥٣٨/٤ زكريا)

قال في الدر المختار: فنحو أخرجي واذهبي وقومي، يحتمل ردًّا ...... وفي الغضب توقف الأولان ...... أي ما يصلح ردا وجوابًا. (الدر المختار مع الشامي / ٦٣٧/٢، مستفاد: فتاوىٰ دارالعلوم ديوبند ٣٩٣/٩)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذٰلک أو لم ترض. (الهداية ٣٩٤/٢، مجمع الأنهر ٧٩/٢ بيروت، الفتاوىٰ

الهندية ۱/ ۴۷۰ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۷/۱/۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دومرتبہ طلاق دے کر کہا ”میں نے کردیا کام ختم“

سوال (۲۱۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ میں نے طلاق دے دی، دوبار اس لفظ کو کہا کہ اس شخص کی بہن نے تنبیہ کی، تو بہن سے جواباً کہا کہ ”میں نے کردیا کام ختم“، اس کے بعد بیوی روکنے کے باوجود اپنے میکہ چلی گئی، ایک ماہ کے بعد مطلقہ بیوی کے بچے کی ولادت ہوئی، شرعاً حکم کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: بہن کی تنبیہ کرنے پر شوہر کا کہنا ہے کہ ”میں نے کردیا کام ختم“ یہ درحقیت پہلے دی ہوئی دوطلاقوں کی خبر دینا ہے، اس لئے مذکورہ صورت میں بیوی پر دو طلاق رجعی واقع ہوگئی تھیں، مگر بچہ کی ولادت سے عورت کی عدت ختم ہوگئی اور وہ مطلقہ بائنہ ہوکر شوہر کی زوجیت سے خارج ہوگئی، اب اگر دونوں ایک ساتھ رہنا چاہیں تو دوبارہ نکاح کرکے رہ سکتے ہیں، حلالہ کی ضرورت نہیں ہے، لیکن آئندہ اگر ایک طلاق بھی دے گا تو بیوی مغلظہ ہوکر بالکل حرام ہوجائے گی۔

وإذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله أن يتزوجها في العدة وبعد انقضاءها.

(الهداية / باب الرجعة ۲/ ۳۹۹ دار الكتاب ديوبند)

لو ولدت بعده تنقضي العدة بالولادة فلا تتصور الرجعة. (الهداية / باب الرجعة ۲/ ۳۹۸ دار الكتاب ديوبند)

أنت طالق وطالق فتقع رجعيتان إذا كانت مدخولا بها. (الهداية ۲/ ۳۶۱)

وإذا قال: أنت طالق ثم قيل له: ما قلت؟ فقال: قد طلقتها، أو قلت هي طالق،

فهي طالق واحدة؛ لأنه جواب، كذا في الكافي. (شامي ٥٢١/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۵/۱۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

وقفہ وقفہ سے دو طلاق رجعی دے کر تیسری بار طلاق کی دھمکی دینا

سوال (۲۱۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اپنی بیوی کو تین ماہ کا جب حمل تھا طلاق دی تھی اور دوسری طلاق جب بچہ اپنی ماں کا دودھ پی رہا تھا، کہا کہ جا میں نے تجھے طلاق دی، لڑکی اس بات کی شاہد ہے، بچہ کی عمر آٹھ ماہ تھی، زید اب تیسری بار لڑکی والوں کے گھر جا کر بھری حویلی کے سامنے کہتا ہے لڑکی کے والد سے کہ: اس کو باہر نکالو ابھی چھوڑ دوں گا، لڑکی کا شوہر یہ بھی کہتا ہے کہ تیرے لڑکی پیدا ہوگی تو چھوڑ دوں گا اور اپنے بھائی کی شادی ہونے کے بعد بھی چھوڑ دوں گا، ان حالات میں کیا لڑکی کو اس کے گھر بھیج دیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: برتقدیرِ صحتِ سوال شروع میں وقفہ وقفہ سے دی گئیں دو طلاقیں رجعی واقع ہو چکی ہیں، مگر ان میں عدت کے اندر اندر رجعت کا حق تھا، لیکن تیسری بار شوہر نے جو الفاظ استعمال کئے وہ محض دھمکی کے ہیں ان سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی، اگر پہلی طلاق سے شوہر نے قولاً یا فعلاً رجعت کر لی تھی تو زوجین میں بدستور رشتہ زوجیت باقی ہے، بیوی کو گھر بھیجنے کی ضرورت نہیں۔

ولو قال: أنت طالق الطلاق، أو أنت طالق طلاقاً يقع واحدة رجعية إن لم ينو شيئاً، أو نوى يعني بالصدر؛ لأنه لو نوى بطالق واحدة و بالطلاق أخرى وقعتا رجعتين لو مدخولا بها كقوله: أنت طالق أنت طالق. (شامي ٤٦٣/٤ زكريا)

ولو قال: أنت طالق وطالق، فتقع رجعيتان إذا كان مدخولاً بها. (الهداية ٣٦١/٢)

بخلاف قوله: طلقي نفسک، فقالت: أنا طالق أو أطلق نفسي لم يقع؛

لأنـه وعـد مالم يتعارف، أو تنو الإنشاء. (الـدر الـمختـار مع الشامي / باب تفويض الطلاق ٥٥٩/٤ زكريا، كذا في البحر الرائق / باب تفويض الطلاق ٣١٤/٣ كوئٹه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۷/۳/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دو طلاق رجعی دینے کے بعد کہنا کہ ''اپنی بھتیجی کو لے جا''

سوال (۲۱۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شوہر بیوی کے درمیان جھگڑا ہوا، شوہر نے بیوی کو دو طلاق دی، اور بعد میں اپنی والدہ کو بلا کر کہا کہ اپنی بھتیجی کو لے جا، بیوی کہتی ہے کہ اپنی بھتیجی کو لے، میں اس کو نہیں رکھوں گا نہیں یہ پہلے کہا، اس صورت میں کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس معاملہ میں دراصل شوہر کے بیان کا اعتبار ہے، جب وہ خود اقرار کرتا ہے کہ اس نے پہلے دو مرتبہ الفاظ صریح سے طلاق دی، اس سے تو دو طلاق رجعی یقیناً واقع ہوگئی، اس کے بعد جو اس نے اگلا جملہ اپنی والدہ سے بولا کہ تو اپنی بھتیجی کو لے جا، اس جملہ سے اگر نئی طلاق کا ارادہ نہیں کیا تو کوئی مزید طلاق نہیں ہوگی، اور اگر طلاق کی نیت سے کہا ہے تو پھر تین طلاق ہوجائیں گی۔

فنحو أخرجي واذهبي يتوقف الأول فقط. (الدر لمختار على الشامي ٥٢٩/٤ زكريا)

الصريح يلحق الصريح ويلحق البائن. (الدر المختار مع الشامي ٥٤٠/٤ زكريا)

وقعتا رجعيتين لو مدخولاً بها كقوله أنت طالق أنت طالق. (شامي ٤٦٣/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۹/۴/۱۴۲۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاق کے مطالبہ پر شوہر نے کہا: ”لے ہی لو، لے ہی لو“

سوال (۲۱۹): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بطور آزمائش محبت کسی بات پر بیوی اپنے شوہر سے طلاق مانگنے لگی کہ مجھے طلاق دیدیجئے، بعد اصرار شوہر اپنی منکوحہ پر غصہ ہوگیا اور ہاتھ میں پنکھا لیکر مارتے ہوئے کہنے لگا کہ ”لے ہی لو، لے ہی لو“ یہ الفاظ تین مرتبہ سے زیادہ نکالا، واضح رہے کہ شوہر اپنی بیوی کو طلاق دینا نہیں چاہتا تھا، اسی بات کا شوہر کو یقین ہے؛ لیکن بیوی کا کہنا ہے کہ بالیقین آپ مجھے مارتے ہوئے یہ کہہ رہے تھے کہ ”تمہیں طلاق چاہئے نا! لے لو طلاق، لے لو طلاق“ یہ واقعہ ہوئے قریب تین چار سال ہو گئے ہیں اور اس درمیان دونوں ایک ساتھ رہے تھے، اب بیوی کا کہنا ہے کہ آپ مجھے چھوڑ چکے ہیں اس لیے آپ مفتی صاحب سے مسئلہ معلوم کر لیجئے؛ کیونکہ مجھے خدا کا خوف لاحق ہو رہا ہے اس صورت میں شوہر کو کچھ سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ اب کیا کریں؛ حالانکہ شوہر کو اپنی بات پر یقین زیادہ ہے؛ لیکن بیوی اس کے برعکس کہہ رہی ہے؛ اس لیے شوہر شک میں پڑ گیا ہے، اب اگر شوہر بیوی کی بات پر عمل کرے یا بیوی شوہر کی بات پر عمل کرے تو صحیح ہے یا نہیں، یا دونوں میں سے ایک دوسرے کی بات ماننے پر گنہگار رہوں گے، اگر شوہر اپنی بات پر یقین کر کے بیوی کو اپنے پاس رکھنے کیلئے مجبور کرے گا تو کیا بیوی گنہگار رہوگی؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورت کی طرف سے طلاق کے مطالبے پر شوہر کا یہ کہنا کہ لے ہی لو یہ تفویض طلاق کے الفاظ ہیں، اس میں طلاق کے وقوع کیلئے اسی مجلس میں عورت کی طرف سے طلاق کو قبول کرنا شرط ہے، اگر اس مجلس میں عورت نے طلاق قبول نہ کی ہو تو مجلس ختم ہونے کے بعد یہ الفاظ لغو قرار پائیں گے، پھر ان سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی؛ لہٰذا مسئولہ صورت میں کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی۔

عن ابن مسعود رضي اللّٰه عنه قال: إذا ملكها أمرها، فتفرقا قبل أن تقضي شيئا فلا أمر لها. (المعجم الكبير للطبراني ۳۳۳/۹ رقم: ۹۶۵۲، المصنف لعبد الرزاق ۵۲۴/۶ رقم: ۱۱۹۲۹)

قال لها: اختاري أو أمرک بیدک ینوي الطلاق أو طلقي نفسک فلها أن تطلق في مجلس علمها به، وإن طال مالم تقم أو تعمل ما یقطعه لا بعده. (تنویر الأبصار مع الشامي ٤/ ٥٥٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۴/۱/۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غصہ میں دو مرتبہ ’’طلاق دی، طلاق دی‘‘ کہنے سے طلاق؟

سوال (۲۲۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید اور اس کی بیوی میں تنازع ہوا اچانک زید کو کوئی ضرورت درپیش آئی، اس نے اپنے گھر یعنی اپنی بیوی کا زیور فروخت کردیا، چند روز کے بعد زید کی بیوی نے زید سے دریافت کیا کہ زیور کہاں ہے؟ اس نے کہا یہیں کہیں ہوگا، اس بات کو لے کر بات طول پکڑ گئی اور زید کا غصہ حد سے تجاوز کر گیا، کہاں تک ہوا کہ عقل و ہوش وحواس تک خبط ہوگئے، اسی حالت میں زید نے اپنی بیوی کو دوبار کہا: ’’میں نے تجھے طلاق دی، طلاق دی‘‘ اس وقت ان دونوں کے پاس کوئی تیسرا شخص موجود نہ تھا اور چھ ماہ قبل زید نے یہ کہا تھا کہ میں تجھے آزاد کردوں گا، اس وقت بھی دونوں ہی موجود تھے، کوئی تیسرا فریق موجود نہیں تھا، یہ بات مذاق میں ہنس کر کہی تھی، ، کیا لفظ آزاد کے ساتھ یہ بات ثابت ہوئی کہ طلاق واقع ہوجائے گی، جب کہ زید کی بیوی کو آٹھ ماہ کا حمل تھا جو ایک ماہ بعد بچے کی ولادت ہوئی، جو تقریباً ۹ ریوم کا ہو چکا ہے، اس کے علاوہ ایک لڑکا اور ہے، اب دو بچہ ہوگئے ہیں، جب ان دونوں سے معلوم کیا گیا تو حلفیہ یہی بتایا کہ جو کچھ ہم نے آپ کو بتایا ہے وہ صحیح بتایا ہے۔ جس وقت یہ واقعہ درپیش ہوا تو زید نے اپنے ایک ملنے والے سے جا کر کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو دوبار کہا کہ طلاق دی طلاق دی، تو کیا طلاق ہوجائے گی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مسئولہ صورت میں صرف دو طلاق واقع ہوئی ہیں، اس

سے پہلے آزاد کردوں گا کہنے سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی؛ کیوں کہ یہ صرف دھمکی کا جملہ ہے۔

ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل. (الدر المختار مع الشامي ٤٣٨/٤ زكريا)

ولو قال لها: أنت طالق طالق أو أنت طالق أنت طالق أو قال: قد طلقتک قد طلقتک، أو قال: أنت طالق وقد طلقتک تقع ثنتان. (الفتاویٰ الهندية ٣٥٥/١)

بخلاف قوله: کنم؛ **لأنه استقبال فلم يكن تحقيقاً بالتشكيك.** (الفتاویٰ الهندية ٣٨٤/١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۱۱/۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دوطلاق دے کر ’’طلاق دی طلاق دی‘‘ کہہ کر خبر دینا؟

سوال (۲۲۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے بیوی کو دوطلاق دے کر ایک عالم سے اِس طرح مسئلہ پوچھا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو دوبار یہ کہہ دے کہ میں نے طلاق دی طلاق دی تو کیا طلاق ہو جائے گی؟ تو کیا مزید طلاق واقع ہوگی، جب کہ زید کی نیت محض اخبار کی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر زید نے دوسرے شخص سے دوطلاق کا جو اقرار کیا ہے اس سے پہلے دی ہوئی دوطلاقوں کا خبر دینا مقصود تھا، تو اس سے مزید کوئی اور طلاق واقع نہیں ہوئی۔

ولو قال لامرأته: أنت طالق فقال له رجل: ما قلت؟ فقال: طلقتها أو قال: قلت هي طالق، فهي واحدة في القضاء. (الفتاویٰ الهندية ٣٥٥/١، شامي ٥٢١/٤ زكريا)

لأن كلامه انصرف إلى الأخبار. (بدائع الصنائع ١٦٣/٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۱۱/۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

وقفہ وقفہ سے دو- دو طلاق دینا؟

سوال (۲۲۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اپنی بیوی کو دو طلاق دی، پھر تھوڑی دیر بعد دو طلاق دی، تو کون سی طلاق ہوئی اور اس کے ساتھ رہنے کی کیا شکل ہے؟ شرعی حکم تحریر فرمادیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں وقفہ وقفہ سے کل ملاکر چار طلاق دینے سے زید کی بیوی پر تین طلاقیں واقع ہوچکی ہیں، اب ان دونوں کے درمیان ازدواجی زندگی قطعاً حرام ہے، اور اگر وہ دونوں ایک ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو اس کی شکل یہ ہے کہ عدت گذرنے کے بعد اس کا دوسرے شوہر سے نکاح ہو، پھر وہ شوہر ہم بستری کے بعد اس کو طلاق دے دے یا تفریق کی نوبت آجائے، پھر اس کی عدت گذر جانے کے بعد زید سے نکاح ہوسکتا ہے۔

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿فَإِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنۡ بَعۡدُ حَتَّى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهُ﴾ [البقرة، جزء آيت: ۲۳۰]

إذا قال لامرأته: أنت طالق وطالق وطالق ولم يعلقه بالشرط إن كانت مدخولة طلقت ثلاثا. (الفتاوىٰ الهندية ۱/۳۵۵ زكريا)

إن كان الطلاق ثلاثا في الحرة وفي الأمة ثنتين لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحًا صحيحًا ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها كذا في الهداية. (الفتاوىٰ الهندية ۱/۴۷۵ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۴/۱۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دو مرتبہ طلاق دے کر کہنا ''جانپٹ گئی ساری کہانی''

سوال (۲۲۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: میں نے اپنی بیوی کو لڑائی جھگڑے کے دوران دو دفعہ یہ کہا کہ ’’ممتاز میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی، تیسری دفعہ یہ کہا کہ جا نپٹ گئی ساری کہانی، اب تو بھونکتی رہ‘‘۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ کتنی طلاق واقع ہوئی؟ کیا دوبارہ اسے رکھ سکتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں دو مرتبہ ’’میں نے تجھے طلاق دی‘‘ کہنے سے آپ کی بیوی پر دو طلاق رجعی واقع ہوچکی ہیں، اب عدت تین ماہواری کے اندر اندر آپ اس سے رجعت کرکے بیوی بنا کر رکھ سکتے ہیں، اور طلاق دینے کے بعد یہ جو کہا کہ ’’جا نپٹ گئی ساری کہانی‘‘ یہ الفاظ طلاق میں شامل نہیں۔

وقعتا رجعيتين لو مدخولا بها كقوله: أنت طالق أنت طالق. (شامي ٤٦٣/٤ زكريا)

وإذا طلقها واحدة أو ثنتين فهو يملك الرجعة ما لم تنقض العدة.

(المبسوط للسرخسي ٨/٦ بيروت)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلک أم لم ترض. (الفتاوىٰ الهندية ٤٧٠/١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۳/۲/۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی نے کہا: کہو ایک طلاق، تو شوہر نے کہا: ’’ایک طلاق‘‘، بیوی نے کہا کہو دو طلاق شوہر نے کہا: ’’دو طلاق‘‘ کیا حکم ہے؟

سوال (۲۲۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میاں بیوی میں جھگڑا ہوا، دوران نزاع بیوی نے کہا مجھے چھوڑ دو، اس پر شوہر نے کہا تم کو کون پکڑ رکھا ہے؟ اس پر بیوی نے کہا ایسے نہیں طلاق دے دو، اس پر شوہر نے کہا طلاق کیسے دیتے ہیں؟ بیوی نے کہا کہو ایک طلاق، شوہر نے کہا ایک طلاق، بیوی نے کہا کہو دو طلاق، اس پر شوہر نے کہا کہو

دوطلاق، بس اتنی بات ہوئی۔ واضح رہے کہ شوہر کا قول ''تم کوکون پکڑ رکھا ہے'' یا بعد میں بیوی کے کہنے پر جو طلاق کے الفاظ زبان سے نکالے ہیں، اُس سے شوہر کا ارادہ طلاق دینے کا نہیں ہے، اور نہ وہ جانتا ہے کہ اس طرح طلاق ہوتی ہے اور ظاہر ہے جو صریح طلاق کو نہیں جانتا وہ کنایہ کو کیا جانے گا، اس کے بعد شوہر چار ماہ کے لئے جماعت میں چلا گیا؛ اس لئے اب اس واقعہ کو قریب پانچ مہینے ہوگئے ہیں، اب سوال یہ ہے کہ ایسی حالت میں شوہر کے لئے کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بیوی کے ''مجھے چھوڑ دو'' کہنے کے جواب میں شوہر کا یہ کہنا کہ ''تم کوکون پکڑ رکھا ہے'' صراحۃً یا کنایۃً کسی طرح بھی الفاظ طلاق میں داخل نہیں، اسی طرح بیوی نے جب یہ کہا کہ ''کہو ایک طلاق'' یا ''کہو دو طلاق'' اور شوہر نے اس کے کہنے پر یہی الفاظ دوہرائے، اور طلاق دینے کی نیت نہیں کی، تو اس سے بھی کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی؛ کیوں کہ یہ تطلیق نہیں؛ بلکہ بیوی کی کہی ہوئی بات کو بعینہ دہرانا ہے۔

مستفاد: ولو كتبت امرأتي طالق أو أنت طالق، وقالت له: أقرأ عليّ، فقرأ عليها لم يقع الخ. (الأشباه والنظائر ٤٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۶/۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

''میں نے تجھے آزاد کیا'' کہنے سے طلاق کا حکم اور عدت کا خرچہ؟

سوال (۲۲۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جمیل احمد نے اپنی بیوی کو مندرجہ ذیل الفاظ سے طلاق دی کہ ''میں نے تجھ کو آزاد کیا'' اور یہ بھی کہا کہ ''اب تم میرے نکاح میں تمہیں ہو'' (یہ لفظ تین مرتبہ کہا)۔

نکاح سے پہلے ایک کاغذ لکھا گیا تھا جو کہ عدالت میں موجود ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ لڑکی حق زوجیت ادا کرے گی اور لڑکا اگر اپنے ساتھ رکھنے سے انکار کرے تو لڑکی لڑکے سے 40%

روپئے ماہانہ لیا کرے گی، اس کے علاوہ لڑکی لڑکے کے کاروبار نیز تمام کمائی میں برابر کی شریک ہوگی اسی وجہ سے انہوں نے سازش سے تالا توڑ کر مطلقہ کو میرے مملوکہ مکان پر قابض کرادیا ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا شریعت مطہرہ میں ایسا کوئی حکم موجود ہے کہ مطلقہ کو شوہر سابق ہی نان ونفقہ دے گا، نیز بیان فرمائیں کہ مطلقہ کو بوقت طلاق کیا کیا چیز دی جائے گی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: لفظ ''آزاد کیا'' ہمارے عرف میں طلاق کے لیے مستعمل ہوتا ہے اور باب طلاق میں یہ لفظ صریح ہے لہٰذا اس لفظ کہ ''میں نے تجھ کو آزاد کیا'' تین مرتبہ کہنے سے بیوی پر تین طلاقیں واقع ہوگئیں، اب بغیر حلالۂ شرعیہ کے دونوں کے درمیان میاں بیوی کا رشتہ قائم نہیں ہوسکتا۔

اور جب تک عورت شوہر کے نکاح میں یا طلاق کے بعد اس کی عدت میں رہے، اس وقت تک شوہر پر عورت کا نان ونفقہ اور سکنیٰ واجب ہوتا ہے، عدت ختم ہونے کے بعد شرعاً شوہر پر مطلقہ بیوی کا نفقہ ومکان اور خرچ کچھ واجب نہیں ہے، اور اس کے برخلاف کسی بھی عدالت یا پنچایت کا کوئی فیصلہ شرعاً معتبر نہیں ہے، جو لوگ شریعت کے اس واضح حکم کے خلاف کریں وہ سخت گنہگار ہوں گے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۲/۳۵۲ ڈابھیل، احسن الفتاویٰ ۵/۴۵۵، امداد الفتاویٰ ۲/۴۲۲)

وتجب للمطلقة الرجعي والبائن ...... النفقة والسكنىٰ والكسوة إن طالت المدة. (الدر المختار ۳/۶۰۹ کراچی، ۵/۳۳۳ زکریا، کذا في الفتاوىٰ الهندية ۱/۵۵۷ زکریا، البحر الرائق / باب النفقة ۴/۳۳۷ زکریا)

عن عائشة رضي الله عنها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لفاطمة: إنما السكنىٰ والنفقة لمن كان لزوجها عليها رجعة. (سنن الدار قطني ۴/۱۵ رقم: ۳۹۰۸)

والأصل الذي عليه الفتوىٰ في زماننا هٰذا في الطلاق بالفارسية أنه إذا كان فيها لفظ لا يستعمل إلا في الطلاق، فذٰلك اللفظ صريح يقع به الطلاق من

غير نية إذا أضيف إلى المرأة. (الفتاوىٰ الهندية ۱/۳۷۹ زكريا)

فإن سرحتک كناية لكنه في عرف الفرس غلب استعماله في الصريح فإذا قال: "رها كردم" أي سرحتک يقع به الرجعي مع أن أصله كناية أيضا. (شامي ٤/٥٣٠ زكريا، ۳/۲۹۹ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۶/۳/۴ھ

''سمجھ لے کہ میں نے تجھ کو طلاق دیدی'' کے بعد کہا کہ ''میں نے تو فارخطی دے دی''؟

سوال (۲۲۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شوہر بیوی میں رنجش کی وجہ سے گفتگو ہورہی تھی، گفتگو کے درمیان شوہر نے بیوی سے غصہ میں کہہ دیا کہ میں تجھ کو نہیں رکھنے کا؛ بلکہ یہ سمجھ لے کہ میں نے تجھ کو طلاق دے دی، کچھ دیر کے بعد لڑکے کا بڑا بھائی آیا وہ سمجھا رہا تھا کہ دیکھ ایسا نہ کر اچھی بات نہیں ہے، تجھے اس کو رکھنا پڑے گا، اس کے جواب میں لڑکے نے کہا کہ رشتہ داری آپ کو رکھنی ہے یا مجھ کو رکھنی ہے؟ میں نے تو فارخطی دے دی، اس کے بعد لڑکی اسی دن اپنے باپ کے گھر آگئی، تو ان حالات میں لڑکی کو اپنی سسرال جانا درست ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: شوہر کا یہ کہنا کہ ''یہ سمجھ لے کہ میں نے تجھ کو طلاق دے دی'' اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی، پھر بعد میں دوران گفتگو شوہر نے یہ کہا ہے کہ میں نے تو فارخطی دے دی، یہ اسی پہلی طلاق کی خبر اور اقرار ہے، اس لئے اس جملہ سے کوئی مزید طلاق نہیں پڑے گی، اب شوہر کو اختیار ہے کہ عدت کے اندر اندر رجعت کر کے بیوی کو گھر لے آئے اور عدت کے بعد از سر نو نکاح کر کے لاسکتا ہے، حلالہ کی ضرورت نہ ہوگی۔

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها. (الهداية ۳۹٤/۲، فتاوی دارالعلوم ۲۳۸/۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲٦/۱/۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ہنسی مذاق میں بیوی سے کہنا کہ ''میں نے تجھے آزاد کیا''

سوال (۲۲۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: چھیڑ چھاڑ ہنسی مذاق میں اپنی بیوی سے یہ کہتا ہوں جا میں نے تجھے آزاد کیا، ایسا کہنے میں کوئی مضائقہ تو نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہوجائے گی اس لئے کہ ''آزاد کیا'' کا لفظ ہمارے عرف میں صرف طلاق ہی کے لئے مستعمل ہے۔

(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۵۹/۱۲ ڈابھیل)

فإذا قال: ''رہا کردم'' أي سرحتك يقع به الرجعي مع أن أصله كناية أيضا وما ذاك إلا؛ لأنه غلب في عرف الفرس استعماله في الطلاق، وقد مر أن الصريح ما لم يستعمل إلا في الطلاق من أي لغة كانت. (الرد المحتار / باب الكنايات ۲۹۹/۳ کراچی، الفتاویٰ الهندية ۳۷۹/۱ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۵/۳/۱٦ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

لفظ ''آزاد کیا'' کو بغیر نیت کے کہنے سے طلاق کا کیا حکم ہے؟

سوال (۲۲۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آپ کی خدمت میں اس سے پہلے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے لکھا تھا، آپ نے جواب دیا

تھا کہ طلاق ہوگئی؛ لیکن یہ واضح رہے کہ میں نے اپنے ذہن وخیال سے یہی سمجھتے ہوئے آزاد ہونے کا نام لیا تھا کہ طلاق تو حرف طلاق کے بولنے سے ہوا کرتی ہے اور نہ ہی دل میں ارادہ وگمان طلاق دینے کا تھا، اور نہ ہی طلاق کے الفاظ بولے، صرف یہی سوچ کر آزاد آزاد کہتا رہا کہ بیوی اپنے آپ میں تکبر وگھمنڈ نہ کرے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو الفاظ خود صریح ہوں یا عرف میں صریح طلاق کی جگہ استعمال ہونے لگیں، ان سے طلاق واقع ہونے کے لئے نیت طلاق شرط نہیں ہوتی؛ بلکہ دھمکی اور ڈرانے کی غرض سے بھی اگر وہ الفاظ بیوی سے کہہ دئے جائیں تو طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا لفظ ''آزاد کیا'' اگر آپ کے عرف میں طلاق کے لئے مستعمل ہے تو ان الفاظ سے طلاق واقع ہوجائے گی، چاہے آپ نے طلاق دینے کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو۔

كما مر أن الصريح لا يحتاج إلى النية. (شامي ۳/۲۵۰ کراچی، شامي ٤/٤٦٣ زكريا، البحر الرائق ۳/۲۵۸، مجمع الأنهر ۲/۱۱ بيروت)

وقد مر أن الصريح ما لا يستعمل إلا في الطلاق من أي لغة كانت. (شامي ۳/۲۹۹ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۵/۷/۲۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی کو آزادی کا اختیار دیا؛ لیکن بروقت استعمال نہیں کیا؟

سوال (۲۲۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں اپنی بیوی زاہدہ خاتون سے گھریلو چھوٹی باتوں کو منع کرتا تھا، وہ ہر بات پر کہتی تھیں، میں چلی جاؤں گی، ایک دفعہ رات ایک بجے میں نے بچی کو دوا دینے کو کہا، میں نے کہا ڈھکنے میں دوا مت دیا کرو، وہ ہر بار ڈھکنے میں ہی دوا دیتی تھیں، رات ایک بجے اُنہوں نے کہا میں جا رہی ہوں،

میں نے کہا جانا چاہتی ہوتو چلی جاؤ، آزادی لے کر جانا چاہتی ہوں، تو آزادی لے کر چلی جاؤ، وہ بولیں کہ ہم صبح کو جائیں گے، پھر رات کو میرے ساتھ پلنگ پر سوئیں، صبح کو میرے ساتھ ناشتہ کیا، دوپہر کھانا کھایا، پھر اپنی بہن کے گھر چلی گئیں، وہاں جاکر انہوں نے کہا کہ مجھے طلاق دی۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: صورتِ مسئولہ میں اگر شوہر کا بیان صحیح ہے اور اُس نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی ہے؛ بلکہ صرف آزادی دینے کا ارادہ کیا ہے اور بیوی کو اختیار دیا ہے، جسے بیوی نے بروقت استعمال نہیں کیا؛ لہٰذا مذکورہ لفظ سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

عن ابن مسعود رضي اللّٰه عنه قال: إذا ملّكها أمرها، فتفرقا قبل أن تقضي شيئًا، فلا أمر لها. (المعجم الكبير للطبراني ٣٣٣/٩ رقم: ٩٦٥٢، المصنف لعبد الرزاق، الطلاق / باب الخيار والتمليك ما كانا في مجلسهما ٥٢٤/٦ رقم: ١١٩٢٩)

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده أن عمر بن الخطاب وعثمان بن عفان رضي اللّٰه عنهما قالا: أيّما رجل ملّك امرأته أمرها أو خيّرها، افترقا من ذٰلک المجلس فلم تحدث فيه شيئًا، فأمرها إلى زوجها. (المصنف لابن أبي شيبة، الطلاق / ما قالوا في الرجل يخير امرأته فلا تختار حتى تقوم من مجلسها ٥٨٧/٩ رقم: ١٨٤١٦)

عن الثوري قال: إذا قال: أنت طالق إن شئت، فالخيار لها ما دامت في مجلسها، فإن لم تقض شيئًا في ذٰلک المجلس فلا مشيئة لها بعد ذٰلک الخ.

(المصنف لعبد الرزاق / باب أنت طالق إن شئت ١٥/٧ رقم: ١٢٠٠١)

إذا قال الرجل لامرأته: ''أمرک بيدک'' ينوي الطلاق، فإن كانت تسمع فأمرها بيدها ما دامت مجلسها. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / فصيل في تفويض الطلاق ٤٧٦/٤ رقم: ٦٧٠٦ زكريا)

إذا قامت عن مجلسها قبل أن تختار نفسها، وكذا إذا اشتغلت بعمل اٰخر

يعلم أنه كان قاطعاً بما قبله، كما إذا دعت بطعام لتأكله، فهٰذا كله يبطل خيارها.

(الفتاویٰ الهندية ۳۸۷/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۶/۱/۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

''تم میری طرف سے آزاد ہو چکی ہو جس سے دل چاہے شادی کرلو'' کہنے کا حکم؟

سوال (۲۳۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے شوہر نجم الزماں جو کہ فی الحال بغرض ملازمت سعودیہ عرب رہتے ہیں، انہوں نے ۱۹۹۲/۸/۴ء کو خط میں یہ الفاظ لکھ کر بھیجے کہ: ''اب تم میری طرف سے آزاد ہو چکی ہو، چاہو تو جس سے تمہارا دل چاہے شادی کرسکتی ہو یا جو تمہارا دل چاہے، میں اکیلے زندگی گزار لوں گا''۔ اس طرح بندی کو طلاق ہوئی یا نہیں؟ جو بھی حکم شریعت ہو مطلع فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: ''تم میری طرف سے آزاد ہو چکی ہو'' سے ایک طلاق رجعی یقیناً واقع ہو چکی ہے اور اگلے الفاظ ''جس سے تمہارا دل چاہے الخ'' بظاہر پہلی طلاق کی تاکید معلوم ہوتے ہیں، اگر ایسا ہے تو ان سے کوئی مزید طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر ان سے بھی شوہر نے طلاق کی نیت کی ہے تو آپ پر دو طلاق بائنہ واقع ہو جائیں گی۔

فإذا قال: رہا کردم أي سرحتک يقع به الرجعي. (شامي ۲۹۹/۳ کراچی)

والطلاق البائن يلحق الطلاق الصريح بأن قال لها أنت طالق، ثم قال لها أنت بائن تقع طلقة أخرىٰ. (الفتاویٰ الهندية ۳۷۷/۱ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۷/۲/۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

’’میں نے تجھے اپنی زندگی سے آزاد کیا‘‘ تین چار مرتبہ کہنے سے طلاق

سوال (۲۳۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کچھ عرصہ پہلے میرے داماد نے میری لڑکی کو ایک طلاق دی تھی، پھر رجوع کرلیا تھا، رجوع کے بعد وہ لڑکی کو اپنے ساتھ لے نہیں جاتا تھا؛ اس لئے ایک دن لڑکی نے کہا کہ یا تو مجھے لے جایا مجھے چھوڑ دے، اس پر میرے داماد نے گھر فون کیا اور کہا کہ میں آرہا ہوں، آپ ۴، ۸/ آدمی بلا کر رکھو میں اس کا حساب کردیتا ہوں؛ لہٰذا وہ اپنے ایک دوست کو لے کر آیا اور یہ الفاظ کہے ’’میں نے تجھے اپنی زندگی سے آزاد کیا، میری زندگی سے تیرا کوئی ناطہ نہیں جیسا کہ جینا چاہتی ہو ایسے جی سکتی ہو‘‘ اور یہ الفاظ چار مرتبہ کہے، تو ان مذکورہ الفاظ سے کتنی اور کون سی طلاق واقع ہوگی؟

نوٹ:- امداد الفتاوی ۲/۴۲۵ پر حضرت تھانویؒ نے لفظ آزاد کردیا کو صریح شمار کیا ہے، جب کہ فتاوی دارالعلوم میں کئی جگہ یہ لفظ کنایات میں شمار کیا ہے مثلاً (۹/۴۶۵، ۹/۴۸۴، ۹/۴۰۷، ۹/۴۱۸)

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہمارے عرف میں لفظ ’’آزاد کیا‘‘ بیوی کے لئے طلاق صریح کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، جیسا کہ ’’امداد الفتاویٰ‘‘ میں اسی پر فتویٰ دیا گیا ہے؛ لہٰذا مسئولہ صورت میں جب کہ شوہر نے چار مرتبہ یہ لفظ بیوی کے لئے استعمال کیا ہے، تو اس پر تینوں طلاقیں واقع ہوچکی ہیں، اب حلالہ شرعیہ کے بغیر رجعت کی کوئی گنجائش نہیں ہے، اور فتاوی دارالعلوم کا فتویٰ ہمارے عرف کے موافق نہیں ہے؛ اس لئے اس پر فتویٰ نہیں دیا جائے گا۔ (فتاوی محمودیہ ۱۲/۳۵۲-۳۵۹ ڈابھیل، احسن الفتاوی ۵/۱۵۵، امداد الفتاویٰ ۲/۴۲۲)

والأصل الذي عليه الفتوى في زماننا هذا في الطلاق بالفارسية أنه إذا كان فيها لفظ لا يستعمل إلا في الطلاق، فذلك اللفظ صريح يقع به الطلاق من غير نية إذا أضيف إلى المرأة. (الفتاویٰ الهندية ۱/۳۷۹ زکریا)

فإن سرحتک كناية لكنه في عرف الفرس غلب استعماله في الصريح،

فإذا قال: رہا کردم، أي سرحتک يقع به الرجعی مع أن أصله كناية أيضا. (شامي ٥٣٠/٤ زكريا، شامي ٢٩٩/٣ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۱۰/۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مذاق میں تین مرتبہ کہنا ’’جا میں نے تجھے چھوڑ دیا‘‘

سوال (۲۳۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے شوہر کے چال چلن کچھ ایسے تھے کہ مجھے ایک دن مجبور ہوکر اپنے شوہر سے کہنا پڑا: کہ تم مجھے چھوڑ دو یا پھر اپنے غلط کام سے باز آجاؤ، تو انہوں نے مذاق میں کہا کہ جا میں نے تجھے چھوڑ دیا، تو میں نے ان سے کہا کہ دو دفعہ اور کہو، تو انہوں نے دو دفعہ پھر وہی الفاظ اسی مذاق کے موڈ میں دوہرائے، میں نے لوگوں سے اس کے بارے میں کہا، تو انہوں نے کہا کہ نہ تو تمہارے شوہر کی طلاق دینے کی نیت تھی نہ ہی ارادہ، تم نے کہلوایا اس نے مذاق میں کہہ دیا، اس طرح طلاق نہیں ہوئی، پھر ہم سال بھر ساتھ رہے، میرے شوہر کی بری عادتوں میں کوئی کمی نہیں آئی، سال بھر کے بعد مجھے کسی طرح معلوم ہوا کہ چھوڑ دیا کہنے سے طلاق ہوجاتی ہے، تو میں اپنے شوہر سے علیحدہ ہوگئی، سال بھر علیحدہ ہوئے ہوگیا، اب مجھے جواب سے نوازیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

اب میرے شوہر ساتھ رہنا چاہتے ہیں؛ لیکن میں حلالہ کیلئے تیار نہیں ہوں، کیا حلالہ کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ ہے؟ میرے شوہر کا بھی یہی کہنا ہے کہ نہ میرا طلاق کا ارادہ تھا اور نہ نیت اور نہ ہی مجھے معلوم تھا کہ مذاق میں چھوڑ دیا کہنے سے طلاق ہوجاتی ہے، مجھے تو یہی معلوم تھا کہ طلاق کا نام لینے سے طلاق ہوجاتی ہے، ورنہ میں کبھی ایسی مذاق نہ کرتا، اللہ تعالیٰ میرے اور میرے بچوں کے حق میں بہتری کرے اور میرے گناہ کو معاف کرے اور گناہوں سے بچائے؟۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: برتقدیر صحتِ واقعہ اگر واقعتاً شوہر نے تین مرتبہ اپنی

بیوی سے ''جا میں نے تجھے چھوڑ دیا'' کہا تو چوں کہ یہ الفاظ ہمارے عرف میں طلاق کے لئے معروف ہونے کی بناپر صریح کے درجہ میں ہیں؛ اس لئے اگر چہ طلاق کی نیت سے نہ کہے ہوں، پھر بھی ان سے تین طلاقیں ہوچکی ہیں، اس کے بعد میاں بیوی کا جو ایک سال تک ساتھ رہنا ہوا وہ گناہ کا کام ہوا، جس پر توبہ واستغفار ضروری ہے، اور آئندہ حلالۂ شرعیہ کے بغیر ان دونوں میں زوجیت کا تعلق قائم نہیں ہوسکتا۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ثلاث جدهن جد وهزلهن جد: النكاح والطلاق والرجعة. (سنن الترمذي ٢٢٥/١، سنن أبي داؤد ٢٩٨/١، سنن ابن ماجة ١٤٧/١)

وأما إذا تعورف استعماله في مجرد الطلاق لابقيد كونه بائنا يتعين وقوع الرجعي به كما في فارسية سرحتک. (شامي ٥٣٠/٤ زكريا)

وقال أبو يوسف: إذا قال: بهشتم ان زن، أو قال: ان زن بهشتم، فهي طالق نوى الطلاق أو لم ينو، وتكون تطليقة رجعية. (بدائع الصنائع ١٦٣/٣ زكريا)

وإن كان الطلاق ثلاثا في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحًا صحيحًا، ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الهداية ٣٩٩/٢)

إذا قال الرجل لامرأته: بہشتم ترا اززنی فاعلم بأن هذه اللفظة استعملها أهل خُراسان وأهل عراق في الطلاق، وأنها صريحة عند أبي يوسف رحمه اللّٰه تعالىٰ، حتى كان الواقع بها رجعيا ويقع بدون النية، وفي الخلاصة: وبه أخذ الفقيه أبو الليث، وفي التفريد: وعليه الفتوىٰ، كذا في التاتارخانية. (الفتاوىٰ الهندية / الفصل السابع في الطلاق بالألفاظ الفارسية ٣٧٩/١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۶/۶/۱۸ھ

باپ کے کہنے پر کہا ’’میں نے چھوڑ دیا‘‘ کیا حکم ہے؟

سوال (۲۳۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: گھر پر آپس میں تھوڑی ناراضگی ہوگئی میں نے باپ کے کہنے سے اپنی بیوی کے بارے میں کہا کہ میں نے چھوڑ دیا، اب اس مدت کو ایک سال ۹/ماہ ہوگئے، دوسری بات یہ ہے کہ اس وقت بیوی کو تقریباً چھ ماہ کچھ دن حمل کے تھے، اب اس صورت میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں ’’میں نے چھوڑ دیا‘‘ کہنے کی بنا پر بیوی پر ایک طلاق واقع ہوگئی ہے، اور عدت یعنی وضع حمل کے بعد وہ بائنہ ہوگئی ہے؛ لہٰذا اگر اسے دوبارہ رکھنا ہے تو از سرِ نو نکاح کر کے رکھ سکتے ہیں، حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔

فإذا قال: رہا کردم أي سرحتک یقع به الرجعي. (شامي ۲۹۹/۳ کراچی) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۵/۲/۳۰ھ

طلاق کی نیت سے کہا ’’آپ کی لڑکی کو چھوڑ رہا ہوں‘‘

سوال (۲۳۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص نے اپنی ساس کو اس طرح سعودیہ سے پرچہ لکھا کہ ساسو جی تم دونوں ماں بیٹی اپنے آپ کو کیا سمجھتی ہو، ساسو جی تم نے ہی میرے گھر میں آگ لگائی ہے، آپ کے لئے ضروری بات یہ ہے کہ آپ کی لڑکی کا جہیز کا تمام سامان موجود ہے، صرف ایک پیتل کی بالٹی اور دیوار گھڑی نہیں ہے، آپ کے سامان کے ساتھ یہ دو چیزیں مل جائیں گی، آپ کی لڑکی جب دیکھی حسن پور رہتی ہے، میرے گھر سے بار بار بہانے بنا کر حسن پور چلی جاتی ہے، ایسا کوئی بہانا بنانے کی ضرورت نہیں ہے، آپ کی لڑکی کو چھوڑ رہا ہوں، اب اسے ہر وقت اپنے سینہ سے لگا کر رکھنا، رہا سوال ۲۵/ہزار روپئے کا تو آپ اپنے بینک کا نام اور انکوڈ کھاتہ نمبر لکھ کر بھیجنا، آپ کی لڑکی کے ۲۵/ہزار

روپیہ بھیجنا ہے، جو تمہارا سامان ہے وہ سب لے لینا، اور جو میرا سامان ہے وہ میں نے چھوڑا، تم دونوں ماں بیٹی کے بارے میں مجھے سب معلوم ہے، سنجیدہ کے فوٹو اس وجہ سے بھیج رہا ہوں؛ کیوں کہ طلاق دینے کے بعد فوٹو بھی دیکھنا حرام ہے، سنجیدہ جہاں چاہتی ہے وہاں پر اس کی شادی کر دینا، آپ کا اور میرا رشتہ ناطہ سب ختم ہو چکا ہے، بھول جانا کہ آپ کی زندگی میں کوئی شمیم نام کا آدمی ملا تھا، ایک واقعہ اور یاد دلاتا ہوں کہ اپنے بینک کا نام اور اکاؤنٹ نمبر کھاتہ یاد کر کے بھیجنا۔

اس پرچہ کے سات ماہ بعد اپنے ماموں کے ذریعہ سے لڑکی کو بلایا؛ لیکن لڑکی کی طبیعت خراب تھی؛ اس لئے وہ لے کر نہیں گئے اور لڑکی کی والدہ سے کہہ گئے کہ آپ لے کر آ جانا، والدہ نے لڑکی کو تین چار روز بعد پہنچا دیا؛ لہٰذا درخواست ہے کہ شرع کے مطابق اس لڑکی کو طلاق ہوئی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: ''آپ کی لڑکی کو چھوڑ رہا ہوں'' کے الفاظ چوں کہ طلاق کی نیت سے کہے ہیں؛ لہٰذا مذکورہ الفاظ سے ایک طلاق واقع ہوگئی ہے، اور اس کی عدت بھی گذر چکی ہے، عدت کے بعد جدید نکاح کے بغیر لڑکی کا شوہر کے پاس جانا بالکل درست نہیں تھا، اس فعل حرام پر توبہ لازم ہے، اب اگر دونوں ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو نیا نکاح کرنا ہوگا۔

فإن سرحتک كناية لكنه في عرف الفرس غلب استعماله في الصريح، فإذا قال: رہا کردم أی سرحتک يقع به الرجعي مع أن أصله كناية أيضاً وما ذاک إلا لأنه غلب في عرف الناس استعماله في الطلاق. (شامي ٥٣٠/٤ زكريا)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو رجعيتين فله أن يراجعها في عدتها. (الفتاوىٰ الهندية ٤٦٨/١ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ٥٩٨/٣ إدارة القرآن كراچی)

إذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله أن يتزوجها في العدة و بعد انقضائها. (الفتاوىٰ الهندية ٤٧٢/١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۱/۱/۲۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کہہ دینا کہ ''میں نے اسے چھوڑ دیا ہے'' سے طلاق کا حکم

سوال (۲۳۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اپنی والدہ سے اپنی بیوی کے بارے میں کہا کہ اس سے کہہ دینا کہ میں نے اسے چھوڑ دیا ہے، دریافت یہ کرنا ہے کہ اس شکل میں کونسی طلاق واقع ہوگی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زید کا اپنی والدہ سے کہنا کہ ''میری بیوی سے یہ کہنا کہ میں نے اسے چھوڑ دیا ہے''، یہ قرینہ ہے کہ شوہر نے اس سے طلاق ہی مراد لی ہے، جیسا کہ ہمارے عرف میں بھی اس سے طلاق دینا متعارف ہے، اس لئے زید کی بیوی پر اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی، زید عدت کے اندر اندر بیوی سے رجعت کرسکتا ہے۔ (امداد الاحکام ۱۴۴/۴، فتاویٰ محمودیہ ۲۷۵/۹)

فإن سرحتک کنایة لکنه فی عرف الفرس غلب استعماله فی الصریح، فإذا قال: رہا کردم أي سرحتک یقع به الرجعي مع أن أصله کنایة أیضاً وما ذاک إلا؛ لأنه غلب في عرف الناس استعماله في الطلاق. (شامي ٥٣٠/٤ زکریا)

إذا طلق الرجل امرأته تطلیقة رجعیة أو تطلیقتین فله أن یراجعها في عدتها. (الهدایة ٣٩٤/٢، مجمع الأنهر ٧٩/٢ دار الکتب العلمیة بیروت، الفتاویٰ الهندیة ٤٧٠/١ کوئٹه) **فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۳/۴/۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کہا: ''میں نے تجھ کو چھوڑ دیا چل اپنے ماں باپ کے پاس فون کر''

سوال (۲۳۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید ۲۰-۲۲/ دن سے بیمار تھا جسمانی اور دماغی بخار تھا، کبھی چیختا چلاتا تھا، کبھی بیہوش ہوجاتا تھا، اس کی بیوی اس کی نگرانی نہیں کرتی تھی، زید اور اس کا ساتھی بیٹھا ہوا تھا، اس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اگر یہ ایسے ہی کرتی رہے تو میں چھوڑ دوں گا، وہاں سے ہٹ کر تقریباً پچاس فٹ پر بیوی

بیٹھی تھی، بیوی سے کہا کہ میں نے تجھے چھوڑ دیا چل اپنے ماں باپ کے پاس فون کر اور گھر جا بیوی کا گواہ بیٹھا ہوا تھا، وہ کہتا ہے کہ ایسے ہی کرتی رہے گی تو میں چھوڑ دوں گا، بیوی کہتی ہے کہ وہاں پر کہاں تھا کہ میں نے تم کو چھوڑ دیا، تو چھوڑ اور اٹھ اپنے ماں باپ کے پاس فون کر ہم نے تم کو طلاق دیدیا، اور وہاں ایک شخص کھانا کھا رہا تھا، وہ کہتا ہے کہ ہم نے یہ سنا ہے کہ چل اپنے گھر فون کر اور اپنے ماں باپ کے گھر جا، اس مسئلہ کے بارے میں کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر بیوی سے یہ کہا کہ ”میں نے تجھ کو چھوڑ دیا چل اپنے ماں باپ کے پاس فون کر“ تو اس سے ایک طلاق واقع ہوگئی، عدت کے اندر اندر رجعت کی گنجائش ہے، اور عدت گذرنے کے بعد دوبارہ نکاح کرنا ہوگا۔

فإذا قال: رہا کردم أي سرحتک يقع به الرجعي مع أن أصله كناية، وما ذاک إلا؛ لأنه غلب في عرف الناس استعماله في الطلاق. (شامي ٤/٥٣٠ زكريا)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها. (الهداية ٣٩٤/٢، مجمع الأنهر ٧٩/٢ دار الكتب العلمية بيروت، الفتاویٰ الهندية ٤٧٠/١ كوئٹه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۷/۱۱/۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کہا کہ ”تو کیا مجھے چھوڑے گی میں خود تجھے چھوڑتا ہوں“

سوال (۲۳۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو خط میں لکھا تھا کہ ”تو کیا مجھے چھوڑے گی میں خود تجھے چھوڑتا ہوں، میں تیری شکل زندگی بھر نہیں دیکھوں گا“ واضح رہے کہ یہ الفاظ دھمکی کے لئے لکھے تھے نہ کہ طلاق کی نیت سے، لہٰذا مذکورہ صورت میں طلاق کونسی ہوگی؟ بینوا توجروا

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: لفظ ''چھوڑ دیا'' ہمارے عرف میں طلاق کے لئے صریح ہے، لہٰذا اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی، اور آپ کا قول: ''زندگی میں تیرا چہرہ نہیں دیکھوں گا'' اس سے مزید طلاق واقع نہ ہوگی؛ لہٰذا مسئولہ صورت میں ایک طلاق رجعی واقع ہونے کی بنا پر عدت کے اندر اندر آپ رجوع کر سکتے ہیں، اور عدت کے بعد تجدید نکاح کرنا پڑے گا۔

بخلاف فارسية قوله: سرحتك وهو رہا کردم؛ لأنه صار صريحاً في العرف على ما صرّح به نجم الزاهدي الخوارزمي – إلى قوله – فإن سرحتك كناية لكنه في عرف الفرس غلب استعماله في الصريح، فإذا قال: رہا کردم أي سرحتك يقع به الرجعي مع أن أصله كناية أيضا. (شامي ٤/ ٥٣٠ زكريا)

لايلحق البائن إذا أمكن جعله اخباراً عن الأول. (شامي ٤/ ٥٤٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۷/۳/۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ناجائز تعلق کا الزام لگا کر کمیٹی والوں کا زبردستی نکاح کرانا، اور لڑکے کا رخصتی سے قبل طلاق دینے کا اِرادہ کرنا؟

سوال (۲۳۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: گاؤں کی کمیٹی کے دباؤ میں زید خالدہ سے اس وقت نکاح کے لئے راضی ہوگیا، جب اس پر یہ الزام ڈالا گیا کہ زید خالدہ سے ناجائز تعلق رکھتا ہے، جب کہ لڑکی کے بھائی نے سبھوں کے سامنے یہ بات کہی کہ رات لگ بھگ ایک بجے دروازہ پر دھکے کی آواز سے میں ہوشیار رہا تو ایک لڑکے کو بھاگتے ہوئے دیکھا اور میں نے اسے پہچان لیا وہ زید ہی تھا، کمیٹی کے چند افراد نے نشست سے پہلے ہی لڑکی کے پاس جاکر اسے سمجھایا کہ تم کہو زید کا مجھ سے سال بھر سے تعلق ہے،

اوراس نے شادی کا وعدہ بھی کیا ہے، چناں چہ لڑکی نے وہ بات دہرائی، زید کے والد وغیرہ نے ٹال مٹول کرنا چاہا، تو اسے تھانہ پولیس اور کورٹ کچہری کے حوالے سے ڈرایا، اور دھمکایا گیا، اور بالآخر نکاح ہوگیا، واضح رہے کہ اس طرح کا واقعہ اور کمیٹی کے دباؤ کے باعث اس سے پہلے بھی کئی نکاح کمیٹی والوں نے کرائے ہیں، جب کہ لڑکے کا بیان ہے کہ میں تنہا اس میں نہیں ہوں، میرے ساتھ اور دو لڑکے بھی ہیں؛ لیکن ان دونوں پر کوئی بات نہیں ہوئی، صاف یہ ہے کہ اس طرح کی شادی کامیاب نہیں ہوتی؛ لہٰذا اگر کوئی اس کے بعد بغیر رخصتی کے طلاق دیتا ہے تو کیا حکم ہے؟ مہر کتنا ادا کرنا ہوگا؟ نفقہ وغیرہ کی ذمہ داری عائد ہوگی یا نہیں، اور سماج کے چودھری لوگوں کے لئے شریعت کیا کہتی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس طرح زبردستی نکاح کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے؛ لیکن جب نکاح ہو ہی گیا ہے، تو زید کو چاہئے کہ اس کو نبھانے کی کوشش کرے اور طلاق دینے کا ارادہ نہ کرے؛ اس لئے کہ طلاق حلال چیزوں میں سب سے زیادہ مبغوض چیز ہے؛ تاہم اگر وہ رخصتی اور خلوت صحیحہ سے قبل طلاق دے دے گا تو اس پر نصف مہر واجب ہوگا، اور اس صورت میں نہ تو لڑکی پر عدت واجب ہے نہ شوہر پر اس کا نان نفقہ واجب ہے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: أبغض الحلال إلى اللّٰه عزوجل الطلاق. (سنن أبي داؤد ۳۰۳/۱، المستدرك للحاكم ۲۱۸/۲ رقم: ۲۸۰۹، السنن الكبرىٰ ۳۱٦/۷)

ويجب نصفه بطلاق قبل وطئ أو خلوة. (شامي ۲۳۵/٤، الفتاوىٰ التاتارخانية ۲۲۰/٤ زكريا)

لا يجب عليها العدة وكذا لو طلقها قبل الخلوة. (فتاوىٰ قاضي خان ۵٤۹/۱)

وإن نشزت فلا نفقة لها حتى تعود إلى منزله والناشزة هي الخارجة عن منزل زوجها المانعة نفسها منه. (الفتاوىٰ الهندية ۵٤٥/۱ زكريا)

عن الشعبي أنه سئل عن امرأة خرجت من بيتها عاصية لزوجها، ألها نفقة؟ قال: لا، وإن مكثت عشرين سنة. (المصنف لابن أبي شيبة ۱۰/۱۵۲ رقم: ۱۹۳٦۹، المصنف لعبد الرزاق ۷/۹۵ رقم: ۱۲۳۵۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱/۱/۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دوسری شادی کرنے کی وجہ سے لڑکی والوں کا رخصتی سے پہلے ہی طلاق مانگنا؟

سوال (۲۳۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کو شریف اور نیک مزاج جان کر بکر نے اپنی ہمشیرہ کا نکاح ۲۴/ مارچ ۲۰۰۴ء کو پچاسی ہزار ایک اشرفی کے عوض کردیا، مگر ابھی رخصتی نہیں ہوئی اور لڑکی اپنے میکے میں ہی ہے، اس دوران زید نے کسی دوسری لڑکی سے عشق بازی اور بدفعلی کی بنیاد پر شادی کرلی ہے، اور یہ شادی محلّہ کے لوگوں نے اس کی بدفعلی کی وجہ سے زبردستی کرائی ہے، گاؤں میں اس کا شور مچا ہوا ہے، ایسی صورتحال میں لڑکی والے کیا کریں، زید سے طلاق لینے کی صورت میں مہر کی کیا تفصیل ہوگی، اور اگر زید خود طلاق دے گا، تو اس صورت میں مہر کی کیا تفصیل ہوگی، قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں اگر لڑکی والے اس رشتہ کو برقرار نہیں رکھنا چاہتے تو زید سے طلاق لے لیں، اگر وہ بلاشرط طلاق دے تو اسے آدھی مہر ادا کرنی ہوگی، البتہ اگر لڑکی کی طرف سے خلع کی صورت ہو یعنی مہر کی معافی کے عوض طلاق لی جائے تو پھر زید پر کوئی مہر واجب نہیں ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ﴾ [البقرة، جزء آیت: ۲۳۷]

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنه في قوله تعالى: وإن طلقتموهن ......الخ فهو الرجل يتزوج المرأة، وقد سمى لها صداقا، ثم يطلقها من قبل أن يمسها، والمس الجماع فلها نصف الصداق ليس لها أكثر من ذلک. (السنن الكبرىٰ للبيهقي ٤٧/١١ رقم: ١٤٨٣٥)

وإن طلقها قبل الدخول والخلوة فلها نصف المسمى. (الهداية ٣٢٤/٢)

ويجب نصفه بطلاق قبل وطئ أو خلوة. (الدر المختار مع الشامي ٢٣٦/٤ زكريا)

إن خالعها على مهرها ...... وإن لم تكن مدخولا بها، فإن كانت قبضت مهرها وهو ألف درهم رجع الزوج عليها في الاستحسان بألف، وإن لم تكن قبضت في الاستحسان يسقط المهر عن الزوج، ولا يرجع عليها بشيء. (الفتاوىٰ الهندية ١/ ٤٨٩ زكريا، ومثله في الخانية ٥٢٩/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۵/۷/۲۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مذکورہ الفاظ میں کن الفاظ سے طلاق ہوتی ہے؟

سوال (۲۴۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شوہر کے کن کن الفاظ ادا کرنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے؟

الف: - میں میری بیوی کو چھوڑ دیتا ہوں۔

ب: - مجھے میری بیوی سے جدا کرادیں۔

ج: - میں اس لڑکی کے ساتھ نہیں رہنا چاہتا۔

د: - میں اس کو طلاق دینا چاہتا ہوں یا اپنے والدین سے یا شہر کی جماعت کے ذمہ داروں سے یہ کہتا ہے کہ مجھے میری بیوی سے جدا کرادیں، میں اس کے ساتھ زندگی گذارنا نہیں چاہتا ہوں، اور بار بار یہ کہتا ہے کہ میں اس کو چھوڑ دوں گا، کیا ان سب الفاظ سے طلاق واقع ہو جاتی ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں ''میری بیوی کو چھوڑ دیتا ہوں'' سے

ایک طلاق رجعی واقع ہوگی، اور سوال میں جودیگر الفاظ لکھے گئے ہیں، ان سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی، اس لئے کہ یہ الفاظ حتمی طور پر ایقاع طلاق کے لئے نہیں ہیں؛ بلکہ ان میں طلاق دینے کی خواہش کا اظہار کیا گیا ہے، یا دھمکی دی گئی ہے، اس طرح کے الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

ولو قيل له: طلقت امرأتک، فقال: نعم، أو بلى بالهجاء طلقت، بحر، واحدة رجعية، أي عند عدم مايجعل بائنا. (الدر المختار مع الشامي ٤/ ٤٦٠ زكريا)

روى ابن سماعة عن محمد رحمه الله تعالىٰ فيمن قال لامرأته كوني طلاقا أو أطلقي قال: أراه واقعا. (الفتاوىٰ الهندية ١/ ٣٥٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۱/۶/ ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خلوتِ صحیحہ سے قبل طلاق دینا؟

سوال (۲۴۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری لڑکی کا نکاح تقریباً تین سال قبل ایک لڑکے سے ہوا تھا؛ لیکن کسی وجہ سے رخصتی نہ ہوسکی، بیچ میں لڑکا کہیں اور رشتہ لگانے لگا، جب ہمیں معلوم ہوا تو ہم ان کے گھر گئے اور ان سے رخصتی کو کہا، لیکن لڑکے نے لڑکی کے والد اور والدہ کے سامنے نکاح سے انکار کر دیا اور ہمارے گھر پر طلاق کا کاغذ بھیج دیا، جس میں اس نے متعدد گواہوں کے ساتھ لکھا تھا کہ میں لڑکی کو آزاد کرتا ہوں اور لڑکی کے والدین لڑکی کی شادی کہیں بھی کر سکتے ہیں، طلاق نامہ اس نے اسٹامپ پر بھیجا تھا جو کہ ہمارے پاس موجود نہیں ہے، اس کی فوٹو کاپی ہے، آپ سے عرض ہے کہ فتویٰ دیں کیا ہم اب لڑکی کی شادی کر سکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: لڑکا جب کہ طلاق کا اقراری ہے تو لڑکی یقیناً مطلقہ ہوگئی ہے، اور چوں کہ رخصتی سے قبل طلاق ہوئی ہے، اس لئے عدت کی بھی ضرورت نہیں، لڑکی کا نکاح کسی بھی وقت دوسری جگہ کیا جا سکتا ہے۔

عن معاوية بن أبي عياش الأنصاري أنه كان جالسا مع عبد الله بن الزبير

و عاصم بن عمر، فجاءهما محمد بن أياس بن البكير فقال: إن رجلا من أهل البادية طلق امرأته ثلاثا قبل أن يدخل بها فما تريان؟ فقال ابن الزبير: إن هذا أمر ما لنا فيه قول اذهب إلى ابن عباس وإلى أبي هريرة رضي اللّٰه عنها...... فقال أبو هريرة: الواحدة تبينها والثلاث تحرمها فقال ابن عباس مثل ذلک حتى تنكح زوجاً غيره. (السنن الكبرىٰ للبيهقي ٥٨١/٧ رقم: ١٥٠٨٤)

قال لزوجته غير المدخول بها أنت طالق ثلاثا وقعن، وإن فرق بانت بالأولىٰ لا إلى عدة. (الدر المختار مع التنوير الأبصار على الرد المحتار ٢٨٦/٣ كراچی، ٥١١/٤ زكريا، تبيين الحقائق للزيلعي / فصل في الطلاق قبل الدخول ٢١٣/٢، الفتاویٰ الهندية ٣٧٣/١ زكريا، الهداية ٣٧١/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۵/۳/۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

لوگوں کے مجبور کرنے پر شوہر کا وکیل کے کہے ہوئے الفاظِ طلاق دہرانا؟

سوال (۲۴۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے ہندہ سے شادی کی تھی لیکن کچھ عرصہ کے بعد ہندہ بیمار رہنے لگی اس وجہ سے زید نے دوسری شادی کرنے کا فیصلہ کرلیا اور ہندہ نے بھی دوسری شادی کرنے کی اجازت دے دی تھی اور ہندہ اپنے باپ کے گھر رہنے لگی، اس کے والدین کو زید کی دوسری شادی کرنا پسند نہیں تھا، اس لئے ان لوگوں نے زید پر عدالت میں مقدمہ دائر کردیا، مقدمہ عدالت میں چل ہی رہا تھا کہ زید نے دوسری شادی کرلی، شادی کے کچھ دن بعد دونوں نے عدالت میں فیصلہ کرلیا زید سے وکیل نے کہا کہ وہ ہندہ کو طلاق دے دیں؛ لیکن زید طلاق دینے کے لئے تیار نہیں تھا، نہ تو زید کی نیت تھی نہ دل میں خیال، کچھ لوگوں کے مجبور کرنے پر جو لفظ زید کے وکیل نے کہا وہی لفظ زید نے دوہرایا، وہ لفظ درج ذیل ہے کہ ’’میں طلاق دیتا ہوں، میں طلاق دیتا ہوں، میں طلاق دیتا ہوں ہندہ کو‘‘، اس وقت ہندہ زید سے کچھ دوری پر تھی اور ہندہ کا کہنا ہے کہ زید کے الفاظ کی آواز میرے کانوں تک

نہیں پہنچی تھی، صورتِ مذکورہ میں ہندہ پر طلاق ہوئی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں زبان سے تین مرتبہ الفاظ طلاق ادا کرنے کی بناپر زید کی بیوی ہندہ پر بلاشبہ تین طلاقیں مغلظہ واقع ہوگئی ہیں، اوروہ بیوی اس پر قطعاً حرام ہوگئی ہے، الفاظ طلاق کا کان سے سننا بیوی کے لئے ضروری نہیں ہے، اسی طرح دل کے ارادہ کا اعتبار نہیں ہے؛ بلکہ زبان کے تلفظ کا اعتبار ہے، اس لئے مذکورہ صورت میں طلاق کے واقع ہونے میں کوئی شبہ نہ کیا جائے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ۹/۸۳، احسن الفتاویٰ ۵/۱۶۹)

کرر لفظ الطلاق وقع الکل. (کذا في الدر المختار ۳/۲۹۳، ٤/٥٢١ زکریا، کذا في الفتاویٰ الهندية ۱/۳٥٥ زکریا)

وإذا قال لامرأته أنت طالق و طالق و طالق ولم يعلقه بالشرط إن كانت مدخولة طلقت ثلاثا. (الفتاویٰ الهندية ۱/۳٥٥ زکریا، کذا في المحيط البرهاني / الفصل الرابع فيما يرجع إلى صريح الطلاق ٤/٤٠٧)

أراد التكلم بغير الطلاق بأن أراد أن يقول: سبحان الله فجرىٰ على لسانه أنت طالق تطلق؛ لأنه صريح لا يحتاج إلى النية. (الدر المختار مع الشامي ٤/٤٤٨ زکریا، الفتاویٰ الهندية ۱/۳٥۳، الدر المنتقى مع مجمع الأنهر ۲/۸ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۲/۱۰/۱۴۱۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاق دے کر تعداد بھول گیا، پھر دو طلاقِ رجعی بتا کر فتویٰ لے کر ساتھ رہنے لگا؟

سوال (۲۴۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیں؛ لیکن اس کو معلوم نہیں کہ کتنی طلاق دیں اور نہ ہی پاس پڑوس کے لوگوں سے معلوم ہوا، تو اس پر جب فتویٰ لیا گیا تو فتویٰ

میں دو طلاقِ رجعی لکھی گئی تھیں، اور یہ لکھا تھا کہ وہ شخص عدت کے اندر اندر رجعت کرلے، اس شخص نے اپنی بیوی سے عدت کے اندر ہی کئی دفعہ مباشرت کی؛ لیکن ایک ڈیڑھ سال گذرنے کے بعد پاس پڑوس کے لوگ طعن وتشنیع کرتے ہیں کہ تم نے تینوں طلاق دے دی ہیں اور خود اس کی بیوی بھی کہتی ہے کہ طلاق تو ہوگئی، پھر یہ شخص بھی کہتا ہے کہ طلاق ہو ہی گئی ہوگی، جب کہ برابر اپنی بیوی سے مباشرت کر رہا ہے؛ لیکن یہ وساوس برابر دل کے اندر لاتار رہتا ہے؛ لہٰذا آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں تحریر فرمائیں کہ اب وہ شخص کیا کرے، لوگوں کے کہنے سے وہ اُنہی کے ہم خیال ہوجاتا ہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: جب کہ اصل صورتِ حال پر دو طلاقِ رجعی کا فتویٰ حاصل کرکے وہ اپنی بیوی سے رجوع کرچکا ہے اور اسے تین طلاق دینے کا پختہ یقین نہیں ہے تو اسے چاہئے کہ کسی کی باتوں میں نہ آئے اور رجعت کے بعد وہ حرام میں مبتلا نہیں ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمۡسَاکٌۢ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ تَسۡرِیۡحٌۢ بِاِحۡسَانٍ﴾

[البقرة، جزء آیت: ۲۲۹]

أو قال قد طلقتک قد طلقتک ...... تقع ثنتان إذا كانت المرأة مدخولاً بها. (الفتاویٰ الهندية ۳۵۵/۱ زکریا)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها. (الهداية ۳۹٤/۲، مجمع الأنهر ۷۹/۲ دار الكتب العلمية بيروت، الفتاویٰ الهندية ٤۷۰/۱ کوئٹہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۸/۱۱/۱۴۱۳ھ

''میں تجھے اپنی زوجیت سے نکال چکا ہوں'' کہنے سے طلاق کا حکم؟

سوال (۲۴۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید اور ہندہ دونوں میاں بیوی ہیں، اتفاق سے ان دونوں میں کسی بناء پر کوئی ناراضی ہوئی،

ہندہ اپنے میکے چلی گئی، کچھ دنوں کے بعد زید نے ہندہ کے نام خط لکھا، جس میں تحریر تھا (بقول ہندہ) میں تجھے اپنی زوجیت سے نکال چکا ہوں صرف ایک بار لکھا تھا اور یہی بیان زید کا بھی ہے، پھر اس کے دو ماہ بعد زید ہندہ کو بلالایا اور وہ آ گئی، بعدۂ کئی بچے بھی ہوئے ان بچوں کے بارے میں اور ان دونوں کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے، کون سی طلاق ہوئی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: ''میں تجھے اپنی زوجیت سے نکال چکا ہوں'' یہ جملہ اردو میں صرف طلاق کے لئے استعمال ہوتا ہے؛ لہٰذا صورتِ مسئولہ میں ایک طلاق رجعی واقع ہوئی، پھر جب حسبِ تحریر سوال دو ماہ یعنی عدت کے اندر اندر رجوع کرلیا تو رجعت بھی صحیح ہوگئی، اب وہ دونوں حسبِ سابق میاں بیوی ہیں اولاد ثابت النسب ہے اور تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہے۔

فما لا يستعمل فيها إلا في الطلاق فهو صريح يعني بلا نية. (شامي ۲٤۷/۳ کراچی، ٤۵۷/٤ زکریا)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها. (الهداية ۳۹٤/۲، مجمع الأنهر ۷۹/۲ دار الکتب العلمية بيروت، الفتاویٰ الهندية ٤۷۰/۱ کوئٹہ)

فالصريح قوله: أنت طالق ومطلقة، وطلقتک، فهٰذا يقع به الطلاق الرجعي. (الهداية مع البناية ۳۰٦/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۹/۱/۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

''جا طلاق ہوگئی'' یا ''ہوگئی'' وغیرہ الفاظ سے طلاق کا حکم

سوال (۲۴۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بیوی نے کہا مجھے طلاق چاہئے، اس کے جواب میں شوہر نے کہا ''جانا'' یا جائے گی؟ یا ''جا طلاق ہوگئی''، ان سارے الفاظ کا حکم ایک ہی ہے یا الگ الگ ہر پہلو اور گوشے کو ظاہر کرکے اس کا جواب عنایت فرمائیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں بیوی کے طلاق مانگنے کے جواب میں شوہر نے اگر صرف لفظ ''جا'' کہا، تو طلاق شوہر کی نیت پر موقوف ہوگی، اگر طلاق کی نیت سے یہ الفاظ کہے ہیں تو ایک طلاق بائن ہوگی۔

عن الحسن في رجل قال لامرأته أخرجي، استتري، اذهبي لا حاجة لي فيک، فهي تطليقة، إن نوى الطلاق. (المصنف لابن أبي شيبة ٥٦٠/٩ رقم: ١٨٢٩٤)

فاخرجي واذهبي ...... يحتمل رداً أي ويصلح جوابا أيضا ولا يصلح سبا ولا شتما. (تنوير الأبصار مع الرد المحتار ٢٩٨/٣ كراچی، الدر المختار مع الشامي ٥٢٩/٤ زكريا)

والحاصل أن الأول يتوقف على النية في حالة الرضا والغضب والمذاكرة. (شامي ٣٠١/٣ كراچی، ٥٣٣/٤ زكريا)

اور جا ہوگئی یا جا طلاق ہوگئی کی صورت میں ''ہوگئی، اور طلاق ہوگئی'' سے بہر حال ایک طلاق واقع ہوگی، اور لفظ ''جا'' سے بھی اگر طلاق کی نیت کی ہے تو دو طلاق واقع ہوں گی اور صرف ''ہوگئی'' کہنے سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔

ولو قال: دادہ است اور کردہ است يقع نوى أو لم ينو. (الفتاوىٰ الهندية ٣٨٦/١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۶/۲/۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاقِ بائن میں عدت کے بعد دوسرے سے نکاح

سوال (۲۴۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں آغا طلعت محمود ولد آغا حسن محمود ساکن محلّہ کسرول محمد علی روڈ مرادآباد نے اپنی منکوحہ بیوی مسماۃ شبنم بنت ضیاء اللہ صدیقی عرف ببن ساکن محلّہ لال قبر رام پور یوپی کو گیارہ سال قبل میکے چلے جانے سے مجھ سے اس کی متواتر علیحدگی ہے، وفائی اور تمام تر کوششوں کے باوجود میرے گھر واپس نہ

آنے کی بناپر اسے حسب ذیل گواہوں کے سامنے ایک طلاق بائن دیکر اپنی زوجیت سے علیحدہ کردیا ہے، اوراب میرے اوراس کے درمیان شوہر وبیوی کا تعلق ختم ہوگیا ہے، اب مسماۃ شبنم دوسرے شخص سے نکاح کرسکتی ہے؟ مذکورہ بالا صورت میں آغا طلعت محمود کی بیوی مسماۃ شبنم کو طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: برتقدیر صحتِ سوال آغا طلعت محمود کی بیوی پر ایک طلاق بائن واقع ہوگئی ہے، عدت گذرنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کرنے کی مجاز ہے۔

عن سليمان بن يسار أن عمر رضي الله عنه قال للتي نكحت في عدتها: فرق بينهما وقال: لا يتناكحان أبدا، وجعل لها المهر بما استحل من فرجها، وأمرها أن تعتد من هذا وتعتد من هذا. (سنن سعيد بن منصور، كتاب النكاح / باب المرأة تزوج في عدتها ١/١٨٩ رقم: ٦٩٨)

عن الشعبي أن عليًا رضي الله عنه فرق بينهما وجعل لها الصداق بما استحل من فرجها، وقال: انقضت عدتها إن شاء تتزوجته فعلت. (سنن سعيد بن منصور، كتاب النكاح / باب المرأة تزوج في عدتها ١/١٨٩ رقم: ٦٩٩)

ويقع بقوله أنت طالق بائن ...... واحدة بائنة. (الدر المختار ٣/٢٧٦ كراچی)

إذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله أن يتزوجها في العدة وبعد انقضائها. (الفتاویٰ الهندية ١/٤٧٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۶/۴/۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا طلاقِ بائن کے بعد شوہر اول سے نکاح نہ کرنے والے گنہگار رہوں گے؟

سوال (۲۴۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: زید کی بیوی نے اس کی بات نہیں مانی، زید کافی دیر تک اسے سمجھا تا رہا؛ لیکن بیوی نہ سمجھی غصہ میں آ کر زید نے اس کو فون پر ایک طلاق بائن دے دی، اگلے ہی دن زید اپنی حرکت پر نادم ہوا اور معافی مانگنے اپنی سسرال پہنچا؛ لیکن لڑکی کے ماں باپ کسی قیمت پر لڑکی کو دوبارہ بھیجنے پر آمادہ نہیں ہیں، ہر شخص سمجھا کر تھک چکا ہے، ایسی صورت میں جب کہ زید کو طلاق دینے کا انتہائی افسوس ہے اور وہ اپنی غلطی محسوس کر کے دوبارہ نکاح کرنا چاہتا ہے؛ لیکن لڑکی کے والدین راضی نہیں ہوتے اور لڑکی کا تقریباً ڈیڑھ ماہ کا حمل بھی گروادیا ہے، کیا وہ اللہ کے یہاں گنہ گار ہیں؟ زید لڑکی کے والد سے معافی مانگنے گیا؛ لیکن ایسا نہیں ہو سکا تو کیا اللہ نے معاف کر دیا ہوگا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں جب کہ ایک طلاق بائن دی گئی ہے تو تجدید نکاح کے بغیر وہ بیوی آپ کے نکاح میں نہیں آ سکتی اور آپ تجدید نکاح پر لڑکی والوں کو مجبور نہیں کر سکتے اور لڑکی والے اگر کسی مصلحت سے آپ سے نکاح کرنے سے انکار کر دیں تو شرعاً گنہ گار بھی نہیں ہیں۔

إذا كان الطلاق بائناً دون الثلاث فله أن يتزوجها في العدة و بعد انقضائها . (الفتاویٰ الهندية ۱/۴۷۲ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۶/۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مطلقہ رجعیہ کو نکاح سے نکالنے کے لئے مزید طلاق دینا؟

سوال (۲۴۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں نے طلاق رجعی ۲۳؍ جولائی کو وکیل کی معرفت دی ہے، تو کیا مجھے دوسرا لیٹر طلاق کا دینا ہوگا؟

باسمہٖ سبحانہ وتعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر آپ نے طلاق رجعی دی ہے تو عدت (تین

ماہواری) کے اندر اندر آپ بیوی سے رجوع کر سکتے ہیں اور اگر چھوڑنے کا ارادہ ہے تو عدت ختم ہوتے ہی وہ خود بخود آپ کے نکاح سے نکل جائے گی، مزید طلاق دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ﴾ [البقرة، جزء آیت: ۲۲۹]

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: إذ طلق الرجل امرأته تطليقتين، فليتق اللّٰه في ذٰلک أي في الثالث، فإما أن يمسكها بمعروف فيحسن صحابتها، أو يسرحها بإحسان فلا يظلمها من حقها شيئاً. (تفسیر ابن کثیر مکمل ۱۸۲ دار لسلام ریاض)

طلقة رجعية فقط في طهر لا وطء فيه وتركها حتى تمضي عدتها أحسن بالنسبة إلى البعض الاٰخر. (الدر المختار ۲۳۱/۳ کراچی، ۴۳۲/۴ زکریا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۶/۴/۱۰ھ

ناموں میں ردو بدل ہونے کی وجہ سے طلاق دلا کر دوبارہ سابقہ رشتہ کے مطابق نکاح کرنا؟

سوال (۲۴۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اپنی دو بیٹیوں کی شادی کی، ایک نکاح بکر کے ساتھ ہوا اور دوسرا نکاح خالد کے ساتھ ہوا، نکاح کے وقت بڑی لڑکی فاطمہ جو بکر کے ساتھ طے ہوئی تھی، بجائے بکر کے خالد کے نام ہوگئی، یعنی ناموں کا اَدل بدل ہوگیا اور رہنا سہنا اُسی طریقہ پر تھا جو جس کی منگیتر تھی، اَب زید نے اپنے دونوں دامادوں کو بلا کر طلاق دلوادی اور کہا کہ تمہارا نکاح غلط ہوگیا ہے، اور اَب دوبارہ نکاح ہوگا؛ لہٰذا دوبارہ نکاح ہوا اُسی مجلس میں ۔ اَب معلوم یہ کرنا ہے کہ آیا طلاق ہوئی یا نہیں؟ اگر طلاق ہوگئی تو عدت گذاردے گی یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: مسئولہ صورت میں چوں کہ قاضی نے غلطی سے ہرلڑکی کا نکاح اُس لڑکے سے کردیا جس کی اِجازت لڑکی نے پہلے نہیں دی تھی، اِس لئے یہ دونوں نکاح منعقد نہیں ہوئے؛ بلکہ نکاحِ فضولی قرار پائے، پھر بعد میں جب دونوں لڑکوں نے طلاق دے دی تو نکاحِ فضولی خود بخود ختم ہوگیا، اور اَب پرانے رشتہ کے مطابق جو نیا نکاح ہوا ہے وہ درست ہوگیا، اِس میں عدت کی بھی ضرورت نہیں ہے؛ تاہم تجدید نکاح سے قبل جو غیر منکوحہ سے تعلق رہا اُس پر توبہ واستغفار کرنا چاہئے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۶۴/۱۶ میرٹھ)

غلط وكيلها بالنكاح في اسم أبيها بغير حضورها لم يصح للجهالة (الدر المختار) وكذا يقال في ما لو غلط في اسمها. (شامي ۲٦/۳ كراچی)

وكذٰلک زوج رجل امرأةً بغير رضاها أو رجلاً بغير رضاه الخ. (الهداية ۳۲۲/۲)

وأجاب أبو حنيفة بأنه إذا رضي كل واحد بموطوءته يطلق كل واحد زوجته ويعقد على موطوءته ويدخل عليها للحال؛ لأنه صاحب العدة. (شامي، كتاب الطلاق / مطلب: حكاية أبي حنيفة في الموطوءة بشبهةٍ ۱۸٤/٥ زكريا)

لو نكحها الزاني حل له وطؤها اتفاقًا. (الدر المختار ۱٤۲/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۱۶/۴/۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حالتِ حیض میں دی گئی طلاق کا حکم

سوال (۲۵۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک عورت کے اشتعال دلانے پر اگر کسی نے بغیر سوچے سمجھے اپنی زوجہ کو طلاق دے دی، بعد کو معلوم ہوا کہ بیوی ایام حیض سے تھی، اول یہ کہ اشتعال دلانے پر طلاق دی، دوسرے یہ کہ معلوم نہیں تھا کہ بیوی حالت حیض میں ہے، تیسرے یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ حالت حیض میں طلاق دینی ناجائز ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی، تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عبداللہ حیض میں طلاق دینا ناجائز ہے؛ اس لئے رجعت کرلو''۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: حیض کی حالت میں بھی عورت پر طلاق واقع ہوجاتی ہے، جو حدیث آپ نے نقل کی ہے خود اسی سے طلاق کے وقوع کا پتہ چلتا ہے؛ اس لئے کہ اگر پہلے طلاق واقع نہ ہوتی تو رجعت کا حکم کیوں دیا جاتا؟ رجعت تو طلاق کے بعد ہی ہوتی ہے۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما يقول: طلقت امرأتي وهي حائض، فأتى عمر النبي صلى الله عليه وسلم فسأله فقال: مره فليراجعها، فإذا طهرت فليطلقها إن شاء قال: فقال عمر: يا رسول الله! أ فتحسب بتلک التطليقة؟ قال: ثم. (سنن الدار قطني ٤/٤ رقم: ٣٨٤٨)

وإذا طلق الرجل امرأته في حالة الحيض وقع الطلاق و يستحب أن يراجعها. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٣٨٢/٤ زكريا)

والبدعي: أو واحدة في حيض موطوءة و تجب رجعتها على الأصح فيه أي في الحيض. (الدر المختار مع الشامي ٣٥/٤-٤٣٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۴۱۹/۸/۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پورے گھر کو طلاق دینا؟

سوال (۲۵۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ۱۹۹۹/۱۰/۱۷ء کی رات قریب ۷ رنج کر ۳۰ رمنٹ پر مجھ سے ملنے آئے تین آدمیوں کو میری بیوی نے بلاوجہ خوب پھٹکارا، اور چپل دکھا کر بھگا دیا، یہ بات مجھے ناگوار دکھائی دی، اور میں غصہ میں بلا کھانا کھائے بھوکا سو گیا، صبح ۱۹۹۹/۱۰/۱۸ء کو پھر میری بیوی نے مجھ سے تکرار شروع کی اور لڑکے نے بھی تو تڑا کی، گالیاں دیں، اور میرے لڑکے نے کہا کہ آج تجھ سے ہم طلاق لیں گے، اور مجھے مارنے تک چڑھ گیا، جب گھر میں شور شرابہ ہونے لگا تو دونوں لڑکیاں بھی میرے خلاف بولنے لگیں، میں نے اپنے گھر کا یہ منظر دیکھا تو مجھے بہت غصہ آیا اور غصہ میں میں نے الماری سے

قرآنِ مجید اٹھا کر اپنے لڑکے سے کہا کہ میں نے پورے گھر کو طلاق دی، پھر طلاق دی اور یہ کہہ کر نیچے اپنے کارخانہ میں آ گیا، ایسی حالت میں کیا میری بیوی کو بھی طلاق ہوگی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: بیوی اور نافرمان اولاد کی طرف سے طلاق کے مطالبہ کے جواب میں شوہر کا پورے گھر کو طلاق دینا اس بات کی دلیل ہے کہ اس نے گھر میں موجود اپنی بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ کیا ہے؛ لہٰذا اِس طرح دومرتبہ طلاق دینے سے بیوی پر دو طلاق رجعی واقع ہوگئی، اب عدت کے اندر اندر رجعت کرنے کا اختیار ہے۔

أن بعض الوعاظ طلب من الحاضرين شيئاً فلم يعطوه، فقال مضجراً منهم طلقتكم ثلاثة وكانت زوجته فيهم أن الواعظ إن كان في دار طلقت. (الأشباه والنظائر ٨٥-٨٦)

وجزم بالوقوع في البزازية في نساء المحلة والدار والبيت. (البحر الرائق ٢٥٣/٣ كوئٹه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۶/۷/۱۴۲۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

''مجھے طلاق'' سے طلاق کا حکم اور حلالہ کا نام سن کر طلاق مغلظہ سے انکار کرنا؟

سوال (۲۵۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: فتویٰ ۸۰۵/۴ سے متعلق سوال: مذکورہ لفظ ''مجھے طلاق'' دوسرے مواقع پر عہد اور قسم کے لئے استعمال ہوتا ہے؛ لیکن عورت کے لئے بالعموم طلاق ہی مراد ہوتی ہے، تاہم لوگ صریح طلاق دینے کے بعد بھی تاویلات کرنے لگتے ہیں، اور جب حلالہ کا نام آتا ہے تو پھر طلاق مغلظہ سے ہی مکر جاتے ہیں، ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب آپ کے بقول آپ کے عرف میں ’’مجھے طلاق‘‘ عورت کے لئے بالعموم طلاق ہی کے لئے مستعمل ہے، تو مسئولہ صورت میں اس سے طلاق ہی مراد ہوگی، اور بعد میں تاویل کرنے سے اصل حکم پر کوئی اثر نہ پڑے گا، اور جو شخص طلاق مغلظہ دے کر مکر جائے تو اگر طلاق پر گواہ موجود ہوں تو گواہی سے طلاق کا ثبوت ہوجائے گا، اور اگر گواہ موجود نہ ہوں اور شوہر طلاق کا منکر ہو؛ لیکن بیوی کو طلاق کا یقین ہو تو اگرچہ طلاق کا حکم نہ لگایا جائے گا، مگر بیوی پر لازم ہوگا کہ وہ حتی الامکان اپنے اوپر شوہر کو قدرت نہ دے، اور کسی بھی طرح اس سے گلو خلاصی حاصل کرلے۔

المرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه ...... وفي البزازية: عن الأوزجندي أنها ترفع الأمر للقاضي فإن حلف ولا بينة لها فالإثم عليه. (شامي، باب الصريح / مطلب إن الصريح يحتاج في وقوعه ديانة إلى النية ٤٦٣/٤ زكريا، البحر الرائق / باب الطلاق ٣/ ٢٥٧ كوئٹه، الفتاویٰ الهندية / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ٣٥٤/١ كوئٹه)

ونصابها لغيرها من الحقوق؛ سواء كان الحق مالا أو غيره كنكاح وطلاق رجلان أو رجل و امرأتان ولزم ...... العدالة لوجوبه. (الدر المختار على الرد المحتار ١٧٨/٨ زكريا، ٤٦٥/٥ كراچی، مجمع الأنهر / كتاب الشهادات ٢٦١/٣ بيروت، البحر الرائق / كتاب الشهادات ٦٢/٧ كوئٹه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۴/۲/۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تین طلاق کے اَحکام

ایک مجلس کی تین طلاق قرآن وحدیث کی روشنی میں

سوال (۲۵۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: طلاق کے بارے میں سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۲۹) میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے صاف صاف بیان فرمایا ہے کہ وہ طلاق جس میں خاوند کو (عدت کے اندر) رجوع کا حق حاصل ہے وہ دو مرتبہ ہے، پہلی مرتبہ طلاق کے بعد بھی اور دوسری مرتبہ طلاق کے بعد بھی رجوع ہوسکتا ہے، تیسری مرتبہ طلاق کے بعد رجوع کی اجازت نہیں ہے۔

مذکورہ آیت میں واضح اشارہ ہے کہ بیک وقت دو یا تین طلاق دینا اور انہیں بیک وقت نافذ کردینا حکمت الٰہی کے خلاف ہے، حکمت الٰہی اس بات کی مقتضی ہے کہ ایک مرتبہ طلاق کے بعد (چاہے وہ ایک طلاق ہو یا کئی ایک) اسی طرح دوسری طلاق کے بعد مرد کو سوچنے، سمجھنے اور جلد بازی یا غصے میں کیے گئے کام کے ازالے کا موقع دیا جائے یہ حکمت ایک مجلس کی طلاق کو (خواہ ایک ہوں یا کئی) ایک طلاق رجعی قرار دینے میں باقی رہتی ہے نہ کہ تینوں بیک وقت نافذ کر کے سوچنے اور غلطی کا ازالہ کرنے کی سہولت سے محروم کردینے کی صورت میں، کلام اللہ میں اتنی وضاحت اور صاف صاف حکم کے بعد کیا کسی مسلمان کی مجال ہے کہ اس سے انکار کرے اور اگر مگر کرے یہ تو خلاف حکم الٰہی مانا جائے گا، امام ابوحنیفہؒ نے تو یہاں تک کہا کہ اگر میری کوئی بات کلام اللہ سے ٹکرائے تو اسے دیوار پر ماردو۔

اب تک لاتعداد کتابیں طلاق پر لکھی جاچکیں ہیں کسی میں بیک وقت تین طلاقوں کو صحیح نہیں کہا گیا تو دوسری کتابوں میں ایک وقت میں لگاتار طلاق کہہ دینے کو صحیح کیوں مانا گیا ہے، پارہ ۲۸

صفحہ ۳۷ سورہ طلاق میں بھی دیکھا جاسکتا ہے، ایک ساتھ تین طلاق دینے والے جوڑے کو الگ الگ کردینا ظلم ہے، کیونکہ اللہ کے فرمان کے مطابق طلاق ہی نہیں ہوتی۔

کرم فرما کر وضاحت کے ساتھ بتلانے کی زحمت فرمائیں کہ آیتِ قرآنی: ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ﴾ کا صحیح مطلب کیا ہے؟ اور ایک مجلس کی تین طلاق تین ہوتیں ہیں یا ایک اور اس بارے میں قرآن وحدیث کی کیا وضاحتیں ہیں؟ کلام اللہ میں درج اللہ کا حکم ماننا ضروری ہے یا ایک ساتھ تین طلاق دے کر حکم قرآنی کے خلاف تینوں کو نافذ کرنا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآن کریم کی آیت: ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ﴾ کا یہ مطلب بیان کرنا کہ مرۃً سے ایک مجلس کی متعدد طلاقیں مراد ہیں محض جہالت اور نادانی کی دلیل ہے: اس لیے کہ قرآن پاک کی اصطلاح میں جہاں بھی ''مرتان یا مرتین'' استعمال ہوا ہے اس سے صرف دو کا عدد مراد لیا گیا ہے مثال کے طور پر ازواجِ مطہرات کے اجر وثواب کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا ﴿نُؤْتِهَا اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ﴾ اس سے علی الاطلاق دوگنا اجر مراد ہے، یہ مطلب نہیں کہ دو مرتبہ الگ الگ بے حساب اجر دیا جائے گا، اور یہ بات سب علماء کو معلوم ہے کہ قرآن کریم کی سب سے بہتر تفسیر وہی ہے جو قرآن کریم کی دوسری آیت سے ثابت ہو، بریں بناء ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ﴾ کا ترجمہ صرف یہی صحیح ہے کہ طلاق میں دو کے عدد تک شوہر کو رجعت کا حق حاصل ہے، اس کے بعد اگر تیسری طلاق دے دی جائے خواہ ایک مجلس میں ہو یا الگ الگ مجالس میں بہ ہر صورت وہ تیسری طلاق واقع ہو جائے گی، اور حلالۂ شرعیہ کے بغیر شوہر اول سے ازدواجی رشتہ قائم ہونے کی کوئی صورت باقی نہ رہے گی، احادیثِ مبارکہ اور اجماعِ اُمت سے اسی معنی کی تائید ہوتی ہے۔

اور سائل نے سوال نامہ میں ایک مرتبہ کی طلاقوں کو جو ایک ہی طلاق رجعی ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے وہ قطعاً باطل ہے، اور قرآن کے معنی میں واضح تحریف کی دلیل ہے ایسی منہ شگافیوں اور خلاف اجماع فتووں سے حرام شدہ عورت ہرگز حلال نہیں ہوسکتی۔

اوررہ گئی سورہ طلاق کی آیت تو اس کا تعلق طلاق دینے کے آداب سے ہے یعنی جو شخص طلاق دینے کا رادہ کرلے اسے ایسے طہر میں ایک طلاق دینی چاہئے جس میں اس نے بیوی سے ازدواجی تعلق قائم نہ کیا ہو؛ لیکن کسی ادب کی خلاف ورزی سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ عمل معتبر ہی نہ ہو۔ مثال کے طور پر حالت حیض میں طلاق دینا ممنوع ہے؛ لیکن اگر طلاق دے دی جائے، تو وہ یقیناً واقع ہوتی ہے، جیسا کہ بخاری شریف وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عمر کے واقعہ سے ثابت ہے۔ بعینہٖ اسی طرح بیک وقت تین طلاق دینا بدعت اور ممنوع ہے؛ لیکن اگر کوئی شخص ایسی حماقت کر بیٹھے تو اس کو بہرحال نافذ مانا جائے گا۔

''مرتان'' کا مطلب:

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ﴾ [البقرة، جزء آیت: ۲۲۹]

قال ابن مسعود ابن عباس ومجاهد وغيرهم: المراد بالآية التعريف بسنة الطلاق أي من طلّق اثنتين فليتق الله في الثالثة. (الجامع لأحكام القرآن الكريم ۱۲۶/۳ دار أحياء التراث العربي بيروت)

وقال العلامة الألوسي: مرتان: اثنتان، ولعله أليق بالنظم وأوفق بسبب النزول. (روح المعاني ۲۰٤/۲ زكريا)

وأجمع العلماء على أن قوله تعالىٰ: أو تسريح بإحسان هي الطلقة الثالثة بعد الطلقتين؛ وإياها عني بقوله: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ وأجمعوا على أن من طلّق امرأته طلقة أو طلقتين فله مراجعتها؛ فإن طلقها الثالثة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره. (الجامع لأحكام القرآن الكريم للقرطبي ۱۲۷/۳-۱۲۸)

ایک مجلس کی تین طلاق کو تین نافذ کرنے سے متعلق احادیث:

وقد روي من أخبار العدول منها: عن سهل بن سعد الساعدي أخبره أن

عويمر بن أشقر العجلاني في حديث طويل – فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: أريت رجلا وجد مع امرأته رجلا أيقتله – فتقتلونه أم كيف يفعل؟ فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: قد أنزل اللّٰه فيک وفي صاحبتک فاذهب فأت بها، قال سهل: فتلاعنا وأنا مع الناس عند رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فلما فرغا قال عويمر: كذبت عليها يا رسول اللّٰه إن أمسكتها، فطلقها ثلاثا قبل أن يأمره رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم. (صحيح البخاري ۷۹۱/۲ رقم: ۵۲۵۹، ۵۳۰۸، صحيح مسلم ۴۸۹/۱ رقم: ۱۴۹۲)

ومنها: عن سهل بن سعد في هٰذا الحديث قال: فطلقها ثلاث تطليقات عند رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فأنفذه رسول اللّٰه. (سنن أبي داؤد ۳۰٦/۱ رقم: ۲۲۵۰)

تین طلاق کے بعد حلالہ ضروری ہونے سے متعلق احادیث:

وقال الليث عن نافع كان ابن عمر رضي اللّٰه عنهما إذا سئل عمن طلق ثلاثا قال: لو طلقت مرة أو مرتين، فإن النبي عليه السلام أمرني بهٰذا؛ فإن طلقها ثلاثا حرمت حتى تنكح زوجًا غيره. (صحيح البخاري ۷۹۲/۲ رقم: ۵۲٦٤، صحيح مسلم ۴۷٦/۱ رقم: ۱۴۷۱)

حلالہ میں شوہر ثانی کے ہم بستری کرنے سے متعلق روایت:

عن عائشة رضي اللّٰه عنها أن رجلا طلق امرأته ثلاثا فتزوجت زوجًا، فطلقها قبل أن يمسها، فسئل رسول اللّٰه أتحل للأول؟ قال: لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (سنن النسائي ۸۴/۲ رقم: ۳۴۴۱)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها أن رجلا طلق امرأته ثلاثا فتزوجت فطلق فسئل النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أتحل للأول؟ قال: لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (صحيح البخاري ۷۹۱/۲ رقم: ۵۲٦۱)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: سئل النبي صلى اللّٰه عليه وسلم عن

الـرجل يطلق امرأته ثلاثا فيتزوجها الرجل فيغلق الباب، ويرخى الستر ثم يطلقها قبل أن يدخل بها قال لا تحل للأول حتى يجامعها الآخر. (سنن النسائي ٢/٨ رقم: ٣٤٤٤)

تین طلاق کے بعد رجعت کے عدم جواز سے متعلق روایت:

عـن سـويد بن غفلة قال كانت عائشة الخثعمية عند الحسن بن علي فلما قتـل عـلـي رضي اللّٰه عنه قالت: لتهنئک الخلافة قال: بقتل علي رضي اللّٰه عنه تظهرين الشماتة؟ إذهبي فأنت طالق يعني ثلاثًا قال: فتلفعت بثيابها وقعدت حتى قـضـت عدتها فبعث إليها ببقية بقيت لها من صداقها وعشرة آلاف صدقة، فلما جـاء هـا الرسول قالت: "متاع قليل من حبيب مفارق"، فلما بلغه قولها بكى، ثم قـال: لـو لا أني سمعت جدي أو حدثني أبي أنه سمع جدي يقول: أيما رجل طلق امـرأتـه ثـلاثـا عـنـد الأقـراء أو ثـلاثـا مبهـمة لـم تـحل له حتى تنكح زوجًا غيره لراجعتها. (السنن الكبرىٰ للبيهقي ٢٢١/١١ رقم: ١٥٣٤٧)

وإسـنـاده صحيح قاله الحافظ ابن رجب الحنبلي في كتابه. (بيان مشكل الأحـاديـث الواردة في أن الطلاق الثلاث واحدة. (كـما في الإشفاق ص ٢٤: مستفاد: تكملة فتح الملهم ١٥٥/١)

وقال الهيثمي رواه الطبراني وفي رجاله ضعف وقد وثقوا. (مجمع الزوائد ٣٣٩/٤)

ایک مجلس کی تین طلاق تین ہونے سے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

عـن الأعـمـش قـال: كان بالكوفة شيخ يقول سمعت علي ابن أبي طالب رضـي الـلّٰـه عـنـه يقول: إذا طلق الرجل إمراته ثلاثا في مجلس واحد فإنه يرد إلى واحدة، والناس عنقا، و أحادا إذ ذاک يأتونه ويسمعونه منه، قال: فأتيته فقرعت عـلـيـه البـاب فـخـرج إلـى شيخ فقلت له: كيف سمعت علي بن أبي طالب يقول فيمن طلق امرأته ثلاثا في مجلس واحد، فإنه يرد إلى واحدة، قال: فقلت له: أين

سمعت هٰذا من علي، قال أخرج إليک فاخرج فإذا فيه بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم: هٰذا ما سمعت علي بن أبي طالب يقول: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثا في مجلس واحد فقد بانت منه ولا تحل له حتى تنكح زوجًا غيره، قال قلت: ويحک، هٰذا غير الذي تقول، قال: الصحيح هو هٰذا، ولكن هولاء أرادوني على ذٰلک. (السنن الكبرىٰ للبيهقي ۲۲۸/۱۱ رقم: ۱۵۳٦۵)

بیک وقت تین طلاق دینا بدعت ہے؛ لیکن پھر بھی نافذ ہوجاتی ہے:

عن أنس رضي اللّٰه عنه قال: سمعت معاذ بن جبل رضي اللّٰه عنه يقول: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: يا معاذ! من طلق لبدعة واحدة أو اثنتين أو ثلاثا ألزمناه بدعته. (سنن الدار قطني ۳۰/٤ رقم: ۳۹۷۵)

ایک مجلس کی تین طلاق کو تین نافذ کرنے سے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل:

عن أنس رضي اللّٰه عنه قال: كان عمر رضي اللّٰه عنه إذا أتى برجل قد طلق امرأته ثلاثا في مجلس أوجعه ضربًا وفرق بينهما. (المصنف لابن أبي شيبة ۱۱/۹ رقم: ۱۸۰۸۹)

ایک مجلس کی تین طلاق کے تین ہونے سے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع:

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: كان الطلاق على عهد رسول اللّٰه وأبي بكر وسنتين من خلافة عمر طلاق الثلاث واحدة، فقال عمر رضي اللّٰه عنه إن الناس قد استعجلوا في أمر كانت لهم فيه أناة فلو أمضيناه عليهم فأمضاه عليهم. (صحيح مسلم ٤۷۷/۱)

قال الحافظ ابن حجر العسقلاني: وفي الجملة فالذي وقع في هٰذه المسئلة نظير ما وقع في مسئلة المتعة سواء، أعني قول جابر أنها كانت تفعل في

عهد النبي صلى الله عليه وسلم وأبى بكر وصدر من خلافة عمر قال: ثم نهانا عمر عنها فانتهيناه، فالراجح في الموضعين تحريم المتعة وإيقاع الثلاث للإجماع الذي انعقد في عهد عمر على ذٰلک، ولا يحفظ أن أحدا في عهد عمر خالفه في واحد منها، وقد دل إجماعهم على وجود ناسخ، وإن كان خفي عن بعضهم قبل ذٰلک حتى ظهر لجميعهم في عهد عمر فالمخالف بعد هٰذا الإجماع منابذ له، والجمهور على عدم اعتبار من أحد الاختلاف بعد الاتفاق والله أعلم. (فتح الباري شرح صحيح البخاري ۳٦٥/۹ دار الفكر)

حدیثِ رکانہ کا جواب:

أما حديث ركانة، الاستدلال به على وقوع الثلاث واحدة فلا يتم؛ لأنه روى بلفظ البتة عن نافع بن عجير بن عبد يزيد بن ركانة أن ركانة بن عبد يزيد طلق امراته سهيمة البتة فأخبر النبي صلى الله عليه وسلم وقال: والله ما أردت إلا واحدة، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: والله ما أردت إلا واحدة؟ فقال ركانة: والله ما أردت إلا واحدة، فردها إليه رسول الله صلى الله عليه وسلم فطلقها الثانية في زمان عمر والثالثة في زمان عثمان. (سنن أبي داؤد ۱/ ۳۰۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۹/۱۱/۱۴۳۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ایک مجلس کی تین طلاق بالاتفاق ائمہ اربعہ کے نزدیک تین ہوتی ہیں؟

سوال (۲۵۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اپنی بیوی ہندہ کو تقریباً پانچ یا چھ مرتبہ کہا: کہ میں نے چھوڑ دیا، چھوڑ دیا اس طریقے پر ایک ہی مجلس میں کہا ہے، تو اس صورت میں کیا طلاق بائن واقع ہوگی یا تین طلاقیں ہندہ پر واقع ہوں گی یا نہیں؟ کیوں کہ کچھ فتوے اس حوالے کے ساتھ آئے ہیں جن میں لکھا ہے کہ اگر تین

طلاقیں ایک ہی مجلس میں کسی شخص نے اپنی بیوی کو دیا ہے، تو ایک طلاق رجعی ہی واقع ہوگی، جس فتوی کے بارے میں یہ لکھا ہے اس کی فوٹو کاپی اس تحریر کے ساتھ منسلک ہے، آپ مدلل تحریر فرمادیں، حنفی مسلک کے مطابق بڑی مہربانی ہوگی۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرات ائمہ اربعہ (حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ) اور جمہور صحابہ اور فقہاء ومحدثین کا موقف یہ ہے، کہ اگر ایک مجلس میں صریح الفاظ کے ساتھ مدخولہ بیوی کو تین طلاقیں دی جائیں، تو تینوں واقع ہوجاتی ہیں، اور بیوی سے اس شوہر کا ازدواجی تعلق قطعاً باقی نہیں رہتا، یہ مسئلہ پوری طرح قرآن وسنت اور آثار صحابہ سے مؤید اور مدلل ہے۔ بریں بنا مسئولہ صورت میں زید کی بیوی پر تین طلاقیں واقع ہوچکی ہیں، اور اب وہ زید کے لئے حلال نہیں رہی۔ اور تین طلاقوں کو ایک طلاق رجعی قرار دینا دراصل فرقہ شیعہ امامیہ، اور بعض اہلِ ظاہر بالخصوص شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ کا اپنا تفرد ہے، جس کی تقلید غیر مقلد حضرات کرتے ہیں، اس کا ایک نمونہ وہ فتویٰ بھی ہے، جسے آپ نے اپنے سوال کے ساتھ اِرسال کیا ہے، اس فتویٰ کی تحریر میں قرآنِ پاک کی آیت ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ﴾ کی جو تفسیر کی گئی ہے، وہ سلفِ صالحین کی تشریح کے خلاف ہے، اور صحیح احادیث سے اس کی نفی ہوتی ہے، اسی طرح تین طلاق دینے پر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ناراض ہونا اس کی دلیل نہیں ہے کہ آپ نے تین طلاق کو واقع ہی نہیں مانا؛ بلکہ طلاق دینے کے آداب کو ملحوظ نہ رکھنے کی وجہ سے آپ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ اور رکانہ ابن یزید کی روایت دوطرح کے الفاظ سے مروی ہے، ایک میں تین طلاق کا تذکرہ ہے، اور دوسری میں ''البتۃ'' کا تذکرہ ہے، اور امام ابوداؤد نے ''البتــــہ'' والی روایت کو سند کے اعتبار سے راجح قرار دیا ہے، اس بناء پر اس روایت سے تین طلاق سے ایک طلاق کے مراد ہونے پر استدلال نہیں کیا جاسکتا، اور یہ دعویٰ کہ دورِ نبوت اور دورِ صدیقی میں تین کو ایک سمجھا جاتا تھا، پھر حضرت عمرؓ نے تین کو تین قرار دیا، یہ دعوی بھی صحیح نہیں ہے؛ کیوں کہ تحلیل وتحریم کے بارے میں کسی

بھی امتی کو تبدیلی کا حق حاصل نہیں، لہذا یقینی طور پر یہ ماننا پڑے گا کہ اس روایت کا مفہوم یہ ہے کہ لوگ تکرار الفاظ طلاق سے تاکید کا دعوی کرتے تھے، جس دعوی کو قبول کیا جاتا تھا، اور وہ آج بھی شرائط کے ساتھ بدستور قبول ہوسکتا ہے، (چناں چہ کتب فقہ میں اس کی صراحت موجود ہے) لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے محسوس فرمایا کہ لوگ اس سے ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں، اور تاکید کا قصد کئے بغیر بعد میں تاکید کا دعوی کر کے وقوع طلاق سے بچنا چاہتے ہیں، تو آپؓ نے یہ حکم جاری کیا کہ لوگوں کو سوچ سمجھ کر الفاظ طلاق بولنے چاہئیں، اور اگر کوئی متعدد الفاظ بولے گا، تو قضاءً ظاہر پر فیصلہ کرتے ہوئے متعدد طلاقوں کے نفاذ کا ہی حکم دیا جائے گا۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اصل حکم میں کوئی تبدیلی نہیں فرمائی؛ بلکہ اس سہولت سے غلط فائدہ اٹھانے والوں کو لگام دی ہے، ورنہ اصل حکم پہلے سے یہ ہے کہ انشاء کے ارادے سے الفاظ طلاق کا تکرار تعدد پر ہی محمول ہے، اس بارے میں جمہور کے موقف کی تائید کرنے والی روایات وعبارات وغیرہ ذیل میں درج کی جارہی ہیں:

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ﴾ [البقرة، جزء آیت: ۲۲۹]

قال ابن مسعود وابن عباس ومجاهد وغيرهم: المراد بالآية التعريف بسنة الطلاق أي من طلّق اثنتين فليتق اللّٰه في الثالثة. (الجامع لأحكام القرآن الكريم ۱۲۶/۳ دار أحياء التراث العربي بيروت)

وقال العلامة الألوسي: مرتان: اثنتان، ولعله أليق بالنظم وأوفق بسبب النزول. (روح المعاني ۲۰٤/۲ زكريا)

وأجمع العلماء على أن قوله تعالىٰ: أو تسريح بإحسان هي الطلقة الثالثة بعد الطلقتين؛ وإياها عني بقوله: ﴿فَإِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنۡ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهُ﴾ وأجمعوا على أن من طلّق امرأته طلقة أو طلقتين فله مراجعتها؛ فإن طلقها الثالثة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره. (الجامع لأحكام القرآن الكريم للقرطبي ۱۲۷/۳-۱۲۸)

وذهب جمهور العلماء من التابعين ومن بعدهم منهم: الأوزاعي، والنخعي، والثوري وأبو حنيفة، والشافعي وأصحابه، وأحمد وأصحابه وإسحاق وأبو ثور وأبو عبيدة وآخرون كثيرون على أن من طلق امرأته ثلاثا وقعن ولكنه يأثم. (عمدة القاري، الطلاق / باب من أجاز طلاق الثلاث ۲۳۳/۲۰ بيروت)

عن سهل بن سعد في هذا الخبر قال فطلقها ثلاث تطليقات عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فأنفذه رسول الله صلى الله عليه وسلم. (سنن أبي داؤد ۳۰٦/۱ رقم: ۲۲٥۰)

عن عائشة رضي الله عنها: أن رجلا طلق امرأته ثلاثا فتزوجت فطلق، فسئل النبي صلى الله عليه وسلم أتحل للأول؟ قال: لا. (صحيح البخاري ۲/ ۷۹۱ رقم: ٥۰٦۰)

عن ابن عباس وأبي هريرة وعبد الله ابن عمرو بن العاص رضي الله عنهم سئلوا عن البكر يطلقها زوجها ثلاثا فكلهم قالوا: لا تحل له حتى تنكح زوجا غيره. (سنن أبي داؤد ۲۹۹/۱)

عن سويد بن غفلة – في حديث طويل – ثم قال أي الحسن: لولا أني سمعت جدي – أو حدثني – أبي أنه سمع جدي يقول: أيما رجل طلق امرأته ثلاثا عند الأقراء، أو ثلاثا مبهمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره لراجعتها.
(السنن الكبرىٰ للبيهقي ۰/۷ ٥٥ رقم: ۱٤۹۷۱ دار الكتب العلمية بيروت، روح المعاني ۲۰۸/۲ زكريا)

عن طاؤس أن رجلا يقال له أبو الصهباء كان كثير السؤال لابن عباس قال: أما علمت أن الرجل كان إذا طلق امرأته ثلاثا قبل أن يدخل بها جعلوها واحدة على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم و أبيبكر و صدرا من إمارة عمر قال ابن عباس بلي كا ن الرجل إذا طلق امرأته ثلاثا قبل أن يدخل بها جعلوها واحدة على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبي بكر، وصدراً من إمارة عمرؓ، فعما رأى الناس قد تتابعوا فيها قال: أجيزوهن عليهم. (سنن أبي داؤد ۲۹۹/۱)

قال ابن سريج وغيره: يشبه أن يكون في تكرير اللفظ كأن يقول: أنت طالق، أنت طالق، و كانوا أولاً على سلامة صدورهم يقبل منهم أنهم أرادوا التاكيد، فلما كثر الناس في زمن عمر، و كثر فيهم الخداع و نحوه مما يمنع قبول من ادعى التاكيد، حمل عمر اللفظ على ظاهر التكرار، فأمضاه عليهم.
(بذل المجهود ٦٣/٤، فتاوی محمودیہ ٣٨٦/١٢ ڈابھیل)

عن محمود بن لبيد قال: أخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم عن رجل طلق امرأته ثلاث تطليقات جميعا فقام غضبانا ثم قال: أيلعب بكتاب الله وأنا بين أظهركم حتى رجل وقال يا رسول الله! ألا أقتله. (سنن النسائي ٨٢٢ رقم: ٣٣٩٨)

عن عبد الله بن يزيد بن ركانة عن أبيه عن جده، أنه طلق امرأته البتة، فأتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: ما أردت؟ قال: واحدة، قال: والله قال: والله، قال: هو على ما أردت. قال أبوداؤد: هذا أصح من حديث ابن جريج أن ركانة طلق امرأته ثلاثا؛ لأنهم أهل بيته وهو أعلم به. (سنن أبي داؤد ٣٠٠/١-٣٠١)

ثم من أوجب التفريق ذهب إلى أنه لو طلق غير مفرق وقع طلاقه وكان عاصيا، وخالف في ذلك الإمامية، وبعض من أهل السنة كالشيخ أحمد بن تيمية وأتباعه قالوا: لو طلق ثلاثا بلفظ واحد لايقع إلا واحدة، احتجاجا بهذه الآية الخ – إلى قوله – والجواب عن الاحتجاج بالآية أنها كما علمت ليست نصا في المقصود، وأما الحديث فقد أجاب عنه جماعة، قال السبكي: وأحسن الأجوبة إنه فيمن يعرف اللفظ فكانوا يصدقون في إرادة التاكيد لديانتهم، فلما كثرت الاختلاط فيهم اقتضت المصلحة عدم تصديقهم وإيقاع الثلاث. (روح المعاني ٢٠٧/٢-٢٠٦ زكريا)

وقال القاضي أبو محمد عبدالوهاب: معناه أن الناس كانوا يقتصرون على طلقة واحدة، ثم أكثروا أيام عمر من إيقاع الثلاث. (قرطبي ١٣٠/٣ بيروت)

قال القرطبي: وحجة الجمهور في اللزوم من حيث النظر ظاهرة جدا،

وهو أن المطلقة ثلاثا لا تحل للمطلق حتى تنكح زوجا غيره، ولا فرق بين مجموعها ومفرقها لغة وشرعا. (قرطبي بحواله فتح الباري ٣٦٥/٩)

كرر لفظ الطلاق وقع الكل، وإن نوى التاكيد دين. (شامي ٥٢١/٤ زكريا)

وإن كان الطلاق ثلاثا في الحرة أو ثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحًا صحيحًا. (فتح القدير ١٧٧/٤ بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۴/۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

آیت: وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ میں کون سی طلاق کا حکم ہے؟

سوال (۲۵۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آیتِ قرآنی: ﴿وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلاَ تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا﴾ بظاہر مطلق ہے، اس میں وضاحت فرمادیں کہ کونسی طلاق کے بعد بغیر حلالہ کے یہ اختیار باقی ہے، چوں کہ بظاہر تو یہ آیت طلاق ثلاث کے بعد بھی حلالہ کے ضروری ہونے پر دلالت کررہی ہے، اور حضرت معقل بن یسار کی بہن کے واقعہ سے بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ بعد انقضاء عدت بغیر حلالہ کے نکاح ہوا تھا جو اس کا شانِ نزول بھی ہے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اس آیت میں جو بلا حلالہ رجوع کا حق دیا جارہا ہے، وہ طلاقِ رجعی کی شکل میں ہے، طلاق مغلظہ کے بعد حلالہ کے بغیر شوہر اول سے نکاح نہ ہونے پر تمام ہی فقہاء ومحدثین اور مفسرین کا اجماع ہے۔

وذهب جمهور العلماء من التابعين و من بعدهم منهم: الأوزاعي، والنخعي، والثوري وأبو حنيفة، والشافعي وأصحابه، وأحمد وأصحابه وإسحاق وأبو ثور وأبو عبيدة وآخرون كثيرون على أن من طلق امرأته ثلاثا وقعن ولكنه

يأثم . (عمدة القاري، الطلاق / باب من أجاز طلاق الثلاث ٢٣٣/٢٠ بيروت)

اورآیت: ﴿الطَّلاقُ مَرَّتَانِ﴾ اورآیت:﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلاَ تَحِلُّ لَهُ﴾ سے یہی حکم معلوم ہوتا ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿الطَّلاقُ مَرَّتَانِ﴾ [البقرۃ، جزء آیت: ۲۲۹]

قال ابن مسعود وابن عباس ومجاهد وغيرهم: المراد بالآية التعريف بسنة الطلاق أي من طلق اثنتين فليتق الله في الثالثة. (الجامع لأحكام القرآن الكريم ١٢٦/٣ دار أحياء التراث العربي بيروت)

وقال العلامة الألوسي: مرتان: اثنتان، ولعله أليق بالنظم وأوفق بسبب النزول. (روح المعاني ٢٠٤/٢ زكريا)

اورحضرت معقل بن یسارؓ کی بہن کوصرف ایک طلاق رجعی دی گئی تھی؛ لہٰذا اس واقعہ سے بھی جمہور کی مخالفت نہیں ہوتی ؛ بلکہ تائید ہوتی ہے۔ (کذافی روح المعانی ۱۴۴/۲، معارف القرآن ۵۱۹/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۶/۳/۱۴۱۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اُنگلی کے اشارہ سے تین طلاق کے بارے میں جامعہ سلفیہ بنارس کے فتویٰ کا تجزیہ؟

سوال (۲۵۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص نے اپنی زوجہ سے اسی کے سامنے انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے یوں کہہ دیا کہ میں نے اس کو طلاق دی، اس جملہ کو اس نے تین بار دہرایا، آیا اس صورت میں تینوں طلاقیں واقع ہوگئیں یا رجعت کی کوئی گنجائش نکل سکتی ہے؟ اور اگر طلاقیں واقع ہوچکی ہیں تو اب رجعت کس طرح سے ہوگی؟ جواب سے نوازیں۔ اِس بارے میں درج ذیل فتویٰ کی روشنی میں صحیح جواب تحریر فرمائیں، اور بتائیں کہ درج ذیل فتویٰ قابل عمل ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب بعون الله الوهاب وهو الموفق للصواب: صورت مسئولہ میں واضح ہو کہ آدمی طلاق اشارہ سے دے یا لکھ کر دے یا کسی طرح سے بھی دے طلاق واقع ہو جاتی ہے، اس لئے کہ حدیث میں ہے:

ثلاثة جدهن جد وهزلهن جد النكاح والطلاق والعتاق.

اس کے بعد واضح ہو کہ بیک وقت ایک مجلس میں ایک سے زیادہ طلاقیں دینا شریعت مطہرہ میں ممنوع ہے، اور یہ گناہ کا کام ہے، اس لئے سب سے پہلے موصوف طلاق دہندہ کو چاہئے کہ وہ اپنے کئے پر شرمسار ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ نصوح کرے، اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا عزم مصمم بھی کرنا چاہئے، پھر بھی کوئی شخص اگر غلطی سے یا جان بوجھ کر ایسا غلط کام کر ہی ڈالے یعنی ایک مجلس میں ایک سے زیادہ طلاقوں سے دیدے تو اس بارے میں شریعت مطہرہ کا یہ حکم وفیصلہ ہے کہ ایک وقت کی دی ہوئی تمام طلاقیں صرف اور صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوگی، چنانچہ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

قال الله تعالىٰ: ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ، فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ اَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ﴾ [البقرة، جزء آيت: ۲۲۹]

اسی طرح حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ:

كان الطلاق على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبي بكر وسنتين من خلافة عمر طلاق الثلاث واحدة. (صحيح مسلم ۴۷۷/۱)

یعنی عہد نبوی، خلافت صدیقی اور دوسال تک حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں تین طلاق صرف اور صرف ایک طلاق رجعی شمار ہوتی تھی، لہٰذا شخص مذکور یعنی طلاق دہندہ اگر چاہے تو عدت کے اندر اندر شرعی طریقہ پر رجوع کرسکتا ہے، اور اگر عدت گذر جائے۔ (حیض والی عورتوں کی عدت تین حیض ہے، حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے) تو وہ عورت کو کسی بھی وجہ سے اپنی زوجیت میں لاسکتا ہے، جب کہ بیوی اور اس کا ولی اس نکاح پر راضی ہو، اور الگ سے مہر کی تعیین اور دعوت ولیمہ بھی ضروری ہے، صورت مسئولہ میں ایک طلاق رجعی واقع ہوئی ہے، اگر عدت ابھی باقی ہو تو شرعی طریقہ پر رجوع کرسکتا ہے، اور عدت کے بعد جدید نکاح کے ذریعہ بیوی کو پھر سے رکھ سکتا ہے۔ **هذا ما عندي والله اعلم بالصواب.**

ابوعفان نور الہدیٰ عین الحق سلفی جامعہ سلفیہ بنارس، یوپی ۲۰۰۵/۱۲/۱۸ء

الجواب صحیح: محمد رئیس ندوی

جواب من جانب: دارالافتاء مدرسہ شاہی مرادآباد

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال میں جوصورت لکھی گئی ہےاس سے مذکورہ شخص کی بیوی پرتین طلاقیں یقیناً واقع ہوگئیں، حلالہ شرعیہ کے بغیراب دونوں میں زوجیت کاتعلق قائم ہونا قطعاً حرام ہے، جمہور علماء امت اورائمہ اربعہ کا مسلک یہی ہے، اور قرآن کریم کی آیت: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ [البقرة، جزء آیت: ۲۳۰] سے یہی معلوم ہوتا ہے، اورتین طلاقوں کوایک طلاق ماننے کےسلسلہ میں جوفتویٰ آپ نے ارسال کیا ہے، وہ صحیح نہیں ہے، اوراس فتویٰ میں جودلائل پیش کئے گئے ہیں ان کا مدلل جواب جمہور علماء نے اپنے فتاویٰ میں دے دیا ہے، اس لئے ان اکابر جمہور علماء امت کے مدلل اورمحقق فتاویٰ کے مقابلہ میں اس فتویٰ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

عن سهل بن سعد في هذا الخبر قال: فطلقها ثلاث تطليقات عند رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأنفذه رسول الله صلى الله عليه وسلم. (سنن أبي داؤد / باب في اللعان ۱/۳۰٦ رقم: ۲۲۵۰)

قال الشوكاني في نيل الأوطار: ورجاله رجال الصحيحين. (نيل الأوطار ۷/٥٤ دار الفكر بيروت)

وقد أثبتنا النقل عن أكثرهم صريحاً بإيقاع الثلاث ولم يظهر لهم مخالف فماذا بعد الحق إلا الضلال، وعن هذا قلنا لو حكم حاكم بأن الثلاث بفم واحد واحدة لم ينفذ حكمه؛ لأنه لا يسوغ الاجتهاد فيه فهو خلاف لا اختلاف. (فتح القدير ۳/۴۵۳)

لو قال لزوجته أنت طالق طالق طالق طلقت ثلاثا وفي الحموي: يعنى قال لزوجته المدخول بها. (الأشباه والنظائر ۲۱۹، الفتاوىٰ الهندية ۱/۳۵۵ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۴/۱/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیراحمد عفا اللہ عنہ

تین طلاق کولڑکی والوں کا ایک منوانے پر اصرار کرنا؟

سوال (۲۵۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شریعت مطہرہ مانتی ہے کہ صرف طلاق، طلاق، طلاق کہنے سے طلاق واقع ہوجاتی ہے میرے لڑکے نوید کے مندرجہ بالا طریقہ طلاق کو لڑکی کے گھر والے کہتے ہیں اسے ایک مانو اگر ہم اسے تین مانتے ہیں تب وہ ہمارے خلاف جہیز کا جھوٹا مقدمہ قائم کریں گے اور جہاں تک ہوسکتا ہے ہمارے خلاف جائیں گے اور ہمارے گھر والوں پر جان کا بھی خطرہ ہے۔

(۲) عدت پوری ہوجانے کے بعد اپنے گھر نہیں لے جائیں گے اور لڑکی بھی جانے کو تیار نہیں ہے، شریعت کا کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں شوہر نوید کی بیوی پر یقیناً تین طلاق واقع ہوگئی ہیں اور وہ اس پر قطعی طور پر حرام ہوگئی ہے لڑکی کے گھر والوں کا یہ کہنا کہ تین طلاق کو ایک مانو محض جہالت کی بات ہے، ان کی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں۔

الطلاق هو رفع قيد النكاح في الحال أو المال، بلفظ مخصوص وهو ما اشتمل على الطلاق. (شامي ۳۲۷/۳ كراچی)

وإن كان الطلاق ثلاثا في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره نكاحًا صحيحًا فيدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية ۴۷۳/۱ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۳۴/۶/۱۰ھ

تین طلاق کے بعد چالیس دن علیحدگی اختیار کر کے بغیر حلالہ کے نکاح کرنا؟

سوال (۲۵۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ایک صاحب نے اپنی زوجہ محترمہ سے یوں کہا کہ میں تجھے طلاق دے رہا ہوں "دے رہا ہوں" یہ ہماری زبان وعلاقہ کا عرف ہے جس کا مفہوم ہے "دیتا ہوں" ان صاحب نے یہ جملہ تین بار کہنے کے بعد تقریباً چالیس یوم تک تو بیوی سے بینونت اختیار کی اور چالیس یوم بعد بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ نکاح کرلیا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ صورت میں بیوی کو کتنی طلاقیں پڑیں گی اور ان سے رجوع کا طریقۂ کار کیا ہوسکتا ہے، نیز کیا شخص مذکور کا عمل شرعاً درست ہے، اگر نہیں تو اس طرح بیوی کے ساتھ رہنے کا کیا حکم ہے؟ اور اس کا وبال کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں تجھے طلاق دے رہا ہوں، تین مرتبہ کہنے سے تینوں طلاق واقع ہوچکی ہیں، اب حلالۂ شرعیہ کے بغیران دونوں میں از دواجی تعلق ہرگز قائم نہیں ہوسکتا، اور مذکورہ شخص کا طلاق کے چالیس دن کے بعد حلالہ کے بغیر اس کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہیں ہے، اس نکاح سے یہ مطلقہ بیوی اس کے لیے حلال نہیں ہوسکتی ہے اور اسکو بیوی بنا کر رکھنا قطعاً حرام ہے اور سخت ترین گناہ ہے، دونوں میں فوراً تفریق لازم ہے۔

وقال الليث عن نافع كان ابن عمر رضي اللّٰه عنهما إذا سئل عمن طلق ثلاثًا قال: لو طلقت مرة أو مرتين فإن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أمرني بهٰذا؛ فإن طلقها ثلاثًا حرمت حتى تنكح زوجًا غيره. (صحيح البخاري ٩٢/٢ رقم: ٥٢٦٤، صحيح مسلم ٤٧٦/١ رقم: ١٤٧١)

وإن كان الطلاق ثلاثا في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره نكاحًا صحيحًا فيدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية ٤٧٣/١ زكريا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۱۱/۱۴۳۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ کے نکاح کرنا؟

سوال (۲۵۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: واحد حسین نے عشرت جہاں عرف چھمیا سے نکاح کیا اور دسمبر ۱۹۹۴ء واحد حسین نے عشرت جہاں چھمیا کو ۱۱/ اپریل ۱۹۹۵ء کو تین مرتبہ طلاق دی، اس عرصہ ۱۵ یا ۲۰/ دن دونوں علیحدہ رہے، پھر دوبارہ ۱۵/ اگست ۱۹۹۵ء کو نکاح کیا، کیا یہ نکاح درست ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تین طلاق دینے کے بعد واحد حسین کا حلالہ شرعیہ کے بغیر اسی عورت سے دوبارہ نکاح قطعاً حرام ہے، اور دونوں میں جدائی لازم ہے، ورنہ سخت گنہگار ہوں گے۔

عن عائشة رضي اللّٰه عنها أن رجلاً طلّق امرأته ثلاثًا، فتزوجت فطلق فسئل النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أتحل للأول؟ قال: لا، حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (صحيح البخاري ۷۹۱/۲ رقم: ۵۲۶۱)

وفي رواية عند النسائي: لا تحل للأول حتى يجامعها الآخر. (سنن النسائي ۸/۲ رقم: ۳۴۴۴)

كرر لفظ الطلاق وقع الكل. (شامي ۲۹۳/۳ كراچی، ۵۰۳/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۸/ ۸/ ۱۴۱۷ھ

تین طلاق کے بعد غیر مقلد سے فتویٰ لے کر بیوی کو اپنے پاس رکھنا

سوال (۲۶۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے کر اور ساتھ ہی ساتھ مہر وغیرہ دے کر جدا کردیا، گویا کہ زید نے اپنے سے کوئی نقص باقی نہیں رکھا، بعدہ مفتیانِ کرام سے مسئلہ معلوم کیا کہ پھر دوبارہ اس

سے نکاح کرنے کا کوئی طریقہ اور صورت ہے؟ تو مفتیانِ کرام نے بتلایا کہ پہلے حلالہ کرنا ہوگا، پھر دوبارہ اس سے نکاح کر سکتے ہو، مگر اس بات کو نہ مان کر اس نے غیر مقلد سے بھی مسئلہ معلوم کیا تو اس نے بتلایا کہ تمہاری بیوی پر تین طلاق نہیں ہوئی ہے؛ بلکہ ایک ہی طلاق ہوئی ہے؛ لہٰذا تم بغیر حلالہ کے اپنی بیوی سے شادی کرلو، چناں چہ اس نے اسی بات کو مان کر اس پر عمل بھی کیا، جس کے نتیجہ میں اولادیں بھی ہورہی ہیں، اور جو مفتیانِ کرام بغیر حلالہ کے جائز نہیں کہتے تھے، ان پر مقدمہ دائر کردیا، جو اس وقت چل رہا ہے، اور جو شادی کی وہ کیا سرکاری رجسٹری کے ذریعہ ہوتی ہے کہ بعد کو کوئی انگلی نہ اٹھا سکے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تین طلاق کے بعد حلالہ شرعیہ کے بغیر جو نکاح ہوا ہے وہ شرعاً معتبر نہیں ہے، اور یہ دونوں مرد وعورت حرام کے مرتکب ہیں، ان پر مفارقت اور اپنے جرم عظیم پر توبہ اور استغفار لازم ہے۔

ولا تحل الحرة بعد الثلاث، إلا بعد وطئ زوج آخر بنكاح صحيح ومضي عدته. (مجمع الأنهر ۱/۴۳۸ بيروت)

تین طلاق کے بعد باتفاق جمہور صحابہ، تابعین، ائمہ مجتہدین بیوی شوہر اول پر حرام ہوجاتی ہے اور بغیر حلالہ کے حلال ہونے کا کوئی راستہ نہیں ہے، غیر مقلد کے فتویٰ سے حرام چیز حلال نہیں ہوسکتی۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾

[البقرة، جزء آيت: ۲۳۰]

وذهب جماهير العلماء من التابعين ومن بعدهم، منهم: الأوزاعي والنخعي والثوري وأبو حنيفة وأصحابه والشافعي وأصحابه وأحمد وأصحابه وإسحاق وأبو ثور وأبو عبيدة وآخرون كثيرون رحمهم اللّٰه تعالیٰ على من طلق امرأته ثلاثًا وقعن، ولكنه يأثم. (عمدة القاري، كتاب الطلاق / باب من أجاز طلاق الثلاث ۲۰/

۲۳۳ بیروت، كذا في فتح القدير / باب طلاق السنة ٤٦٩/٣ مصطفىٰ البابي الحلبي مصر)

وإن كـان الطـلاق ثـلاثـا في الحرة ثنتين في الأمة، لم تحل له حتى تنكح زوجـا غيره نكاحًا صحيحًا لم يدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية ٤٧٣/١، تبيين الحقائق ١٦٢/٣ دار الكتب العلمية بيروت)

لو كرر لفظ الطلاق وقع الكل. (الدر المختار ٢٩٣/٣ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۷/۹/۵ھ

بیوی کو تین طلاق دے کر زبردستی اپنے پاس رکھنا؟

سوال (۲۶۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: رشید خاں ایک عیال دار آدمی ہے، پانچ بچوں کا باپ ہے؛ لیکن کمانے کی فکر سے بے حد آزاد اور پکا جوے باز آدمی ہے، ہر وقت دونوں میاں بیوی میں جھگڑا اور رنجش رہتی ہے، بیوی نے تھوڑے تھوڑے پیسے بچا بچا کر کافی عرصہ میں کچھ پیسے اکٹھے کر لئے تھے، گھر کے ایک کام کے بہانے سے وہ بھی بیوی سے لے لئے، دس ہزار کی رقم تھی، وہ سب اپنے قبضہ میں کر کے کچھ تھوڑے سے کام میں لگادئے، اور باقی سب جوے بازی میں برباد کر دئے۔ اس بات پر دونوں میاں بیوی میں بہت جھگڑا ہوا، اور اس نے اپنی بیوی شاہدہ بیگم کو تین طلاقیں دے دیں، طلاق کے دو گواہ بھی موجود ہیں، طلاق کے بعد بیوی گھر سے کسی اور جگہ چلی گئی، شوہر نے بیوی سے معافی مانگی، ہاتھ جوڑے اور بیوی کو اپنے گھر لے آیا اور شرعی حلالہ اور نکاح کے بغیر شاہدہ کو اپنے نکاح میں رکھا، اس کے بعد پھر تین طلاقیں اور دے دیں اس کو بھی تین سال ہو چکے ہیں، جب سے اب تک دونوں میاں بیوی کی طرح ساتھ ہی رہتے ہیں، حالات شوہر کے اب بھی وہی ہیں، کماتا کچھ نہیں ہے اور عورت سے کہتا رہتا ہے کہ مجھے پیسے دے، کہیں سے بھی دے، میں کاروبار کروں گا، تو سوال یہ ہے کہ پہلی بار کے تین طلاقیں دینے سے تین طلاقیں واقع ہوئیں یا نہیں؟ اور اب اس کی بیوی

رہی یانہیں؟ شوہراب پھر سمجھوتے کی کوشش کررہاہے اور معافی مانگ کر پھر شاہدہ کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہے، تو بلا حلالہ شرعی اور نکاح کے شاہدہ کا رشید کے پاس رہنا، اس کے لئے شرعی وعید اور حکم کیا ہے؟ اور کچھ لوگ بیچ میں پڑ کر سمجھوتہ کر کے عورت کو بلا حلالہ کے شوہر کے پاس بھجوانے کی کوشش کریں، تو ان کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال میں ذکر کردہ واقعہ اگر صحیح ہے، تو جب شوہر نے پہلی مرتبہ طلاق دی تھیں، اُسی وقت سے اس کی بیوی اس پر قطعی حرام ہوگئی تھی، اس کے بعد حلالہ شرعیہ کے بغیر ان دونوں میں زن وشوئی کا تعلق کھلی ہوئی حرام کاری اور سخت ترین گناہ ہوتا رہا، جس پر سچے دل سے توبہ اور استغفار لازم ہے۔ بہرحال اب بھی حلالہ شرعیہ کے بغیر ان دونوں میں جسمانی تعلق قطعاً حرام ہے، اور جولوگ اس حرام کاری میں کسی بھی طرح مددگار رہیں وہ اللہ کے نزدیک سخت گنہگار رہیں، انہیں اپنے ارادہ سے باز رہنا چاہئے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾

[البقرة، جزء آیت: ۲۳۰]

وإن كان الطلاق ثلاثا في الحرة ثنتين في الأمة، لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحًا صحيحًا لم يدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية ٤٧٣/١، تبيين الحقائق ١٦٢/٣ دار الكتب العلمية بيروت)

لو كرر لفظ الطلاق وقع الكل. (الدر المختار ۲۹۳/۳ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۱/۳/۲۶ھ

تین طلاق کے بعد سرپنچوں کے مشورہ سے بیوی بنا کر رکھنا؟

سوال (۲۶۲): - کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرعِ متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: میرا نکاح آصفہ پروین بنت حاجی عبدالصمد امروہہ سے 13/07/2007 کو ہوا تھا، جو کہ میری پھوپھی کی لڑکی تھی، نکاح کے بعد مجھے معلوم ہوا تھا کہ میری بیوی کے کسی غیر مرد سے ناجائز تعلقات ہیں، میں نے پھوپھی کی لڑکی ہونے کے ناطے گھر کی عزت کو بچانے کے لئے سیدھے راستے پر چلانے کے لئے چھ سال کا عرصہ گزار دیا، آخر کار ایک دن جھگڑا ہوتے ہوئے بات طول پکڑ گئی اور طلاق مانگنے پر میں نے اسے تین طلاق دے دی، تقریباً ایک سال سے وہ اپنے میکے میں ہے، اب آصفہ پروین کے والد اور کچھ معزز لوگ فیصلہ کرنے کے لئے میرے والد پر زور ڈال رہے ہیں، کیا میں آصفہ پروین کو واپس سرپنچوں کی رائے سے گھر میں رکھ سکتا ہوں؟ اُس کو رکھنے کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حسبِ تحریر سوال جب کہ آپ نے اپنی بیوی کو تینوں طلاقیں دے دی ہیں، تو وہ آپ کے نکاح سے بالکل باہر ہو چکی ہے، حلالہ شرعیہ کے بغیر دوبارہ آپ سے ازدواجی تعلق ہرگز قائم نہیں ہو سکتا، اور جو لوگ بلاوجہ اس مطلقہ بیوی کو آپ کے ساتھ رکھنے پر زور دے رہے ہیں، وہ سب غلطی پر ہیں، انہیں شریعت کے خلاف آپ پر زور ڈالنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلاَ تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾

[البقرة، جزء آیت: ۲۳۰]

وقال الليث عن نافع كان ابن عمر رضي اللّٰه عنهما إذا سئل عمن طلق ثلاثًا قال: لو طلقت مرة أو مرتين فإن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أمرني بهٰذا؛ فإن طلقها ثلاثًا حرمت حتى تنكح زوجًا غيره. (صحيح البخاري ۹۲/۲ رقم: ٥٢٦٤، صحيح مسلم ٤٧٦/١ رقم: ١٤٧١)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها أن رجلا طلق امرأته ثلاثا فتزوجت زوجًا، فطلقها قبل أن يمسها، فسئل رسول اللّٰه أتحل للأول؟ قال: لا حتى يذوق

عسيلتها كما ذاق الأول. (سنن النسائي ٢/ ٨٤ رقم: ٣٤٤١)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها أن رجلا طلق امرأته ثلاثا فتزوجت فطلق فسئل النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أتحل للأول؟ قال: لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (صحيح البخاري ٢/ ٧٩١ رقم: ٥٢٦١)

عن واقع ابن سبحان قال سئل عمران ابن حصين رضي اللّٰه عنه أن رجلا طلق امرأته ثلاثا في مجلس، قال أثم بربه وحرمة عليه امرأته. (المصنف لابن أبي شيبة ٩/ ٥١٩ رقم: ١٨٠٨٧)

وإن كان الطلاق ثلاثًا في الحرة ...... لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره نكاحًا صحيحًا ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية ١/ ٤٧٣ زكريا، البحر الرائق ٤/ ٥٦، مجمع الأنهر ٢/ ٨٧-٨٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری ۱۱/۵/۱۴۳۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی کو تین طلاق دے کر تین دن بعد دوبارہ نکاح کرنا؟

سوال (۲۶۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آفتاب اور عائشہ میں معاشقہ ہوا جس کے نتیجے میں نکاح ہوگیا ہے، منکوحہ عورت کے پہلے سے بچے بھی تھے، آفتاب کو بلا کر زبردستی طلاق مغلظہ لے لی گئی، پھر تین یا چار دن کے بعد آفتاب کا عائشہ سے دوبارہ نکاح ہوا ہے، وہ نکاح درست ہوگا یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر آفتاب نے زبردستی دباؤ ڈالنے پر اپنی بیوی عائشہ کو زبان سے تین طلاقیں دے دی ہیں، تو عائشہ پر طلاقِ مغلظہ واقع ہوگئی اور تین چار دن کے بعد یعنی حلالہ شرعیہ کے بغیر اس کا آفتاب سے نکاح کرایا گیا ہے، وہ قطعاً منعقد نہیں ہوا؛ لہٰذا دونوں میں

فوری طور پر جدائی لازم ہے، ورنہ سخت گنہگار رہوں گے۔ (مستفاد: فتاوی عثمانی ۲/۳۲۴)

مستفاد: عن صفوان بن عمر الطائي أن رجلا كان نائمًا مع امرأته، فقامت فأخذت سكينا، فجلست على صدره، ووضعت السكين على حلقه، وقالت: لتطلقني ثلاثا البتة، وإلا ذبحتك، فناشدها الله، فأبت عليه فطلقها ثلاثا، فذكر ذٰلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: لا قيلولة في الطلاق. (سنن سعيد بن منصور / باب ما جاء في طلاق المكره ۱/۲۷۵، رقم: ۱۱۳۰-۱۱۳۱، وكذا في مرقاة المفاتيح ۶/۲۸۸، إعلاء السنن ۱۱/۱۸۳، لسان الميزان ۴/۱۲۴، نصب الراية ۳/۲۲)

عن عائشة رضي الله عنها أن رجلا طلق امرأته ثلاثا، فتزوجت، فطلق، فسئل النبي صلى الله عليه وسلم أتحل للأول؟ قال: لا، حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (صحيح البخاري ۲/۷۹۱ رقم: ۵۰۶۲، سنن النسائي ۲/۸۴، رقم: ۳۴۴۴) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری ۱۴۳۵/۵/۲۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مطلقہ ثلاثہ کا تین حیض سے پہلے نکاح ثانی کرنا؟

سوال (۲۶۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کی زاہدہ سے شادی ہوئی جس سے ایک بچہ کی ولادت ہوئی، ولادت کے آٹھ ماہ بعد زید نے زاہدہ کو ایک ہی وقت میں تین طلاقیں دے دیں، وقوع طلاق پر زوجین باہم متفق ہیں، بروقت طلاق ولادت کے بعد سے زاہدہ کو ماہواری نہیں ہوئی تھی، اوراس کے تین ماہ بعد تک بھی ماہواری نہیں ہوئی، اب زاہدہ نے تین ماہ دس دن کا وقت گذار کر دوسرے صاحب سے بغرضِ حلالہ نکاح کرلیا، تو مذکورہ حلالہ از روئے شریعت درست ہوا یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جس عورت کو حیض آتا ہو اس کے لئے طلاق کی عدت

تین حیض ہے؛ لہٰذا مسئولہ صورت میں تین حیض آنے سے پہلے جو نکاح ہوا ہے وہ شرعاً معتبر نہیں، اور اس نکاح سے حلالہ درست نہیں ہوسکتا۔

هي حرة ممن تحيض فعدتها ثلاثة أقراء. (الهداية ٤٢٢/٢)

وهي في حرة تحيض لطلاق، أو فسخ بعد الدخول حقيقيةً أو حكمًا ثلاث حيض كامل. (تنوير الأبصار مع الشامي ١٨٢/٥ زكريا)

ولا يجوز نكاح منكوحة الغير، ومعتدة الغير عند الكل. (خانية ٣٦٦/١)

لا يجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره وكذلك المعتدة، سواء كانت العدة عن طلاق. (الفتاویٰ الهندية ٢٨٠/١)

وإن كان الطلاق ثلاثًا في الحرة وثنتين في الأمة لا تحل له حتى تنكح زوجًا غيره نكاحًا صحيحًا، ويدخل بها ثم يطلقها، أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية ٤٧٣/١، الهداية ٣٩٩/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۳/۱۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غلط فتویٰ لے کر مطلقہ ثلاثہ سے بغیر حلالہ کے تجدید نکاح کرنا؟

سوال (۲۶۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: یونس علی اپنی بیوی یا اور کسی کے اوپر غصہ ہوکر گھر سے نکل گیا، اور باہر جاکر دو آدمیوں کے سامنے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دے دی، گواہوں نے کہا کہ ایسی بڑی بات زبان سے نہ نکالو، یہ سن کر یونس نے کہا تم دونوں گواہ رہنا، میں نے اپنی بیوی کو دو طلاق دے دی، ایسی بات چیت سن کر ایک آدمی اور آیا اور کہا کہ یہ کیسی بات کرتے ہو، اس کے بعد یونس نے کہا تم تینوں گواہ رہنا کہ وہ سالی میرے اوپر حرام ہوگئی، اور آخر میں کہا کہ میرے بڑے بھائی کو خبر پہنچادو کہ یونس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ یہ بات سن کر بڑے بھائی نے رات کو ایک مجمع کے سامنے پوچھا کہ تو نے کیا کہا تھا؟ تو یونس نے کہا کہ: ''پہلے ایک طلاق دے دی، اس کے بعد دو طلاق دے

دی''۔ پھر کہا کہ ''میرے اوپر سالے وہ سالی حرام ہوگئی۔ اس بیان بندی کے مطابق مولانا عبد الستار صاحب نے فتویٰ دیا ہے کہ یونس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے، اب اگراس بیوی کو رکھنا چاہے تو بغیر حلالہ کے نہیں رکھ سکتا اور اسی طرح دارالافتاء بانسکنڈی سے بھی جواب ملا ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۹/۳۵۳، شامی ۲/۵۳۷)

نوٹ:- طلاق کے ایک ہفتہ بعد مطلقہ کو ایک بچہ پیدا ہوا، اب یونس بیوی کو رکھنا چاہتے ہیں؛ لیکن حلالہ پر راضی نہیں ہیں، اس بناء پر سب بھائیوں نے مل کر روپئے دے کر قاضی صاحب سے اور دوسرے مفتیان سے دو طلاق رجعی ثابت کر کے نکاح پڑھا کر میاں بیوی بنادیا، اب بات یہ ہے کہ عورت پر طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور اگر طلاق واقع ہوئی ہے تو ان لوگوں کے بارے میں کیا حکم ہے جس نے زنا کیا اور جن لوگوں نے زنا پر آمادہ یعنی مدد کی، اس بارے میں ایک دو بھائی مستثنیٰ ہیں، اب آپ حضرات سے التماس ہے کہ قول فیصل کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں تین مرتبہ طلاق دینے کی وجہ سے یونس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے، حلالۂ شرعیہ کے بغیر اس کا دوبارہ یونس سے نکاح درست نہیں ہوسکتا، حلالۂ شرعیہ سے پہلے جو نکاح ہوا ہے وہ شرعاً باطل ہے، اس حالت میں یونس کا اپنی مطلقہ سے زن وشوئی کے تعلقات رکھنا سراسر حرام کاری ہے، اور جو لوگ باطل نکاح کراکے اس عمل کا سبب بنے وہ سخت گنہگار ہیں۔ قرآنِ کریم میں ارشاد خداوندی ہے:

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ [البقرة، جزء آیت: ۲۳۰]

ولا تحل الحرة بعد الثلاث ...... إلا بعد وطء زوج اٰخر بنكاح صحيح ومضي عدته. (مجمع الأنهر ۱/۴۳۸، شامي ۳/۱۱۹ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۱۲/۳/۵ھ

مطلقہ ثلاثہ سے بدونِ حلالہ کے نکاح کرنے میں تعاون کرنا؟

سوال (۲۶۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مطلقہ مغلظہ سے دوبارہ بغیر حلالہ کے نکاح کرنے میں جن حضرات نے کسی طرح کا بھی تعاون کیا ہے ان کے لئے کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس حرام کاری میں تعاون کرنے والے سخت گنہگار ہیں، اور ان سب لوگوں کو اس حرکت سے توبہ کرنا لازم ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة، جزء آیت: ۳]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۲/۷/۱۴۱۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تین طلاق کے بعد غلط فتویٰ حاصل کر کے عمل کرنا جائز نہیں

سوال (۲۶۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے بحالت غصہ دھمکی کے طور پر اپنی بیوی کو تین مرتبہ ایک ہی ساتھ طلاق کے الفاظ استعمال کئے، تو اس سے کون سی طلاق واقع ہوگی؟ نیز شوہر کا الفاظ طلاق استعمال کرتے وقت طلاق دینے کا کوئی ارادہ نہیں تھا اور یہ طلاق حالت حیض میں دی گئی ہے، نیز اس مسئلہ کے سلسلہ میں دو فتویٰ بھی حاصل کئے ہیں، ایک نے طلاق مغلظہ کا فتویٰ دیا ہے اور ایک نے طلاق رجعی کا؛ لیکن اس سلسلہ میں صحیح قول کیا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں تین مرتبہ الفاظ طلاق استعمال کرنے کی وجہ سے زید کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی، اب بغیر حلالہ شرعیہ کے بیوی حلال نہ ہوگی، اور

طلاق حیض کی حالت میں بھی واقع ہوجاتی ہے، گوکہ اس حالت میں طلاق دینا گناہ ہے، اس سلسلہ میں آپ نے جو فتاویٰ حاصل کئے ہیں ان میں طلاق مغلظہ والا فتویٰ صحیح ہے، اور طلاق رجعی والا فتویٰ ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کی رائے کے قطعاً خلاف ہے، لہٰذا وہ ہرگز قابل عمل نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۳۸۲/۱۰-۱۰/۴۲۷-۹/۲۸۰، فتاویٰ رحیمیہ ۱۲۱/۲)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾

[البقرة، جزء آیت: ۲۳۰]

لو كرر لفظ الطلاق وقع الكل. (الدر المختار ۲۹۳/۳ کراچی)

وإذا طلق الرجل امرأته في حالة الحيض وقع الطلاق؛ لأن النهي عنه لمعنى في غيره، وهو ما ذكرنا فلا ينعدم مشروعيته. (الهداية ۳۳۷/۲)

وإذا قال لامرأته أنت طالق وطالق وطالق ولم يعلقه بالشرط إن كانت مدخولة طلقت ثلاثاً. (الفتاویٰ الهندية ۳۵۵/۱ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۹/۳/۱۴۲۳ھ

کیا اِبتداء اسلام میں تین طلاق کے بعد رجعت کی گنجائش تھی؟

سوال (۲٦۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: نئی دنیا دہلی میں طلاق سہ گانہ پر جناب کا گرانقدر مضمون نظر نواز ہوا، تاہم بعض مقامات وضاحت طلب ہیں، جناب سے گذارش ہے کہ وضاحت فرماکر ممنون فرمائیں، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر سے نوازے۔

پیراگراف ۲ رمیں حضرت ابن عباس والی روایت میں آیا ہے: ''ابتداء میں کوئی شخص ...... الخ''۔ واضح فرمائیں کہ لفظ ''ابتداء'' سے کس زمانہ کی ابتداء مراد ہے، آیا سورۂ بقرہ کی آیت ۲۲۸ کے نزول سے قبل کا زمانہ یا اس آیت کے نزول کے فوراً بعد کا زمانہ؟ کیا البقرہ کی آیت ۲۲۸-۲۲۹

کے نزول کے درمیان کوئی وقتی فاصلہ ہے اور کتنا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ’’ابتداء‘‘ سے مراد اِسلام کا ابتدائی زمانہ ہے، امام قرطبیؒ لکھتے ہیں: **وکان ھٰذا أول الإسلام برجعة.** (الجامع لأحکام القرآن ۱۲۶/۳) یعنی عہدِ جاہلیت سے یہ طریقہ رائج تھا کہ جتنی چاہیں طلاق دے دیں، پھر عدت میں رجوع کرلیں، ابتداء اسلام میں بھی یہی طریقہ رائج رہا، تاآں کہ اسے آیت: ﴿**اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ** الخ﴾ نے منسوخ کردیا۔ حافظ ابن حجرؒ نے بھی نسخ کی تائید میں کئی دلیلیں رقم کی ہیں۔ (فتح الباری ۳۶۴/۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۱۴/۴/۱۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر مقلد شوہر کا دیوبندی مسلک والی بیوی کو ۱۰/ مرتبہ طلاق دینا؟

سوال (۲۶۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج سے پہلے ہمارے خاندان کی لڑکیوں کو جو غیر مقلدوں کے نکاح میں ہیں، ان غیر مقلدوں نے کئی مرتبہ ۱۰-۱۰/ طلاق دی ہے، اس کے بارے میں ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ اور ایک ہی مرتبہ کئی کئی طلاق دی ہیں؟ تعلق ختم نہ کرتے ہوئے میاں بیوی ساتھ رہ رہے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جن لڑکیوں کو تین مرتبہ طلاق دی جاچکی ہے، وہ بہرحال مغلظہ ہوچکی ہیں، اور اب ان کا اپنے مذکورہ شوہروں کے ساتھ ازدواجی تعلق قطعاً حرام ہے، اس لئے ان کے درمیان فوراً تفریق لازم ہے، اس میں بالکل تاخیر نہ کی جائے۔

وقد اختلف العلماء في من قال لامرأته أنت طالق ثلاثاً، فقال الشافعي ومالک وأبو حنیفة وأحمد وجماهیر العلماء من السلف والخلف یقع الثلاث، واحتج الجمهور بقوله تعالیٰ: ﴿وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ، لَا تَدْرِیْ

لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا﴾

قالوا معناه أن المطلقة قد يحدث له ندم فلا يمكن تداركه لوقوع البينونة. (نووي على مسلم ٤٧٨/١)

وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من أئمة المسلمين إلى أنه يقع الثلاث. (شامي ٤٣٤/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۶/۲/ ۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شوہر کے تین طلاق دینے کے باوجود بیوی کا طلاق سے اِنکار کرنا؟

سوال (۲۷۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ماذا يقول فقهاء الإسلام في المسئلة التي تلي:

يقيم محمد أسلم بن محمد إسلام في مكان بعيد عن بيته بمملكة أخرى، ويشتغل بوظيفة هناک، وكان يختلف إلى بيته في العطلات، وهو قد طلق زوجته ''عائشته جمال بنت محمد إدريس'' ثلاث تطليقات بعصيانها، وأكد كلمة الطلاق بالهاتف عندها التي سمعها الموجودون هناک حتى سمعتها عائشة أيضا، وذلک في المورخ: ٢٠٠١/٦/٢٠ م، بل أرسل إليها كتاب الطلاق في المورخ: ٢٠٠١/٦/٢٠م، فكتبت عائشة التقرير عنه إلى مخفر الشرطة في المورخ ٢٠٠١/٨/١٤م، ورفعت القضية إلى المحكمة في ٢٠٠١/٩/٢٩م، والآن تنكر عائشة وأوليائها الطلاق، فما هو رأى الفقهاء والمفتيين في هذا الخصوص، وقع الطلاق أم لا؟ إن وقع فما هو من أنواع الطلاق؟ وما حكمه؟ بينوا بالكتاب والسنة وتوجروا؟.

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: العبرة في وقوع الطلاق قول الزوج

وإقراره، ففي هذه المسئلة لما يدعى الزوج "محمد أسلم بن محمد إسلام" بثلاث تطليقات كما هو مكتوب في السوال فلا شک أن زوجته "عائشة جمال بنت ادريس" طلقت طلاقا بائنا مغلظا، وهي لاتحل لمحمد أسلم حتى تنكح زوجا غيره، ولا عبرة لإنكار الزوجة طلاقها.

قال اللّٰه تبارك وتعالىٰ: ﴿فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلاَ تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ [البقرة، جزء آيت: ۲۳۰]

وفي الحديث: عن عائشة رضي اللّٰه عنها أن رجلا طلق امرأته ثلاثا، فتزوجت زوجا، فطلقها قبل أن يمسها، فسئل رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أ تحل للأول، فقال: "لا، حتى يذوق من عسيلتها كما ذاق الأول" أخرجه البخاري، ومسلم، والنسائي. (تفسير ابن كثير مكمل ۱۸٦)

وقال العلامة ابن نجيمؒ: لو قال لزوجته أنت طالق طالق طالق طلقت ثلاثا. (الأشباه والنظائر ۲۱۹)

وإن كان الطلاق ثلاثا في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحًا صحيحًا فيدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية ۱/٤۷۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲/۲/۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

(مذکورہ عربی سوال وجواب کا اُردو ترجمہ)

[**سوال**:- محمد اسلم بن محمد اسلام اپنے گھر سے دور دوسرے ملک میں رہ کر نوکری کرتے تھے، اور چھٹیوں میں اپنے گھر آتے جاتے تھے، اُنہوں نے ۲۰/۶/۲۰۰۱ء کو اپنی بیوی عائشہ جمال بنت محمد اِدریس کو اُس کی نافرمانی کی وجہ سے تین طلاق دے دیں، اور لفظ طلاق کو فون پر بار بار رکھا،

جس کو عائشہ اوراس کے علاوہ وہاں پر موجود لوگوں نے سنا؛ بلکہ ۲۰/۶/۲۰۰۱ء کو طلاق کی ایک تحریر بھی بھیجی، عائشہ نے ۱۴/۸/۲۰۰۱ء کو تھانہ میں طلاق کی رپورٹ پیش کی، اور ۲۹/۹/۲۰۰۱ء کو عدالت میں اپنے طلاق کے مسئلہ کو پیش کر کے فیصلہ چاہا، اِن سب باتوں کے بعد اَب عائشہ اور اُس کے گھر والے طلاق کا انکار کرتے ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس مسئلہ کے اندر عائشہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر واقع ہوئی تو کونسی؟ قرآن وسنت کی روشنی میں اُس کا حکم تحریر فرمائیں۔

جـــواب :- طلاق کے وقوع اور عدمِ وقوع کے بارے میں شوہر کے قول اور اُس کے اقرار کا اعتبار ہوتا ہے، بریں بنا مسئولہ صورت میں جب شوہر محمد اسلم بن محمد اسلام نے تین طلاق کا دعویٰ کیا، جیسا کہ سوال نامہ میں مذکور ہے، تو بلاشبہ اس کی بیوی عائشہ جمال بنت محمد اِدریس پر تین طلاقیں واقع ہوگئیں، اب عائشہ اپنے شوہر محمد اسلم کے لئے حلالہ شرعیہ کے بغیر ہرگز حلال نہیں ہوسکتی، اور شوہر کے اقرار کے بعد بیوی کے انکار طلاق کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا، جیسا کہ درج ذیل عبارات سے یہ حکم معلوم ہوتا ہے۔]

گواہوں کے سامنے کہا: ''میں نے تم کو طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی''

سوال (۲۷۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اخلاق خاں نے اپنی بیوی رحمت بی کو کھانا نہ پکانے اور بغیر اجازت گھر سے دن دن بھر غائب رہنے اور بات بات پر طلاق مانگنے کی وجہ سے پریشان ہوکر ڈیڑھ سال سے کوئی جسمانی وزبانی رشتہ نہیں رکھا، پھر اپنی بیوی کو چار گواہوں کے درمیان میں نے تم کو طلاق دی طلاق دی طلاق دی کہہ کر اپنے نکاح سے ہمیشہ کیلئے آزاد کردیا اور آئندہ کیلئے بھی اس کے لئے میرے دل میں کوئی گنجائش نہیں، تو طلاق ہوئی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں بیوی پر تین طلاق مغلظہ واقع ہوگئیں اور اب حلالہ کے بغیر دونوں کے درمیان رشتہ زوجیت قائم نہیں ہوسکتا۔

عـن محمود بن لبيد قال: أخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم عن رجل طـلـق امرأته ثلاث تطليقات جميعا فقام غضبانًا ثم قال: أيلعب بكتاب الله وأنا بين أظهركم؟ حتى قام رجل وقال: يا رسول الله! ألا أقتله. (سنن النسائي ۸۲/۲ رقم: ۳۳۹۸)

ولو قال لزوجته: أنت طالق طالق طالق طلقت ثلاثا. (الأشباه والنظائر ۲۱۹/۱)

وإن كـان الـطـلاق ثـلاثا في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره. (الفتاویٰ الهندية ٤٧٣/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۸/۲/۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاق کے وقوع کے بعد بیوی کا انکار معتبر نہیں

سوال (۲۷۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: محمد مبین نے اپنی اہلیہ سائرہ کو روبرو گواہان کے زبانی طور پر تین بار طلاق مغلظہ دیدیں، بعد میں تحریری طور پر گواہوں کے دستخط شدہ طلاق نامہ کو مرتب کر کے طلاق کی اطلاع بھی سائرہ کو دیدی، سائرہ طلاق کی منکر ہے، صورت مذکورہ بالا سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: مسئولہ صورت میں چوں کہ شوہر محمد مبین نے زبانی اور تحریری طور پر اپنی بیوی سائرہ کو تین طلاقیں دیدیں، لہٰذا اس کی بیوی پر یہ طلاقیں واقع ہوگئیں اور اب بیوی کے انکار کرنے کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور اس کے لئے اپنے شوہر کے ساتھ رہنا ہرگز جائز نہیں ہے۔

ولو قال لزوجته: أنت طالق طالق طالق طلقت ثلاثا. (الأشباه والنظائر ۲۱۹)

وإن كـان الـطـلاق ثـلاثا في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجـا غـيـره نـكـاحًـا صـحـيـحًـا فـيـدخـل بهـا ثم يطلقها أو يموت عنها، كذا في الهداية. (الفتاویٰ الهندية ٤٧٣/١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵/۱/۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

وارثین کا مطلقہ ثلاثہ کو دوبارہ رکھنے پر اصرار کرنا؟

سوال (۲۷۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں نے اپنی بیوی کو تقریبا آٹھ نو سال پہلے تین مرتبہ کہہ کر طلاق دے دی، اب ان کے ورثاء مجھے ناجائز دباؤ دیتے ہیں کہ اس کو رکھو، میں طلاق دے چکا ہوں، اب اس وقت تین طلاق کے فتوی کی یوں ضرورت پڑی کہ ان کے ورثاء دھونس دباؤ دے رہے ہیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حسبِ تحریر سوال جب کہ آپ اپنی بیوی کو تین طلاق دے کر چھوڑ چکے ہیں تو اب اسے اپنے گھر رکھنے کی اجازت نہیں ہے، اور جو لوگ اس بات پر آپ کو مجبور کر رہے ہیں وہ غلطی پر ہیں، انہیں اپنی حرکت سے باز آنا چاہئے۔

لاینکح مطلقة من نکاح صحیح نافذ کما سنحققه بها أي بالثلاث لو حرة، وثنتین لو أمة، ولو قبل الدخول وما في المشکلات باطل أو مؤول کما مر، حتی یطأها غیره. (الدر المختار مع الشامي، کتاب الطلاق / باب الرجعة مطلب: في العقد علی المبانة ٥/ ٤٠-٤١ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۱/۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کہا: ”میں نے ایک طلاق دو طلاق تین طلاق دے دیں“

سوال (۲۷۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے یہاں ایک عورت کو اس کے شوہر نے تین طلاق دے دیں، واقعہ یہ ہوا کہ وہ اپنے شوہر سے کچھ منہ زوری کرنے لگی تو شوہر نے چار پانچ لات مارا، پھر اپنے بھائی سے کہا: سن جو روپیہ خرچہ ہوگا دیکھا جائے گا، میں نے ایک طلاق دو طلاق تین طلاق دے دیں، بیوی اس وقت گھر سے باہر پیچھے تھی اور وہیں سے یہ سب سن لیا؛ لیکن وہ کہتی ہے کہ میں طلاق سے راضی نہیں ہوں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ’’میں نے ایک طلاق دو طلاق تین طلاق دے دیں‘‘ سے بیوی پر تین طلاق مغلظہ واقع ہوگئیں، چاہے بیوی راضی ہو یا نہ ہوا۔ اور اب حلالۂ شرعیہ کے بغیر ان دونوں میں زن وشوئی کا تعلق ہرگز قائم نہیں ہوسکتا۔

ولو قال لزوجته: أنت طالق طالق طالق طلقت ثلاثا. (الأشباه والنظائر ۲۱۹/۱)

إذا قال لامرأته أنت طالق و طالق طالق ولم يعلقه بالشرط، إن كانت مدخولة طلقت ثلاثا. (الفتاویٰ الهندية ۳۵۵/۱، فتاویٰ قاضي خان ٤٥٤/۱)

وفي الحديث: عن عائشة رضي اللّٰه عنها أن رجلا طلق امرأته ثلاثا، فتزوجت زوجا، فطلقها قبل أن يمسها، فسئل رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أتحل للأول، فقال: "لا، حتى يذوق من عسيلتها كما ذاق الأول" أخرجه البخاري، ومسلم، والنسائي. (تفسير ابن كثير مكمل ۱۸٦)

وقال العلامة ابن نجيمؒ: لو قال لزوجته أنت طالق طالق طالق طلقت ثلاثا. (الأشباه والنظائر ۲۱۹)

وإن كان الطلاق ثلاثا في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحًا صحيحًا فيدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية ٤۷۳/۱ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۲٦/۳/۷ھ

تین مہینہ میں تین طلاق دینا؟

سوال (۲۷۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص نے چھ ماہ قبل نکاح کیا اور چھ ماہ بعد ایک طلاق دی، پھر ایک مہینہ کے بعد ایک

طلاق دی، پھر ایک ماہ بعد طلاق دی، بعدہٗ متصلاً تین طلاق دی، جب کہ مطلقہ تقریباً دو ماہ کی حاملہ تھی، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ بیوی اس شخص کے نکاح سے بالکلیہ خارج ہوگئی یا کوئی گنجائش ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں عورت پر تین طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہیں۔

لو کرر لفظ الطلاق وقع الکل. (الدر المختار، الطلاق / قبیل باب الکنایات ۲۹۳/۳ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۲/۱/۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

''میں نے تجھے طلاق دی، دی، دی'' سے طلاق

سوال (۲۷۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: محمد سعید بن چھدو حسین محلّہ نئی بستی وارڈ نمبر ۲۱ ٹھا کردوارہ نے اپنی بیوی کو کہا کہ: ''میں نے تجھے طلاق دی، دی، دی، مذکورہ صورت میں کون سی طلاق واقع ہوگی؟ نیز دوبارہ نکاح کئے بغیر رجعت کرسکتا ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں اگر تاکید کی نیت کے بغیر محمد سعید نے مذکورہ الفاظ طلاق استعمال کئے ہیں، تو اس کی بیوی پر تینوں طلاق واقع ہوچکی ہیں اور وہ مغلظہ ہوگئی، اب حلالہ شرعیہ کے بغیر اس سے زوجیت کا تعلق قائم نہیں ہوسکتا۔ (فتاویٰ محمودیہ ۴۵۶/۱۲ ڈابھیل، فتاویٰ دار العلوم ۳۱۶/۱۲/۹)

لو قال لزوجته: أنت طالق طالق طالق طلقت ثلاثا، فإن قال: أردت به التاكيد صدق ديانة. (الأشباہ والنظائر ۲۱۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۷/۱۴۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

''تجھے طلاق دیدوں گا'' کے بعد کہا: ''طلاق، طلاق، طلاق

سوال (۲۷۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری بیوی سے جھگڑا چل رہا تھا جب بات زیادہ بڑھی تو میں نے بیٹھے بیٹھے یہ کہا کہ ''دیکھ میں تجھے طلاق دے دوں گا'' اس کے بعد کھڑے ہوکر فوراً طلاق طلاق طلاق تین مرتبہ کہہ دیا، اس بات کے دو تین گواہ بھی ہیں تو ایسی صورت میں کون سی طلاق واقع ہوئی۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب و باللّٰہ التوفیق: جھگڑے کے دوران جب شوہر نے پہلی مرتبہ یہ کہا کہ ''دیکھ میں تجھے طلاق دے دوں گا'' تو اس سے کوئی طلاق واقع نہ ہوئی؛ کیوں کہ یہ صرف طلاق کی دھمکی ہے، اور اس سے طلاق نہیں ہوئی؛ لیکن جب اس کے بعد شوہر نے کھڑے ہوکر تین مرتبہ طلاق طلاق طلاق کے الفاظ کہہ دیئے، تو اس سے اس کی بیوی پر طلاقِ مغلظہ واقع ہوکر وہ اس کے لئے قطعی طور حرام ہوگئی، اَب بغیر حلالۂ شرعیہ کے دونوں کا میاں بیوی کی طرح رہنا بھی جائز نہیں۔

ولو قال لزوجته: أنت طالق طالق طالق طلقت ثلاثًا. (الأشباه والنظائر ۲۱۹)

بخلاف قوله سأطلق: لأنه استقبال فلم يكن تحقيقا بالتشكيك. (الفتاویٰ الهندية ۳۷٤/۱ زكريا)

وإن كان الطلاق ثلاثا في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحًا صحيحًا فيدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية ٤۷۳/۱ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری
۱۴۳۳/۷/۱۴ھ

بلا نیت کے بیوی کو ''طلاق، طلاق، طلاق'' کہنا؟

سوال (۲۷۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: زید نے اپنی اہلیہ بکر کو بلانیت طلاق طلاق طلاق کہہ دیا، اور چار پانچ دین دار آدمیوں نے زید کو بلایا، اور معلوم کیا کہ تو نے اپنی اہلیہ بکر کو کیا کہا، تو زید نے ان دین دار آدمیوں کے روبرو ہوکر کہا کہ اگر میں طلاق دیتا تو مجھ سے کافی آدمیوں نے پہلے بہت کہا کہ تو اپنی اہلیہ بکر کو طلاق دیدے، ہم تجھ کو دوسری بیوی کرادیں گے، تو اب زید سے دین دار آدمیوں نے کہا کہ اگر تو غلط بولے گا تو اس کا وبال بھی تیرے اوپر پڑے گا، ہم اس بات کی گواہی دیں گے جو بات تو ہمارے سامنے اقرار کر رہا ہے، تو زید کو کافی ڈانٹا اور عذابِ الٰہی اس کو بتایا، مگر زید کہتا ہے کہ میں نے بلانیت یہ لفظ زبان سے نکالا ہے، اور اب آگے جو فیصلہ شروع کا ہوگا، اس پر عمل ہوگا، میری جو صورتِ حال تھی وہ آپ کو سنادی، معلوم یہ کرنا ہے کہ زید کی بیوی کو طلاق ہوگی یا نہیں؟ اگر ہوگی تو کونسی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق کے صریح الفاظ میں نیت کی ضرورت نہیں ہوتی؛ بلکہ بلانیت بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا جب زید نے اپنی اہلیہ کو تین مرتبہ طلاق طلاق طلاق کے الفاظ کہہ دئے ہیں، تو نیت نہ ہونے کے باوجود اس پر تین طلاق واقع ہوگئی ہیں، اور وہ مغلظہ ہوگئی ہیں۔

لما مر أن الصريح لا يحتاج إلى النية ولكن لا بد في وقوعه قضاءً وديانةً من قصد إضافة لفظ الطلاق إليها عالماً بمعناه ولم يصرفه إلى ما يحتمله كما أفاده في الفتح. (شامي ٤٦١/٤ زكريا)

فالصريح ...... لا يفتقر إلى النية. (الفتاویٰ التاتارخانية ٤٠٠/٤ زكريا)

وقال الكاساني: سمى هٰذا النوع صريحًا ...... وهٰذه الألفاظ ظاهرة المراد؛ لأنها لا تستعمل إلا في الطلاق عن قيد النكاح، فلا يحتاج فيها إلى النية لوقوع الطلاق إذ النية عملها في تعيين المبهم ولا إبهام فيها. (بدائع الصنائع، الطلاق / شرط النية في الكنايات ٢٢٢/٤ دار الكتب العلمية بيروت، كذا في البحر الرائق / باب الطلاق ٢٤٧/٣

زكريا، كذافي الرد المحتار / باب الصريح ۲٤۷/۳ دار الفكر بيروت، مجمع الأنهر / باب إيقاع الطلاق ۱۱/۲ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۹/۴/۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

گواہوں کے سامنے متعدد مجلسوں میں تین طلاق دینا؟

سوال (۲۷۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ۱۸/ جون ۱۹۹۹ء بروز جمعرات قریب سوا سات سے ساڑھے سات کے درمیان میں اختر حسین ساکن لال باغ مرادآباد اپنے گھر پر کھانا کھا رہا تھا، میری بیوی سے کچھ کہاسنی ہوگئی، میری بیوی بہت زیادہ زبان دراز ہے، جس کی وجہ سے جھگڑا کچھ زیادہ بڑھ گیا، اور خوب گالم گلوچ ہوگئی، بہت سمجھانے پر بھی نہیں مانی، مجھے بہت زبردست غصہ آگیا، اور میں نے طلاق دے دی، میری والدہ شمیمہ بیگم نے بھی میری بیوی شاکرہ بیگم کو بہت سمجھایا؛ لیکن وہ نہیں مانی، جس کی وجہ سے مجھے یہ قدم اٹھانا پڑا، اسی دوران میرے بھائی انور حسین جو کہ رشتہ میں میرے ساڑھو بھی ہوتے ہیں، اوپر آگئے، ان کی بیوی یعنی میری سالی بھی موجود تھیں، ان کے سامنے میں نے ۳/ مرتبہ پھر طلاق دی، کہ میں نے تجھے طلاق دی اور شاکرہ کی بہن اس کو نیچے لے گئی، اس کے بعد محلّہ کے پڑوسی چھوٹے خاں بھی شور وغل سن کر آگئے، ان کے سامنے بھی ۳/ مرتبہ طلاق کے الفاظ دہرائے، اس بات کے گواہ میرے بھائی انور حسین اور چھوٹے خاں ہیں، اب اس بات کی شاکرہ کے رشتہ دار ماں باپ اور بہن وغیرہ پر ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں، جو کہ اس کی بہن نے اور کچھ لوگوں نے خود طلاق کے لفظ اپنے کانوں سے سنے ہیں، اور اس وقت گھر میں اس کے پاس زیور بھی موجود تھا لے گئے؛ لہٰذا مفتیانِ کرام سے اسلام کی روشنی میں اِس کا فتویٰ چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شوہر تین طلاق دینے کا اقرار کرتا ہے اور شرعی گواہ

بھی موجود ہیں، تو ایسی صورت میں اختر حسین کی بیوی شاکرہ بیگم پر تین طلاق واقع ہوگئی، اب دونوں کا بغیر حلالہ کے ایک ساتھ رہنا جائز نہیں ہے۔

ولو قال لزوجته: أنت طالق طالق طالق طلقت ثلاثا. (الأشباه والنظائر ۲۱۹)

كرر لفظ الطلاق وقع الكل وإن نوى التاكيد دين أي وقع الكل قضاءً.

(شامي ٥٢١/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۹/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تین طلاق اور مہر فاطمی کی مقدار؟

سوال (۲۸۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری بیوی عالیہ پروین جو کہ چار ماہ کی حاملہ ہے، اس کے غلط کارناموں کی وجہ سے میں نے عالیہ کو اس کے محلّہ میں جاکر چار آدمیوں کے سامنے میں نے جاکر کہا کہ میں نے فیصلہ کرلیا ہے، میں نے عالیہ کو طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی، آپ سبھی کی موجودگی میں، اَب آپ فتویٰ دیں کہ عالیہ کو طلاق ہوئی یا نہیں؟ جب کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ حاملہ ہونے کی وجہ سے عالیہ کو طلاق نہیں ہوئی، میری شادی ۱۹/اپریل ۱۹۹۰ء کو ہوئی تھی، جس کی مہر کی رقم مہر فاطمی طے ہوئے تھے، آب یہ بھی بتائیں کہ مہر فاطمی کتنی رقم ہوتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں بلاشبہ آپ کی بیوی پر تین طلاق ہوگئی ہیں۔

لو كرر لفظ الطلاق وقع الكل. (الدر المختار ۲۹۳/۳ کراچی، ٥٢١/٤ زكريا)

مہر فاطمی کی مقدار ایک کلو ۵۳۰/گرام ۹/سو ملی گرام چاندی یا اس کی قیمت ہوتی ہے۔

(ایضاح المسائل ۱۲۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۶/۹/۱۴۱۹ھ

بدچلنی کا الزام لگا کر تین طلاق دینا؟

سوال (۲۸۱): - کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں ایک مجبوراور بے بس عورت ہوں، میری شادی کوقریب آٹھ سال کا عرصہ ہوا، میاں بیوی کے درمیان کوئی بھی شکایت کبھی نہیں ہوئی، میرے شوہر محمد اعظم ہیں، جنہیں ایک عورت عرفانہ طلاق شدہ ہے، جس کا کیس آج بھی عدالت میں چل رہا ہے، اس کے عشق کے چکر میں آ کر مجھے اپنے راستہ سے ہٹانے کی طرح طرح کی کوششیں اور الزام لگانے لگے، اور پھر حالات بگڑ گئے، پھر ہمارے والد صاحب نے پوچھا کہ کیا بات تھی؟ تو ان کے بھائی رخسار حسین نے کہا کہ اعظم ہی بتائے گا، کیا بات تھی؟ اعظم یعنی میرے شوہر نے کہا میں نے تمہاری لڑکی کوطلاق دی اور اسی جملہ کو تین بار کہا، میرے والد کچھ بھی کہے بغیر فوراً واپس چلے آئے، گھر آ کر والداور والدہ میرے سامنے رونے لگے اور مجھے بتایا کہ اعظم نے تجھے طلاق دے دی، میں نے معلوم کیا کہ ایسی کیا بات ہوئی وہ بولے میری کوئی بات نہیں ہوئی، جب اس بات کو جاننے کی کوشش کی گئی کہ ایسا کیوں ہوا، تو لوگوں سے معلوم ہوا کہ مجھ پر بدچلنی کا الزام لگایا ہے کہ یہ بدچلن تھی، اس لئے چھوڑا ہے، نہ ہی اس الزام کا کوئی ثبوت پیش کیا نہ ہی میری کوئی تحریر نہ فوٹو، نہ کوئی چشم دید گواہ اب تک پیش کیا، میرے شوہر یا اس کے کسی فرد نے میری بدچلنی کی کوئی بات دیکھی ہوتو وہ اپنے بچے کے سر پر ہاتھ رکھ کر حلف اٹھائیں اور جو مجھ پر الزام لگا رہے ہیں جو سزا طلاق کی شکل میں مجھے دی گئی ہے وہ بہت کم ہے، اس سے بھی بڑی سزا بھگتنے کو تیار ہوں۔ تو ایسی صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ اگر طلاق ہوگئی تو دو میرے لڑکے ہیں وہ کس کے پاس رہیں گے؟ میرے پاس یا میرے شوہر کے پاس؟ جو کچھ میں نے تحریر کیا ہے بالکل صحیح اور خدا کو حاضر و ناظر سمجھ کر حلف کی رو سے کہی ہوں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال میں ذکرکردہ واقعہ اگر صحیح ہے، تو آپ پر تین طلاق واقع ہوگئی ہیں، عدت کے بعد آپ دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہیں، اور سات سال کی عمر تک

بچوں کی پرورش کا حق آپ کو حاصل ہے، اس عمر کے بعد وہ باپ کے حوالہ ہوں گے؛ لیکن آپ کو ان سے ملنے جلنے سے روکا نہیں جائے گا۔ (درمختار ۲۶۷/۵ زکریا)

کما في رد المحتار: رہا کردم أي سرحتک یقع به الرجعي مع أن أصله کناية أيضاً ما ذاک إلا لأنه غلب في عرف الناس استعماله في الطلاق. (شامي ٥٣٠/٤ زكريا)

وحل طلاقهن أن الآيسة والصغيرة والحامل. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ٢٣٣/٣ كراچی، مجمع الأنهر / كتاب الطلاق ٦/٢ دار الكتب العلمية بيروت)

وفي موضع الصريح يلحق الصريح. (شامي ٥٤٠/٤ زكريا)

وأما الطلقات الثلاث فحكمها الأصلي هو زوال الملک وزوال حل المحلية أيضا حتى لا يجوز له نكاحها قبل التزوج بزوج آخر لقوله عز وجل: ﴿**فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ**﴾ [البقرة، جزء آيت: ٢٣٠] (بدائع الصنائع ٤٠٣/٤ دار الكتب العلمية بيروت، كذا في الفتاوىٰ الهندية ٤٧٣/١ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ٦٠٣/٣، الهداية ٣٩٩/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۹/۸/۱۴۲۶ھ

ایک طلاق دے کر عدت کے بعد نکاح کرنا پھر اس کے بعد دو طلاق دینا؟

سوال (۲۸۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اپنی اہلیہ کو دس سال پہلے ایک طلاق دی تھی اور رجوع نہیں کیا تھا، عدت طلاق گذرنے کے بعد پھر نکاح کرلیا تھا، دس سال کے بعد آپسی نزاع میں دو طلاقیں دے دیں، اس شکل میں حکم شرعی کیا ہے؟ کیا یہ عورت زید کے لئے حلال رہی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں زید کی بیوی پر تین طلاقیں مکمل ہوگئی ہیں؛ لہٰذا اَب حلالہ شرعیہ کے بغیر دونوں میں زن وشوئی کا تعلق قائم نہیں ہوسکتا۔

عن محمود بن لبيد قال: أخبر رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن رجل طلق امرأته ثلاث تطليقات جميعا، فقام غضبانا، ثم قال أيلعب بكتاب اللّٰه و أنا بين أظهركم ؟ حتى قام رجل وقال يا رسول اللّٰه! ألا أقتله. (سنن النسائي، الطلاق / باب الثلاث المجموعة وما فيه من التغليظ ۸۲/۲ رقم: ۳۳۹۸)

فإن طلقها أي بعد التطليقتين فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره.

(روح المعاني ۱۴۱/۲)

والبدعي ثلاث متفرقة وكذا بكلمة واحدة بالأولىٰ. (الدر المختار مع الشامي ۴۳۴/۴ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵/۵/۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مطلقہ رجعیہ سے رجوع کے بعد کہا ”میں نے تجھے طلاق دی دی“

سوال (۲۸۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج سے تقریباً بارہ سال پہلے رانی کی شادی مصطفیٰ بن رفیق احمد سے ہوئی تھی، خوشگوار ماحول میں دونوں زندگی کے ایام محبت کے ساتھ گذار رہے تاہم کاروبار کی مصروفیات اور ساس ونند کی نزاع کی وجہ سے میاں بیوی کے درمیان کہاسنی ہوجاتی تھی، اور گاہ بگاہ خوب جھگڑا بھی، چناں چہ ایک ہفتہ قبل دونوں میاں بیوی کے درمیان خوب جھگڑا ہوا، دوران جھگڑا مصطفیٰ نے اپنی بیوی رانی سے کہا کہ تم کیا چاہتی ہو؟ رانی نے جواب دیا کہ میں تو کچھ نہیں چاہتی اس پر مصطفیٰ نے رانی سے کہا ”میں نے تجھے طلاق دی“ اتنے میں مصطفیٰ کی ماں نے مصطفیٰ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور

خاموش کردیا، رانی کمرہ میں تھی، اس کا کہنا ہے کہ میں نے صرف اتنا سنا ہے کہ ”میں نے تجھے طلاق دی“، مصطفیٰ کا کہنا ہے کہ میں نے کہا ”میں نے تجھے طلاق دی، دی“ واضح ہو کہ اس سے پہلے بھی مصطفیٰ ایک بار یہی جملہ میں نے تجھے طلاق دی دی کہہ چکا ہے؛ لیکن دونوں بار کے طلاق میں مصطفیٰ کا کہنا ہے کہ میں نے طلاق کی نیت سے نہیں؛ بلکہ تنبیہ کے طور پر یہ الفاظ ادا کئے ہیں، تو مذکورہ بالا صورت میں رانی پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کون سی؟ اب دونوں کو کیا کرنا ہے؟ واضح ہو کہ فتاویٰ دار العلوم کے ایک فتویٰ میں تاکید پر محمول کرتے ہوئے ایک طلاق کے وقوع کا حکم دیا گیا ہے، کیا وہ صحیح ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں کیوں کہ مصطفیٰ ایک مرتبہ پہلے اپنی بیوی رانی کو طلاق دے کر رجوع کر چکا تھا، اس لئے اسے صرف دو مرتبہ طلاق دینے کا اختیار باقی تھا، اب جھگڑے کے موقع پر جب اس نے ”طلاق دی دی“ کے الفاظ استعمال کئے تو راجح قول کے مطابق اس سے دو طلاقیں واقع ہوگئیں، اور پہلی دی گئی ایک طلاق اور اس وقت دی گئی دو طلاقوں کو ملا کر کل تین طلاقیں واقع ہوجانے کی بناء پر بیوی مغلظہ ہوگئی، اور حلالہ شرعیہ کے بغیر ان دونوں میں زوجیت کا تعلق قائم نہیں ہوسکتا، اور آپ نے اس مسئلہ کے متعلق فتاویٰ دار العلوم کے مسئلہ ۹۳۰۶/ ۲۲۸ کا جو حوالہ دیا ہے یہ اس وقت ہے جب کہ شوہر کی نیت پہلے ہی سے تاکید طلاق کی ہو، اگر تاکید کی نیت نہ ہو جیسا کہ زیر بحث صورت میں ہے تو پھر تین ہی طلاقیں بالاتفاق واقع ہوتی ہیں، خود فتاویٰ دار العلوم مسئلہ ۲۵۲ اور ۳۵۳ میں تین طلاق کے وقوع کا حکم لکھا ہے، نیز امداد الفتاویٰ ۲/ ۴۳۰، اور فتاویٰ محمودیہ ۹/ ۲۹۶ میں بھی تین ہی کے حکم کو راجح قرار دیا گیا ہے، اور یہی قول احتیاط پر مبنی ہے۔

ولو قال: مرا طلاق کن مرا طلاق کن مرا طلاق کن، فقال: کردم، کردم، کردم، تطلق ثلاثاً وهو الأصح. (الفتاویٰ الهندية ۱/ ۳۸٤ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳/ ۳/ ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

چپکے سے تین طلاق دے کر مطلقہ ثلاثہ کو بیوی کی طرح رکھنا؟

سوال (۲۸۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اپنی بیوی کو تنہائی میں تین طلاق دی، اس کا پتہ کسی کو بھی نہ چلا اور یہ دونوں میاں بیوی بغیر کسی کے پوچھے زندگی گذارنے لگے، یہاں تک کہ دو سال گذر گئے، اور اس کے نتیجہ میں ایک لڑکا پیدا ہوا، اب ان دونوں کو توبہ کی توفیق ہوئی، تو اب کیا کرے اور لڑکا جو پیدا ہوا ہے وہ کس کا کہلائے گا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: میاں بیوی طلاق کے بعد سے اب تک حرام کاری میں مبتلا ہیں، اب دونوں میں تفریق کردی جائے اور ندامت کے ساتھ توبہ واستغفار کریں، اور حلالہ شرعیہ کے بغیر ان دونوں میں نکاح کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿فَإِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنۡ بَعۡدُ حَتَّى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهُ﴾ [البقرة، جزء آیت: ۲۳۰]

اور اس دوران جو بچہ پیدا ہوا ہے وہ باپ کی طرف منسوب نہ ہوگا۔ (مستفاد: کفایت المفتی ۲۶۲/۵)

والواطئ إن ادعی النسب یثبت في الأولیٰ شبهة المحل لا في الثانية أي شبهة الفعل لتمحضه زنا. (قال ابن عابدین) فکأن المحل لیس فیه شبهة حل فلا یثبت النسب بهٰذا الوطء ولذا لا تثبت به لعدة؛ لأنه لا عدة من الزنا. (الدر المختار مع الشامي، الحدود / باب الوطئ الذي یوجب الحد والذي لا یوجبه ۳۱/۶-۳۲ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۸/۱۱/۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کی موجودگی میں تین طلاق دے کر پنچایت میں اقرار کرنا؟

سوال (۲۸۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: فرقان نے اپنی بیوی کو عورتوں کی موجودگی میں تین طلاق دی، بیوی رئیسہ نے اپنے والد کو بلانے کے لئے اپنے دیور کو بھیجا، لڑکی کے والد نے اپنے چھوٹے بھائی محمد یامین کو تحقیق حال کے لئے بھیجا، وہاں پہنچنے پر پتہ چلا کہ فرقان نے طلاق دے دی ہے، چناں چہ وہ اپنی بھتیجی کو اپنے ساتھ لے آئے، کسی نے کوئی مخالفت نہیں کی، لڑکی والوں کے یہاں پر پنچایت ہوئی، جس میں لڑکا لڑکے کے والد و دیگر خاندان والے شریک ہوئے، زیور و مہر وغیرہ پر بات ہوئی، انہوں نے مہر کے مبلغ ایک ہزار روپئے بھی جمع کردئے، اور پوری پنچایت کے سامنے فرقان اور اس کے باپ اور دیگر خاندان کے لوگوں نے تین طلاق کا اقرار کیا، اور باقی مہر کے لئے مہلت لے لی، چوں کہ اولاد کا کفیل باپ ہوتا ہے، اس لئے باپ اور دیگر خاندان والے بچوں کو لے کر اپنے ساتھ چلے گئے، اب غور طلب امر یہ ہے کہ لڑکے نے جو طلاق کا اقرار کیا، تو کیا وہ طلاق نہیں ہے، یہ فتویٰ اس لئے لیا جا رہا ہے کیوں کہ میں از خود اور دیگر اہل شہر پنچایت میں موجود تھے، اگر لڑکی سسرال جاتی ہے تو اہل بستی پر تو اس کا وبال نہیں پڑے گا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: برتقدیر صحتِ واقعہ مسئولہ صورت میں فرقان کی بیوی پر تین طلاقیں مغلظہ واقع ہوگئی ہیں، اور حلالہ شرعیہ کے بغیر اب ان میں زن وشوئی کا تعلق قائم کرنا حرام ہے، اور شرعی حکم کے بغیر ان میں ملاپ کرانے والے سب گنہگار رہوں گے۔

ولا تحل الحرة بعد الثلاث …… إلا بعد وطئ زوج آخر بنكاح صحيح ومضي عدته. (مجمع الأنهر ۴۳۸/۱، لفتاویٰ لهندية ۴۷۳/۱، الهداية ۳۹۹/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۰/۱۱/۱۴۱۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

گواہوں کے سامنے تین طلاق دینا اور طلاق نامہ پر دستخط کرنا؟

سوال (۲۸۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ہم مقران وگواہان کے پیش پیش مسمّی جاوید ولد محمود خاں نے تین بار اپنی مرضی سے بغیر کسی دباؤ کے اپنی بیوی شائستہ کو تین طلاق دے دیں اور طلاق نامہ پر دستخط کر دئے، ہم لوگ گواہان اس طلاق کے ضامن ہیں، یہ کام ہمارے سب کے سامنے ہوا ہے۔ شرع کے مطابق فتویٰ دیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: برتقدیر صحتِ سوال جب کہ شوہر نے گواہوں کے سامنے تین طلاقیں صراحۃً دے دی ہیں اور طلاق نامہ پر دستخط بھی کر دئے ہیں، تو اس کی بیوی پر تین طلاقیں ہوچکی ہیں، اب حلالہ شرعیہ کے بغیر دونوں میں زن وشوئی کا تعلق ہرگز قائم نہیں ہوسکتا۔

إذ قال لامرأته أنت طالق و طالق و طالق إن كانت مدخولة طلقت ثلاثاً.

(الفتاویٰ الهندية ۱/۳۵۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۱/۱۱/۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دوطلاق دے کر ساتھ رہنے لگے چھ ماہ بعد تیسری طلاق دیدی

سوال (۲۸۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو دوطلاق دیدیں، پھر ساتھ ہی رہنے لگے، اب تقریباً چھ ماہ کے بعد پھر دوطلاق دیدیا ہے، تو شرعاً کتنی طلاق ہوئی ہے، اور اب ساتھ رہنے کی گنجائش ہے یا نہیں؟ اور اگر میاں بیوی اسی گھر میں رہیں، تو شرعاً کیا کیا احتیاط کرنی پڑے گی؟ وضاحت فرمائیں

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: برتقدیر صحتِ واقعہ مسئولہ صورت میں اولاً دوطلاق دینے کے بعد جب دونوں ساتھ رہنے لگے تو رجعت صحیح ہوگئی؛ لیکن بعد میں جب دوطلاق دی گئیں تو تیسری طلاق بھی واقع ہوگئی اور بیوی مغلظہ قرار پائی؛ لہٰذا اب حلالہ شرعیہ کے بغیر دونوں میں ازدواجی تعلق قائم نہیں ہوسکتا۔

الصريح يلحق الصريح، كما لو قال لها: أنت طالق، ثم قال: أنت طالق، أو طلقها على مال وقع الثاني. (شامي ٥٤٠/٤ زكريا، الفتاویٰ الهندية ٣٧٧/١ زكريا)

نیز اگر عدت شوہر کے گھر گذاری جائے تو دونوں میں سختی سے پردہ کرنا لازم ہے، بے تکلف بات چیت اور تنہائی میں ساتھ رہنا ہرگز جائز نہیں، طلاق مغلظہ کے بعد وہ عورت بالکل اجنبیہ کے درجہ میں ہوگئی ہے۔

عن ابن جريج قال: قلت لعطاء: الرجل يطلق المرأة فلا يبتها، أيستأذن؟ قال: لا، ولكن يستأنس، و تحذر هي، و تشوف له، فإن كان له بيتان، فيجعلها في أحدهما، و أن لم يكن له إلا بيت واحد، فليجعل بينه و بينها سترا. (المصنف لعبد الرزاق، الطلاق / باب استأذن عليها ولم يبتها ٣٢٤/٦ رقم: ١١٠٢٧)

ولابد من سترة بينهما في البائن ...... وسئل شيخ الإسلام عن زوجين افترقا، ولكل منهما ستون سنة وبينهما اولاد تتعذر عليهما مفارقتهم فيسكنان في بيتهم، ولايجتمعان في فراش، ولا يلتقيان التقاء الازواج، هل لهما ذلک؟ قال: نعم، وأقره المصنف. (الدر المختار مع الشامي ٢٢٦/٥-٢٢٧ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۱۴/۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

رجسٹری ڈاک کے ذریعہ تین طلاق کا اقرار؟

سوال (۲۸۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بندہ کی اہلیہ ایک بڑے حادثہ کے وقت اپنے ماں باپ کے گھر چلی گئی تھی اور تقریباً دوسال نہیں آئی، بندہ نے ایک طلاق نامہ بذریعہ ڈاک رجسٹری روانہ کردیا جو بندہ کے خسر نے لینے سے انکار کردیا اور رجسٹری واپس آگئی، تو پھر دوبارہ بندہ نے اسی کی نقل رجسٹری کردی جس کو خسر صاحب نے وصول کرلیا، لیکن اب وہ اس بات سے انکار کررہے ہیں کہ اس میں طلاق نامہ نہیں تھا؛ بلکہ لفافہ

کے اندر سادہ کاغذ تھا؛ حالاں کہ بندہ کے پاس رجسٹری کی رسید اور طلاق نامہ کی نقل موجود ہے، اور بندہ بھی کہہ رہا ہے کہ ہم نے اس کو تین طلاق دے دی ہے، نیز اہلیہ صاحبہ کو بھی معلوم ہے، اس کے علاوہ تمام محلّہ کے لوگوں کو بھی معلوم ہے کہ طلاق دے دی ہے۔ اب صورتِ مسئولہ میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اور اگر واقع ہوئی تو کس وقت سے طلاق کی مدت شمار کی جائے گی، رجسٹری روانہ کرنے کی تاریخ سے یا وصول کرنے کی تاریخ سے، طلاق نامہ ارسال کرنے کی تاریخ ۹ راگست ۲۰۰۴ء ہے، قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب تحریر فرمائیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جس وقت آپ نے طلاق نامہ میں تین طلاقیں لکھوائی ہیں اسی وقت سے آپ کی بیوی پر طلاقیں واقع ہوگئی ہیں اور عدت بھی اسی وقت سے شروع مانی جائے گی۔ اورلڑکی والوں کے طلاق تسلیم نہ کرنے سے حکم پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے، طلاق بہرصورت واقع ہوجاتی ہے، خواہ لڑکی تسلیم کرے یا نہ کرے، اس کو اطلاع ہو یا نہ ہو۔

عن حماد قال: إذا كتب الرجل إلى امرأته: إذا أتاك كتابي هذا فأنت طالق، فإن لم يأتها الكتاب، فليس هي بطالق، و إن كتب: أما بعد فأنت طالق، فهي طالق، وقال ابن شبرمة: هي طالق. (المصنف لابن أبي شيبة ٥٦٢/٩ رقم: ١٨٣٠٤)

ثم المرسومة لا تخلوا، أما إن أرسل الطلاق بأن كتب: أما بعد فأنت طالق، فكما كتب هذا يقع الطلاق، وتلزمها العدة من وقت الكتابة. (شامي ٤٥٦/٤ زكريا، كذا في البدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في النوع الثاني ٢٤٠/٤ دار الكتب العمية بيروت، الفتاوىٰ الهندية / فصل في الطلاق بالكناية ٣٧٨/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۶/۳/۲۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کہا: ’’میں تمہارا چہرہ دیکھنا نہیں چاہتا، میں تم کو تین طلاق دیتا ہوں‘‘

سوال (۲۸۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کسی بات پر زید اپنی بیوی سے لڑائی کررہا تھا کہ غصہ میں آکر مار پیٹ کرکے گھر سے باہر آنگن میں کردیا، اس کے بعد زید نے اپنی بیوی کو کہہ دیا کہ میں آج سے تمہارا چہرہ دیکھنا نہیں چاہتا، میں تم کو تین طلاق دیتا ہوں، آنگن میں موجود لوگوں نے یہ بات بھی سن لی؛ لیکن زید کی بیوی کا کہنا ہے کہ میں نے یہ بات نہیں سنی ہے، اس صورت کیا طلاق واقع ہوجائے گی؟۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں زید کی بیوی پر تین طلاق واقع ہوچکی ہیں، طلاق کے وقوع کیلئے بیوی کا طلاق سننا ضروری نہیں، اب حلالہ شرعی کے بغیر ان کا آپس میں تعلق حرام ہے۔

ولو قال: أنت طالق ثلاثاً للسنة، ونوى الوقوع للحال صحت نيته ويقع الثلاث من ساعة تكلم. (بدائع الصنائع ۱٤٥/۳ زکریا) فقط اللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۲۶/۱۱/۱۴۲۶ھ

دومرتبہ ''طلاق دے دی'' کہنے کے بعد متعدد بار ''دے دی توجا'' کہنے کا حکم؟

سوال (۲۹۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں نے اپنی بیوی سے لڑائی جھگڑے کے دوران یہ کہا کہ: ''میں نے طلاق دے دی میں نے طلاق دے دی''، اور پھر متعدد بار یہ کہا کہ ''دے دی تو جا''، اور وہاں موجود عورتوں کو مخاطب کرکے کہا کہ تم گواہ رہنا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں دومرتبہ ''طلاق دے دی، کہنے سے دو طلاقیں یقینی طور پر واقع ہوگئیں، پھر اس کے بعد متصلاً یہ لفظ کہا کہ ''دے دی'' اور ''تو جا'' اس

سے تیسری طلاق واقع ہوگئی اور اس سے رجعت کی گنجائش نہیں رہی؛ لہٰذا اَب بلا حلالہ شرعیہ کے میاں بیوی کے درمیان رشتہ زوجیت قائم نہیں ہوسکتا۔

لو كرر لفظ الطلاق وقع الكل، وإن نوى التاكيد دين أي وقع الكل قضاءً. (شامي ٥٢١/٤ زكريا)

ولو قالت: مرا طلاق کن، مرا طلاق کن، مرا طلاق کن **فقال:** کردم کردم کردم، **تطلق ثلاثاً وهو الأصح.** (الفتاوىٰ الهندية ٣٨٤/١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۷/۵/۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دو مرتبہ طلاق دے کر بعد میں کہنا کہ میں تجھے کئی مرتبہ چھوڑ چکا ہوں

سوال (۲۹۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: رضوانہ بیگم کا نکاح ساجد خاں ۶/ اگست ۲۰۰۰ء میں ہوا تھا، پانچ بچوں کو جنم دیا جس میں ایک بچہ ختم ہوگیا، اس وقت چار بچے موجود ہیں، اب سے چار یا پانچ سال پہلے میرے شوہر ساجد نے چھوٹی سی نوک جھونک ہونے پر مجھ سے دو مرتبہ لفظ طلاق کہا، تیسری بار کہنے والے تھے کہ محلّہ کے ایک آدمی نے ان کا منہ ہاتھوں سے بند کردیا، اس کے بعد اب پندرہ دن پہلے پھر اسی لفظ کو کہتے ہوئے یہ بھی کہا کہ میں تجھے کئی بار چھوڑ چکا ہوں، تو اپنے گھر کیوں نہیں جاتی، بس میں اسی دن صبح کو اس کے گھر سے چلی آئی اور اب میں ان کے گھر میں رہنا نہیں چاہتی ہوں، اب میں اسلامی قانون کے حساب سے اس کا جواب چاہتی ہوں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر سوال میں لکھی گئی تفصیل درست ہے اور شوہر اس کا اقراری ہے، تو مسئولہ صورت میں آپ پر تینوں طلاقیں واقع ہوچکی ہیں، اور آپ کا اپنے شوہر سے ازدواجی تعلق قطعاً ختم ہوچکا ہے۔

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلاَ تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ [البقرۃ، جزء آیت: ۲۳۱]

عن عائشة رضي اللّٰه عنها أن امرأة رفاعة القرظي جاء ت إلى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، فقالت: يا رسول اللّٰه! إن رفاعة طلقني، فبت طلاقي وغنى نكحت بعده عبد الرحمن بن زبير القرظي وإنما معه الهدبة، قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: لعلك أن تريدين أن ترجعي إلى رفاعة "لا" حتى تذوق عسيلتك وتذوقي عسيلته. (صحيح البخاري، الطلاق / باب من أجاز طلاق الثلاث ۷۹۱/۲ رقم: ۵۰۶۱، الفتاویٰ التاتارخانية ۱۴۸/۵ رقم: ۷۵۰۴ زكريا)

فإن كان الطلاق ثلاثا في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحًا صحيحًا، ويدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية ۴۷۳/۱، الهداية ۳۹۹/۲، الفتاویٰ التاتارخانية ۱۴۸/۵ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۶/۱۴۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ایک طلاق کے کچھ عرصہ بعد تین طلاق دینا؟

سوال (۲۹۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری بیوی کو ایک مرض ہے، اسی وجہ سے آپس میں نا اتفاقی ہوگئی، میں نے لڑکی (بیوی) کو ایک طلاق دیدی اور اس کو صحت یابی کا پورا موقع دیا؛ لیکن لڑکی اور اس کے گھر والوں نے اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا، اور اپنی ضد پر اڑے رہے، اس کے بعد لڑکی والوں نے عدالت میں ہمارے خلاف جہیز کا فرضی مقدمہ عائد کردیا، عدالت کے حکم کی تعمیل میں ہمیں عدالت میں حاضر ہوکر چار ضمانتیں کرانا پڑیں، اس ذلت سے خفا ہوکر میں نے مجبوراً تین طلاق دیدی، اب شرعی حکم کیا ہے، واضح فرمائیں؟ اور دونوں طلاق کے درمیان میں اگر کچھ عرصہ کا وقفہ ہو تو طلاق کیا حکم ہوگا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس مسئلہ کا مدار اس بات پر ہے کہ آپ نے جب پہلی مرتبہ بیوی کو طلاق دی تھی، پھر اس کے کتنے عرصہ کے بعد مزید تین طلاقیں دیں، اور اس درمیان رجعت ہوئی یا نہیں، پس تفصیل یہ ہے کہ اگر پہلی طلاق کے بعد رجعت ہوچکی ہے یا رجعت تو نہیں ہوئی؛ لیکن عدت (تین حیض) باقی ہے تو بعد میں تین طلاق دینے سے وہ بیوی مغلظہ ہوجائے گی، اور اس سے حلالہ شرعیہ کے بغیر ازدواجی تعلق قائم کرنا حرام ہوگا، اور اگر پہلی طلاق کے بعد رجعت نہیں کی تا آنکہ عدت (تین حیض) گذر چکے اور عدت گذرنے کے بعد تین طلاقیں دی ہیں، تو ان طلاقوں کا کوئی اعتبار نہیں، اور آپسی رضامندی سے دونوں کا نکاح ہوسکتا ہے، حلالہ کی کوئی ضرورت نہیں۔

وقيام ملك النكاح ليس بشرط لوقوع الطلاق وصحته، حتى أن المختلعة يلحقها صريح الطلاق ما دامت في العدة ...... فنقول: شرط صحة الطلاق قيام العقد في المرأة نكاحًا كان أو عدة. (المحيط البرهاني ٣٤٧/٣ كوئٹه)

فوقوع الفرقة بانقضاء العدة في الرجعي، وبدونه في البائن، وزوال حل المناكحة متى تم ثلاثًا، كذا في محيط السرخسي. (الفتاویٰ الهندية ٣٤٨/١ زكريا)

وإن كان بائنا فإنه يوجب زوال الملك لا زوال حل المحلية. (بدائع الصنائع ٢٩٥/٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳/۳/۱۴۳۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاقِ رجعی کی عدت گذر جانے کے بعد تین طلاق دینا؟

سوال (۲۹۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں نے اپنی بیوی تنویر سبحانی کو ۱۱/ جولائی ۲۰۰۷ء میں رات ۱۰/ بجے گواہوں کے سامنے

فون پر ایک طلاق دی تھی، جب کہ بیوی اپنے میکہ بمبئی میں تھی، اس کے بعد میں نے بیوی سے رجعت نہیں کی اگر چہ کبھی کبھار فون پر خیر وخیریت کی بات ہوتی رہی، وہ یہ بھی کہتی رہی کہ مجھے اپنالو؛ لیکن میں نے غصہ کی وجہ سے اس کو دوبارہ رکھنے کا اقرار نہیں کیا؛ تا آں کہ اس واقعہ کے ۶ رمہینہ کے بعد ۵ر جنوری ۲۰۰۸ء میں نے ایک تحریر لکھ کر بمبئی بھیجی جس میں مزید تین طلاقیں لکھی تھیں۔

اب سوال یہ ہے کہ میری بیوی پر کتنی طلاقیں واقع ہوئیں، اور اب میں اسے اگر بیوی بنا کر رکھنا چاہوں تو مجھے کیا کرنا پڑے گا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں اگر فون پر ایک طلاق دینے کے بعد بیوی کی عدت یعنی تین ماہواری گذر چکی ہے، تو وہ عورت آپ کے نکاح سے پوری طرح خارج ہوکر بائنہ ہوچکی ہے، اب عدت گذرنے کے بعد جو آپ نے تحریری طور پر تین طلاق بھیجی ہیں اس سے مذکورہ بیوی پر مزید کوئی طلاق واقع نہ ہوگی، بریں بناء اگر آپ اس بیوی سے دوبارہ ازدواجی تعلق قائم کرنا چاہتے ہیں تو نیا نکاح کر کے اسے ساتھ رکھ سکتے ہیں، حلالہ شرعیہ کی ضرورت نہیں، اور اگر پہلی طلاق کے بعد عدت باقی رہتے ہوئے تحریری طور پر تین طلاقیں بھیجی ہیں، تو حلالہ شرعیہ کے بغیر اس سے آپ کا دوبارہ نکاح نہیں ہوسکتا ہے۔

أما الطلاق الرجعي فالحكم الأصلي له هو نقصان العدد، فأما زوال الملك وحل الوطء، فليس بحكم أصلي له لازم ...... والدليل على قيام الملك من كل وجه أنه يصح طلاقه، وظهاره وإيلاءه، ويجري اللعان بينهما ويتوارثان، وهٰذه أحكام الملك المطلق. (بدائع الصنائع / فصل في بيان حكم الطلاق ۲۸۳/۳ زكريا)

فإن طلقها ولم يراجعها؛ بل تركها حتى انقضت عدتها بانت. (بدائع الصنائع ۲۸۳/۳ زكريا)

وأما حكم الطلاق البائن: ...... هو نقصان عدد الطلاق وزوال الملك أيضا حتى لا يحل له وطؤها إلا بنكاح جديد، ...... ولا يحرم حرمة غليظة حتى

يجوز له نكاحها من غير أن تتزوج بزوج آخر ؛ لأن مادون الثلاثة، وإن كان بائنا، فإنه يوجب زوال الملك لا زوال حل المحلية. (بدائع الصنائع / فصل في حكم الطلاق البائن ۳/ ۲۹۵ زكريا)

لا ملك بعد انقضائها ، فإذا انتقضت العدة لم يبق محل الإمساك، والطلاق الرجعي في الحال سبب لزوال الملك عند انقضاء العدة. (البناية شرح الهداية ٤٥٦/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاه: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۴ /۷ /۱۴۳۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دو مرتبہ طلاق کے الفاظ کہہ کر تیسری مرتبہ کہا ''تو آزاد ہوگئی''

سوال (۲۹۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اپنی بیوی کو دو مرتبہ کہا کہ میں تجھے طلاق دی، تیسری مرتبہ کہا کہ تو آزاد ہوگئی، طلاق مغلظہ واقع ہوئی یا کوئی گنجائش باقی رہ گئی؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زید کا اپنی بیوی کو دو مرتبہ تجھے طلاق دے کر تیسری مرتبہ یہ کہنا کہ تو آزاد ہوگئی، اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر اس آخر جملہ سے نئی طلاق مراد لی ہے تو تینوں طلاقیں واقع ہوجائیں گی، اور اگر اس جملہ سے پہلی دو طلاق کی خبر دینا مقصود ہے تو صرف دو طلاقیں واقع ہوں گی، تین طلاق واقع نہ ہوگی، زید سے تحقیق کر لی جائے۔

ولو قال لزوجته: أنت طالق، فقال له رجل: ما قلت؟ فقال: طلقتها، أو قال: قلت: هي طالق، فهي واحدة في القضاء. (الفتاویٰ الهندية ۳٥٥/۱ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاه: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۳ /۷ /۱۴۳۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کہا: ''تجھ کو طلاق دی، طلاق، چلی جا''

سوال (۲۹۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک نوجوان نے اپنی بیوی کو کہا کہ تجھ کو طلاق دی اور دوسری بار کہا کہ طلاق اور تیسری بار کہا کہ چلی جا، اس کے بعد یہ شخص اپنے قول وفعل پر بہت زیادہ شرمندہ ہے، اور اس کی بیوی بھی میکہ سے آکر اپنے شوہر کے ساتھ زندگی گذارنے کے لئے تیار ہے؟ تو حکم کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں اگر تیسری بار ''چلی جا'' کہنے سے طلاق کی نیت نہیں ہے، جیسا کہ سائل سے زبانی معلوم ہوا، تو ایسی صورت میں صرف دو طلاقِ رجعی واقع ہوئی ہیں، عدت میں رجعت کی گنجائش ہے، آئندہ اگر ایک طلاق بھی دے دی تو دونوں میں رشتہ زوجیت بالکل ختم ہو جائے گا۔

وفي أنت طالق الطلاق يقع واحدة رجعية إن لم ينو شيئا أو نوىٰ بعی بالمصدر؛ لأنه لو نوىٰ بطالق واحدة، وبالطلاق أخرىٰ وقعتا رجعيتين لو مدخولاً بها كقوله: أنت طالق أنت طالق. (الدر المختار مع الشامي ٤/٤٦٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۲/۱۰/۱۳ھ

غصہ میں غیر اختیار طور پر کہا: ''بہت ہو گیا، طلاق، طلاق، طلاق، طلاق''

سوال (۲۹۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بندے کا چند سال پہلے نکاح ہوا ہے، الحمد للہ دو بچیاں بھی اور ہم میاں بیوی کے درمیان تعلقات خوش گوار ہیں چھوٹی موٹی نااتفاقیوں کے علاوہ کبھی کوئی بڑی بات پیش نہیں آئی، چندروز

پہلے ایک پروگرام میں بیوی نے مجلس میں کچھ ایسے الفاظ کہہ دیئے جس کی وجہ سے مجھ بہت غصہ آ گیا اور میں نے بلاسوچے سمجھے غصہ اور جلد بازی میں غیر اختیاری طور پر اس طرح کہہ دیا ''بہت ہو گیا طلاق طلاق طلاق طلاق'' بخدا میرا ارادہ طلاق دینے کا ہرگز نہیں تھا اور کبھی میرے وہم و خیال میں بھی نہیں تھا کہ میں طلاق دوں گا بس اس موقع پر لاشعوری میں اس طرح کی بات تھی کہ ایک آدھ مرتبہ طلاق کا لفظ کہہ کر بیوی کو تنبیہ کرنا ہے، مقصد صرف تنبیہ تھا نہ کہ علاحدگی اور جیسے ہی میں نے یہ الفاظ کہے فوراً مجھے ایک شک سا لگا اور خیال آیا کہ میں نے یہ کیا کہہ دیا۔

اب آپ سے گذارش ہے کہ جلد از جلد اس مسئلہ کا حل اور اس غلطی کی تلافی کا طریقہ بتائیں کہ جب سے یہ غلطی ہوئی ہے کسی پل چین نہیں ہے، انتہائی بے چینی اور بے کلی ہے، کسی کام میں دل نہیں لگ رہا ہے، وزن کم ہو گیا ہے اور چہرہ زرد پڑ گیا ہے، بیوی بھی انتہائی صدمہ میں ہے کچھ روز کے لیے تو اس نے بستر ہی پکڑ لیا جیسے تیسے علاج معالجہ اور باٹل وغیرہ کے ذریعہ طبیعت کچھ ٹھکانہ پر آئی ہے۔ آپ سے گذارش ہے کہ جلد از جلد شرعی رہنمائی فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب آپ نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی سے کہا ''بہت ہو گیا، طلاق طلاق طلاق طلاق'' تو ایسی صورت میں آپ کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو کر وہ آپ کے لئے قطعی طور پر حرام ہو گئی ہے؛ کیوں کہ طلاق میں ظاہری الفاظ کا اعتبار ہوتا ہے، اگر طلاق کے واضح الفاظ بولے جائیں اور ایقاعِ طلاق کا ارادہ نہ ہو محض دھمکی کا ارادہ ہو، تب بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے؛ اس لئے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ تین باتیں ایسی ہیں، جس میں حقیقت تو حقیقت ہے ہی مذاق بھی حقیقت ہے، ان میں سے ایک طلاق بھی ہے۔ بریں بنا اب آپ کے لئے اس مطلقہ عورت سے حلالۂ شرعیہ کے بغیر ازدواجی تعلق قائم کرنا ہرگز حلال نہیں ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ثلاث جدهن جد وهزلهن جد: النكاح والطلاق والرجعة. (سنن الترمذي ١٢٢٥)

ویقع بها أي بهٰذه الألفاظ وما بمعناها من الصريح واحدة رجعية، وإن نویٰ خلافها أو لم ينو شيئًا لما مر أن الصريح لا يحتاج إلى النية. (الدر المختار مع الشامي ٤/٤٦٠ زكريا)

ولا يلزم كون الإضافة صريحة في كلامه ...... لو قال: امرأة طالق وقال: لم أعن امرأتي يصدق ويفهم منه أنه لو لم يقل ذٰلك تطلق؛ لأن العادة أن من له امرأة إنما يحلف بطلاقها لا بطلاق غيرها. (شامي ٤/٤٥٨ زكريا)

وإن كان الطلاق ثلاثا في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره نكاحًا صحيحًا، ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية ١/٤٧٣)

لو قال لزوجته: أنت طالق طالق طالق طلقت ثلاثًا. (الأشباه والنظائر ٢١٩) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۲/۷/۱۴۳۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ایک طلاق دے کر اقرباء سے تین کا اظہار کرنا؟

سوال (۲۹۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک طلاق رجعی دی اور وہ شخص اپنی بیوی کو دل سے کٹ جانے کی بنا پر اپنے نکاح میں دوبارہ رکھنا نہ چاہتا تھا؛ اس لئے وہ ایک دینے کے باوجود لوگوں کے استفسار پر تین کا اظہار کرتا رہا کہ لوگ بالخصوص اقرباء ومتعلقین اس کا سر نہ کھائیں، اور اس کے ارادے میں مخل نہ بنیں؛ لیکن جب رفتہ رفتہ لوگوں کی زبانی اس شخص تک یہ باتیں پہنچیں کہ اب عورت کو مکمل احساس ہو چکا ہے، اپنی حرکات شنیعہ پر بحر ندامت میں غرقاب ہے، آئندہ ایسی خسیس حرکات نہ کرنے کا پختہ عزم کئے ہوئے ہے اور بچوں کی جدائی پر بہت ہی بے قرار وبے تاب ہے، اور شوہر کے ایک ایک اشارے پر چلنے کے لئے دل وجان سے تیار ہے اور صورت حال کو شوہر نے پھر قطعی

قرینے سے محسوس بھی کیا جس کی بنا پر اس کے دل میں پیدا شدہ نفرت ختم اور بیوی کی طرف آمادگی دوبارہ پیدا ہوئی، اور دوسری کا چکر دل سے کافور ہو چکا ہے، تو اب سوال یہ ہے کہ لوگوں کے استفسار بر بار ہا تین طلاق کا اظہار کرتے رہنے پر آیا تین طلاق کا وقوع ہوگا یا ایک کا؟ اطمینان بخش جواب کی خامہ فرسائی کر کے ممنون فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شریعت کے اندر طلاق کے بارے میں جھوٹا اقرار بھی معتبر مانا جاتا ہے؛ لہٰذا مسئولہ صورت میں شوہر کی طرف سے تین طلاق کے اقرار کو قضاءً نافذ مانا جائے گا، اور اس کی بیوی مطلقہ مغلظہ قرار پائے گی، اب ان دونوں کے درمیان حلالہ شرعیہ کے بغیر ازدواجی تعلق حرام ہے۔

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلاَ تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ [البقرة، جزء آيت: ۲۳۱]

ولو أقر بالطلاق كاذبا، أو هازلا وقع قضاء لا ديانة. (شامي ٤/٤٤٠ زكريا)

ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل ولو عبدا أو مكرها أو هازلا، أي فيقع قضاء و ديانة. (تنوير الأبصار مع الشامي ٤/٤٣٨-٤٤٣ زكريا)

وإن كان الطلاق ثلاثا في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحًا صحيحًا، ويدخل بها ثم يطلقها، أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية ١/٤٧٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۱۰/۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دو مرتبہ طلاق دے کر جھوٹ موٹ چھ مرتبہ الفاظِ طلاق کا اقرار کرنا؟

سوال (۲۹۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ایک لڑکے نے اپنی بیوی کو دو بار طلاق طلاق کہا جس وقت یہ الفاظ کہے اس وقت گھر میں میاں بیوی کے علاوہ دو عورتیں اور ایک مرد موقع پر موجود تھے، وہ بھی اس بات کی گواہی دیتے رہے ہیں کہ لڑکے نے دو بار ہی طلاق کے الفاظ کہے اور لڑکی بھی اس بات کو کہہ رہی ہے، کہ انہوں نے مجھ کو دو بار ہی طلاق کے لفاظ کہے، کچھ وقت کے بعد محلّہ کے لوگوں نے پنچایت کی تب بھی لڑکے نے بھری پنچایت میں دو بار ہی طلاق طلاق کہنے کو قبول کیا، پنچایت ختم ہونے پر جب لڑکا اپنے گھر کی طرف جارہا تھا تو راستہ میں دو چار نوجوان بیٹھے تھے انہوں نے لڑکے سے مذاق میں پوچھا کہو بھائی کتنی بار طلاق کہہ دیا، تب لڑکے نے غصیانے انداز سے کہا کہ میں نے چھ بار کہہ دیا، تم کہو کیا کہنا چاہتے ہو، لہٰذا آپ سے گذارش ہے کہ آپ بتائیں کتنی طلاق ہوئی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: برتقدیر صحتِ سوال جب کہ شوہر نے درحقیقت دو ہی مرتبہ طلاق کے الفاظ کہے ہیں، اور بعد میں جھوٹ موٹ چھ مرتبہ طلاق کے الفاظ کہنے کا اقرار کیا تو اس جھوٹے اقرار سے مزید کوئی طلاق دیانۃً واقع نہیں ہوگی، مگر قضاءً واقع ہوگی۔

ثم نقل عن البزازية والقنية: لو أقر بالطلاق هازلا أو كاذبًا. (شامي، كتاب الطلاق / مطلب في السائل التي تصح مع الإكراه ۲۳۸/۳ كراچی)

وفي الصغرىٰ في أمال أبي يوسف: إذا قال لها: قد طلقتک أو قال: أنت طالق و أراد به الخبر عما مضى كذبا وسعه فيما بينه وبين اللّٰه تعالىٰ أن يمسكها. (الفتاوىٰ التاتارخانية / فصل فيما يرجع إلى صريح الطلاق ٤٠١/٤ رقم: ٦٥٢٥ زكريا)

لو أراد به الخير عن الماضى كذبا لايقع ديانة. (شامي ٤٤٣/٤ زكريا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۸/۴/۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بذریعہ ٹیلی گرام تین طلاق

سوال (۲۹۹):- کیا فرماتے ہیں علماءدین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اپنی بیوی کو ۲۰۰۳/۱/۲۸ءکو بذریعہ ٹیلی گرام تین بار لفظ طلاق لکھوا کر اس پر اپنے دستخط کرکے اپنی بیوی کے مائیکے سنبھل ارسال کیا، جس کے الفاظ یہ ہیں: ''سیما بیگم تمہارا چال چلن اچھا نہیں ہے اور کبھی کبھی تمہارا دماغ خراب ہوتا ہے، تمہاری حرکتوں سے پریشان ہوکر میں تمہیں طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں، اب تم مجھ پر حرام ہو''۔

جس وقت مندرجہ بالا طلاق نامہ ارسال کیا اسوقت زید کی بیوی اپنے میکے میں تھی، اس کے بعد سات ماہ تک میکے میں ہی رہی، پھر چند معزز حضرات نے زید کو سمجھا بجھا کر اس کی بیوی کو اس کے پاس بھیج دیا، جبکہ زید اس کو رکھنے کو تیار نہیں تھا، اب زید نے اپنی بیوی کو اس کے میکے بھیج دیا، برائے کرم تحریر فرمایئے کہ مندرجہ بالا طلاق قرآن وحدیث کے حوالہ جات کی روشنی میں کیا زید کی بیوی پر طلاق واقع ہوگئی ہے، کیا زید کو اپنی بیوی کو دوبارہ رکھنے کی گنجائش ہے یا نہیں؟ مہربانی فرما کر جواب تحریر فرمائے۔ فقط والسلام

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بذریعہ تار تین طلاق کے الفاظ لکھ کر بھیجنے سے آپ کی بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہوگئی ہے، اب حلالۂ شرعیہ کے بغیر دونوں میں ازدواجی تعلق قائم کرنا حرام ہے۔

عن حماد قال: إذا كتب الرجل إلى امرأته: إذا أتاك كتابي هذا فأنت طالق، فإن لم يأتها الكتاب، فليس هي بطالق، و إن كتب: أما بعد فأنت طالق، فهي طالق، وقال ابن شبرمة: هي طالق. (المصنف لابن أبي شيبة ٥٦٢/٩ رقم: ١٨٣٠٤)

وإن كانت مرسومة يقع الطلاق نوىٰ أو لم ينو، ثم المرسومة لا تخلو: إما أن أرسل الطلاق بأن كتب: أما بعد! فأنت طالق فكما كتب هٰذا يقع الطلاق. (الرد

المحتار / مطلب في الطلاق بالكتاب ٢٤٦/٣ كراچی، الفتاویٰ الهندية ٣٧٨/١)

لو كرر لفظ الطلاق وقع الكل. (الدر المختار مع الشامي ٥٢١/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۵/۹/۹ھ

ٹیلی فون پر تین طلاق

سوال (۳۰۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری بیوی اپنے والدین کے گھر گئی ہے اور تین مہینے ہوگئے مگر وہ نہیں آئی، اس کا کہنا ہے کہ پہلے گھر الگ لو بعد میں آؤں گی، میری بیوی میرے والدین کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی، میرے بہت سمجھانے کے بعد بھی وہ نہیں مانی، میں اپنے والدین کو کیسے چھوڑ دوں وہ بوڑھے ہیں، مجھے برا بھلا کہنے پر میں نے غصہ سے ٹیلی فون پر تین طلاق دیدیں، کیا فون پر طلاق ہوگئی یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: جب شوہر نے بیوی کو فون پر تین طلاق دیدیں تو بیوی پر تین طلاق واقع ہوگئیں؛ کیوں کہ طلاق دیتے وقت نہ تو بیوی کا سامنے ہونا ضروری ہے اور نہ ہی اسے فون پر سنانا ضروری ہے؛ لہٰذا مذکورہ صورت میں عورت مطلقہ مغلظہ ہوکر شوہر کی زوجیت سے بالکل خارج ہوگئی، اب حلالۂ شرعیہ کے بغیر دونوں کا نکاح کرنا بھی جائز نہ ہوگا۔ (فتاویٰ دارالعلوم ۹/۸۴-۸۵)

ولو قال لزوجته: أنت طالق طالق طالق طلقت ثلاثا. (الأشباه والنظائر ٢١٩/١)

إذا قال لامرأته أنت طالق و طالق طالق ولم يعلقه بالشرط، إن كانت مدخولة طلقت ثلاثا. (الفتاوىٰ الهندية ٣٥٥/١ زكريا، فتاوىٰ قاضي خان ٤٥٤/١)

وكون الإضافة صريحة في كلامه لما في البحر: لو قال: طالق، فقيل له: من عنيت؟ فقال: امرأتي طلقت امرأته. (شامي ٤٥٨/٤ زكريا)

وإن كان الطلاق ثلاثا في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح

زوجـا غيـره نـكاحًا صحيحًا فيدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندیة ٤٧٣/١ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۳/۲۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

موبائل فون پر چار آدمیوں کی موجودگی میں تین طلاق دینا؟

سوال (۳۰۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں نے اپنی زوجہ کو موبائل فون پر چار آدمیوں کی موجودگی میں تین طلاق دیدی ہے، اور اس کے جہیز کے سامان بھی اس کے میکہ والوں کو لوٹا دیا ہے، صرف تحریری طور پر مہر کی ادائیگی باقی ہے، ہر ایک کے روپئے بھی دوسرے آدمیوں کے پاس جمع ہیں، مگر اب وہ اس طلاق سے انکار کرتی ہے اور وہ میرے ساتھ ہی بیوی بن کر رہنا چاہتی ہے، کیا ایسا ممکن ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں شوہر بذات خود موبائل پر تین طلاق دینے کا اقرار کررہا ہے؛ لہٰذا تین طلاق واقع ہوگئی ہیں، اور بیوی اس پر قطعاً حرام ہوگئی ہے، اب حلالہ کے بغیر ان دونوں کے درمیان ازدواجی تعلق قائم نہیں ہوسکتا، اور حلالہ کی صورت یہ ہے کہ عدت گذرنے کے بعد اس عورت کا دوسرے شخص سے نکاح ہو، پھر ہم بستری کے بعد دوسرا شوہر طلاق دے یا تفریق ہوجائے، تو اس کی عدت گذرنے کے بعد پہلے شوہر سے نکاح ہوسکتا ہے۔

وأما الطلقات الثلاث فحكمها الأصلي هو زوال الملك وزوال حل المحلية أيضا حتى لا يجوز له نكاحها قبل التزوج بزوج آخر لقوله عز وجل: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ [البقرة، جزء آیت: ۲۳۰] (بدائع الصنائع ٤٠٣/٤ دار الكتب العلمية بيروت كذا في الفتاویٰ الهندية ٤٧٣/١ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ٦٠٣/٣، الهداية ٣٩٩/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/٦/۱٦ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حالتِ حمل میں تین مرتبہ یہ کہا کہ ’’جا میں نے تجھے آزاد کیا‘‘

سوال (۳۰۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: قریب ۲؍ ماہ پہلے میری بھانجی کو اس کے شوہر نے یہ لفظ کہے کہ: ’’جا میں نے تجھے آزاد کیا، جا میں نے تجھے آزاد کیا‘‘، تین بار کہے، یہ بات میری بھانجی نے سنی اور ایک پڑوسن نے بھی یہ لفظ سنے اور اب میں تجھے نہیں رکھتا، یہ بھی کہا۔ اس کے بعد یہ دونوں میاں بیوی اس طرح رہتے رہے، جیسا کہ پہلے رہتے تھے، اب جب ہمیں معلوم ہوا تو ہم نے لڑکی کو آج سے روک لیا، اس واقعہ کو قریب ۲؍ ماہ ہو چکے ہیں، اس وقت قریب ۵؍ ماہ کے حمل سے ہے۔ یہ مسئلہ لڑکا اور لڑکی دونوں کے بیانوں کے مطابق لکھا گیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مرد کے تین بار ’’میں نے تجھے آزاد کردیا‘‘ کہنے سے عورت پر تین طلاق مغلظہ پڑ گئی ہیں، حالتِ حمل میں بھی طلاق پڑ جاتی ہے، اب اس کے لئے اس عورت کو رکھنا جائز نہیں۔

كما في رد المحتار: رہا کردم أي سرحتك يقع به الرجعي مع أن أصله كناية أيضاً ما ذاك إلا لأنه غلب في عرف الناس استعماله في الطلاق. (شامي ٥٣٠/٤ زكريا)

وحل طلاقهن أن الآيسة والصغيرة والحامل. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ٢٣٣/٣ كراچی، مجمع الأنهر / كتاب الطلاق ٦/٢ دار الكتب العلمية بيروت)

وفي موضع الصريح يلحق الصريح. (شامي ٥٤٠/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۰/۲/۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حالتِ حمل میں بیوی کو تین مرتبہ فارغ خطی دینا

سوال (۳۰۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک آدمی بجلی کی روشنی میں دودھ دوہ رہا تھا کہ اچانک بجلی چلی گئی، اس نے بیوی سے کہا کہ موم بتی لے آ، بیوی کو موم بتی لانے میں تاخیر ہوئی، جس کی بنا پر اس نے بیوی کو مارا اور تین مرتبہ فارغ خطی دے دی، جب کہ بیوی کو حمل ہے، اور ایک دو روز میں ہی بچہ ہونے والا ہے، تو کیا اس صورت میں بیوی پر طلاق واقع ہوگئی؟

باسمہٖ سبحانہ وتعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فارغ خطی ہمارے عرف میں طلاق کے لئے لفظ صریح ہے؛ لہٰذا تین مرتبہ فارغ خطی کہنے کی وجہ سے تین طلاق مغلظہ واقع ہوگئی، اب بغیر حلالہ کے ایک ساتھ رہنا حرام کاری ہوگی۔ (احسن الفتاویٰ ۱۵۵/۵)

اور حمل کی حالت میں بھی طلاق پڑ جاتی ہے، اور بچہ پیدا ہونے تک عدت بھی پوری کرنا ضروری ہے۔

ولو قال لزوجته: أنت طالق، طالق، طالق، طلقت ثلاثا. (الأشباه والنظائر ۲۱۹)

وطلاق الحامل يجوز عقيب الجماع. (الهداية ۳۵٦/۲)

وإن كانت حاملاً فعدتها أن تضع حملها. (الهداية ٤۲۳/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۷/۷/۱۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دو طلاق کے بعد دو سال کے بعد حالتِ حمل میں چار پانچ مرتبہ طلاق دینا؟

سوال (۳۰۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ایک صاحب نے دو سال پہلے اپنی بیوی کو دو بار طلاق دی، جب وہ سات مہینہ کے پیٹ سے تھی، پھر دو دن پہلے انہوں نے چار پانچ مرتبہ طلاق دی، کیا یہ طلاق مانی جائے گی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مسئولہ صورت میں دو سال کے بعد جو طلاق دی گئی ہے یہ اور پہلی دو ملا کر تین طلاق مکمل ہوچکیں، اب یہ عورت اس شخص پر حرام ہوچکی، اور حلالہ شرعیہ کے بغیر دونوں میں نکاح بھی نہیں ہوسکتا۔

فإن طلقها أي بعد التطليقتين فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره.

(روح المعاني ٢/ ١٤١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۱/۱۱/۱۶ھ

حالتِ نفاس میں تین طلاق

سوال (۳۰۵): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص کا اپنی بیوی سے کسی بات کو لے کر رات کے ۲؍ بجے تک جھگڑا چلا، اس کے بعد وہ دونوں سو گئے، پھر صبح کو بیوی اٹھی اور بچوں اور شوہر کے لئے چائے بنائی، مگر چائے دیتے وقت بچے سے کچھ ایسا بدکلام لفظ ادا کیا جس سے شوہر کو کافی غصہ آ گیا اور اس نے بغیر ہاتھ منہ دھوئے سینے سے کلام پاک لگا کر طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی کہہ دیا، جس کو گھر کے اور آس پڑوس کے تین یا چار لوگوں نے بخوبی سنا اور بیوی نے بھی سنا، بیوی اس وقت چلہ خانہ (نفاس) کی حالت میں ہے، بچہ ۱۳؍ دن کا ہے، ہم نے لڑکی کو عدت میں بیٹھا دیا ہے۔ حضرت والا شرعی حکم سے آگاہ فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: برتقدیرِ صحتِ واقعہ اگر واقعۃً شوہر نے مذکورہ الفاظ ادا کئے ہیں تو بیوی پر تین طلاق واقع ہوگئی ہیں، اور اسی وقت سے اس کی عدت بھی شروع ہوچکی ہے،

اب حلالہ شرعیہ کے بغیر دونوں کے درمیان زوجیت کا تعلق قائم نہیں ہوسکتا۔

ولو قال لزوجته: أنت طالق طالق طالق طلقت ثلاثا. (الأشباه والنظائر ۲۱۹/۱)

إذا قال لامرأته أنت طالق و طالق طالق ولم يعلقه بالشرط، إن كانت مدخولة طلقت ثلاثا. (الفتاویٰ الهندية ۳۵۵/۱ زكريا، فتاویٰ قاضي خان ۴۵٤/۱)

وإن كان الطلاق ثلاثا في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحًا صحيحًا فيدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية ۴۷۳/۱ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۷/۷/۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

زنا کے حمل کے دوران نکاح کرنا اور پھر تین طلاق دے کر دوبارہ نکاح میں لانا؟

سوال (۳۰۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے کنواری لڑکی سے شادی کی، لڑکی کو زنا کا حمل تھا، شادی کے ایک ماہ بعد بچہ تولد ہوا، بعد ازاں دوسرا حمل شوہر سے ٹھہرا، اور بچہ بھی پیدا ہوگیا، اس کے باوجود بھی زوجین کے مابین کوئی تنازعہ پیدا نہیں ہوا، بحالت رضا لڑکی نے شوہر سے طلاق طلب کی، شوہر نے منع کردیا، دوبارہ لڑکی نے پھر طلاق کا مطالبہ کیا، لڑکے نے طلاق مغلظہ دے دی، اب تین ماہ ۱۳/ دن عدت بھی گذر گئی، زوجین باہمی رضا سے نکاح ثانی کرنا چاہتے ہیں، اس کی کیا صورت ہوگی؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زنا کے حمل کے دوران جو نکاح ہوا تھا وہ شرعاً صحیح ہوگیا تھا، پھر اس پر جو طلاق مغلظہ دی گئی وہ بھی شرعاً نافذ ہوچکی ہے، اب ان دونوں کے درمیان دوبارہ ازدواجی تعلق اس وقت تک قائم نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس عورت کا نکاح کسی دوسرے شخص سے نہ

کردیا جائے، اور پھر وہ شخص اس سے ہمبستری کے بعد طلاق دے، یا کسی اور وجہ سے تفریق ہوجائے، پھراس کی عدت گذرنے کے بعد ہی وہ عورت پہلے شوہر زید کے نکاح میں آ سکتی ہے۔

صح نكاح حبلیٰ من زنا. (الدر المختار ٤/ ١٤١ زكريا)

وإن كان الطلاق ثلاثا في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحًا صحيحًا فيدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها، كذا في الهداية. (الفتاویٰ الهندية ١/٤٧٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۲/۲/۲۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ایک طلاق کی نیت سے تین مرتبہ تاکیداً طلاق کے الفاظ کہنا؟

سوال (۳۰۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: قیام الدین نے اپنی زوجہ کی بدمزاجی سے تنگ آ کر طلاق دی، طلاق دیتے وقت ان کا ارادہ ایک طلاق دینے کا تھا، جس کا اقرار وہ حلفیہ کرتے ہیں، فقط مضبوطی کے لئے تین دفعہ کہا تھا اس طلاق کے بارے میں علماء دیوبند کی رائے قرآن وحدیث کی روشنی میں درپیش ہے، جب کہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے بہشتی زیور ۴/ ۲۱ میں یوں تحریر فرمایا ہے: کسی نے تین مرتبہ کہا تجھ کو طلاق، طلاق، طلاق، تو تینوں طلاقیں پڑ گئیں، یا یوں الفاظ میں تین مرتبہ کہا تب بھی نہیں پڑتی؛ لیکن اگر نیت ایک طلاق کی ہے اور فقط مضبوطی کے لئے تین دفعہ کہا کہ بات خوب پکی ہو، تو ایک ہی طلاق ہوگی، تو میں یعنی قیام الدین علماء دیوبند کے درمیان اپنی حلفیہ تحریر پیش کرتا ہوں کہ میری نیت صرف ایک ہی طلاق کی تھی۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: قیام الدین اگر واقعۃً خدا کو حاضر وناظر جان کر اس بات کا حلفیہ بیان دیتا ہے کہ اس نے ایک طلاق کے بعد بقیہ الفاظ محض تاکید اور مضبوطی کی نیت

سے کہے ہیں، تو ایسی صورت میں صرف ایک طلاق واقع ہوئی ہے، اور دیانۃً رجوع کر کے بیوی بنا کر رکھ لینے کی گنجائش ہے؛ لیکن یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ اگر طلاق کے وقت اس طرح کی کوئی نیت نہیں تھی اور جھوٹا حلفیہ بیان دے کر اپنے کو بچانا چاہتا ہے تو مفتی سے صحیح صورتِ حال چھپا کر حلت کا فتویٰ لینے سے اس کی بیوی اس کے لئے حلال نہ ہوگی، تا زندگی حرام کاری، زنا کاری اور بدکاری میں مبتلا رہے گا۔

عن شعبة قال: سألت الحكم و حماداً عن رجل قال لامرأته: أنت طالق، أنت طالق، و نوى الأولىٰ؟ قالا: هي واحدة، و كذٰلك إذا قال: اعتدي، اعتدي.

(المصنف لابن أبي شيبة ٩/٥٤٤ رقم: ١٨٢٠١)

وفي الدر المختار: وإن نوىٰ التاكيد دين. (الدر المختار مع الشامي ٤/٥٢١ زكريا)

رجل قال لامرأته أنت طالق أنت طالق أنت طالق فقال عنيت بالأولىٰ الطلاق وبالثانية والثالثة إفهامها صدق ديانة، وفي القضاء طلقت ثلاثاً. (الفتاوىٰ الهندية ١/٣٥٦ زكريا، الأشباه والنظائر ٩٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۱/۱۱/۲۴ھ

طلاقِ رجعی کی عدت میں دو طلاق دینا؟

سوال (۳۰۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرا نکاح ۲۷/اکتوبر ۱۹۹۱ء میں شاہراہ بنت اکبر مرحوم متوطن مدنپلی ضلع چتور آندھرا پردیش سے ہوا تھا، اور تقریباً نو سال کا عرصہ زوجین نے ایک ساتھ گذار، مزاج میں موافقت نہ ہونے کی وجہ سے اس عرصہ میں بہت سارے نشیب وفراز آئے، میں نے حتی الامکان نبھاؤ کرنے کی ہر تدبیر اختیار کی مگر تقدیر تدبیر پر غالب آئی اور بالآخر مجھے بادل ناخواستہ طلاق کا فیصلہ کرنا پڑا میں نے از روئے شرع بقدر ضرورت تادیباً ۵/۶/۲۰۰۰ء ایک طلاق رجعی دیدی، یہ تمام تفصیلات کاغذات

میں منسلک ہیں اسے ملاحظہ فرمالیا جائے تو ۹ سال کے حالات سے واقفیت ہو سکتی ہے۔

میں نے طلاق رجعی اس امید پر دی تھی کہ اگر مزاج وحالات میں تبدیلی ہوتی ہے تو دوبارہ ازدواجی رشتہ استوار ہو سکتا ہے مگر افسوس کہ معاملہ کے سدھارنے کے لیے غیر قانونی وغیر اخلاقی راستے اختیار کرنے شروع کیے، میرے سامنے میرے مستقبل سے زیادہ میرے ان تینوں بچوں کے مستقبل کا معاملہ تھا جو اس نو سال کے عرصہ میں یکے بعد دیگرے پیدا ہو چکے تھے، اور ہماری آپسی نااتفاقی کی وجہ سے شدید ذہنی وجسمانی اذیت میں مبتلا تھے، جب ہم نے محسوس کیا کہ فریق ثانی معاملہ درست کرنا نہیں چاہتا؛ بلکہ ہم کو پریشان کرنا چاہتا ہے تو ہم نے عدت کے اندر مزید دو طلاق دے دیں، اور یہ فیصلہ ہم کو بدرجہ مجبوری اپنے اور اپنے بچوں کے تحفظ کے لیے کرنا پڑا اور انجام کار وہی ہوا جس کا پہلے سے اندیشہ تھا کہ معاملہ کو کورٹ میں لیجانا پڑا اور تب سے اب تک عدالتوں کے چکر سے نجات نہیں ملی، میں نے دوسری شادی کرلی اس سے بھی اولاد ہیں، اور پہلی بیوی کے تینوں بچے میری ہی کفالت میں ہیں، الحمدللہ وہ خوش حال ہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ:

طلاقِ رجعی کی عدت میں اگر مزید دو طلاقیں دے دی جائیں، تو کیا بیوی مغلظہ ہو جائے گی؟ اگر بیوی اور اس کے گھر والے اسے طلاقِ رجعی قرار دے کر شوہر کو ماہانہ اخراجات دینے پر مجبور کریں اور دوبارہ ساتھ میں ازدواجی زندگی گذارنے پر مجبور کریں تو اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: طلاقِ رجعی کی عدت میں اگر مزید دو طلاقیں دے دی جائیں، تو تینوں طلاقیں واقع ہو کر عورت مغلظہ ہو جاتی ہے، بیوی یا اس کے اعزہ یا عدالت کے نہ ماننے سے مسئلہ شرعی پر کوئی فرق نہیں پڑتا عدت پوری ہونے کے بعد شوہر پر ایسی مطلقہ کا نان ونفقہ واجب نہیں، نیز مطلقہ کے رشتہ دار شوہر پر اس شوہر کے ساتھ دوبارہ ازدواجی تعلق قائم کرنے پر مجبور نہیں کر سکتے؛ البتہ اگر شوہر راضی ہو تو حلالۂ شرعیہ کے بعد اس عورت کو اپنے نکاح میں لا سکتا ہے۔

وصحة الطلاق فيها أي في العدة. (الدر المختار ۱۸۰/۵ زكريا)

إذا قال لامرأته: أنت طالق طالق طالق طلقت ثلاثا. (الأشباه والنظائر ۲۱۹)

فينفق عليها مادامت في العدة. (بدائع الصنائع ۴۲۱/۳ زكريا)

لا يحل للرجل أن يتزوج حرة طلقها ثلاثا قبل إصابة الزوج الثاني.
(الفتاوىٰ الهندية ۲۸۲/۱ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۲/۲/۱۴۳۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کمرے میں بند کر کے تین طلاق دینا اور پھر انکار کرنا؟

سوال (۳۰۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: لڑکی کو کمرہ بند کر کے شوہر نے کہا میں تیرا کون ہوں، لڑکی نے کہا کہ میرے شوہر، تو شوہر نے کہا کہ تو مجھے نہیں سمجھتی، تیرا باپ کیا زیادہ پیسے والا ہے، جو وہ شکایت کرتا رہتا ہے، ٹھیک ہے آج فیصلہ ہو جائے گا، لڑکی کچھ نہ بولی اور لڑکے نے تین بار کہا میں نے تجھے طلاق دی، اور لڑکی سے کہا کہ اگر تو نے کسی سے کہا تو تجھے جان سے مار دوں گا، اس وقت کمرے سے باہر ساس اور نند موجود تھیں، لڑکے نے ان سے کہا کہ دھیان رکھنا یہ باہر نہ جانے پائے، اور میں چچا سے کہہ کر آتا ہوں، کہ صبح کو کام پر نہ جائیں، اس کا فیصلہ ہوگا، پانچ مہینہ تک لڑکی نے والدین کو بھی کوئی بات نہ بتائی، اب اس حالت میں سسرال جانے کی مستحق ہے یا نہیں، لڑکی کو آٹھ ماہ کا حمل ہے طلاق دینے کے بعد لڑکی بیس دن کے بعد والد کے گھر آ گئی، لڑکے سے الگ ہوئے پانچ ماہ کی مدت گذر گئی، لڑکے کا کہنا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر لڑکی نے واقعۃً اپنے کانوں سے تین مرتبہ بند کمرہ میں طلاق کے کلمات سنے ہیں تو اب اس کے لئے شوہر کے ساتھ رہنا جائز نہیں ہے، اُسے چاہئے کہ شوہر سے خلع وغیرہ کر کے تفریق حاصل کرلے۔

والـمرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لايحل لها تمكينه والفتویٰ علـی أنـه ليس لها قتله، ولا تقتل نفسها؛ بل تفدي نفسها بمال أو تهرب. (شامي ٤٦٣/٤ زكريا، الفتاویٰ الهندية ٣٥٤/١، البحر الرائق / باب الطلاق ٢٥٧/٣ كوئٹه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۷/۷/۱۴۲۲ھ

طلاق کے بعد عورت کا خلوت سے انکار کرنا اور مرد کا دعویٰ کرنا؟

سوال (۳۱۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک عورت بعد الطلاق خلوت کا انکار کرتی ہے، جب کہ مرد خلوت کا دعوی کرتا ہے تو کس کی بات کا اعتبار رہوگا؟ نیز مرد اگر خاموش رہے تو پھر کیا ہوگا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خلوت کے بارے میں اگر اختلاف ہوتو اولاً مدعی خلوت سے بینہ کا مطالبہ کیا جائے گا، یا دیگر قرائن وشواہد کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیا جائے گا، اگر جانبین کے پاس اپنے قول پر کوئی دلیل اور قرینہ موجود نہ ہوتو اصول کی روشنی میں منکر کی بات مانی جائے گی، اور قسم کے ساتھ اس کا قول معتبر ہوگا، اگر مرد خاموش رہے تو بھی یہی حکم ہوگا۔

لـو اختـلف الـزوجان في التمكين من الوطء فالقول لمنكره؛ لأن الأصل عدمه. (الأشباه والنظائر ١٠٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۷/۱/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی تین طلاق کا دعویٰ کرے اور شوہر منع کرے تو کس کی بات پر فیصلہ ہوگا؟

سوال (۳۱۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: شوہر اور بیوی میں جھگڑا ہوا جس میں ریشمہ بیوی کہہ رہی ہے کہ زید شوہر نے مجھے تین طلاق دیدی ہے، جب کہ زید اصرار کر رہا ہے کہ میں نے ریشمہ کو کوئی طلاق نہیں دی ہے، تو دریافت یہ کرنا ہے کہ ریشمہ کو طلاق ہوئی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں بیوی کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے دعوی پر دو معتبر گواہ پیش کرے، اگر گواہ پیش نہ کر سکے اور اسے اپنے طور پر تین طلاقیں سننے کا یقین ہو تو اسے چاہئے کہ وہ خلع وغیرہ کے ذریعہ مذکورہ شوہر سے چھٹکارا حاصل کر لے، اگر کوشش کے باوجود کوئی شکل نہ بن سکے اور شوہر برابر طلاق دینے سے انکار کرتا رہے، تو اب دونوں کے ساتھ رہنے کا سارا گناہ شوہر پر ہوگا، بیوی گناہ گار نہ ہوگی۔ (کفایۃ المفتی ۶/۶۷-۶۸، فتاوی محمودیہ ۱۳/۲۹۸-۳۱۶ ڈابھیل)

المرأة كالقاضي لايحل لها أن تمكنه إذا سمعت منه ذٰلك، وفي البزازية عن الأوزجندي: إنها ترفع الأمر للقاضي، فإن حلف ولا بينة لها فالإثم عليه، قلت: أي إذا لم تقدر ...... على منعه عنها فلا ينافي ما قبله. (شامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ٤/٤٦٣ زكريا، البحر الرائق ٣/٢٥٧، الفتاویٰ الهندية ١/٣٥٤ زكريا) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۶/۲۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دو طلاق کو بیوی کا تین بنانا؟

سوال (۳۱۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جس دن سے لڑکے نے یہ لفظ طلاق دی طلاق دی دو بار کہا ہے، اُسی دن سے زید کی بیوی اپنی سسرال میں زید کے ساتھ رہ رہی ہے، اور یہ بچہ بھی یہیں پر تولد ہوا ہے، ان دونوں سے بحلف بیان لیا گیا، تو بیوی نے دو بار بحلف اقرار کیا؛ لیکن جب یہ اپنے والدین کے یہاں گئی تو وہاں جا کر کہنے لگی کہ تین بار کہا تھا، حلف کا منکر کیا ہے اور اس کا کفارہ کیا ہے؟ اور وہ شخص کس سزا کا مستحق ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِس صورت میں شوہر کے بیان کا اعتبار رہے، یعنی صرف دو طلاق واقع ہوں گی، لڑکی کی بات معتبر نہیں ہے۔

ویقبل قوله إن ادعاه وأنكرته. (الدر المختار مع الشامي ٤/٢٦٨ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۳/۱۱/۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دو طلاق کی خبر دینے کے بعد سننے والے کا تین کا دعویٰ کرنا؟

سوال (۳۱۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے جس ملنے والے سے اس بات کا ذکر کیا کہ میں نے اپنی بیوی کو دو بار لفظ طلاق دی طلاق دی کہا ہے؛ لیکن اب وہ ملنے والا اس دو کو تین بتا رہا ہے، جب کہ زید اس بات کا حلفیہ اقرار کرتا ہے کہ میں نے صرف دو بار کہا ہے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں زید کے حلفیہ بیان کا اعتبار ہے سننے والے کا دعوی معتبر نہیں۔

ویقبل قوله إن ادعاه وأنكرته. (الدر المختار مع الشامي ٤/٢٦٨ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۱۱/۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تین طلاق کے بعد اگر کورٹ عدم طلاق کا فیصلہ کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال (۳۱۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: میں انیس احمد نے اپنی اہلیہ افروز ترنم کو بتاریخ ۱۸/دسمبر ۲۰۰۸ء وتینوں طلاقیں دے دی ہیں، جس کا میری بیوی کو بھی اقرار ہے، اس کا اقرار نامہ بھی موجود ہے، نیز میری طرف سے تحریری طلاق نامہ بھی موجود ہے مع دستخط کے، اب غور طلب مسئلہ یہ ہے کہ شرعی نقطۂ نظر سے میری بیوی کو طلاق پڑگئی یا نہیں؟ واضح ہو کہ میں نے کافی لوگوں سے اس طلاق کا ذکر بھی کیا کہ میں نے دیدی ہے، جہیز کا سامان وغیرہ بھی واپس ہوگیا ہے، مہر وغیرہ سب ادا کر دیا گیا ہے، اب اگر ایسی صورت میں بیوی طلاق کا انکار کردے اور کہے کہ مجھ سے طلاق نامہ زبردستی لیا گیا ہے، تو اس سے طلاق پر کوئی اثر پڑے گا یا نہیں؟ نیز یہ بتلائیں کہ اگر کورٹ طلاق نہ ہونے کا فیصلہ کردے تو کیا ہم دونوں میاں بیوی کی طرح رہ سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر ہم لوگوں کو ساتھ رہنا ہے تو کیا کرنا ہوگا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں جب کہ آپ کو خود اقرار ہے کہ آپ نے اپنی بیوی کو زبانی اور تحریری طور پر تین طلاقیں دے دی ہیں، تو بلاشبہ اس پر تینوں طلاقیں واقع ہوچکی ہیں، اب وہ آپ کے نکاح میں نہیں رہی، اس بارے میں بیوی کے انکار کرنے سے یا کورٹ کی جانب سے طلاق نہ ہونے کا فیصلہ ہونے سے اصل مسئلہ پر کوئی فرق نہیں پڑے گا، اب آپ کے لئے حلالۂ شرعیہ کے بغیر ایک ساتھ رہ کر ازدواجی زندگی گذارنا حرام ہے۔

لا ینفذ حکم الکافر علی المسلم. (شامي ٤٢٨/٥ کراچی، إیضاح النوادر ٣٢٨)

إذا قال لزوجته: أنت طالق طالق طالق، طلقت ثلاثا. (الأشباه والنظائر ٢١٩/١)

الکتابة علی نوعین: مرسومة وغیر مرسومة، ونعني بالمرسومة أن یکون مصدراً أو معنوناً مثل ما یکتب إلی الغائب إن کانت مرسومة یقع الطلاق. (الفتاویٰ الهندیة ٣٧٨/١ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۸/۱۱/۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی کا چار مرتبہ طلاق پر دو عورتوں کی شہادت پیش کرنا؟

سوال (۳۱۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شاہین نے اپنے شوہر مغیث سے کہا کہ تو مجھے چھوڑ دے تو شوہر نے اس کو طلاق دیدی اب اس میں بیوی کہتی ہے کہ مجھے میرے شوہر نے تین چار بار طلاق دی ہے اور شوہر کہتا ہے کہ میں نے صرف دو مرتبہ طلاق دی ہے اور اس میں دو عورتیں گواہی یہ دے رہی ہیں کہ اس نے چار مرتبہ طلاق دی ہے تو اس مسئلہ میں کس کے قول کا اعتبار کیا جائے گا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں چوں کہ بیوی کے پاس دو سے زائد طلاق دینے پر شرعی گواہ موجود نہیں ہیں، اس لئے اس واقعہ میں شوہر کے دعویٰ کو مانتے ہوئے قضاءً صرف دو طلاق واقع ہونے کا حکم دیا جائے گا؛ لیکن عورت کو اگر اپنے دعویٰ پر کامل یقین ہے، تو اس پر لازم ہے کہ حتی الامکان اپنے اوپر شوہر کو قدرت نہ دے اور خلع وغیرہ لے کر اس سے آزادی حاصل کرلے، اگر یہ ممکن نہ ہو اور شوہر اسے ساتھ رکھنے پر بضد ہو تو ایسی صورت میں اس کے ساتھ رہنے پر عورت گنہگار نہ ہوگی؛ بلکہ ساری ذمہ داری شوہر پر ہوگی۔

والمرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه، والفتوىٰ على أنه ليس لها قتله ولا تقتل نفسها؛ بل تفدي نفسها بمال أو تهرب – إلى – فإن حلف ولا بينة لها فالإثم عليه. (شامي ٤٦٣/٤ زكريا)

ونصابها أي الشهادة لغيرها من الحقوق؛ سواء كان الحق مالا أو غيره كنكاح وطلاق ...... رجلان أو رجل وامرأتان. (الدر المختار / كتاب الشهادات ٤٦٥/٥ كراچی، مجمع الأنهر ٢٦١/٣ كوئٹه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۸/۱۱/۱۴۳۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اگر شوہر دو طلاق کا اقرار کرے اور دو گواہ تین کا دعویٰ کریں تو کیا حکم ہے؟

سوال (۳۱۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: صابر کی شادی زاہدہ کے ساتھ ہوئی، صابر زاہدہ کے ایک اولاد بھی ہوئی، ایک دن زاہدہ اپنی ساس کو گالی دے رہی تھی، تو صابر آ گیا اور اس نے اس گندی گالی کو سن کر کہا یہ گالی مت دو، تو زاہدہ پھر بھی نہیں مانی، تو صابر نے کہا: ''ایک رات میں دیا ہوں، دو ابھی دے رہا ہوں''، یہ بات سن کر پھر بھی نہیں مانی، صابر نے غصہ میں دو طلاق دی، اور زاہدہ اسی وقت اپنے میکہ چلی گئی، صابر نے کسی دوسری جگہ سے فتویٰ منگایا، اس فتویٰ میں لکھا ہوا تھا کہ صابر کی شادی زاہدہ سے پھر ہوگی، اور دین مہر ردو بدل ہوگا، وکیل وگواہ بھی ردو بدل ہوں گے، صابر نے کہا ایک رات میں دیا ہوں دو ابھی دے رہا ہوں، یہ بات گول ہے اس کو ڈرانے کے لئے کہا تھا، اب صابر اقرار کرتا ہے کہ میں نے دو طلاق دی ہیں، اور زاہدہ بھی اقرار کرتی ہے کہ میں نے دو طلاق سنی ہے، اس کے بعد کیا ہوا معلوم نہیں؛ لیکن دو گواہ کہتے ہیں کہ صابر نے تینوں طلاقیں دی ہیں جب کہ صابر اقرار کرتا ہے کہ ہم نے دو ہی طلاق دی تو شرعاً کتنی طلاقیں ہوں گی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں جب کہ دو عادل گواہ تین طلاق دینے کا دعویٰ کررہے ہیں، تو ان کی گواہی کا اعتبار کرتے ہوئے صابر کی بیوی پر تین طلاق کے وقوع کا حکم لگایا جائے گا اور حلالہ شرعیہ کے بغیر صابر سے ازسرِنو نکاح جائز نہ ہوگا۔

وما سویٰ ذٰلک من الحقوق یقبل فیها شهادة رجلین أو رجل وامرأتین سواء کان الحقوق مالاً أو غیر مالٍ مثل النکاح والطلاق. (الهدایة ۱۳۸/۳)

وإن کان الطلاق ثلاثاً في الحرة وثنتین في الأمة لم تحل له حتی تنکح

زوجًا غيره نكاحًا صحيحًا ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية ٤٧٣/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۹/۶/۱۴۱۴ھ

کیا تین طلاق کے بعد شوہر بیوی کو رکھ سکتا ہے؟

سوال (۳۱۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا تین طلاق ہو جانے کے بعد شوہر دوبارہ بیوی کو رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ اگر دوبارہ بیوی بنا کر رکھنا چاہے تو شریعت میں اس کا کیا طریقہ ہے تحریر فرمادیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تین طلاق کے بعد مذکورہ عورت سے ازدواجی تعلق حلالۂ شرعیہ کے بغیر قطعاً جائز نہیں ہے، اور حلالۂ شرعیہ کی صورت یہ ہے کہ؛ عدت گذر جانے کے بعد اس مطلقہ کا نکاح کسی اور مرد سے ہو پھر وہ ہم بستری کے بعد اسے طلاق دیدے پھر اس کی عدت گذرنے کے بعد پہلا شوہر اگر چاہے تو اس سے نکاح کر سکتا ہے۔

لو قال لزوجته: أنت طالق طالق طالق طلقت ثلاثًا. (الأشباه والنظائر ٢١٩)

و إن كان الطلاق ثلاثا في الحرة و ثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاًغيره نكاحًا صحيحًا، و يدخل بها، ثم يطلقها، أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية ٤٧٣/١ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ١٤٧/٥ رقم: ٧٥٠٣ زكريا)

لا يحل للرجل أن يتزوج حرة طلقها ثلاثا قبل إصابة الزوج الثاني. (الفتاویٰ الهندية ٢٨٢/١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۶/۸/۱۴۳۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تین طلاق دے کر شوہر اور اُس کے گھر والوں کا انکار کرنا اور دوبارہ ساتھ رکھنے پر دباؤ ڈالنا؟

سوال (۳۱۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری بہن نے سسرال سے آکر اپنے میکہ میں درج ذیل بیان دیا کہ میرے شوہر اور خسر کی آپس میں لڑائی ہوئی، جس میں میرا بھی تذکرہ ہوا، اِسی درمیان میرے شوہر نے کہا کہ میں اس کو (مجھ کو) طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں، کئی بار کہا۔ اس درمیان میں نے اور میری دیورانی نے ان کو روکنے کی کوشش کی، مگر منہ پھیر کر وہ تین مرتبہ مذکورہ الفاظ کہہ گئے، بعد میں فون پر کسی سے مسئلہ پوچھنے کے دوران بھی میرے شوہر نے کہا کہ میں تین طلاق دے چکا ہوں، اسی طرح میری دیورانی نے بھی اپنے شوہر کو بتایا کہ تمہارے بھائی نے بھابھی کو تین طلاق دی ہے، پھر گھر میں دو طلاق کا تذکرہ ہونے لگا، تو میں نے دیورانی سے کہا کہ تم نے تو تین بار سنا اور اپنے شوہر کو بھی بتایا، تو اس دیورانی نے کہا کہ سنا تو ہے؛ لیکن میں کہہ نہیں سکتی ہوں، جو سب کہیں گے وہی کہنا پڑے گا، میں نے اسی وقت سے شوہر سے دوری بنالی، اور یہ کہا کہ میرے گھر والوں سے فون پر بات کرادو، مگر بات نہیں کرائی گئی؛ بلکہ یہ کہا کہ ہم نے فون کر دیا ہے، مجھے دو دن جبراً مقید رکھا گیا اور اسی دوران میری ساس وغیرہ نے زبردستی مجھے ایک کمرہ میں کر دیا، اور ماہواری کی حالت ہونے کے باوجود شوہر نے زبردستی جماع کیا، اور کنڈوم کا استعمال کیا، دو دن کے بعد شوہر مجھے بس پر بٹھا گئے، اور چار پانچ دن کے بعد آنے کا وعدہ کیا، اور دھمکی دیتے ہوئے کہا کہ طلاق کا کسی سے ذکر نہ کرنا، میں نے مجبوراً وعدہ کرلیا۔ (لڑکی کا بیان مکمل ہوا)

اب میری اس بہن نے عدت شروع کر دی، تین چار دن کے بعد تحقیق حال کے لئے لڑکی کی سسرال میں پانچ لوگ (بھائی شاداب، بہنوئی سہیل، محمد شمیم، محمد خلیل، مفتی مجیب الرحمٰن) گئے، جب لڑکی کی ساس سسر سے طلاق کا تذکرہ کیا، تو انہوں نے لاعلمی ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ بیوی شوہر

جانیں، مجھے تو اتنا معلوم ہے کہ وہ رمضان میں گھر جانے کے لئے کہہ رہی تھی، پھر لڑکی کے شوہر کو بلاکر اس سے پوچھا کہ آپ نے طلاق دی ہے، تو اس نے کہا کہ کوئی بات نہیں ہوئی، نہ میں نے طلاق دی ہے، نہ دوں گا، پھر پانچوں لوگوں نے لڑکی کی دیورانی کو بلاکر پوچھا، تو اس نے دوبار کا اقرار کیا۔ الغرض بیان بدلتے رہے اور آج بھی وہ مختلف باتیں بنا کر لڑکی کو بھیجنے کے لئے دباؤ بنا رہے ہیں، جب کہ لڑکی کسی طرح وہاں جانے کو تیار نہیں ہے، اور کہہ رہی ہے کہ میں نے تین مرتبہ اپنے کانوں سے سن لیا ہے تو میں کیسے جاؤں؟ ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟ طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اور اگر واقع ہوئی تو کتنی طلاقیں ہوئیں؟ اور لڑکی کو وہاں بھیجنے سے متعلق سارے احکام کو تفصیل سے بیان فرمادیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر واقعۃً لڑکی نے خود اپنے کانوں سے تین طلاقیں سنی ہیں، تو اس کے لئے شوہر کے ساتھ رہنا جائز نہیں ہے، اسے چاہئے کہ خلع وغیرہ کے ذریعہ شوہر سے علیحدگی اختیار کرلے، اور اگر شوہر بہرحال اسے ساتھ لے جانے پر مصر ہو تو عورت کو اپنا مقدمہ شرعی عدالت یا دارالقضاء میں پیش کرنا چاہئے، شرعی عدالت میں اگر شوہر قسم کھا کر تین طلاقوں کا انکار کردے اور عدالت عورت کو شوہر کے ساتھ جانے کا فیصلہ کردے تو ایسی صورت میں حرام تعلق کا سارا گناہ شوہر پر ہوگا، عورت گنہگار نہ ہوگی۔

والمرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه ...... وفي البزازية عن الأوزجندي: أنها ترفع الأمر للقاضي فإن حلف ولا بينة لها فالإثم عليه. (شامي ٤/٦٣ ٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۲/۱۰/۱۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تین طلاق کے بعد بیوی کا شوہر کے گھر میں ساتھ رہنے پر اصرار کرنا؟

سوال (۳۱۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: میرا نکاح ایک خاتون سے جو دو جگہ سے بیوہ تھی، جن کی عمر تقریباً پچاس سے زیادہ ہے، جن کے کسی شوہر سے کوئی بچہ نہیں ہوا، اور نہ ہے۔۲/۴/۲۰۱۱ء کو نکاح ہوا تھا، تقریباً سوا سال گذر جانے کے بعد بھی مزاج نہ مل سکا اور ستمبر کی صبح گھریلو کسی بات پر جھگڑا ہو گیا، بات بڑھ جانے پر بدزبانی اور غصہ کو برداشت نہ کر سکا اور میں تین بار اسے طلاق دے کر گھر سے نکل آیا، اور اسے اپنے ہی کمرے میں چھوڑ آیا ہوں، جو کہ آج تک اسی مکان میں رہ رہی ہے، نہ ہی وہ اپنے میکہ گئی ہے، اور نہ اس کے میکہ والے اسے لے کر جا رہے ہیں، اس کا کہنا ہے کہ میں اس گھر سے نہیں جاؤں گی، اور اسی طرح سے شوہر کے ساتھ رہوں گی، تو کیا اس شکل میں وہ رہ سکتی ہے یا نہیں رہ سکتی؟ جب کہ وہ بہت زبان دراز عورت ہے، میں نے ان کے ساتھ بنا کسی سامان یا جہیز کے نکاح کیا تھا، بیوی کا نام عشرت جہاں شوہر کا نام رفعت علی مرادآباد ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں بلاشبہ آپ کی بیوی پر تین طلاقیں واقع ہو چکی ہیں، اب آپ کا اس سے زوجیت کا رشتہ باقی نہیں رہا، عدت (تین ماہواری یا اگر ماہواری نہ آتی ہو تو تین ماہ) کے بعد اسے بہر حال آپ کے گھر سے جانا پڑے گا، صرف عدت کا زمانہ آپ کے گھر گذار سکتی ہے، اور اس دوران آپ کے ساتھ تنہائی نہیں ہونی چاہئے۔

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلاثَةَ قُرُوْءٍ﴾

[البقرة، جزءآیت: ۲۲۷]

قال تعالی: ﴿وَالّٰئِیْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِسَآءِ كُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلاثَةُ اَشْهُرٍ﴾ [الطلاق، جزءآیت: ٤]

قال عطاء: و إن لم يكن له إلا بيت واحد، فليحل بينه وبينها سترا.

(المصنف لعبد الرزاق ٣٢٤/٦ رقم: ١١٠٢٧)

عن عائشة رضي اللّٰه تعالیٰ قالت: أمرت بريرة أن تعتد بثلاث حيض.

(سنن ابن ماجة ۱/ ۱۵۰ رقم: ۲۰۷۷)

لو قال لزوجته أنت طالق طالق طالق طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر ۲۱۹ قديم)

كرر لفظ الطلاق وقع الكل. (شامي ٤/ ٥٢١ زكريا)

عدة الحرة للطلاق أو الفسخ ثلاثة أقراء أي حيض ...... عدة الحرة إن لم تكن من ذوات الحيض لصغر أو كبر مدة ثلاثةِ أشهرٍ. (البحر الرائق ٤/ ١٢٨-١٣٠ كوئٹه، الدر المختار مع الشامي ٥/ ١٨١)

وتعتدان أي معتدة طلاق وفي موت بيت وجبت فيه ولا يخرجان منه. (الدر المختار مع الشامي / باب العدة ٥/ ٢٢٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۲/۱۰/۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تین طلاق دے کر بیوی کو ساتھ رکھنے والے سے تعلقات رکھنا کیسا ہے؟

سوال (۳۲۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی اور پھر بھی دونوں میاں بیوی ایک ہی جگہ رہتے ہیں، تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسے آدمی سے تعلقات رکھنا اس کے گھر کا کھانا پینا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شوہر نے بیوی کو تین طلاق دے دی، تو اب بغیر حلالہ کے وہ اس کے لئے حلال نہ ہوگی، اس کے باوجود اگر وہ ایک ساتھ رہتے ہیں تو بااثر لوگوں پر ضروری ہے کہ دونوں میں تفریق کرائیں، اگر باز نہ آئیں تو حکمت عملی کے ساتھ ان پر ایسا دباؤ ڈالا جائے کہ وہ مجبور ہوکر اس عمل سے باز آجائیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۹/ ۲۸۶، کفایۃ المفتی ۶/ ۳۵۸)

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿فَلاَ تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾

[الانعام، جزء آیت: ٦٨]

وإلا أي إن لم يظن الحل يحد كوطي معتدته من ثلاث؛ لأن حرمتها مقطوع بها فلم يبق له فيها ملک ولا حق. (مجمع الأنهر، كتاب الحدود / باب الوطي الذي يوجب الحد والذي لا يوجبه ۵۹۲/۱ دار إحياء التراث العربي) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۱/۴/۲۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تین طلاق دے کر بیوی کو رکھنے والے کے یہاں کھانا پینا؟

سوال (۳۲۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص اپنی بیوی کو تین طلاق دے چکا ہے، اس کے باوجود بیوی کو گھر میں رکھتا ہے، سارے کام کرتا ہے، کیا اس شخص کے یہاں کھانا پینا جائز ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: جو شخص تین طلاق کے باوجود حرام بیوی کو ساتھ رکھنے پر بضد ہے، اس کو اس گناہ والے فعل سے روکنے کے لئے اس کے یہاں کھانے پینے سے احتراز مناسب ہے، تاکہ اس کو حرام کاری سے باز رکھا جاسکے۔

لا يجيب دعوة الفاسق المعلن، ليعلم أنه غير راض بنفسه. (الفتاویٰ الهندية ۴۴۳/۵ زكريا)

وقد تستفاد حكمه من حديث عبد الله بن معقل أنه رأى رجل يخذف فقال له: لا تخذف؟ فإن رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الخذف ...... وفيه: ثم رآه بعد ذٰلک يخذف فقال له: أحدثک عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه نهى عن الخذف وأنت تخذف؟ لا أكلمک أبدا. (صحيح البخاري رقم: ۵۴۷۹)

قال الحافظ: وفي الحديث جواز هجران من خالف السنة وترک كلامه، ولا يدخل ذٰلک في النهي عن الهجر فوق ثلاث فإنه يتعلق بمن هجر

لحظ نفسه. (فتح الباري ۹/۷٥۹ دار الكتب العلمية بيروت، المنهاج في شرح مسلم للنووي ۱۲٤۲ تحت رقم: ۱۹٥٤)

إن هجرة أهل الأهواء والبدع واجبة على مر الأوقات ما لم يظهر منه التوبة والرجوع إلى الحق. (مرقاة المفاتيح ۹/۲٦۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۸/۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نکاحِ ثانی میں رخصتی اور جماع کے بغیر طلاق دینے سے مطلقہ ثلاثہ پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی

سوال (۳۲۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مطلقہ مغلظہ نے اپنی عدت طلاق گذارنے کے بعد ایک مرد سے اس شرط پر شادی کرلی کہ اگر مجلس کے اختتام سے قبل ایک ہزار روپئے مجھ کو نہیں دوگی تو تم کو ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق، اب اس نے روپیہ نہیں دیا اور مرد نے تین طلاق دے دیں، پھر اس عورت نے دوسرے دن اپنے شوہر سابق سے شادی کرلی، تو کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر پہلے شوہر نے تین طلاقیں دی ہوں اور دوسرے شوہر نے صرف نکاح کے بعد رخصتی اور جماع کے بغیر طلاق دے دی ہو، جیسا کہ سوال میں تحریر ہے، تو یہ دوسرا نکاح پہلے شوہر سے دوبارہ عقد کے لئے حلت کا سبب نہیں بن سکتا؛ لہٰذا مسئولہ صورت میں پہلے شوہر سے دوسرا نکاح قطعاً حرام ہے اور اس کے ساتھ رہنا حرام کاری ہے۔

عن عائشة رضي الله عنها أن رجلا طلق امرأته ثلاثا، فتزوجت، فطلق، فسئل النبي صلى الله عليه وسلم أتحل للأول؟ قال: لا، حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (صحيح البخاري ۲/۷۹۱ رقم: ٥۰٦۲)

وإن كـان الـطـلاق ثـلاثـا في الحرة ثنتين في الأمة، لم تحل له حتى تنكح زوجـا غيره نكاحًا صحيحًا لم يدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية ٤٧٣/١ زكريا، تبيين الحقائق ١٦٢/٣ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۶/۳/۲۲ھ

ایسی لڑکی سے نکاح کرنا جس کا شوہر طلاق کا منکر ہو اور لڑکی اور اُس کی ماں تین طلاق کا دعویٰ کرتی ہوں

سوال (۳۲۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرا ایک شادی شدہ لڑکی سے تعلق ہوگیا تھا، ہوتے کرتے مسئلہ چوکی تک پہنچ گیا، لڑکی نے پولیس کے سامنے بیان دیا کہ میں معصوم علی کے ساتھ ہی رہوں گی ورنہ میں خودکشی کرلوں گی، اس نے شوہر کے بارے میں کہا کہ ان سے میرا کوئی رشتہ نہیں ہے، پولیس نے مجبوراً لڑکی کو میرے حوالہ کردیا، پھر میں لڑکی کو اُس کی ماں کے پاس چھوڑ کر دوسری جگہ چلا گیا، اس درمیان اس کا شوہر ایک یا دو دفعہ آیا اس کے بعد آنا بند کردیا، پھر میں نے لڑکی کے پاس آکر اس سے پوچھا کہ تمہارے شوہر نے طلاق دی یا نہیں؟ اس پر لڑکی اور اس کی ماں دونوں نے بیان دیا کہ طلاق دی ہے، طلاق دینے کی صورت یہ ہوئی کہ محلّہ کے بہت سارے لوگ جمع تھے تو اس نے کہا کہ طلاق طلاق طلاق کسی نے درمیان میں کہا کہ یہ نہیں مانا جائیگا، یوں کہو کہ میں نے طلاق دیا، پھر کسی نے کہا نہیں بلکہ لکھ کردو، لڑکی کا یہ بیان سننے کے بعد میں نے سوچا کہ ہوسکتا ہے دونوں غلط کہہ رہے ہوں؛ اسلئے احتیاطاً تسلی کیلئے میں نے اس کے شوہر کو تقریباً ۴؍مہینے تلاش کیا، لیکن وہ نہیں ملا، پھر میں نے نکاح کرلیا، اب اس معاملہ کو سولہ سال ہوگئے ہیں، چار لڑکے بھی ہوگئے، واضح رہے کہ معاملہ کے تقریباً تیرہ سال کے بعد لڑکی کا شوہر ملا تھا، میں نے اس سے پوچھا طلاق دی ہے یا نہیں؟ وہ بولا چاہے میری جان نکل جائے؛ لیکن میں طلاق نہیں دونگا، یہ بات بھی عیاں ہے کہ طلاق کے وقت جو لوگ تھے اب ان

میں کوئی بھی موجود نہیں ہے؛ اس لئے کہ بمبئی جیسے شہر میں اتنی لمبی مدت تک نہیں ٹھہرتے، دوسرے یہ کہ لڑکی کے شوہر اصلی کا بھی ملنا غیر ممکن ہے؛ اس لئے کہ اس نے نکاح کے وقت اپنا پتہ غلط بتا دیا تھا، وہ تو اتفاقاً سفر کرتے ہوئے مجھے مل گیا تھا، اب میں کیا کروں تسلی بخش جواب سے نوازیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال میں ذکر کردہ تفصیل اگر صحیح ہے، تو اس لڑکی پر پہلے شوہر سے طلاق کا ثبوت نہیں ہوا؛ لہٰذا اس کے ساتھ آپ کا رہنا محض حرام کاری ہوگی، اب حل یہ ہے کہ اسے آپ فوراً چھوڑ دیں اور جب تک پہلے شوہر سے طلاق یا تفریق واقع ہوکر اس کی عدت نہ گذر جائے وہ آپ کے یا کسی کے نکاح میں نہیں آسکتی؛ تاہم بچوں کا نسب آپ سے ضرورۃً ثابت ہے۔

عن سليمان بن يسار أن عمر رضي اللّٰه عنه قال: للتي نكحت في عدتها: فرق بينهما، وقال: لا يتناكحان أبدا ...... الخ. (سنن سعيد بن منصور ١٨٩/١ رقم: ٦٩٨)

لايجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره. (الفتاویٰ الهندية ٢٨٠/١ زكريا، كذا في الفتاویٰ التاتارخانية ٦٦/٤ رقم: ٥٥٤٤ زكريا)

ونصابها لغيرها من الحقوق كنكاح وطلاق رجلان، ورجل وامرأتان ولا تقبل شهادة أربع بلا رجل. (الدر المختار مع الشامي ١٧٨/٨ زكريا)

مستفاد: غاب عن امرأته فتزوجت بآخر وولدت أولاداً ثم جاء الزوج الأول فالأولاد للثاني على المذهب الذي رجع إليه الإمام وعليه الفتویٰ، كما في الخانية والجوهرة والكافي وغيرها، وفي حاشية شرح المنار لابن الحنبلي: وعليه الفتویٰ إن احتمله الحال (الدر المختار) وقال الشامي: والحق أن الإطلاق غير مرادٍ وأن الصواب ما نقله ابن الحنبلي. (الدر المختار مع الشامي ٥٥٢/٣ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۵/۱۱/۲۴ھ

مطلقہ ثلاثہ کوشوہر اول کے لئے حلال کرنے کا طریقہ

سوال (۳۲۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں نے چار مہینہ پہلے اپنی بیوی کو طلاق تین مرتبہ لکھت میں چار آدمیوں کی موجودگی میں دی، میری بیوی نے عدت تین ماہ دس دن پوری کی، اور میں نے طلاق کے ایک مہینہ کے بعد دوسرا نکاح کرلیا، وہ دوسری بیوی میرے ساتھ رہ رہی ہے، عدت کا کوئی خرچہ نہیں دیا، نہ میں نے مہر دئے، اب میں پہلی بیوی سے نکاح کرنا چاہتا ہوں، بتائیں مجھے کیا کرنا ہوگا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ کی پہلی بیوی طلاق شدہ بیوی آپ کے لئے اس وقت حلال ہوگی جب وہ عدت کے بعد دوسرے شخص سے نکاح کرلے اور وہ شخص اس عورت سے صحبت کرے، پھر اپنی مرضی سے طلاق دیدے، یا تفریق واقع ہوجائے، تو عدت گذرنے کے بعد وہ آپ کے لئے حلال ہوسکتی ہے، اور آپ اس سے نیا نکاح کرسکتے ہیں، اس حلالہ کے بغیر اس کا نکاح آپ سے ہرگز درست نہ ہوگا۔

عن عائشة رضي اللّٰه عنها أن رجلاً طلّق امرأته ثلاثًا فتزوجت زوجًا فطلقها قبل أن يمسها فسئل رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أتحل للأول قال: لا، حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (سنن النسائي ۸٤/۲ رقم: ۳٤٤۱)

وإن كان الطلاق ثلاثا في الحرة ثنتين في الأمة، لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحًا صحيحًا لم يدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية ٤۷۳/۱، تبيين الحقائق ۱٦۲/۳ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۳/۳/۱۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دوبارہ شوہرِ اول سے نکاح کرنا؟

سوال (۳۲۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جو دوسرا نکاح طلاق کے بعد ہوا ہے وہ صحیح ہے؟

(۲) اگر ساتھ رہنا ہو تو کیا کرنا ہوگا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تین طلاقوں کے بعد حلالہ کے بغیر پہلے شوہر سے نکاح درست نہیں ہوا، ان دونوں میں فوراً تفریق لازم ہے، ورنہ سخت گنہگار ہوں گے، اور جن لوگوں نے یہ مشورہ دیا ہے کہ ریحانہ کا پہلا نکاح درست نہیں تھا؛ اس لئے طلاق نہیں ہوگی، وہ مسئلہ سے ناواقف ہیں۔

مسئولہ صورت میں اگر ریحانہ اور عارف ساتھ رہنا چاہتے ہیں، تو اُس کی صورت قرآن پاک کی روشنی میں یہ ہے کہ ریحانہ کا نکاح عدت گذارنے کے بعد اولاً کسی دوسرے شخص سے ہو، پھر وہ اسے طلاق دیدے یا تفریق واقع ہوجائے، تو اس کی عدت گذارنے کے بعد عارف سے نکاح ہوسکتا ہے۔

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ [البقرة، جزء آيت: ۲۳۰]

وإن كان الطلاق ثلاثًا في الحرة وثنتين في الأمة لا تحل له حتى تنكح زوجًا غيره نكاحًا صحيحًا، ويدخل بها ثم يطلقها، أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية ٤٧٣/١، الهداية ٣٩٩/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۳/۱۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تین طلاق کے بعد بیوی کو زوجیت میں لانے کا شرعی طریقہ کیا ہے؟

سوال (۳۲۶): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص نے جس نے اپنی اہلیہ چمن آراء بنت محمد اسلام ساکن مرادآباد کو غصے کی حالت میں ایک ہی مجلس میں بیک وقت تین طلاق دیدی ہیں۔ معلوم ہوا کہ مذکورہ شخص اپنی غلطی پر نہایت شرمندہ ہے، اور اپنی بیوی کو دوبارہ زوجیت میں رکھنا چاہتا ہے، جب کہ بیوی بھی اس کے لئے تیار ہے۔ طلاق کا یہ واقعہ 14/07/2013 کا ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ کیا ایک مجلس کی تین طلاقیں تین واقع ہوگیں یا ایک واقع ہوگی یا شوہر کو رجوع کرنے کا حق حاصل ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تین طلاقیں چاہے ایک مجلس میں دی جائیں یا الگ الگ مجالس میں وہ تین ہی واقع ہوتی ہیں۔ قرآن وحدیث سے یہی ثابت ہے؛ لہٰذا مسئولہ صورت میں آپ کی بیوی پر تین طلاقیں یقیناً واقع ہوچکی ہیں، اب وہ حلالۂ شرعیہ کے بغیر آپ کے نکاح میں نہیں آسکتی۔ اور حلالہ کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ عدت گزرنے کے بعد اس عورت کا بلا کسی شرط کے دوسرے مرد سے نکاح ہو پھر وہ اس کے ساتھ شب گزارے پھر اگر طلاق یا تفریق کی نوبت آجائے تو اس کی عدت گزرنے کے بعد آپ سے نکاح ممکن ہے، اس کے بغیر آپ اپنی بیوی سے تعلق قائم نہیں رکھ سکتے ہیں۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلاَ تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾

[البقرة، جزء آیت: ۲۳۰]

عن سهل بن سعد رضي اللّٰه عنه في هٰذا الخبر، قال: فطلقها ثلاث تطليقات عند رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فأنفذه رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم. (سنن أبي داؤد ۱/۳۰۶ رقم: ۲۲۵۰)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها أن رجلا طلق امرأته ثلاثا فتزوجت زوجًا،

فطلقها قبل أن يمسها، فسئل رسول الله أتحل للأول؟ قال: لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (سنن النسائي ٨٤/٢ رقم: ٣٤٤١)

عن عائشة رضي الله عنها أن رجلا طلق امرأته ثلاثا فتزوجت فطلق فسئل النبي صلى الله عليه وسلم أتحل للأول؟ قال: لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول. (صحيح البخاري ٧٩١/٢ رقم: ٥٢٦١)

وإن كان الطلاق ثلاثًا في الحرة ...... لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره نكاحًا صحيحًا ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية ٤٧٣/١، البحر الرائق ٥٦/٤، مجمع الأنهر ٨٧/٢-٨٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۴۳۵/۲/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مطلقۂ ثلاثہ بیوی کے ساتھ بغیر حلالہ اور تجدید نکاح کے بے تکلف رہنا قطعاً حرام ہے؟

سوال (۳۲۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ناصر حسین ولد محمد رمضانی صاحب مرحوم ساکن محلّہ لاجپت نگر مرادآباد، موجودہ پتہ: کرافورڈ مارکیٹ محمد علی روڈ ممبئی۔

مجھے اپنے بڑے بھائی فضل الرحمٰن صاحب ولد محمد رمضای صاحب مرحوم ساکن مینا نگر نزد پیر کا بازار کرولہ مرادآباد کے بارے میں فتویٰ درکار ہے۔

میرے بڑے بھائی فضل الرحمٰن صاحب نے اپنی بیوی شائکہ پروین بنت شاکر حسین صاحب مرحوم ساکن محلّہ پیرغیب مردآباد کو...... بتاریخ ....کو طلاق دے دی تھی جس کی کاپی ساتھ میں ہے بچہ کوئی نہیں۔

میرے بڑ بھائی فضل الرحمٰن صاحب نے طلاق دینے کے لئے خداترسی کے جذبے سے

مغلوب ہوکر شائیکہ پروین کے رہنے کے لئے ایک مکان خرید کران ہی کے نام رجسٹر کرا کردے دیا تھا، اور اپنے گھر کا تمام سامان بھی ان کو دے دیا تھا، اوران کے خرچ کے لئے معقول ماہانہ وظیفہ بھی دینا شرع کر دیا تھا۔

اس تمام کے باوجود بھی شائیکہ پروین چین سے نہیں بیٹھی، وہ میرے بڑے بھائی فضل الرحمٰن صاحب کے پیچھے پڑی رہی کہ میں اکیلی ہوں تم میرے ساتھ رہ لو۔

مجبور ہوکر میرے بڑ بھائی فضل الرحمٰن نے کسی جگہ سے فتویٰ لے لیا، جس میں ایک ہی گھر میں ایک ساتھ پردے سے رہنے کی اجازت دے دی گئی تھی۔

میرے بڑے بھائی فضل الرحمٰن صاحب تقریباً ۲/سال سے اس طلاق شدہ عورت کے ساتھ رہ رہے ہیں بغیر پردہ وپوشیدہ، پہلے ہی کی طرح وہ رہ رہے ہیں، سب کچھ خلط ملط ہوگیا ہے۔

میرے بڑے بھائی فضل الرحمٰن صاحب کی بدھ بازار اسٹیشن روڈ مرادآباد میں دوکان ہے پیسے کی کمی نہیں ہے، لاجپت نگر مرادآباد میں مکان ہے جس میں ہمارے منجھلے بھیا حفظ الرحمٰن صاحب رہتے ہیں۔

میرے بڑے بھائی فضل الرحمٰن صاحب اگر چاہیں تو علیحدہ مکان خرید سکتے ہیں رہنے سہنے کی کوئی مجبوری نہیں ہے، کھانے پینے کی کوئی دقت نہیں ہے۔

ایک طلاق شدہ عورت کے ساتھ پہلے کی طرح رہنا برادری میں رہنے کی وجہ سے معاشرہ میں بے حد شرمندگی اٹھانی پڑرہی ہے۔

فتویٰ عنایت فرمائیں تاکہ میں اپنے بڑی بھائی فضل الرحمٰن صاحب کو فتویٰ کی روشنی میں دینی قانون وضابطہ کے تحت جینے کے لیے آمادہ کرسکوں، اس عورت کے پاس سے نکال کر فضل الرحمٰن کا نکاح ثانی کرانا چاہتا ہوں تاکہ ان کی باقی زندگی پرسکون گذار سکے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: جس عورت کو ۳/طلاقیں دے دی ہوں، اس کے ساتھ

ایک گھر میں بے تکلف رہنا قطعاً حرام ہے؛ لہٰذا مسئولہ صورت میں آپ کے بھائی فضل الرحمٰن صاحب پر لازم ہے کہ وہ فوراً مذکورہ مطلقہ عورت سے علاحدگی اختیار کرلیں ورنہ سخت گنہگار رہیں گے۔

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ – إلی قوله – فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ [البقرة، جزء آیت: ۲۹-۳۰]

وإن كان الطلاق ثلاثًا في الحرة ...... لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره نكاحًا صحيحًا ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية ٤٧٣/١ زكريا، البحر الرائق ٥٦/٤، مجمع الأنهر ٨٧/٢-٨٨)

حكم الطلاق زوال ملك النكاح و زوال حل العقد حتى ثم ثلاثا.

(الفتاویٰ التاتارخانية ٣٩١/٤، مستفاد آپ کے مسائل اور ان کا حل جدید ٤٧١/٦)

وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من أئمة المسلمين إلى أنه يقع ثلاث. (شامي ٤٣٤/٤ زكريا)

الخلوة بالأجنبية حرام. (شامي ٥٢٩/٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۴/۵/۲۶ھ

رخصتی سے قبل غیر مدخولہ کو تین الگ الگ الفاظ سے طلاق دینا؟

سوال (۳۲۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص کا جلسہ عام میں نکاح ہوا، ابھی اس کی رخصتی بھی نہیں ہوئی تھی کہ اس نے رخصتی سے پہلے اپنی بیوی کے بارے میں کہا کہ میں نے اس کو طلاق دی، میں نے اس کو طلاق دی، میں نے اس کو طلاق دی، تو بتایئے کہ اس صورت میں کونسی طلاق واقع ہوگی، پھر وہ شخص اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے، تو کیا اس سے دوبارہ نکاح ہوجائے گا، اس کی کیا شکل ہوگی؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: مسئولہ صورت میں جب اس نے اپنی غیر مدخولہ کو تین

الگ الگ الفاظ سے طلاق دی ہے، تو صرف پہلی مرتبہ طلاق دینے سے وہ مطلقہ بائنہ ہوچکی ہے اور بعد میں کہے گئے الفاظ اس کے حق میں لغو ہوگئے ہیں؛ لہٰذا اس صورت میں اس پر صرف ایک طلاق بائن واقع ہوئی، اب اگر شوہر اس سے دوبارہ نکاح کرنا چاہے تو حلالہ کے بغیر بھی نکاح جدید کرسکتا ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ۹/ ۳۰۷، احسن الفتاویٰ، فتاویٰ محمودیہ)

وإذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً قبل الدخول بها وقعن عليها، فإن فرق الطلاق بانت بالأولى ولم تقع الثانية والثالثة وذٰلک مثل أن يقول أنت طالق، طالق، طالق. (الفتاویٰ الهندية ۱/ ۳۷۳ زكريا، كذا في الدر المختار على هامش الرد المحتار ۴/ ۵۱۲ زكريا، كذا في تبيين الحقائق / كتاب الطلاق قبل الدخول ۳/ ۷۱ دار الكتب العلمية بيروت)

وإذا كان الطلاق بائناً دون الثلاث فله أن يتزوجها في العدة وبعد انقضائها . (الهداية ۲/ ۳۹۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۲۳/ ۱۱/ ۱۴۲۲ھ

خلوتِ صحیحہ کے بعد قبل الدخول طلاق ہونے پر عدت کا حکم؟

سوال (۳۲۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: نکاح کے بعد خلوت صحیحہ تو ہوئی؛ لیکن ابھی شوہر حق زوجیت ادا نہیں کرسکا کہ دونوں میں علیحدہ ہوگئی، تو خلوت صحیحہ کے بعد بغیر صحت کے علیحدگی ہوجانے سے لڑکی پر دوسرے نکاح کے لئے عرصہ عدت واجب ہوگی یا فوراً دوسرا نکاح کرسکتی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شوہر خلوتِ صحیحہ کے بعد اگرچہ حق زوجیت ادا نہ کرسکا، پھر بھی خلوتِ صحیحہ کی وجہ سے بیوی پر علیحدگی کے بعد عدت واجب ہے؛ لہٰذا تین حیض عدت کے گذرنے کے بعد بیوی دوسرے شخص سے نکاح کرسکتی ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ۱۰/ ۲۸۸)

عـن سـعيـد بـن الـمسيـب قال: قال عمر بن الخطاب رضي اللّٰه عنه: إذا أرخيـت الستور، فقد وجب الصداق والعدة. (سـنـن سعيد بن منصور / باب فيما يجب به الصداق ۲۰۱/۱ رقم: ۷۵۷، السنن الكبرىٰ للبيهقي ۴۹/۱۱ رقم: ۱۴۸۴۵)

والـخلوة بلا مرض أحدهما كالوطء ولو مجبوبًا أو عنينًا أو خصيًا، وتجب العدة فيها أي تجب العدة على المطلقة بعد الخلوة احتياطاً. (البحر الرائق ۱۵۵/۳)

والـخلوة الـصحيـحة تـوجـب الـعدة في النكاح الصحيح دون الفاسد. (الفتاوىٰ التاتارخانية ۲۳۲/۵ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۳/۸/۱۴ھ

دوسری بیوی کا تین طلاق کے بعد دوبارہ نکاح پر اصرار کرنا؟

سوال (۳۳۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں نے اپنے والدین اور پہلی بیوی کی مرضی کے بغیر دوسری شادی کر لی تھی، پھر اپنے گھر والوں اور پہلی بیوی کے بہت زیادہ اصرار پر کہ دوسری بیوی کو چھوڑ و؛ لہٰذا اُن کے دباؤ میں، میں نے دوسری بیوی کو تین طلاق دے دی ہے، دوسری بیوی کہتی ہے کہ مجھے ساتھ یہی رکھو ورنہ جان دے دوں گی، تو کیا طلاق ہو چکی ہے، اب دوبارہ اسے رکھ سکتا ہوں یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب کہ آپ نے اپنی دوسری بیوی کو تین طلاقیں دے دیں ہیں، تو وہ آپ کے نکاح سے باہر ہوگئی، اب حلالہ شرعیہ کے بغیر آپ کا اُس سے ازدواجی تعلق قائم نہیں ہوسکتا، بغیر حلالہ کے اُس کا آپ کے ساتھ رہنے پر اصرار کرنا اور نہ رکھنے پر خودکشی کی دھمکی دینا قطعاً غلط ہے، آپ کو اُس کی بات ماننا لازم نہیں، اور نہ ہی آپ اُس کے کسی عمل کے ذمہ دار ہوں گے۔

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلاَ تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ [البقرة، جزء آيت: ۲۳۰]

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلاَ تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرٰى﴾ [الأنعام، جزء آيت: ۱٦٥]

عن سهل بن سعد في هذا الخبر قال: فطلقها ثلاث تطليقات عند رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فأنفذه رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم. (سنن أبي داؤد / باب اللعان ۲/۳۰٦ رقم: ۲۲٥۰)

عن الحسن قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق. (المصنف لابن أبي شيبة ۱۸/۲٤۷ رقم: ۳٤٤۰٦)

إذا قال لزوجته: أنت طالق طالق طالق طلقت ثلاثا. (الأشباه والنظائر ۲۱۹)

إذا كان الطلاق ثلاثا في الحرة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره، ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية ۱/٤۷۳ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۲/۱۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی کو تین طلاق دینے کے بعد بچوں کی پرورش کس کے ذمہ ہے؟

سوال (۳۳۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری لڑکی کی شادی کو ۹؍سال ہوگئے، داماد سے کسی قسم کی شکایت نہیں تھی، ایک دن وہ لڑکی کو ہمارے گھر چھوڑ گئے اور دوسرے دن اپنے بڑے لڑکے جو اسکول جاتا ہے، اسے بلانے بھیج دیا کہ اسکول جائے گا؛ لہٰذا لڑکی نے بچے کو تیار کرکے جو نوکر آیا تھا، اس کے ساتھ بھیج دیا، پھر ایک آدمی آیا اس نے کہا چھوٹے لڑکے کو جو دوسال کا ہے، اسے یاد کررہے ہیں، اس کو دے دو، اس کو بھی دے دیا، پھر مغرب بعد ان کا کاریگر آیا اور بولا ابا امی کو بلارہے ہیں، کچھ بات کرنی ہے، پھر ہم دونوں میاں بیوی گئے تو ان کے بھائی بیٹھے تھے، ان سے معلوم کیا کہ کیا بات ہے؟ تو انہوں نے

کہا کہ اعظم اوپر ہے تو ہم اوپر گئے تو دیکھا ہمارے داماد بہت رو رہے تھے، تو میری بیوی نے معلوم کیا کہ اعظم کیا بات ہے؟ کیوں رو رہے ہو؟ تو اس نے کہا بڑے بھائی آرہے ہیں، وہ بتائیں گے کیا بات ہے؟ پھر وہ تین چار آدمیوں کو لے کر آئے تو ان کے بڑے بھائی نے کہا اعظم بتا کیا بات ہے؟ وہ اپنے بھائیوں سے ڈرتے ہیں، ان کے دباؤ میں انہوں نے یعنی اعظم نے کہا کہ میں اس کو نہیں رکھوں گا، جب سے میری شادی ہوئی ہے میں خطا معاف کرر ہا ہوں، میں اسے الگ کرنا چاہتا ہوں، اس کے بعد انہوں نے کہا کہ میں نے طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی، میں فوراً اپنے گھر آ گیا، یہ بیان بالکل حلفیہ دے رہا ہوں، اب اس صورت میں بچے کس کے پاس رہیں گے؟ ایک پانچ سال کا ہے دوسرا دو سال کا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں لڑکی پر تین طلاقیں واقع ہوچکی ہیں، اب اس سے حلالہ شرعیہ کے بغیر زن وشوئی کا تعلق قائم نہیں ہوسکتا، اور سات سال کی عمر ہونے تک بچے ماں کی پرورش میں رہیں گے، اس کے بعد باپ کو اپنی پرورش میں لینے کا حق ہوگا؛ لیکن باپ کی پرورش میں رہنے کے باوجود ماں کو بچوں سے ملنے سے روکا نہیں جائے گا۔

عن عبد اللّٰه بن عمر أن امرأة قالت يا رسول اللّٰه! إن ابني هذا كان بطني له وعاء، وثديي له سقاء وحجري له حواء، وإن أباه طلقني وأراد أن ينتزعه مني فقال لها رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أنت أحق به مالم تنكحي. (سنن أبي داؤد / باب من أحق بالولد رقم: ٢٢٧٦)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الهداية ٣٩٩/٢، الفتاوى الهندية ٤٧٣/١)

والحاضنة أمّا أو غيرها أحق به أي بالغلام حتى يستغني عن النساء وقدر

بسبع وبه يفتي؛ لأنه الغالب. (شامي ٥٦٦/٣ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۰/۸/۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مذاکرۂ طلاق کے دوران کہنا کہ ’’ہم نے تینوں دیا‘‘

سوال (۳۳۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک ماہ سے مسلسل ماں اور اس کے لڑکے کے درمیان جھگڑا ہورہا تھا، بیوی کی غیر موجودگی میں ایک روز پھر جھگڑا شروع ہوا، ماں بیٹے کے درمیان تو بیٹے نے کہا میری شادی آپ لوگ کرتے ہیں، میری بیوی سے متعلق زیادہ طعن وتشنیع کروگے، تو ہم چھوڑ دیں گے، غصہ میں آکر بیٹے نے کہا ماں سے کہ ’’ہم نے تینوں دیا‘‘، مزید ڈرانے دھمکانے کے لئے کہا، لیکن لڑکا سے سوال کرنے پر بیان دیا کہ میں نے تینوں کا لفظ جو استعمال کیا وہ ماں کو ڈرانے دھمکانے کے لئے کہا ہے، تاکہ روز انہ کا جھگڑا ختم ہوجائے، طلاق دینی کی نیت یہ جملہ ادا کرتے وقت بھی نہ تھی، اور اب بھی نہیں ہے؟ اس مسئلہ کے متعلق امارتِ شرعیہ بہار کے دارالافتاء سے عدمِ وقوع کا فتویٰ آیا ہے، آپ کی اس کے بارے میں کیا رائے ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں چوں کہ مذکراۂ طلاق یعنی اس جملہ کہ ’’میری بیوی سے متعلق زیادہ طعن وتشنیع کروگے تو ہم چھوڑ دیں گے‘‘ کے بعد یہ لفظ کہا ہے کہ ’’ہم نے تینوں دیا، تو ایسی صورت میں فتاوی شامی کی درج ذیل عبارت سے نیت طلاق کے بغیر بھی تین طلاقوں کے وقوع کا حکم معلوم ہوتا ہے، اس لئے آپ فتاوی شامی کے جزئیہ کے حوالے کے ساتھ دوبارہ دارالافتاء امارت شرعیہ بہار سے رجوع کریں وہ جزئیہ یہ ہے:

لو قال: أنت بثلاث: وقعت ثلاثا إن نوى؛ لأنه محتمل لفظه، ولو قال: لم أنو لا يصدق إذا كان في حال مذاكرة الطلاق؛ لأنه لايحتمل الرد وإلا صدق.

(شامي / باب الكنايات ٤/ ٥٣٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲؍۷؍۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

میں نے تجھے طلاق دی باری باری

سوال (۳۳۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آپس میں ایک گھریلو جھگڑا ہوا، جھگڑا اس طرح ہوا کہ میری سالی کی لڑکی کا رشتہ اس لڑکی کے ماموں کے لڑکے کے ساتھ طے ہوگیا تھا، وہ ختم ہوگیا، میری بیوی اپنے ممیرے بھائی کے لڑکے جس کے رشتہ کی بات ہوئی تھی، اس کی طرف داری کررہی تھی، میں اپنی سالی کی طرف بول رہا تھا؛ کیوں کہ وہ بیوہ ہے اور غریب ہیں، اور میں ان کی غربت کو دھیان میں رکھتے ہوئے ان کی مدد بھی کرتا رہتا ہوں، اور کبھی کبھی اپنی دوسری سالی کے یہاں جو کہ مرادآباد میں ہی ہے، ان کے یہاں قیام کرتا ہوں، اور میں رام پور میں رہتا ہوں اور مزدوری مرادآباد میں کرتا ہوں، ان حالات میں میری بیوی اپنی بہن پر اور مجھ پر کچھ شک سمجھتی ہے، اس شک کی بنیاد پر ہی جھگڑا ہوا، ان لوگوں کے سامنے جن کا رشتہ ختم ہوا ان کے سامنے میں نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی سے ایک ہی سانس میں یہ الفاظ کہے: ''میں نے تجھے طلاق دی باری باری''۔ اب قانونِ شریعت کی رو سے بتایا جائے کہ اس حالت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ اگر طلاق ہوگئی تو اس کے معاملہ میں درستی کا کیا طریقہ ہے، ساتھ رکھنے کی کیا شکل ہوسکتی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں عورت پر تین طلاقیں واقع ہوگئیں ہیں؛ کیوں کہ ''میں نے طلاق دی'' کے ساتھ دومرتبہ ''باری باری'' کہنے سے مزید دو طلاقیں واقع ہوکر کل تین طلاقیں ہوگئیں۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۹؍۳۱۵)

مستفاد: وفي الخلاصة: أنت طالق مع كل (يوم) تطليقة وقع ثلاث في

الحال (الدر المختار) وفيه تحريض بزيادة لفظة يوم. (شامي ٤٠٦/٤ زكريا)

أي مع كل تطليقة تطليقة. (تقريراتِ رافعي ٢١٥)

ولو قالت: مرا طلاق کن مرا طلاق کن مرا طلاق کن، فقال: کردم، کردم، کردم تطلق ثلاثاً وهو الأصح. (الفتاویٰ الهندية ٣٨٣/١ زكريا)

لہٰذا اَب اس عورت کو بغیر حلالہ اپنے نکاح میں نہیں لا سکتے، حلالہ کی شکل یہ ہے کہ عورت عدت گذارنے کے بعد کسی دوسرے آدمی سے نکاح کرے اور وہ مرد جماع کرنے کے بعد جو طلاق دیدے یا شرعی تفریق ہوجائے تو شوہر اول اس عورت سے عدت گذرنے کے بعد نکاح کرسکتا ہے۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة أو ثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره نكاحًا صحيحًا ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الهداية ٣٩٩/٢، الفتاویٰ الهندية ٤٧٣/١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۹/۵/۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تین طلاق دے دوں گا، کہنے کے بعد ’’دے دی‘‘ کہنے کا حکم؟

سوال (۳۳۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اپنی بیوی ہندہ سے کہا کہ اگر تم عمر وبکر کے ٹیوب ویل کے پاس یا آنگن جاؤ گی تو تمہیں تینوں طلاق دے دوں گا، سکتہ کے بعد پھر ثانیاً کہا کہ دے دوں گا، دے دیا، یعنی زید نے اپنی زبان میں یوں کہا جیوت لے تینوں طلاق دے دو، دے دوں کیا؟ دے دی، تو کیا اِن صورتوں میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر نہیں تو کوئی مضائقہ نہیں، اور اگر ہوئی تو کون سی صورت نکل سکتی ہے اور اختیار کی جاسکتی ہے؟ ہندہ مقید شدہ جگہوں تک نہیں پہنچی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ’’دے دوں کیا‘‘ کہنے سے پہلے تعلیق طلاق والا کلام

منقطع اور کالعدم ہوگیا، اور آگے دے دی کہنے سے از سرِنو تین طلاقیں واقع ہوگئیں؛ کیوں کہ ذکر تین طلاقوں کا چل رہا ہے، اب حلالہ شرعیہ کے بغیر ان میں زن وشوئی کا تعلق قائم کرنا حرام ہے۔

قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ [البقرة، جزء آيت: ٢٣٠]

وإن كان الطلاق ثلاثا في الحرة ...... لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحًا صحيحًا ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاوىٰ الهندية ٤٧٣/١، البحر الرائق ٥٦/٤، مجمع الأنهر ٨٧/٢-٨٨)

لو قالت طلقني ثلاثاً ...... ولو قال: قد طلقتک فهي ثلاث. (الفتاوىٰ الهندية ٣٥٦/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵/۱۱/۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حلالہ شرعیہ سے متعلق مسائل

مطلقہ ثلاثہ کا شوہرِ اول کے ساتھ رہنے کیلئے شرعی حلالہ شرط ہے؟

سوال (۳۳۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اپنی بہو کو اپنے بیٹے سے طلاقِ مغلظہ دلائی، فیصلہ جدائی کا ہوگیا، مغلظہ نے الگ تھلگ رہ کر رسمی عدت نہیں گذاری، خسر دو تین دن اپنی بہو کو لے کر غائب رہا، بعدہٗ بہو اور بیٹے کو ساتھ کر دیا اور دونوں میاں بیوی کی طرح رہنے لگے۔ زید نے کہا ہم حلالہ کروالائے ہیں، حلالہ کی عدت پوری نہیں کی، اور نکاحِ ثانی کا بھی پتہ نہیں کہ ہوا یا نہیں، حلالہ اور نکاحِ ثانی کا ثبوت نہیں، فرضی حلالہ کی عدت بھی نہیں، ایسی صورتِ حال میں اس گھر یا اس کے ہاتھ کا کھانا پینا کیسا ہے؟ اس سے اولاد بھی پیدا ہو چکی ہیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حلالہ کی صحت کے لئے ضروری ہے کہ طلاق کی عدت گذرنے کے بعد دوسرے شخص سے نکاح کیا جائے، پھر وہ جماع کے بعد طلاق دیدے یا تفریق ہوجائے، اور اُس کی عدت گذرنے کے بعد شوہرِ اول سے نکاح ہو، عدت کی تکمیل سے قبل نکاح کی اجازت نہیں ہے۔ اب تحقیق کرلی جائے اگر حلالہ میں یہ شرطیں ملحوظ رہی ہیں، تو دوسرا نکاح صحیح ہے، اور اگر کوئی بھی شرط پوری نہیں ہوئی ہوتو نکاح درست نہ ہوگا، اور اُن میں زن وشوئی کا تعلق حرام کاری قرار پائے گا۔

قال العلامة آلوسي: فإن طلقها أي الزوج الثاني فلا جناح عليهما، أي على الزوج الأول والمرأة أن يتراجعا، أي يرجع كل منهما إلى صاحبه بالزواج

بعد مضي العدة. (روح المعاني ۲/۲ ۱ ۲ زكريا، وكذا في التفسير المظهري ۳۴۷/۱ زكريا)

ولا تحل الحرة بعد الثلاث إلا بعد وطي زوج اٰخر بنكاح صحيح ومضي عدته. (مجمع الأنهر ۴۳۸/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۸/۱/۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حلالہ کا شرعی طریقہ

سوال (۳۳۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حلالہ کی شرعی حیثیت ہے یا نہیں؟ اگر شرعی حیثیت ہے تو طریقۂ کار کیا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حلالہ کا طریقہ یہ ہے کہ شوہرِ اول کے طلاق دینے کے بعد جب عدت تین حیض گذر جائے، تو دوسرے شخص سے نکاح کرلے اور شوہرِ ثانی اس سے ہم بستر ہونے کے بعد ایسے طہر میں طلاق دے جس میں جماع نہ کیا ہو، بعد ازاں عدت گذر جانے پر شوہرِ اول کے لئے حلال ہوگی۔

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلاَ تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ [البقرة، جزء آیت: ۲۳۰]

عن نافع كان ابن عمر رضي اللّٰه عنهما إذا سُئل عمن طلّق ثلاثًا، قال: قال لو طلقت مرةً أو مرتين، فإن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أمرني بهٰذا، فإن طلقها ثلاثًا حرُمت حتى تنكح زوجًا غيره. (صحيح البخاري، ۷۹۲/۲ رقم: ۵۲۶۴، صحيح مسلم ۴۷۶/۱ رقم: ۱۴۷۱)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: سئل النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يُطلق

امرأته ثلاثًا فيتزوجها الرجل، فيغلق البابَ، ويُرخِي الستر، ثم يطلقها قبل أن يدخل بها، قال: لا تحل للأول حتى يُجامعها الآخر. (سنن النسائي ۸٤/۲ رقم: ۳٤٤٤)

وإن كانت الطلاق ثلاثا في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره نكاحًا صحيحًا، ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية ٤٧٣/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۵/۱/۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حلالہ میں جماع اور ہم بستری کی تحقیق

سوال (۳۳۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: چار سال پہلے زید نے اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں ایک ہی مجلس میں تین طلاق دی، منکوحہ کی عدت ختم ہونے پر ایک ۷۵-۸۰ر سال کے شخص سے نکاح کرایا گیا، نکاح کے بعد وہ شخص اس رات کو اپنی نئی بیوی کے ساتھ ایک الگ کمرہ میں کھانا کھایا جب کہ اس کا وکیل اور مولانا صاحب (جنہوں نے نکاح پڑھایا تھا) الگ دوسرے کمرہ میں کھانا کھایا وہ شخص کھانا کھانے کے بعد گھر والوں کے اصرار پر اپنی نئی بیوی سے ہم بستری کئے بغیر تین طلاق دے کر چلا آیا اور آکر مسجد میں سو گیا اس کا مہر بھی ادا نہیں کیا، پھر اس عورت کی عدت ختم ہونے کے بعد اپنے پہلے شوہر یعنی زید سے دوبارہ انہیں مولانا صاحب سے نکاح پڑھوا کر دونوں عرصہ چار سال سے ازدواجی زندگی گذار رہے ہیں، ابھی کچھ دن قبل نکاح خواں مولانا صاحب کو محلّہ کی مسجد کی امامت سے گاؤں والوں نے نکال دیا ہے، تو مولانا صاحب نے کچھ لوگوں سے بتایا کہ زید جو اپنی بیوی کے ساتھ ازدواجی زندگی گذار رہا ہے وہ حرام کاری میں مبتلا ہے؛ اس لئے کہ اس کی بیوی سے جو حلالہ کرایا گیا تھا وہ شریعت کے خلاف ہے؛ کیوں کہ جس شخص نے حلالہ کیا تھا وہ بغیر ہم بستری کے آکر مسجد میں سویا تھا، اِسی بات کو لے کر محلّہ کے اندر ایک عجیب فتنہ برپا ہوا ہے، بعض لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ جو وکیل وگواہ

ہوئے تھے ان کا بھی نکاح ٹوٹ گیا ہے وہ بھی حرام کاری میں مبتلا ہیں، جب کہ دونوں گواہ صرف عقد کے وقت تک موجود تھے باقی اور کسی معاملہ میں شامل نہیں ہیں۔

مولانا صاحب جن لوگوں کو یہ بات بتاتے ہیں وہ لوگ جب مولانا صاحب کو پوچھتے ہیں کہ آپ اتنے دن کے بعد کیوں بتا رہے ہیں، تو مولانا صاحب بولے کہ میں اگر اس وقت بتا دیتا، تو مجھے اسی وقت مسجد کی امامت سے نکال دیتے؛ اس لئے میں خاموش رہا، بعض لوگ یہ بھی کہہ رہے ہیں، یہ حلالہ علی الاعلان نہ کر کے چپکے چپکے کیوں کیا گیا؟ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ صورتِ مسئولہ عنہا میں شرعی حکم واضح فرمائیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں جس شخص سے حلالہ کرایا گیا ہے، اس سے براہِ راست تحقیق کی جائے کہ اس نے ہم بستری کے بعد طلاق دی تھی یا پہلے، اس کے بیان پر ہی مسئلہ کا مدار ہے، نیز لڑکی سے بھی پوچھا جائے کہ کیا واقعہ پیش آیا تھا، اس تحقیق کے بعد ہی حکم شرعی واضح ہوسکتا ہے، اور بہر صورت اس نکاح میں شریک وکیل اور گواہوں کا اپنا نکاح نہیں ٹوٹے گا، جو لوگ ان کے نکاح ٹوٹنے کی بات کہہ رہے ہیں وہ ناواقف ہیں۔

قال الزوج الثاني: كان النكاح فاسدًا أو لم أدخل بها، وكذبته فالقول لها، ولو قال الزوج الأول ذٰلک، فالقول له أي في حق نفسه (الدر المختار) ادعت أن الثاني جامعها وأنكر الجماع حلت للأول. (الدر المختار مع الرد المحتار / باب الرجعة، مطلب: في حيلة إسقاط التحليل بحكم شافعي بفساد النكاح الأول ٤١٧/٣ دار الفكر بيروت)

لو أخبرت المرأة أن زوجها الثاني جامعها وأنكر الزوج الجماع حلت للأول، ولو كان على القلب بأن أنكرت وأقر الزوج الثاني لا تحل. (الفتاویٰ الهندية ٤٧٤/١ زكريا)

ثم اعلم أن اشتراط الدخول ثابت بالإجماع، فلا يكفي مجرد العقد.

(شامي ٤١/٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۹/۳/۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حلالہ صحیح ہونے کے لئے شوہرِ ثانی کا وطی کرنا شرط ہے

سوال (۳۳۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے نور جہاں سے شادی کی؛ لیکن کثرت اولاد کی بناء پر شوہر کی رضامندی سے نور جہاں نے نسبندی کرالی، کچھ دنوں کے بعد آپسی نااتفاقی پر زید نے اپنی بیوی نور جہاں کو طلاق مغلظہ دے دی اور حسبِ دستور شرع بغرضِ حلالہ نور جہاں نے نکاحِ ثانی ایسے معمر شخص سے کیا جو جماع پر قادر نہیں تھا، عورت کے اصرار پر شوہرِ ثانی نے انکار کردیا کہ میں اِس قابل نہیں ہوں اور شب گذارنے کے بعد شوہرِ اول یعنی زید نے نور جہاں سے نکاح کرلیا؛ لہٰذا اِس صورت میں شریعت کا حکم کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: طلاقِ مغلظہ کے بعد حلالہ صحیح ہونے کے لئے شوہرِ ثانی کا اس عورت سے ہم بستری کرنا شرط ہے، اس کے بغیر وہ عورت شوہرِ اول کے لئے حلال نہ ہوگی؛ لہٰذا حسبِ تحریر سوال چوں کہ صورتِ مسئولہ میں نور جہاں کے ساتھ اس کے شوہرِ ثانی نے جماع نہیں کیا ہے، اس لئے طلاق وعدت کے بعد بھی اس کا اپنے شوہرِ اول زید سے نکاح کرنا شرعاً ناجائز اور حرام ہے، اور اُن دونوں کا ساتھ رہ کر میاں بیوی جیسی زندگی گذارنا حرام کاری ہے۔

لا تحل مطلقة الثلاث للزوج الأول بمجرد خلوة الثاني؛ بل لا بد من وطئه. (شامي ١١٩/٣ كراچی)

اور نسبندی کی وجہ سے حکم میں کوئی فرق نہ پڑے گا۔

قال الله تعالیٰ: ﴿حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ﴾ [البقرة، جزء آيت: ٢٣٠]

فإن طلقها الزوج بعد الثنتين فلا تحل له من بعد بعد الطلقة الثالثة حتى تنكح تتزوج زوجًا غيره. (تفسير جلالين ۳۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۱/۳/۷ھ

بھتیجے سے حلالہ کرانا؟

سوال (۳۳۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بابو کے سگے بھائی کا ایک لڑکا ہے یعنی بابو کا سگا بھتیجہ تو کیا مسماۃ ہندہ کا حلالہ کے لئے بابو کے سگے بھتیجے کے ساتھ نکاح کرایا جاسکتا ہے، یعنی شرعاً اس کے ساتھ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: بابو کا بھتیجہ بابو کی بیوی کے لئے محرم نہیں ہے؛ لہٰذا اُس سے عدت گزرنے کے بعد ہندہ کا نکاح جائز ہے۔

قال الله تعالىٰ: ﴿وَاُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ﴾ [النساء، جزء آيت: ٢٤] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱/۳/۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مطلقہ ثلاثہ سے پندرہ سال بعد بغیر حلالہ کے نکاح کرنا؟

سوال (۳۴۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ۷/ جولائی ۲۰۰۲ء میں تین طلاق ہوئی، اور اس طرح ۱۰/ سال کا عرصہ بیت چکا ہے، اب نکاح کرنے کے لئے اسی لڑکی سے دوبارہ زور پڑ رہا ہے، جو لوگ نکاح میں گواہ تھے وہی لوگ طلاق میں بھی گواہ تھے، لڑکی والوں نے بذاتِ خود طلاق لی تھی، میں نے مہر کی رقوم پچیس ہزار روپئے جو کہ معجّل تھے، اُن کی ادائیگی بھی نہیں کی ہے، کیا دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے؟ طلاق کے وقت لڑکی

موجود نہ تھی، اُن کے والدین موجود تھے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شوہر نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی، تو طلاقِ مغلظہ واقع ہوکر بیوی شوہر کے لئے قطعی طور پر حرام ہوگئی ہے، اور چوں کہ طلاق کے بعد پندرہ سال کا عرصہ گذر چکا ہے، اس لئے عدت بھی پوری ہوگئی ہے؛ البتہ حلالہ شرعیہ کے بغیر دوبارہ اس عورت سے نکاح کرکے میاں بیوی کی طرح رہنا جائز نہیں، اور شرعی حلالہ کی شکل یہ ہے کہ کسی دوسرے مرد سے اُس کا نکاح کرایا جائے اور دوسرا شوہر اُس کے ساتھ ہمبستری کرکے اپنی مرضی سے طلاق دیدے، اس کے بعد جب یہ عورت تین ماہواری عدت گذارے گی، تب شوہرِ اَول کے لئے اس عورت سے نکاح کرنا اور میاں بیوی کی طرح رہنا شرعاً جائز ہوگا، اور طے شدہ مہر کی ادائیگی بدستور آپ کے ذمہ لازم ہے، طلاق کی وجہ سے مہر ساقط نہ ہوگا، اور جب نیا نکاح ہوگا تو اس کے علاوہ ازسرنو مہر مقرر کرنا ہوگا۔

لو قال لزوجته أنت طالق طالق طالق طلقت ثلاثاً. (الأشباه والنظائر ۲۱۹)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له، حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية ۲۷۳/۱، الفتاویٰ التاتارخانية ۴۷/۵ رقم: ۷۵۰۳ زكريا)

لا يحل للرجل أن يتزوج حرة طلقها ثلاثاً قبل إصابة الزوج الثاني. (الفتاویٰ الهندية ۲۸۲/۱ زكريا)

فظاهر النص يقتضي أن لا يسقط شيء منه بالطلاق. (بدائع الصنائع ۵۸۵/۲ زكريا)

فالمهر يتأكد بأحد معان ثلاثة: الدخول، والخلوة الصحيحة، وموت أحد الزوجين، سواء كان مسمى أو مهر المثل، حتى لا يسقط منه بعد ذٰلک إلا بالإبراء من صاحب الحق. (بدائع الصنائع ۵۸۴/۲ زكريا)

وإذا تـأكـد الـمهـر بـمـا ذكر لا يسقط بعد ذٰلک، وإن كانت الفرقة من قبلها؛ لأن البدل بعد تأكده لا يحتمل السقوط إلا بالإبراء. (الدر المختار مع الشامي ٤/٢٣٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۳/۴/۲۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تین طلاق کے بعد عدت کے اندر نکاحِ ثانی سے حلالہ کا حکم؟

سوال (۳۴۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زاہدہ کو اس کے شوہر نے تین طلاق دے دی، زاہدہ عدت گذار رہی تھی، پوری عدت گذرنے سے پہلے ایک شخص سے اُس کا نکاح کرادیا، اور اُس نے ہم بستری بھی کرلی، جب کہ اُسے معلوم تھا کہ زاہدہ اَبھی عدت میں ہے، تو سوال یہ ہے کہ شوہر اول کی عدت گذرنے سے پہلے شوہر ثانی سے ہونے والا نکاح درست ہوا یا نہیں؟ اور شوہر ثانی کے ہم بستر ہونے اور جماع کرنے سے حلالہ درست ہوگیا؟ اور مہر کا کیا حکم ہوگا؟ اور حلالہ اور نکاح درست نہیں ہوا تو کیا شوہرِ ثانی اپنا دیا ہوا مہر واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زاہدہ کے عدت میں ہونے کا علم کے باوجود شوہرِ ثانی نے نکاح وجماع کیا، تو یہ سخت ترین گناہ ہے، دونوں پر سچے دل سے توبہ اور فوراً تفریق لازم ہے، اور اگر شوہر کو پہلے سے علم نہیں تھا تو اگرچہ نکاح صحیح نہیں ہوا؛ لیکن شوہرِ ثانی گنہگار نہ ہوگا، اور بہرحال اس جماع کی وجہ سے شوہرِ ثانی پر مہر دینا لازم ہے۔

عن محمد بن عبد الرحمٰن بن ثوبان قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من كشف خمار امرأة ونظر إليها فقد وجب الصداق الخ. (سنن الدار قطني ٣/٢١٣ رقم: ٣٧٨٠)

عن سليمان بن يسار أن عمر رضي الله عنه قال: للتي نكحت في عدتها: فـرق بيـنهـمـا، وقال: لا يتناكحان أبدًا، وجعل لها المهر بما استحل من فرجها، وأمرها أن تعتد من هٰذا وتعتد من هٰذا.

وعـن الشعبي أن عليًا رضي الله عنه فرق بينهما، وجعل لها الصداق بما استحل من فـرجها، وقال: انقضت عدتها إن شاء تتزوجته فعلت. (سـنن سعيد بن منصور، كتاب النكاح / باب المرأة تزوج في عدتها ١٨٩/١ رقم: ٦٩٨-٦٩٩)

أما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة إن علم أنها لـلـغيـر؛ لأنـه لـم يـقـل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً، فعلى هٰذا يفرق بين فاسده وبـاطـلـه فـي العدة، لهٰذا يجب الحدّ مع العلم بالحرمة لكونه زنا، كما في القنية وغيرها. (رد الـمـحتـار / بـاب الـعدة، مطلب في النكاح الفاسد والباطل ٢٧٤/٤ زكريا، ٥١٦/٣ دار الفكر بيروت، البحر الرائق ٤/ ٢٤٢ کراچی)

مستـفاد: إذا طلقها ثلاثا ثم قالت: قدانقضت عدتي وتزوجت، ودخل بي الـزوج، وطلقني وانقضت عدتي، والمدة تحتمل ذٰلک جاز للزوج أن يصدقها إذا كان في غالب ظنه أنها صادقة الخ. (الهداية ٤٠١/٢، الفتاویٰ الهندية ٤٧٤/١)

ويـجـب مهـر الـمثـل في نكاح فاسد بالوطئ لا بغيره ولم يزد مهر المثل على المسمى، ولو كان دون المسمى لزم مهر المثل. (تنوير الأبصار مع الدر المختار / باب المهر ٢٧٤/٤ زكريا)

إذا وقـع الـنـكـاح فـاسـدًا ...... وإن قد دخل بها فلها الأقل مما سمى لها، ومن مهر مثلها. (الفتاویٰ الهندية ٣٣٠/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۳/۱۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شرعی حلالہ کے بعد عورت شوہر اول کے نکاح میں آسکتی ہے

سوال (۳۴۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بکر نے اپنی بیوی کو حالت حمل میں ۳؍طلاقیں دیں، وضع حمل ہونے کے بعد ہندہ کی شادی عمر سے کردی گئی، شادی کے بعد ہندہ بکر کے گھر پر ہی ۲؍دن رہی، ۲۵؍روز کے بعد ہندہ عمر کے گھر چلی گئی، ہندہ عمر کے گھر تیرہ روز رہی، پھر عمر نے بھی ہندہ کو تین طلاقیں دیں، عدت گذرنے کے بعد اب ہندہ کی شادی پھر بکر سے ہوسکتی ہے یا نہیں؟

نوٹ: اگر ہندہ کا نکاح پھر بکر سے کوئی پڑھادے تو اس کا نکاح فاسد ہوگا یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ وتعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بکر نے جو طلاق دی تھی اس کی عدت وضع حمل پر پوری ہوگئی اور ہندہ کا نکاح عمر سے صحیح ہوگیا، اور عمر نے شب باشی کے بعد جو طلاق دی ہے اور اس کی عدت (تین ماہواری) بھی گذر گئی ہے تو ہندہ بکر کے نکاح میں آسکتی ہے اور اس کا نکاح پڑھانے والا گنہگار نہ ہوگا۔ (عالمگیری ۱؍۴۷۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۴۱۵/۹/۲۵ھ

طلاقِ کنائی

کہا کہ میرا تمہارا کوئی تعلق نہیں، تم چاہو تو دوسرے سے نکاح کرسکتی ہو؟

سوال (۳۴۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید اپنی اہلیہ مریم سے تقریباً بیس سال سے تعلقات منقطع کئے ہوئے ہے، نہ نان ونفقہ دیتا ہے، نہ ازدواجی تعلق رکھتا ہے؛ بلکہ اس نے بار بار اپنی اہلیہ سے یہ کہا ہے کہ میں تم سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہتا، میرا تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے، تم چاہو تو کسی دوسرے سے نکاح کرسکتی ہو، میرے اور تمہارے درمیان طلاق ہی بہتر ہے۔

مریم اس جملہ کے بعد (جو زید نے مریم سے کہا کہ ''تم کسی دوسرے سے نکاح کرسکتی ہو میرے اور تمہارے درمیان طلاق ہی بہتر ہے'') زید کے یہاں نہیں جانا چاہتی اور سمجھتی ہے کہ زید نے اسے طلاق دے دی ہے۔ کیا ازروئے شرع ان الفاظ سے مریم کو طلاق ہوگئی؟ اگر ہوئی تو کونسی؟ کیا مذکورہ بالا صورت میں جب کہ زید مریم سے بیس سال سے تعلقات منقطع کئے ہوئے ہے، نان ونفقہ بھی نہیں دیتا، اور ازدواجی تعلق بھی ختم کئے ہوئے ہے، کیا اس صورت میں بھی زید سے یہ پوچھا جائے گا کہ اس کی نیت طلاق دینے کی ہے یا نہیں اور اس سے طلاق ہوگی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بشرطِ صحتِ سوال واقعہ مسئولہ عنہا میں حسبِ ذیل الفاظ کنائی ''میرا تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے، تم چاہو تو کسی دوسرے سے نکاح کرسکتی ہو، میرے تمہارے درمیان طلاق ہی بہتر ہے'' سے دیانۃً طلاق کا وقوع شوہر کی نیت پر موقوف ہے، اگر اس نے مذکورہ الفاظ سے طلاق کی نیت کی ہے تو طلاق واقع ہوگئی ورنہ نہیں۔

عن إبراهيم قال: إذا قال لامرأته: إذهبي فانكحي، ليس بشيء، إلا أن يكون نوىٰ طلاقًا فهي واحد وهو أحق بها. (المصنف لعبد الرزاق، الطلاق / باب إذهبي فانكحي ٣٦٦/٦ رقم: ١١٢١٤)

نقل العلامة الشامي: عن شرح الجامع الصغير لقاضي خان: ولو قال اذهبي فتزوجي، وقال لم أنو الطلاق لايقع شيءٌ، وفيه ويؤيده ما في الذخيرة: اذهبي وتزوجي لا يقع إلا بالنية، وإن نوىٰ فهي واحدة بائنة. (شامي ٣١٤/٣ كراچی)

وفي الهندية: تزوجي ونوىٰ الطلاق أو الثلاث صحيح، وإن لم ينو شيئاً لم يقع، كذا في العتابية. (الفتاویٰ الهندية ٣٧٦/١، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ٣٩٨/٩)

اَب اگر شوہر الفاظ مذکورہ سے نیت طلاق کا منکر ہے اور حقوق زوجیت ادا کرکے لے جانا چاہتا ہے تو عورت کو اس کے ساتھ جانا پڑے گا؛ لیکن اگر حقوق زوجیت بھی ادا نہیں کرتا ہے تو عورت کو چاہئے کہ وہ خلع وغیرہ کی پیش کش کرکے شوہر سے خلاصی حاصل کرلے، اور اگر اس کی کوئی صورت نہ نکل سکے، تو مسلم قاضی اور اُس کے نہ ہونے کی صورت میں جماعتِ مسلمین یعنی شرعی پنچایت کے رو برو اَپنا معاملہ پیش کرے اور اُس کے مطابق عمل کرے، اِس کارروائی کی تکمیل اور شوہرِ اَول سے تفریق ہوئے بغیر اُس عورت کا نکاح کسی دوسرے شخص سے درست نہ ہوگا، حتی کہ اگر نعوذ باللہ عورت مرتد بھی ہوجائے تب بھی شوہر اول کے نکاح سے خارج نہ ہوگی۔ (دیکھئے: الحیلۃ الناجزہ ۶۲، نیز ۱۰۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۱/۶/۲۹ھ

تم دوسرے گھر چلی جاؤ کہنے سے طلاق

سوال (۳۴۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سلمیٰ اور سلطانہ دو بہنیں ہیں، سلمیٰ بڑی ہے جو خالد کے نکاح میں ہے، اِتفاقاً دونوں بہنوں میں تنازع ہوگیا، اِسی دوران خالد نے سلطانہ کو بلایا، سلمیٰ نے خالد سے کہا کہ میرے سامنے سلطانہ

کومت بلانا، تو خالد نے سلمیٰ سے کہا کہ تم دوسرے گھر جاؤ، تو اِس لفظ سے خالد کا نکاح باطل ہوا یا نہیں؟ خالد کے دل میں طلاق کا اِرادہ نہیں تھا۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال میں ذکرکردہ واقعہ اگر صحیح ہے تو سلمیٰ پر طلاق واقع نہیں ہوئی۔

مستفاد: أخرجه ابن أبي شيبة عن الحسن في رجل قال لامرأته: ألحقي بأهلک، قال: نيته. وفي أثر آخر عن عامر قال: ليس بشيء إلا أن ينوي طلاقاً في غضب. (المصنف لابن أبي شيبة ٥٧٦/٩ رقم: ١٨٣٥٧-١٨٣٥٨ المجلس العلمي)

والكنايات لا تطلق بها قضاءً إلا بنية أو دلالة الحال......، فنحو أخرجي واذهبي ...... ففي حالة الرضا تتوقف على نية، وفي الغضب تتوقف الأولان إن نوى، وفي مذاكرة الطلاق يتوقف الأول فقط. (الدر المختار مع الشامي / باب الكنايات ٢٩٧/٣ كراچی، ٥٢٨-٥٣٣ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٣٧٤/١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۱/۱۰/۲۶ھ

’’تو یہاں سے نکل جا‘‘ بغیر نیتِ طلاق کے کہنے سے طلاق

سوال (۳۴۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کی بیوی اپنے شوہر کی اِجازت کے بغیر کسی کے گھر ٹی وی دیکھنے جاتی تھی، اُس نے بار بار اُس کو منع کیا؛ لیکن وہ اپنے اِس فعل سے باز نہیں آئی، تو زید نے اُس کے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر کھینچا، یہاں تک کہ ہندہ کی دونوں ہاتھوں کی چوڑیاں بھی ٹوٹ گئیں، اور زبان سے یہ الفاظ کہے کہ ’’تو یہاں سے نکل جا‘‘؛ لیکن ہندہ گھر سے نہیں نکلی، زید کا حلفیہ بیان ہے کہ میرا اِن الفاظ کے کہتے وقت طلاق کا اِرادہ نہیں تھا، مگر زید کی بیوی ہندہ کا بیان یہ ہے کہ زید نے میرے دونوں ہاتھ کھینچتے ہوئے یہ الفاظ کہے تھے کہ ’’میں نے تجھے آزاد کیا‘‘ اور تین مرتبہ یہ لفظ کہا؛ لہٰذا درخواست ہے کہ اُن دونوں

میں سے کس کے بیان کا اعتبار کیا جائے گا؟ جب کہ اِس واقعہ کے وقت کا کوئی گواہ دونوں کے پاس نہیں ہے۔ آپ تفصیل سے تحریر فرمائیں کہ کیا اِن الفاظ کے ساتھ طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اور اگر واقع ہوئی تو کس قسم کی واقع ہوگی؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں چوں کہ عورت کے بیان پر شرعی گواہ موجود نہیں ہیں اور شوہر حلفیہ کہتا ہے کہ اس نے ''تو یہاں سے نکل جا'' کے اَلفاظ سے طلاق کا اِرادہ نہیں کیا تھا، تو شوہر ہی کا قول معتبر ہوگا، اور بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

عن الحسن في الرجل قال لامرأته: أخرجي، استتري، إذهبي لا حاجة لي فيک، فهي تطليقة، إن نوى الطلاق. (المصنف لابن أبي شيبة، الطلاق / في الرجل يقول لامرأته: لا حاجة لي فيك ٩/٦٦٠ رقم: ١٨٢٩٤ المجلس العلمي)

والكنايات لا تطلق بها قضاءً إلا بنية أو دلالة الحال......، فنحو أخرجي واذهبي ...... ففي حالة الرضا تتوقف على نية، وفي الغضب تتوقف الأولان إن نوى، وفي مذاكرة الطلاق يتوقف الأول فقط. (الدر المختار مع الشامي / باب الكنايات ٢٩٧/٣ كراچی، ٥٢٨-٥٣٣ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٣٧٤/١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۱/۵/۲۶ھ

''تیری میرے یہاں بالکل گنجائش نہیں'' کہنے سے طلاق؟

سوال (۳۴۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید اور اس کی بیوی کے درمیان تکرار اور جھگڑا ہوا، زید نے رات کو اپنی بیوی کو حکم دیا کہ اگر تو نے صبح اپنے میکہ جانے کی تیاری نہ کی تو ڈنڈے سے خبر لوں گا، میں تجھے وہیں چھوڑ کر آؤں گا، سات سال کی عمر تک بچے تیرے پاس رہیں گے، پھر میں اُن کا مستحق ہوں، صبح بیوی نے تیاری کرلی،

برقع اوڑھ لیا، پھر دونوں میں جھگڑا شروع ہوا، اس میں شوہر نے کہا کہ اب تیرا میرے یہاں ٹھکانہ نہیں، جھگڑا کافی دیر تک ہوا، جھگڑے کے درمیان زید نے تین مرتبہ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد کہا کہ تیری میرے یہاں بالکل گنجائش نہیں، تیری میرے گھر میں کوئی گنجائش نہیں، بعد میں جھگڑا ختم ہوگیا۔

سوال یہ ہے کہ صورتِ بالا میں زید کی بیوی کو طلاق ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کتنی طلاقیں ہوئیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں شوہر کے یہ الفاظ ''تیری میرے یہاں بالکل گنجائش نہیں''، عربی الفاظ: **"لاحاجة لي فيک"** اور **''لارغبة لي فيک"** کے مرادف ہیں، جن کے بارے میں فقہاء نے لکھا ہے کہ ان سے طلاق واقع نہیں ہوگی اگرچہ طلاق کی نیت کی ہو؛ لہٰذا یہ مذکورہ بالا الفاظ محض دھمکی پر محمول ہوں گے، ان سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

ولو قال: لا حاجة لي فيک و نوی الطلاق لايقع. (خانية على الهندية ٤٦٦/١)

لارغبة لي فيک؛ فإنه لايقع وإن نوی. (الفتاویٰ الهندية ٣٧٥/١ زكريا)

تاہم اگر شوہر نے مذکورہ الفاظ بنیتِ طلاق ادا کئے ہیں تو احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ تجدید نکاح کرلیا جائے؛ تاکہ کوئی شک وشبہ باقی نہ رہے۔

عن الحسن في رجل قال لامرأته: إذهبي لا حاجة لي فيک، فهي تطليقة إن نوی الطلاق. (المصنف لابن أبي شيبة / في الرجل يقول لامرأته: لا حاجة لي فيك ٥٦٠/٩ رقم: ١٨٢٩٤ المجلس العلمي) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۲/۱/۲۳ھ

''میں نے تجھے استعفیٰ دے دیا، میں نے تجھے طلاق دے دی'' سے طلاق

سوال (۳۴۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: میاں بیوی میں جھگڑا ہوا، لڑتے ہوئے بیوی نے میاں سے کہا کہ اگر تو ایک اصل کا ہے تو مجھ کو طلاق دیدے، میاں نے پہلی مجلس میں جواب میں کہہ دیا کہ ''میں نے تجھ کو استعفیٰ دیا''، اور طلاق کی نیت تھی، تقریباً ۵؍منٹ بعد بیوی نے پھر طلاق مانگی تو میاں نے پھر دوبارہ دوسری مجلس میں کہا کہ ''میں نے تجھ کو طلاق دے دی''۔ آدمی ایک بار طلاق کا اقراری ہے اور بیوی دوبار کی اقراری، گواہ کوئی نہیں، کس کا قول معتبر ہوگا؟ اور کونسی طلاق واقع ہوگی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہمارے عرف میں استعفیٰ دینے کا لفظ صراحۃً یا کنایۃً طلاق کے لئے مستعمل نہیں ہے؛ لہٰذا بیوی سے ''میں نے استعفیٰ دیا'' سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی؛ البتہ بعد میں جب شوہر نے کہا ''میں نے تجھ کو طلاق دے دی'' تو اُس سے ایک طلاقِ رجعی واقع ہوگئی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۲؍۵۷۵ ڈابھیل)

ورکنہ لفظ مخصوص هو ما جعل دلالةً على معنى الطلاق من صريحٍ أو كنايةٍ. (الدر المختار ۳؍۲۳۰ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۵؍۱۰؍۱۴۱۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

آج سے کل تک تمہارا باپ نہیں آیا تو کھلا طلاق

سوال (۳۴۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید وہندہ دونوں میاں بیوی کے درمیان جھگڑا او مارپیٹ ہوئی، تو زید نے غصہ کی حالت میں کہہ دیا کہ ''آج سے کل تک تمہارا باپ نہیں آیا تو کھلا طلاق (تین طلاق) دے دیا''، پھر دوبارہ زید نے ہندہ کو کہا کہ ''اگر آج سے کل تک تمہارا باپ یا بھائی نہیں آیا تو کھلا طلاق (تین طلاق) دے دیں گے''۔ اَب ہندہ کا بھائی آج اور کل کا دن گذرنے کے بعد رات کو آٹھ بجے پہنچا، اِس حالت میں زید کے جملے پر غور وفکر کریں گے کہ ہندہ کو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر وہاں کے عرف میں کھلا طلاق سے تین طلاقیں ہی مراد ہوتی ہیں، جیسا کہ سوال میں بریکٹ کی وضاحت سے معلوم ہوتا ہے اور تعلیق کے بعد لڑکی کا باپ یا بھائی وقت مقررہ کے اندر وہاں نہیں آیا، تو صورتِ مسئولہ میں زید کی بیوی پر تین طلاقِ مغلظہ واقع ہوچکی ہیں، اب ان میں دوبارہ بلا حلالہ شرعیہ کے نکاح نہیں ہوسکتا ہے۔

إذا وجد الشرط انحلت الیمین وانتھت. (الفتاویٰ الھندیۃ ۱/۴۱۵ زکریا)

ولا تحل الحرۃ بعد الثلاث. إلا بعد وطئ زوج آخر بنکاح صحیح ومضي عدتہ. (مجمع الأنھر ۱/۴۳۸، کذا في الھندیۃ ۱/۴۷۲ دار إحیاء التراث العربي، الدر المختار / باب الرجعۃ ۳/۴۰۹ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۱۲/۱۰/۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی نے کہا کہ: ’’اپنی ماں کو گود میں لے کر بیٹھ جا‘‘

سوال (۳۴۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کریم کی بیوی نے کریم سے یوں کہا کہ ’’ایسا کر کہ اپنی ماں کو گود میں لے کر بیٹھ جا‘‘۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں بیوی کے مذکورہ الفاظ کہنے سے کوئی طلاق وغیرہ واقع نہیں ہوئی؛ اس لئے کہ اولاً یہ الفاظِ طلاق نہیں، دوسرے یہ کہ طلاق کا حق صرف مردوں کو ہے عورت کی جانب سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

یقع طلاق کل زوج إذا کان عاقلاً بالغاً. (الفتاویٰ الھندیۃ ۱/۳۵۳ زکریا)

الطلاق ھو رفع قید النکاح في الحال أو المآل بلفظ مخصوص، ھو ما اشتمل علی الطلاق صریحًا أو کنایۃً. (الرد المحتار مع الدر المختار ۳/۲۲۷ کراچی،

٤/٤٢٤ زكريا، البحر الرائق ٥١٨/٣ زكريا، كذا في الهندية ٣٤٨/١ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۲/۱۲/۷ھ

''میں نے تیرا حساب صاف کردیا'' سے طلاق

سوال (۳۵۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اپنی بیوی کو الگ الگ تین یا تین سے زیادہ نشستوں میں طلاق کی نیت سے یہ الفاظ کہے کہ ''میں نے تیرا حساب صاف کردیا ہے، تو اپنا تن تیوڑا لے کر میرے گھر سے چلی جا، اگر نہیں جاتی تو رہتی رہ، ہمارے درمیان حرام کاریاں ہورہی ہیں''۔ کیا اِن الفاظ سے طلاق ہوگئی یا نہیں؟ اگر ہوگئی تو اِس کے باوجود وہ شوہر کے گھر رہ رہی ہے، تو اُس کا کیا حکم ہے اور اِس حالت میں اُس کے ہاتھ کا کھانا پینا کیسا ہے؟ اور اگر رجعت کرنا چاہیں تو کیا طریقہ ہے؟

نوٹ:- شوہر کہتا ہے کہ میں نے تین طلاقیں دے دیں اور بیوی گھر سے نہیں جاتی تو شرعاً کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب کہ شوہر مذکورہ بالا الفاظ سے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دینے کا اقرار کررہا ہے، تو بلاشبہ بیوی پر تین طلاقیں مغلظہ واقع ہوگئی ہیں، اب اُن دونوں میں زن وشوئی کے تعلقات قطعاً حرام ہیں، مرد اگر ایسا تعلق رکھے گا تو وہ بھی سخت گنہگار ہوگا اور عورت اگر مرد کو قابو کرے گی، تو اُسے بھی سخت گناہ ملے گا۔ الغرض دونوں میں فی الفور جدائی لازم ہے اور حلالۂ شرعیہ کے بغیر شوہر اوّل سے نکاح کی کوئی صورت نہیں ہے۔

لو كرر لفظ الطلاق وقع الكل. (الدر المختار / باب طلاق غير المدخول بها ٢٩٣/٣ كراچی، ٥٢١/٤ زكريا)

ولو أقر بالطلاق كاذبًا أو هازلاً وقع قضاءً. (شامي / مطلب في النكاح على

التوكيل بالطلاق ٤٤٠/٤ زكريا، البحر الرائق ٢٤٦/٣ كوئٹه)

والمرأة كالقاضي، لا يحل لها أن تمكنه إذا سمعت منه ذٰلک أو شهد به شاهد عدلٍ عندها. (تبيين الحقائق / باب الطلاق ١٩٨/٢ ملتان، البحر الرائق / باب الطلاق ٢٥٧/٣ كوئٹه، شامي، كتاب الطلاق / مطلب في قول البحر أن الصريح يحتاج في وقوعه ديانة ٢٥١/٣ دار الفكر بيروت، ٤٦٣/٤ زكريا)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة وثنتين في الأمة، لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره نكاحًا صحيحًا، ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيما تحل به المطلقة ٤٧٢/١-٤٧٣ زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الثالث والعشرون في مسائل المتعلقة بنكاح المحلل ١٤٨/٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۴/۲/۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

الوداع عمر بھر کے لئے الوداع؛ کہنے سے طلاق

سوال (۳۵۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مظہر کی دختر مسماۃ شنیدہ اختر ہمراہ مسمی محمد رفیق ولد حسن محمد المعروف حسن سکھنہ سنگیوٹ مہنڈر ضلع پونچھ کشمیر عرصہ ایک سال تین ماہ سے شادی شدہ ہے، دختر مذکورہ اپنی سسرال میں صرف عرصہ دو ماہ آباد رہی، اُس کے بعد وہ والد کے گھر آ گئی، اور سسرال والوں کے یہاں جانے سے منکر ہوگئی، اس لئے کہ سسر حسن محمد نے خلافِ شرع مذکورہ لڑکی کے ساتھ برتاؤ کیا ہے:

(۱) یہ کہ جب لڑکی کے پاس سے گزرتا ہے تو بنیت خلاف شرعی لڑکی کے پستانوں کو ٹھوکر لگاتا ہے۔

(۲) اور ایک بار یہ بھی کہا کہ اگر تم خاوند کے بستر پر نہیں سونے جاتی ہو یا وہ سونے نہیں دیتا ہے، تو میرے بستر پر میرے ساتھ سو جاؤ۔

(۳) جب لڑکی غسل کرنے لگتی ہے، تو سسر مذکور چھپ چھپ کر اُس کے جسم کو دیکھتا ہے۔

(۴) مذکورہ لڑکی کے خاوند نے اپنی پھوپھی کے لڑکے جو کہ پولیس میں ملازم ہے، ایک دن مذکورہ لڑکی کو اور پولیس مین کو بند کمرہ میں دروازہ بند کر کے رکھا، اس نے کہا کہ آپ کی کیا مرضی ہے، آباد ہونا ہے یا نہیں؟ اس نے لڑکی پر ناجائز حربہ کیا؛ بلکہ ناجائز مار پیٹ کی۔

(۵) جب لڑکی والد کے گھر آئی اور یہ کہانی سنائی، تو والد نے گھر جانے سے روک دیا، چند یوم کے بعد دختر کے والد اور ایک پنچایت کا آدمی آیا اور جب ہمارے گھر آئے، تو پنچایت کار یہیں رہا اور مظہر کا داماد بھاگ کر چلا گیا، اور جعلی اس نے اپنے قلم سے ایک کاپی پر لکھ دی کہ ''شنیدہ اختر الوداع عمر بھر کے لئے الوداع''۔ اس لئے مظہر استدعاء کرتا ہے کہ مندرجہ بالا الفاظوں کے مطابق فتویٰ شرعی تحریر فرمایا جائے کہ مظہر کی دختر اِس خاوند کے گھر رہ سکتی ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''الوداع عمر بھر کے لئے الوداع'' الفاظ کنایہ ہیں، لفظ ''فارقتک'' اور ''سرحتک'' کے معنی میں ہے؛ لہٰذا اگر شوہر نے مذکورہ لفظ سے طلاق کی نیت کی ہے جیسا کہ ظاہر الفاظ سے یہی معلوم ہوتا ہے، تو عورت پر ایک طلاقِ بائنہ واقع ہو چکی ہے، عدت گزرنے کے بعد اُس کا دوسری جگہ نکاح ہوسکتا ہے۔

سرحتک فارقتک لايحتمل السب والرد. ففي حالة الرضا تتوقف الأقسام الثلاثة تاثيراً على نية، للاحتمال والقول له بيمينه في عدم النية. (الدر المختار مع تنوير الأبصار / باب الكنايات ٥٣٢/٤-٥٣٣ زكريا، ٣٠٠/٣ كراچی، كذا في الهندية ٣٧٥/١ زكريا)

ويقع بباقيها: أي باقي ألفاظ الكنايات المذكورة البائن إن نواها. (الدر المختار / باب الكنايات ٢٩٦/٣ كراچی، ٥٣٤/٤ زكريا)

إذا كان الطلاق بائنًا دون الثلاث، فله أن يتزوجها في العدة وبعد انقضائها. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ٤٧٣/١ زكريا،

وکذا في تبیین الحقائق، کتاب الطلاق / باب الرجعة ۱۶۲/۳ دار الکتب العلمیة بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۵/۳/ ۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ایک دو تین، جا سالی چلی جا؛ کہنے سے طلاق

سوال (۳۵۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کہتا ہے کہ مجھ سے اور میری بیوی سے جھگڑا ہوا، غصہ میں میں نے کہا کہ: ’’ایک دو تین‘‘ ساتھ ساتھ یہ بھی کہا: ’’جا سالی چلی جا‘‘۔ اِس درمیان کوئی گواہ نہ تھا، اس کے بعد لوگوں نے مجھ سے پوچھا طلاق دے دی، تو میں نے کہا ہاں طلاق دے دی، کونسی طلاق ہوئی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بنیت طلاق ایک دو تین کہنے سے زید کی بیوی پر تین طلاقیں واقع ہوگئیں ہیں، اب حلالہ شرعیہ کے بغیر اُن دونوں میں زن وشوئی کا تعلق قائم نہیں ہوسکتا۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۱۷۶/۵، فتاویٰ محمودیہ ۵۰/۱۲ ڈابھیل)

لو قال لامرأته مني بثلاث، قال ابن الفضيل إذا نوى يقع. (شامي ۲۷۵/۳ کراچی، ۴۹۷/۴ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۲/۲/ ۱۴۱۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

’’نائے راکھب‘‘ کہنے سے طلاق؟

سوال (۳۵۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں نے بیوی سے خفا اور پریشان ہوکر یہ کہہ دیا کہ ’’نائے راکھب‘‘ یہ دو مرتبہ کہہ دیا، مطلب یہ ہے کہ ’’میں تمہیں نہیں رکھوں گا‘‘ اس لفظ کو ہمارے یہاں اکثر وبیشتر مستقبل کے لئے بولتے ہیں، جیسے کہتے ہیں کہ ’’نائے راکھب، نائے جاب، نائے کھاب‘‘۔ تو اب آپ بتائیں ’’نائے راکھب‘‘

کہنے سے طلاق تو نہیں پڑے گی؟ جب کہ کہتے وقت ہماری نیت طلاق دینے کی نہیں تھی ؛ بلکہ یہاں نہ رہے میکہ جائے وہاں رہے، شرعی حکم سے آگاہ فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ’’نا ئے را کھب‘‘ کا لفظ جب کہ مستقبل کے لئے بولا جاتا ہے اور نہ ہی اُسے طلاق کی نیت سے استعمال کیا گیا ہے، تو اِس لفظ سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی ۔ (فتاویٰ دارالعلوم ۹/ ۴۷۶)

فقال الزوج: طلاق می کنم …… **طلقت بخلاف قوله: سأطلق طلاق می کنم لأنه استقبال فلم یکن تحقیقًا بالتشکیک.** (الفتاویٰ الهندیة ۱/ ۳۸٤ زکریا، کذا في المحیط البرهاني / الفصل السابع والعشرون ٥/ ٢٤٥ ڈابھیل، الفتاویٰ التاتارخانیة / الفصل الحادي والعشرون ۳/ ۹۸ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۵/۲/۳۰ھ

’’بہر کیف آج دن سے ناطہ ختم ہوجاتا ہے‘‘ لکھنے سے طلاق؟

سوال (۳۵۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو متعدد بار خط لکھا اور خط کے اندر طلاق کا ذکر ہے، جو آپ کے سامنے خط کو پیش کیا جارہا ہے، تو کیا اِس صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہمرشتہ خطوط میں سے ایک خط میں شوہر نے بیوی سے خطاب کرتے ہوئے یہ الفاظ تحریر کئے ہیں: ’’بہر کیف اَب آج دن سے ناطہ ختم ہوتا ہے‘‘، اگر اِن الفاظ سے شوہر کی نیت طلاق دینے کی تھی، تو ایک طلاق بائنہ عورت پر واقع ہوجائے گی۔

ولو قال لها لا نکاح بیني وبینک، أو قال: لم یبق بیني وبینک نکاح،

يقع الطلاق إذا نوىٰ. (الفتاوىٰ الهندية ٣٧٥/١، كذا في قاضي خان / فصل في الكنايات والمدلولات ٤٦٨/١، الفتاوىٰ البزازية / الصل الثاني في الكنايات ١٩٦/٤ زكريا، وكذا في البحر الرائق / باب الكنايات ٥٢٨/٣ زكريا)

وينكح مبانته بما دون الثلاث في العدة وبعدها بالإجماع. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٤٠٩/٣ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۶/۱/۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

''تیرا میرا کوئی تعلق نہیں'' سے طلاق کا حکم

سوال (۳۵۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مجھے میرے شوہر نے کہا جامیں نے تیرا معاملہ صاف کر دیا ہے، تیرا میرا کوئی تعلق نہیں ہے، اور پھر دوسری شادی کر لی ہے، مجھ سے کوئی واسطہ نہیں ہے، پانچ سال ہوگئے، کیا اس سے طلاق کا حکم آ کر میرا نکاح ختم ہو گیا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''تیرا میرا کوئی تعلق نہیں'' کہنے سے اگر شوہر نے طلاق کی نیت کی تھی، تو اس کی بیوی پر ایک طلاقِ بائن واقع ہوگئی تھی۔ (فتاویٰ دارالعلوم ۳۹۴/۴)

ولو قال لها لا نكاح بيني وبينك، أو قال: لم يبق بيني وبينك نكاح، يقع الطلاق إذا نوىٰ. (الفتاوىٰ الهندية ٣٧٥/١ زكريا، كذا في قاضي خان / فصل في الكنايات والمدلولات ٤٦٨/١، الفتاوىٰ البزازية / الصل الثاني في الكنايات ١٩٦/٤ زكريا، وكذا في البحر الرائق / باب الكنايات ٥٢٨/٣ زكريا)

وينكح مبانته بما دون الثلاث في العدة وبعدها بالإجماع. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطلاق / باب الرجعة ٤٠٩/٣ كراچی)

لہٰذا شوہر سے اس بارے میں تحقیق کرلی جائے اگر وہ کہتا ہے کہ میں نے طلاق کی نیت سے وہ الفاظ کہے تھے، تو اب اس کی عدت گذر چکی ہے، اور آپ دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہیں۔

والقول له بيمينه في عدم النية. (الدر المختار / أول باب الكنايات ٥٣٣/٤ زكريا، ٣٠٠/٣ كراچی، البحر الرائق / باب الكنايات ٥٢٩/٣ زكريا)

وأما الضرب الثاني وهو الكنايات لا يقع بها الطلاق إلا بالنية أو بدلالة الحال؛ لأنها غير موضوعة لطلاق؛ بل تحتمل وغيره فلا بد من التعيين أو دلالته. (الهداية / فصل في الطلاق قبل الدخول ٣٨٩/٢ مكتبة بلال ديوبند)

والقول قول الزوج في ترك النية مع اليمين في باب الكنايات. (الفتاویٰ الهندية / الفصل الخامس في الكنايات ٣٧٥/١، الفتاویٰ التاتارخانية / نوع آخر في حكم الكنايات ٤٧٢/٤ زكريا)

وفي كل موضع يصدق الزوج على نفي النية إنما يصدق مع اليمين؛ لأنه أمين في الإخبار عما في ضميره، والقول قول الأمين مع اليمين. (فتح القدير / فصل في الطلاق قبل الدخول ٧٣/٤ مصطفى ألباني الحلبي مصر) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۲/۶/۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

''اپنی لڑکی کی شادی کرلو میں نہیں رکھ سکتا'' سے طلاق

سوال (۳۵۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے تین شادیاں کیں، پھر چوتھی شادی بھی کرلی، اور ایک ماہ اس کے ساتھ گذارا، اس کے بعد لڑکی کی طبیعت ناساز ہوگئی، جس کی بنا پر علاج کی غرض سے وہ اپنے میکے چلی گئی، اور اس لڑکی کا شوہر ممبئی چلا گیا، اور وہاں سے چار ہزار روپیہ بھیج دیا اور لڑکی کے والد سے یہ کہا کہ تم اپنی لڑکی کی شادی کرلو میں نہیں رکھ سکتا ہوں، اور اب لڑکی بھی زید کے پاس رہنے سے انکار کرتی ہے، تو اس صورت میں اس لڑکی کو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر شوہر نے مذکورہ الفاظ ''اپنی لڑکی کی شادی کرلو میں نہیں رکھ سکتا'' طلاق کی نیت سے کہے ہیں تو اُس کی بیوی پر ایک طلاقِ بائنہ واقع ہوگئی ہے، عدت گذرنے کے بعد اُس کا نکاح دوسرے شخص سے جائز ہے۔

عن إبراهيم قال: إذا قال لامرأته: إذهبي فانكحي، ليس بشيء، إلا أن يكون نوىٰ طلاقًا فهي واحد وهو أحق بها. (المصنف لعبد الرزاق، الطلاق / باب إذهبي فانكحي ٣٦٦/٦ رقم: ١١٢١٤)

ويؤيده ما في الذخيرة: إذهبي وتزوجي لا يقع إلا بالنية، وإن نوى فهي واحدة بائنة. (شامي ٣١٤/٣ كراچی، ١/٤ ٥٥ زكريا)

ولو قال لها: "إذهبي فتزوجي" لا يقع الطلاق إلا بالنية، وإذا نوى الواحدة فهي واحدة، وإذا نوى الثلاث فثلاث. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٤٦١/٤ زكريا)

ولو قال لها إذهبي فتزوجي تقع واحدةً إذا نوى، فإن نوى الثلاث تقع الثلاث. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الخامس في الكنايات ٣٧٦/١ زكريا، فتاوىٰ قاضي خان، كتاب الطلاق / فصل في الكنايات والمدلولات ٤٦٨/١ زكريا، وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الطلاق، فصل في الكنايات ٤٠٤/١ دار إحياء التراث العربي بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۷/۵/۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نزع کے وقت غصہ کی حالت میں بیوی سے کہنا کہ ''تو میرے گھر سے نکل جا، مجھے تجھ سے نفرت ہوگئی ہے''

سوال (۳۵۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص نے اپنی زوجہ سے بوقت نزاع بحالت غضب یہ الفاظ کہے: ''تو میرے گھر سے

نکل جا مجھے صورت نہ دکھانا، تجھ سے مجھ کو بہت نفرت ہوگئی ہے‘‘۔ اسی وقت یا دوسرے وقت یہ بھی کہا کہ تیرا میرے گھر میں رہنا حرام ہے، مع کتبِ فقہیہ یا علتِ شرعیہ جواب تحریر فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شوہر کا اپنی بیوی سے بوقتِ نزاع غصہ کی حالت میں یہ کہنا کہ: ’’تو میرے گھر سے نکل جا، مجھے صورت نہ دکھانا وغیرہ‘‘، ان جملوں سے اگر طلاق کی نیت کی ہو تو اس سے ایک طلاق بائن واقع ہوگئی، اور بیوی شوہر کے نکاح سے خارج ہوگئی، اگر طلاق کی نیت نہ ہو محض دھمکی مقصد ہو تو طلاق واقع نہ ہوگی۔

وفي الدر المختار: فنحو أخرجي واذهبي وقومي يحتمل رداً ونحو خلية برية حرام. (وفي الغضب) توقف (الأولان) إن نویٰ وقع وإلا لا. (الدر المختار مع الشامي ٥٢٩/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۷/۱/۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاق کے بعد مطالبہ پر شوہر کا کہنا ’’صفائی دیدی‘‘

سوال (۳۵۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بکر زید کا لڑکا ہے، اور بکر کی وجہ سے اپنی چھوٹی بہن کو مار رہا ہے، اور مارتے ہوئے گھر پہنچا، اسی درمیان زید یعنی بکر کے والد نے لڑکی کو مارنے سے منع کیا، تو بکر کی والدہ آئی، اور بکر سے کہا کہ مارو تو زید اور حفصہ (میاں بیوی کے درمیان) بات بڑھنے لگی اور دست درازی کی نوبت آگئی، جب زید حفصہ کو مارنے لگا تو بیٹا بکر نے کہا کہ مار نہیں سکتے ہو، نہیں تو پھاڑ دوں گی، باپ سہم کر بولا کہ تو بڑا خلیفہ یا بہادر شیر دل ہوگیا ہے، تو کہا کہ ہاں! اُس کے بعد گویا ہوا کہ صفائی دے دو؛ لیکن مار نہیں سکتے ہو، تو باپ نے کہا کہ دے دوں کہ تو بیٹے نے کہا کہ دے دو، یہ بات کئی دفعہ ہوئی اور راقم الحروف اس کو روکتا رہا کہ کیا کہہ رہے ہو؛ لیکن زید نے یہ کہہ ہی دیا کہ ہاں دے دیا، تو لڑکے

نے کہا کہ تینوں دے دئے، تو باپ اب اس وقت خاموش رہا، تب میں نے یہ کہا کہ یہ بات بہت خراب ہوگئی، آپ کے اس کہنے سے طلاق واقع ہوگئی، زید تھرتھرا کر بیٹھ گیا، اور افسوس کرنے لگا، حفصہ گویا ہوئی کہ میرا مہر دے دو، تو اس کی ایک لڑکی نے کہا کہ مہر اس کا حق ہے، اگر وہ کہے گی کہ ہاں معاف کر دیا ہے، تب ہی معاف ہوسکتا ہے ورنہ نہیں، بہر حال مسئلہ طلب یہ ہے کہ اس مذکورہ بالا صورت میں حفصہ کو طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زید نے طلاق کے مطالبہ پر جب یہ لفظ کہا کہ ''صفائی دے دی''۔ تو اُس سے ایک طلاقِ بائن واقع ہوچکی؛ لہٰذا اَب رجوع کرنے کے لئے از سرِنو نکاح کرنا ہوگا۔

لا تحتمل المذاكرة من الرد والتبعيد، فترجح جانب الطلاق ظاهراً فلا يصدق في الصرف عنه، فلذا وقع بها قضاء بلا نية. (شامي ٥٣٣/٤ زكريا)

لا يلحق البائن البائن. (شامي ٥٤٢/٤ زكريا، كذا في الفتاوىٰ الهندية ٣٧٧/١ زكريا، تبيين الحقائق ٨٤/٣ بيروت)

وبقية الكنايات إذا نوى بها الطلاق، كانت واحدةً بائنةً، وإن نوى ثلاثًا كان ثلاثًا ...... وهٰذا مثل قوله ...... وألحقي بأهلك ...... واخرجي وإذهبي وقومي الخ. (الهداية، كتاب الطلاق / فصل في الطلاق قبل الدخول ٣٧٤/٢ شركة علمية ملتان، وكذا في الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الكنايات ٢٩٨/٣ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۲/۱۱/۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اَپنے والدین کو خبر کردے تجھے لے جائیں، اور دوسرا لڑکا تلاش کرلیں؟

سوال (۳۵۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: زید کی شادی بشریٰ سے ہوئی، بعد شادی بشریٰ میں عیب معلوم ہوا، مثلاً سامنے کے دو دانت نہیں ہیں اور نہ نکلنے کی کوئی اُمید ہے، اب زید اپنے والدین سے کہنے لگا میں اس لڑکی کو نہیں رکھونگا؛ کیوں کہ لڑکی کے والدین نے مجھے اس عیب پر مطلع نہیں کیا اور نہ زید کے والدین کو اس عیب کا علم تھا، پھر زید نے بشریٰ سے کہا تم اپنے والدین کو خبر کردو کہ تجھے لے جائیں گے، اور یہ بھی کہہ دینا کہ دوسرا لڑکا تلاش لیں، بشریٰ نے یہ خبر نہیں بھیجی، دوسرے روز پھر زید نے اُسی طرح کہا اور زید نے دونوں دن یہ الفاظ بھی بڑھائے تھے کہ: ''تمہارا گذارا میرے پاس نہیں ہوسکتا ہے'' اور یہ تمام باتیں غصہ میں ہورہی تھیں، پھر زید نے مذکورہ گفتگو کی، اور دوسری والی رات میں ہمبستری بھی کی، کیا اِن صورتوں میں بشریٰ کو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کونسی ہوئی؟ اور مذکورہ مسئلہ کو پیش آئے تقریباً دو سال ہونے جارہے ہیں، اور بشریٰ زید کے ساتھ ہی رہ رہی ہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شوہر کا اپنی بیوی سے یہ کہنا کہ ''تم اپنے والدین کو خبر کردو تجھے لے جائیں گے'' اور یہ کہنا کہ ''دوسرا لڑکا تلاش لیں'' اور ''تمہارا گذرارہ میرے پاس نہیں ہوسکتا'' یہ سب الفاظ کنائی میں سے ہیں، شوہر نے اگر مذکورہ الفاظ کہتے وقت طلاق کی نیت کی تھی تو تجدید نکاح کے بغیر زید کے لئے اپنی بیوی سے وطی کرنا حلال نہ تھا، لہٰذا زید پر توبہ واستغفار لازم ہوگا، اور نکاح جدید بھی لازم ہوگا، اور اگر زید نے طلاق کی نیت نہیں کی تھی تو مذکورہ الفاظ کہنے سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی۔

عن إبراهيم في الخلية: إن نوى طلاقًا، فأدنى ما يكون تطليقة بائنًا، إن شاء ت و شاء تزوجها، وإن نوىٰ ثلاثًا فثلاث. (المصنف لابن أبي شيبة، الطلاق / ما قالوا في الخلية ٥٩٦/٩ رقم: ١٨٤٦٠)

وينكح مبانته في العدة وبعدها بالإجماع. (الدر المختار / باب الرجعة ٤٠٩/٣ كراچی، تبيين الحقائق / فصل فيما تحل به المطلقة ١٦٢/٣ بيروت)

وابتغي الأزواج تقع واحدة بائنة إن نواها، أو اثنتين وثلاث إن نواها، هٰكذا في شرح الوقاية. (الفتاویٰ الهندية ١/ ٣٧٥ زكريا، كذا في البحر الرائق / باب الكنايات ٣/ ٥٢٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۸/۷/۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دِل میں طلاق کا اِرادہ کرنے کے بعد کہنا ”میں نے بیوی کو دل سے طلاق دے دی“

سوال (۳۶۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص نے اپنے دل میں یہ ارادہ کرلیا کہ ”میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی“، اور اِرادہ بھی طلاق کا ایسا کیا جیسے عام طور پر عورت کو طلاق دی جاتی ہے، اس کے بعد ایک ڈیڑھ ماہ تک وہ بیوی کے قریب نہیں گیا اور نہ گھر میں رہا، لوگوں نے اُس سے کہا کہ اپنے گھر چلے جاؤ، تو اُس نے کہا کہ ”میں گھر نہیں جاؤں گا؛ کیوں کہ میں نے بیوی کو دل سے طلاق دے دی ہے، اور یہ بات اُس نے کئی مرتبہ لوگوں کے سامنے اظہار کرنے اور گذشتہ دل کے واقعہ کی خبر دینے سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اگر واقع نہیں ہوگی تو پھر فقہاء کے قول: **”أنت طالق قد طلقتک أمس وهو كاذب كان طلاقاً في القضاء“** میں اور اس میں کیا فرق ہے؟ اِقرار اور خبر کے اعتبار سے دونوں ایک ہیں یا الگ؟ اور اگر طلاق ہوگئی تو رجعی ہے یا مغلظہ؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں تلفظ کے بغیر محض طلاق کا اِرادہ کرنے سے مذکورہ شخص کی بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی تھی؛ لیکن جس وقت اُس نے پہلی مرتبہ زبان سے یہ لفظ کہا کہ ”میں نے بیوی کو دل سے طلاق دے دی ہے“ اِسی طرح اُس کی بیوی پر ایک طلاقِ رجعی قضاءً ودیانۃً واقع ہوگئی؛ اِس لئے کہ جس طرح طلاق اِیقاع کے لفظ سے واقع ہو جاتی

ہے، اِسی طرح اِقرارِ طلاق کے الفاظ بھی شرعاً موجبِ طلاق سمجھے جاتے ہیں، اور سوال میں جو جزئیہ لکھا گیا ہے کہ: ”**أنت طالق قد طلقتک أمس وهو كاذب كان طلاقاً في القضاء**“ اس کا تعلق زیرِ بحث مسئلہ سے نہیں ہے؛ کیوں کہ حسبِ تحریرِ سوال اُس نے یہ لفظ استعمال کیا ہے کہ میں نے بیوی کو دل سے طلاق دے دی ہے جو تنجیز پر دال ہے اس کو سابقہ واقعہ کی خبر پر محمول کرنے کی ضرورت نہیں؛ البتہ اس تنجیز کے بعد اُس نے جب کئی مرتبہ لوگوں کے سامنے یہی الفاظ دوہرائے، تو اس کو تنجیز کی خبر پر محمول کرتے ہوئے مزید کسی طلاق کے وقوع کا حکم نہ ہوگا۔

ولو أقر بالطلاق وهو كاذب وقع في القضاء، وصرح في البزازية: بأن في الديانة إمساكها إذا قال: أردت به الخبر عن الماضي كذبا، وإن لم يرد به الخبر عن الماضي، أو أراد به الكذب أو الهزل وقع قضاء وديانة. (البحر الرائق ۲۴۶/۳ کوئٹہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۸/۶/۱۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

”تو میری بیوی نہیں“ کہنے سے طلاق کا حکم

سوال (۳۶۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: فریدہ بیگم بنت عبدالماجد ساکن محلّہ نجو پورہ ٹانڈہ بادلی کی شادی آج سے نو سال قبل ۲۱ر مئی کو خلیل احمد ساکن محلّہ آزادنگر ٹانڈہ بادلی کے ساتھ ہوئی تھی، شادی کے بعد کچھ دنوں بعد سے ہی خلیل احمد نے اپنی منکوحہ فریدہ بیگم سے اِس طرح کے الفاظ کہنا شروع کر دیا تھا کہ میں اس کو بیوی نہیں مانتا ہوں؛ لیکن لوگوں کے صلح کرا دینے کے سبب منکوحہ بن کر رہتی رہی، اور اَبھی چار ماہ قبل ماہ رجب میں دو مرتبہ یہ کہا کہ یہ میری بیوی نہیں ہے، میں اُس کو عورت نہیں مانتا ہوں، اس کے بعد پھر بطور میاں بیوی فریدہ اور خلیل ساتھ رہنے لگے؛ لیکن پھر اس کے بعد گذشتہ ۱۵ر اپریل ۲۰۱۰ء کو گھر سے بھگاتے وقت کہا کہ تو چھٹو (طلاق شدہ) ہے، تو میری بیوی نہیں ہے، اور ایسا بھی کئی دفعہ کہا

ہے، آیا ایسی صورت میں فریدہ بیگم کا خلیل احمد کے ساتھ نکاح باقی رہا یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: برتقدیر صحت سوال اگر خلیل احمد نے اپنی بیوی کو طلاق کی نیت سے یہ الفاظ کہے ہیں ”میں اس کو بیوی نہیں مانتا“ تو اس سے ایک طلاقِ بائنہ واقع ہوئی، اس کے بعد بغیر باقاعدہ تجدید نکاح کے ان دونوں میں میاں بیوی کا تعلق قائم کرنا حرام تھا، اور چوں کہ یہ طلاقِ بائنہ ہوئی ہے، اس لئے اگر عدت کے اندر یہ الفاظ کہے ہیں کہ ”میری بیوی نہیں ہے“ تو چوں کہ یہ الفاظ بھی طلاقِ بائن کے الفاظ ہیں، اس لئے مزید ان سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی، اِسی طرح چھٹو کہنے سے بھی کوئی مزید طلاق واقع نہ ہوگی۔ خلاصہ یہ ہے کہ اب اگر یہ دونوں اِزدواجی تعلق قائم رکھنا چاہتے ہیں، تو ازسرنو نکاح کر کے ساتھ رہ سکتے ہیں، حلالہ شرعیہ کی ضرورت نہیں اور بغیر نکاح کے ساتھ رہنا حرام ہے۔

قال الزهري: إن قال: ما أنت بامرأتي نيته، وإن نوىٰ طلاقًا فهو ما نوىٰ.

(صحيح البخاري، الطلاق / باب الطلاق في الإغلاق والكره والسكران والمجنون ٢/٧٩٤)

عن شعبة قال: سألت الحكم وحمادًا عن الرجل يقول: لست لي بامرأة، فقال الحكم: إن نوى طلاقا فهي واحدة بائنة. وقال حماد: إن نوىٰ طلاقًا فهي واحدة، وهو أحق بها. (المصنف لعبد الرزاق، الطلاق / باب ليست لي بامرأة ٦/٣٦٨ رقم: ١١٢٢٤)

قوله: لايلحق البائن البائن، المراد بالبائن الذى لايلحق هو ما كان بلفظ الكتابة. (شامي ٤/٥٤٢ زكريا)

ولو قال: ما أنت لى بامرأة ولست لک بزوج، ونوى الطلاق يقع عند أبي حنيفة. (الفتاوىٰ الهندية ١/٣٧٥ زكريا، كذا في البحر الرائق / باب الكنايات ٣/٣٠٥ كوئٹه، قاضي خان على الهندية ١/٤٦٨ كوئٹه)

إذا كان الطلاق بائنًا دون الثلاث، فله أن يتزوجها في العدة وبعد

انقضائها. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۱/ ۴۷۲ زكريا، وكذا في تبيين الحقائق، كتاب الطلاق / باب الرجعة ۳/ ۱۶۲ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۴/ ۶/ ۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

''یہ بچہ میرا نہیں تم کسی کے پاس سے لائی ہو'' کہنے سے نکاح کا حکم؟

سوال (۳۶۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ یہ بچہ میرا نہیں، تم کسی کے پاس سے لائی ہو، آیا اِس صورت میں زید کا نکاح صحیح ہے یا باطل؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: محض بچہ کے نسب سے اِنکار موجبِ تفریق نہیں ہے، بچہ شوہر زید ہی کا شمار ہوگا اور زوجین کا نکاح برقرار رہے گا۔

وقوله: وهو فراش المنكوحة ومعتدة الرجعي؛ فإنه فيه لا ينتفى إلا باللعان. (شامي ۳/ ۵۵۰ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ

۱۲/ ۱۱/ ۱۴۱۱ھ

''بیوی میرے لئے حرام ہے'' کہنے سے طلاق کا حکم

سوال (۳۶۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عبد اللہ کی شادی ہوئی دونوں میں میل محبت تھا، اسی دوران عبد اللہ کا اپنے والدین سے بیوی کے تعلق سے کسی بات پر ناراضگی ہوگئی، عبد اللہ اپنے والدین سے کچھ دوری پر رہتا تھا، اس لئے کبھی کبھی بذریعہ فون عبد اللہ اور اس کے والدین کے درمیان بحث ومباحثہ بھی ہوتا رہتا ہے، ایک دن فون پر ہی عبد اللہ کی اپنے والدین سے بیوی کے کسی مسئلہ کو لے کر تکرار ہوگئی، چناں چہ عبد اللہ کو غصہ

آیا اور اس نے فون پر ہی اپنی والدہ سے یہ کہہ دیا کہ جب بیوی ہی کی وجہ سے ساری ناراضگی ہے، تو بیوی میرے لئے حرام ہے، یہ جملہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا، جب کہ شوہر کی نیت باپ کو ڈرانے کی تھی، بیوی کو طلاق دینا مقصود نہیں تھا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں شوہر کا یہ کہنا کہ ''بیوی میرے لئے حرام ہے''، اس سے ایک طلاق بائن واقع ہوگئی، اور زوجین کا آپسی تعلق ختم ہوگیا، ہاں البتہ اگر اس کے بعد دونوں ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو دوبارہ نکاح کر کے رہ سکتے ہیں۔

عن إبراهيم قال: إن نوى طلاقا، فأدنى ما يكون من نيته في ذٰلک واحدة بائنة، إن شاء و شاء ت تزوجها. (المصنف لابن أبي شيبة ۶۰۲/۹ رقم: ۱۸۴۹۳)

أفتى المتأخرون في أنت علی حرام بأنه طلاق بائن للعرف بلانية. (شامي / باب الصريح ۴۶۴/۴ زكريا)

رجل قال لامرأته: "أنت حرام عليَّ" والحرام عنده طلاق لكن لم ينو طلاقا وقع الطلاق. (الفتاویٰ التاتارخانية ۴۴۹/۴ رقم: ۶۶۳۹ زكريا)

وينكح مبانته مما دون الثلاث في العدة و بعدها بالاجماع. (الدر المختار مع الشامي / باب الرجعة ۴۰/۵ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۷/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

''میرا تمہارا رشتہ ٹوٹ گیا'' کہنے سے طلاق

سوال (۳۶۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے دسمبر ۱۹۸۷ء کو اپنی بیوی کو دو مرتبہ طلاق دی چار مہینہ کے اندر اندر رجوع بھی کرلیا اس کے چھ مہینہ کے بعد زید کی بیوی نے زید سے بات کی تو زید نے کہا کہ تمہارا ہمارا رشتہ ٹوٹ چکا ہے، اِن ۶ یا ۷ رسال کے عرصہ میں جب بھی زید کے سمجھانے کی کسی نے یا بیوی نے بات کی، تو اس

نے بھی کہا کہ تمہارا ہمارا رشتہ ختم ہو چکا ہے اور زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم مجھے طلاق نامہ لکھ کر دو تا کہ میں تمہارے نان ونفقہ اور مہر وغیرہ سے سبک دوش ہو جاؤں، جب کہ بیوی اس کے پاس رہتی بھی نہیں ہے، زید سے دین کے یا مسئلہ کے بارے میں جب بھی بات کی تو زید نے کہا کہ میں مسئلہ نہیں جانتا، مسئلہ ...... پر پڑا ہے، میں نہیں جانتا، دین ایمان کیا چیز ہے میرے گھر کے سامنے تو مقدر ہے میں تو گھنٹہ بجنے کو جانتا ہوں میں اذان نماز نہیں جانتا، زید کا کہنا یہ بھی ہے کہ عورت عورت سب ایک ہیں وہ حلال ہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زید سے پوچھا جائے اگر اس نے یہ الفاظ ''میرا تمہارا رشتہ ٹوٹ چکا ہے''، طلاق دینے کی نیت سے کہیں ہیں تو اس کی بیوی مطلقہ ہوگئی ہے، اور چوں کہ پہلے دو طلاق دے چکا تھا؛ لہٰذا اس تیسری طلاق کی وجہ سے بیوی نکاح سے بالکل خارج ہوگئی ہے، حلالہ شرعیہ کے بغیر دوبارہ نکاح اس شوہر سے درست نہیں ہے۔

أو قال لم یبق بیني وبینک نکاح یقع الطلاق إذا نویٰ. (الفتاویٰ الهندیة ۳۷۵/۱)

اور زید نے شریعت کی توہین کے جو الفاظ استعمال کئے ہیں ان کی وجہ سے سخت گنہ گار رہے اس پر توبہ لازم ہے۔

رجل عرض علیه خصمه فتویٰ الأئمة فردها وقال: ''این چه شرع است'' کفر إلی کفر، إذا جاء أحد الخصمین إلی صاحبه فتویٰ الأئمة فقال صاحبه: لیس کما أفتوا، أو قال: لا نعمل بهذا، کان علیه التعزیر کما في الذخیرة.

(الفتاویٰ الهندیة ۲۷۲/۲ زکریا، الفتاویٰ التاتارخانیة ۴۵۸/۵ إدارة القرآن کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۵/۸/۱ھ

''رکھنا نہیں چاہتا'' سے طلاق نہیں ہوئی

سوال (۳۶۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: لڑکی کا نکاح دلدار نامی لڑکے سے ہوا، تین سال کا وقت بیت گیا، رخصتی ابھی نہیں ہوئی، لڑکے والوں نے رخصتی کو کہا، تو بات بگڑ گئی، پھر پنچایت بیٹھی، پنچایت میں فیصلہ ہوا کہ جو سامان جس کے پاس چلا گیا، وہ اس کا ہو گیا، اور اس کے مہر دس ہزار میں پانچ ہزار روپیہ لڑکا ادا کرے گا، اس کے برعکس لڑکے سے پھر معلوم کیا گیا کہ تم لڑکی کے متعلق کیا چاہتے ہو، تو لڑکے نے کہا رکھنا نہیں چاہتا، تو کیا یہ طلاق مانی جائے گی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''رکھنا نہیں چاہتا'' کہنے سے طلاق نہیں ہوتی؛ البتہ اگر بعد میں رخصتی سے قبل طلاق دیدے گا تو آدھے مہر کی ادائیگی شوہر پر لازم ہوگی اور سامان کے بارے میں حکم شرعی یہ ہے کہ اگر برادری میں طلاق یا تفریق کے وقت ایک دوسرے کا دیا ہوا سامان لوٹانے کا عرف ہے تو سامان لوٹایا جائے گا، یعنی لڑکی والوں نے جو لڑکے کو دیا ہے وہ لڑکی والوں کو ملے گا اور لڑکے والوں کی طرف سے جو لڑکی کو دیا گیا ہے وہ لڑکے والوں کو لوٹایا جائے گا، اور جو سامان دوسرے رشتہ داروں نے لڑکی کو دیا ہے وہ لڑکی ہی کا حق ہوگا۔ (مستفاد: شامی ۴/۳۰۸ زکریا)

پنچایت نے جو یہ فیصلہ کیا ہے کہ جو سامان جس کے پاس چلا گیا ہے وہ اسی کا ہے، شریعت کے مطابق نہیں ہے؛ اس لئے کسی فریق کی رضامندی نہ ہونے کی صورت میں یہ فیصلہ نافذ نہ ہوگا۔

هو رفع قيد النكاح في الحال أو المآل بلفظ مخصوص. (تنوير الأبصار على هامش الرد المحتار ٤/٤٢٤ زكريا، ٣/٢٢٦ كراچی، الفتاوىٰ الهندية / كتاب الطلاق ١/٣٤٨ كوئٹه، البحر الرائق / كتاب الطلاق ٣/٢٣٥ كوئٹه)

جهز ابنته ثم ادعىٰ أن ما دفعه لها عارية وقالت هو تمليك فالمعتمد أن القول للزوج ولها إذا كان العرف مستمراً أن الأب يدفع مثله جهازاً لا عارية (درمختار) قلت ومقتضاه أن المراد من استمرار العرف هنا غلبته ومن الاشتراك كثرة كل منهما إذ لا نظر إلى النادر، ولأن حمل الإستمرار على كل

واحد من أفراد الناس في تلك البلدة لا يمكن، ويلزم عليه إحالة المسألة إذ لا شك في صدور العارية من بعض الأفراد، والعادة الناشية الغالبة في أشراف الناس وأوساطهم دفع ما زاد على المهر من الجهاز تمليكاً، سوى ما يكون على الزوجة ليلة الزفاف من الحليي والثياب فإن الكثير منه أو الأكثر عارية. قال الشيخ الإمام الأجل الشهيد: المختار للفتوىٰ أن يحكم بكون الجهاز ملكاً لا عاريةً لأنه الظاهر الغالب إلا في بلدة جرت العادة بدفع الكل عارية فالقول للأب، وأما إذا جرت في البعض يكون الجهاز تركة يتعلق بها حق الورثة وهو الصحيح، ولعل وجهه أن البعض الذي يدعيه الأب بعينهٖ عارية لم تشهد له به العادة بخلاف ما لو جرت العادة بإعارة الكل فلا يتعلق به حق ورثها بل يكون كله للأب. (شامي ٣٠٦/٤-٣٠٩ زكريا)

والفتوىٰ أنه إن كان العرف مستمراً أن الأب يدفع الجهاز ملكاً لا عاريةً.

(الأشباه والنظائر ١٥٧)

وكذا مسألة دعوى الأب عدم تمليكه البنت الجهاز فقد بنوها على العرف مع أن القاعدة أن القول للملك في التمليك. (شرح عقود رسم المفتي ٩٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۹/۳/۲۴ھ

بیوی نے کہا میرا دل تم سے نہیں ملے گا

سوال (۳٦٦): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میاں بیوی میں کچھ نا اتفاقی ہوگئی، میری بیوی نے کہا کہ میرا دل تم سے نہیں ملے گا۔ آپ کا جواب ہمارے لئے کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بیوی کے کہنے سے کچھ نہیں ہوتا؛ کیوں کہ طلاق کا

اختیار مرد کو ہے، بیوی کو نہیں۔

هو رفع قيد النكاح في الحال أو المآل بلفظ مخصوص. (تنوير الأبصار على هامش الرد المحتار ٤٢٤/٤ زكريا، ٢٢٦/٣ كراچی، الفتاویٰ الهندية / كتاب الطلاق ٣٤٨/١ كوئٹه، البحر الرائق / كتاب الطلاق ٢٣٥/٣ كوئٹه)

ومحله المنكوحة وأهله زوج عاقل بالغ مستيقظ. (الدر المختار ٤٣١/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۹/۷/۱۴۲۱ھ

''تم بھی اپنے گھر، میں بھی اپنے گھر'' کہنے سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی

سوال (۳۶۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید عمر کا سالا ہے، زید اور عمر دونوں ''بہار'' کے رہنے والے ہیں اور دونوں ''دہلی'' رہتے ہیں اور عمر کی بیوی ہندہ ''بہار'' میں رہتی ہے، زید اور عمر دونوں میں کسی بات کو لیکر جھگڑا ہو گیا، عمر نے غصہ میں آکر ٹیلی فون پر اپنی بیوی ہندہ (جو کہ زید کی بہن ہے) سے کہا کہ تم کو مہر کا روپیہ بھیج دیتا ہوں تم بھی اپنے گھر اور میں بھی اپنے گھر، اور یہ بات ٹیلی فون پر دو مرتبہ کہہ چکا ہے، کیا اس صورت میں عمر کی بیوی ہندہ پر طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ اور اگر واقع ہوگئی تو کون سی طلاق واقع ہوئی؟ کتاب وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: تم بھی اپنے گھر اور میں بھی اپنے گھر یہ الفاظ بظاہر طلاق کیلئے مستعمل نہیں ہیں؛ اسی لیے ان سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

كل لفظ لا يحتمل الطلاق لا يقع به الطلاق وإن نوى. (الفتاویٰ الهندية ٣٧٦/١)

مستفاد: هو رفع قيد النكاح في الحال بالبائن أو المآل بالرجعي بلفظ مخصوص هو ما اشتمل على الطلاق. (الدر المختار على هامش الرد المحتار ٤/٤٢٤ زكريا، البحر الرائق ٣/٥٢٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۴/۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی کو طلاق کی دھمکی دے کر کہنا کہ اس کی شادی کا انتظام کرلو

سوال (۳۶۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہماری لڑکی شاہینہ خاتون کی شادی مؤرخہ ۲۸/۳/۲۰۱۰ء کو عبدالحامد بنگلہ دیشی سے ہوئی تھی، شادی کے بعد لڑکا لڑکی سے تلخ انداز میں بات کرتا تھا اور نان ونفقہ لڑکی کی والدہ کے ذمہ تھا، پھر ایک ہفتہ کے بعد چلا گیا، جانے کے بعد کوئی ربط نہیں رہا، اس کے بعد لڑکی کی والدہ نے لڑکی سے پوچھا کیا اس نے جانے کے وقت کچھ کہا تھا؟ تو لڑکی نے کہا کہ اس نے کہا تھا کہ: ''ہم تم کو طلاق دے دیں گے'' یہ نہیں کہا تھا کہ: ''تجھ کو طلاق ہے''؛ لیکن لڑکا جانے سے پہلے اور جانے کے بعد بھی لڑکی کی والدہ سے کہتا تھا کہ تم اپنی لڑکی کی دوسری شادی کرلو، میں اس کو نہیں رکھوں گا، تو اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ نیز لڑکی کی دوسری شادی ہونے جارہی ہے، اور تاریخ بھی متعین ہے، شادی کی تاریخ ۲۸/۲/۲۰۱۲ء ہے۔ دوسری شادی جس لڑکے سے ہورہی ہے وہ تحریر جواب کا طلب گار ہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ شوہر نے بیوی کو طلاق نہیں دی تھی؛ بلکہ طلاق دینے کی دھمکی دی تھی، نیز لڑکی کی والدہ سے بھی یہی کہا تھا کہ: ''میں اس کو نہیں رکھوں گا'' ان الفاظ سے مذکورہ لڑکی پر طلاق واقع نہیں ہوئی؛ لہٰذا جب تک پہلے شوہر سے طلاق یا شرعی تفریق نہ ہو اور اس کی عدت نہ گذر جائے تو اس لڑکی کا دوسری جگہ نکاح ہرگز جائز نہ ہوگا، شوہر اول کے طلاق دئے

بغیر اس لڑکی کی شادی کی تاریخ متعین کرنا جائزا ور حلال نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۴۸/۱۲ ڈابھیل)

أما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً. (شامي ٢٧٤/٤ زكريا)

بخلاف قوله سأطلق؛ لأنه استقبال فلم يكن تحقيقاً بالتشكيك. (الفتاویٰ الهندية ٣٧٤/١ زكريا)

لو قال بالعربية أطلق غيره لا يكون طلاقاً. (الفتاویٰ الهندية ٣٨٤/١ زكريا)

لا يجوز للرجل أن يتزوج زوجة. (الفتاویٰ الهندية / القسم السادس المحرمات التي يتعلق بها حق الغير ٢٨٠/١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۳/۳/۱۴۳۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

’’تو زیورات مجھے دے اور ماں باپ کے گھر چلی جا‘‘

سوال (۳۶۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عبدالرحمٰن نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو زیورات کپڑے اور ہنسلی مجھے دے دے اور ماں باپ کے گھر چلی جا، عبدالرحمٰن کے دل میں طلاق کی نیت نہیں تھی، تو کیا عورت کو طلاق پڑ گئی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں اگر طلاق کی نیت نہیں تھی تو مذکورہ الفاظ کے کہنے سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی۔

ولو قال: اذهبي فتزوجي، وقال لم أنو الطلاق لا يقع شيء؛ لأن معناه أن أمكنك - إلى قوله - ويؤيد ما في الذخيرة اذهبي وتزوجي لايقع إلا بالنية. (شامي ٥٥١/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۰/۲/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

’’میں تمھیں بیوی نہیں سمجھتا تم رکھیل ہو‘‘ کہنے سے طلاق

سوال (۳۷۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے اور میری بیوی کے درمیان سخت کلامی ہوئی، بیوی نے مجھ سے کہا تم مجھے اپنی بیوی نہیں سمجھتے ہو، تو میں نے کہا کہ ہاں نہیں سمجھتا ہو، تو وہ بولی پھر کیا سمجھتے ہو؟ میں نے کہا کہ تم رکھیل ہو، تو ایسی صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کونسی ہوئی؟ جواب سے آگاہ فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں شوہر نے جواباً یہ الفاظ کہے کہ میں تجھے بیوی نہیں سمجھتا ہوں تم رکھیل ہو، تو ان لفظوں سے طلاق واقع نہیں ہوگی، اور شوہر کے اس کہنے کو سب وشتم پر محمول کیا جائے گا۔

امرأة قالت لزوجها: تو بر من چرا آمدۂ کہ من زن تو نہ ام، **فقال:** نی کیر، (افرضي أنک لست) **لا تطلق.** (الفتاویٰ الهندیة / الفصل السابع في الطلاق بالألفاظ الفارسية ۳۸۲/۱ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵/۴/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

’’میں نے تجھے اپنے نکاح سے آزاد کیا‘‘ دو مرتبہ کہنے کے بعد کہنا: ’’تو یہاں سے جا‘‘

سوال (۳۷۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص مسمی سراج الحق بن چھدا ٹھیکے دار ساکن شریف نگر نے اپنی بیوی زیتون جہاں بنت حافظ امیر حسن کو مخاطب کرکے یہ الفاظ کہے کہ میں نے تجھے اپنے نکاح سے آزاد کردیا پھر کہا آزاد کردیا، تیسری بار کہا کہ تو یہاں سے جا تو یہ الفاظ کہنے سے کون سی طلاق ہوئی اور اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہمارے عرف میں نکاح سے آزاد کرنے کے الفاظ صرف طلاق ہی کے لئے مستعمل ہیں؛ لہٰذا مسئولہ صورت میں سراج الحق کا اپنی بیوی مسماۃ زیتون جہاں کو خطاب کرتے ہوئے دو مرتبہ یہ کہنا کہ میں نے تجھے اپنے نکاح سے آزاد کردیا ہے اس سے دو طلاق یقیناً واقع ہو چکی ہیں اور تیسری بار کا یہ جملہ کہ تو یہاں سے جا یہ الفاظ کنائی میں سے ہیں، اگر طلاق کی نیت سے کہا ہے تو تیسری طلاق واقع ہوکر بیوی بالکل حرام ہو جائے گی، اور اگر اس سے طلاق کی نیت نہیں کی ہے تو مزید کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔ (امداد الفتاویٰ ۴۲۵/۲، فتاویٰ محمودیہ ۳۸/۱۹ میرٹھ)

عن الحسن في رجل قال لامرأته: اخرجي استتري اذهبي، لاحاجة لي فيک، فهي تطليقة إن نوى الطلاق. (المصنف لابن أبي شيبة ٥٦٠/٠ رقم: ٨٢٩٤)

سرحتک كناية لكنه في عرف الفرس غلب استعماله في الصريح؛ فإذا قال: ''رہا کردم'' أي سرحتک يقع به الرجعي مع أن أصله كناية أيضًا. (شامي ٢٩٩/٣ كراچی، الفتاویٰ الهندية ٣٧٩/١ زكريا)

والكنايات: أخرجي واذهبي. (شامي ٢٩٨/٣ كراچی، الفتاویٰ التاتارخانية ٤٤٧/٤، آپ کے مسائل اور ان کا حل جدید ٤٥٥/٦، منتخبات نظام الفتاویٰ ٢٢٤/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۷/۱۱/۱۴۳۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

''جواب دیا'' کے لفظ سے طلاق

سوال (۳۷۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: لفظ ''جواب دیا'' کا لفظ بہار کے بعض علاقوں میں بیوی سے مخاطبت کے دوران صرف طلاق کے لئے مستعمل ہوتا ہے؛ لہٰذا اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو تین مرتبہ ''جواب دیا، جواب دیا، جواب دیا'' کے الفاظ سے طلاق دے تو اُس پر کتنی طلاق واقع ہوں گی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بعض علاقوں (مثلاً صوبہ بہار کے بعض اضلاع) میں بیوی سے گفتگو کے دوران لفظ ’’جواب دیا‘‘ صرف طلاق کے معنی میں معروف ومستعمل ہے، تو ایسی جگہوں پر یہ لفظ طلاق کے اُن الفاظ میں شمار ہوگا، جن میں مذاکرۂ طلاق کے وقت وقوعِ طلاق کے لئے نیت کی ضرورت نہیں پڑتی؛ لہٰذا ایسی صورت میں اس سے بلانیت طلاق واقع ہوجائے گی۔

البتہ یہ طلاق رجعی ہوگی یا بائن؟ تو اس بارے میں فتاویٰ مختلف ہیں، زیادہ تر فتاویٰ میں اسے الفاظِ کنائی میں شامل کرتے ہوئے طلاقِ بائن مانا گیا ہے۔ (امداد الفتاویٰ ۲؍۴۴۴، فتاویٰ محمودیہ ۱۱؍۵۷۹ ڈابھیل)

جب کہ بعض فتاویٰ میں اسے صریح کے درجہ میں رکھ کر اس سے طلاقِ رجعی واقع ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۵؍۱۹۲، قاموس الفقہ ۴؍۳۴۲)

اِس اختلاف کا اثر یہ ظاہر ہوگا کہ جو حضرات اس سے طلاقِ بائن کے قائل ہیں، اُن کے نزدیک تین مرتبہ ’’جواب دیا، جواب دیا، جواب دیا‘‘ کہنے سے صرف ایک طلاقِ بائن واقع ہوگی؛ اس لئے کہ فقہ کا قاعدہ ہے کہ: ’’البائن لایلحق البائن‘‘ (درمختار) اور جو حضرات اس سے طلاقِ رجعی کے قائل ہیں، ان کے نزدیک اِس لفظ کو تین مرتبہ دہرانے سے تین طلاقیں واقع ہوجائیں گی؛ کیوں کہ یہ الفاظ صریح کے درجہ میں آگئے ہیں، عرفِ عام اور جزئیات سے طلاقِ رجعی ماننے والوں کی بات اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔

وعليّ الحرام فيقع بلا نية للعرف. (الدر المختار ٤/ ٤٦٤ زكريا)

والحاصل أنه لما تعورف به الطلاق صار معناه تحريم الزوجة، وتحريمها لا يكون إلا بالبائن. (شامي ٤/ ٥٣١ زكريا)

قال الرافعي: فعلى ذٰلک يكون التعارف إنما هو في وقوع الطلاق بدون تعرض لصفته فتبقى صفته على ما كانت عليه قبل التعارف وهي البينونة. (تقريرات الرافعي ٢١٨)

فإن سرحتک کناية لکنه في عرف الفرس غلب استعماله في الصريح، فإذا قال: ''رہا کردم'' أي سرحتک يقع به الرجعي مع أن أصله کناية أيضاً.

(شامي ٤/٥٣٠ زکريا)

وانظر في الشامي: مطلب ''سن بوش'' يقع به الرجعي. (شامي ٤/٤٥٨ زکريا)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۶/۸/۱۶ھ

مذاکرۂ طلاق کے دوران غصہ میں ''تینوں جواب دے دیا'' کہنے کا حکم

سوال (۳۷۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میاں بیوی میں کسی بات پر تنازع ہوئی اسی دوران شوہر زید اپنی بیوی ہندہ کو مارنے کے لئے دوڑا، اوراس کی پٹائی شروع کردی، ہندہ کہنے لگی مجھے مت مارو مجھے چھوڑ دو، شوہر نے تنبیہ اور ڈرانے کے ارادے سے کہا کہ: ''میں نے تمہیں تینوں جواب دے دیا''۔ واضح ہو کہ ہمارے (بہار کے) علاقہ میں جواب دے دیا کا لفظ طلاق کے معنی میں عام ہے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق کے مذاکرہ کے درمیان غصہ میں بیوی سے ''تینوں جواب دے دیا'' کہہ دینے سے زید کی بیوی پر تین طلاقیں واقع ہوچکی ہیں، اور وہ مغلظہ ہوگئی ہے؛ کیوں کہ بہار وغیرہ کے علاقہ میں بیوی سے جواب دینے کا لفظ طلاق کے معنی میں ہی استعمال ہوتا ہے۔ (مستفاد از: امداد الفتاویٰ ۲/۴۴۴)

وأما الضرب الثاني، وهو الکنايات لا يقع بها الطلاق إلا بالنية، أو بدلالة الحال؛ لأنها غير موضوعة للطلاق؛ بل تحتمله وغيره فلابد من التعيين أو

دلالته ...... وبقية الكنايات إذا نوى بها الطلاق كانت واحدة بائنة، وإن نوى ثلاثًا كان ثلاثًا. (الهداية / كتاب الطلاق ۳۷۳/۲)

وإن كان الطلاق ثلاثا في الحرة أو ثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحًا صحيحًا، ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الهداية ۳۹۹/۲)

وأما الطلقات الثلاث فحكمها الأصلي هو زوال الملك، وزوال حل المحلية أيضا حتى لا يجوز له نكاحها قبل التزوج بزوج آخر لقوله عز وجل: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾

وسواء طلقها ثلاثا متفرقًا أو جملة واحدة. (بدائع الصنائع ۲۹۵/۳ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۲/۱۴۳۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تحریری طلاق

پرچہ پر لکھا: طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی

سوال (۳۷۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہندہ کے شوہر نے ایک پرچہ اس طرح کا خود لکھ کر بھیجا ہے: ''میں فلاں ولد فلاں کا نکاح فلاں ولد فلاں کے ساتھ ۲۰؍اگست ۱۹۸۷ء بروز جمعرات ہوا، اب میں ۲۳؍اگست ۱۹۹۲ء میں خدا کو حاضر وناظر جان کر شرع کی رو سے فلاں ولد فلاں کو طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ بالا تحریر سے تین طلاقیں مغلظہ واقع ہوگئی ہیں، اب ہندہ کا نکاح اس شوہر سے حلالہ شرعیہ کے بغیر نہیں ہوسکتا۔

عن حماد قال: إذا كتب الرجل إلى امرأته: إذا أتاک كتابي هٰذا فأنت طالق، فإن لم يأتها الكتاب، فليس هي بطالق، وإن كتب: أما بعد فأنت طالق، فهي طالق، وقال ابن شبرمة: هي طالق. (المصنف لابن أبي شيبة، الطلاق / في الرجل يكتب طلاق امرأتهبيده ٥٦٢/٩ رقم: ١٨٣٠٤ المجلس العلمي)

كرر لفظ الطلاق وقع الكل. (الدر المختار ٢٩٣/٣ كراچی، ٥٢١/٤ زكريا)

كتب الطلاق إن مستبينا على نحو لوح وقع إن نوىٰ، وقيل مطلقاً. (الدر المختار ٢٤٦/٣ كراچی، ٤٥٥/٤ زكريا)

الكتابة على نوعين ...... إن كانت مرسومة يقع الطلاق نوى أو لم ينو.

(الفتاوىٰ الهندية / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ٣٧٨/١، كذا في فتاوىٰ قاضي خان / الطلاق

بالكتابة ٤٧١/١ دار إحياء التراث العربي بيروت، بدائع الصنائع ١٧٣/٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۵/۲/۱۴۱۳ھ

تحریر سے طلاق دینا؟

سوال (۳۷۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مندرجہ ذیل دونوں تحریروں سے کون سی طلاق ثابت ہوتی ہے، اگر ہے تو بچوں کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے، بچوں کی عمر ۱۴/ سال سے لے کر ۸/ سال تک ہے؟

جناب بھائی صاحب اور باجی صاحبہ السلام علیکم، بعد سلام عرض ہے کہ آج ہی آپ کا لفافہ ملا، آج بیسواں روزہ ہے، باجی نے آپ کا پرچہ پڑھا؛ لیکن آپ نے خورشیدہ کا حال نہیں لکھا، ابھی دوسرا ہفتہ ہے کہ خلیل کا فون شگفتہ کے یہاں آیا تھا اور وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے خورشیدہ کو طلاق دے دی ہے، آپ تفصیل سے لکھیں کہ خورشیدہ کا کیا حال ہے؟ اگر ایسا ہوا ہے تو خلیل سے کہیں کہ اس طرح کی حرکتیں کرنا صحیح نہیں ہے۔

میں خلیل اپنی خوشی سے بغیر کسی دباؤ کے اپنی بیوی خورشیدہ کو طلاق دیتا ہوں، میں خورشیدہ اپنی خوشی سے بغیر کسی دباؤ کے طلاق کو قبول کرتی ہوں، اس طلاق کے بعد ہمارا ایک دوسرے سے کوئی سنبھدھ نہیں ہوگا، اور ہم ایک دوسرے پر کوئی قانونی کارروائی نہیں کریں گے، بچوں کے بیچ میں ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا، اس لئے چار گواہوں کے بیچ ان دونوں میاں بیوی کو تین مہینہ کا ٹائم دیا جاتا ہے، اس دوران بچے جس کے پاس رہنا چاہیں گے اس کے پاس رہیں گے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: برتقدیر صحتِ واقعہ مسئولہ صورت میں شوہر خلیل احمد کی تحریر سے بلاشبہ ایک طلاق کا ثبوت ہوتا ہے؛ لہٰذا ایک طلاق تو یقیناً واقع ہوگئی ہے، اب اگر اس سے زیادہ مرتبہ بھی شوہر نے کلماتِ طلاق کہے ہیں تو اس کا ثبوت اگر ہوجائے، تو زیادہ طلاق بھی

واقع ہوسکتی ہے، اور بچوں کی تربیت اور نفقہ کی ذمہ داری اس صورت میں باپ کے اوپر ہے، ماں ذمہ دار نہیں ہے اور بچے جب بالغ اور بڑے ہوجائیں تو انہیں اختیار ہے جس کے ساتھ چاہیں رہیں۔

ولا خيار للولد عندنا، قلت: وهٰذا قبل البلوغ، أما بعده فيخير بين أبويه (الدر المختار) **وفي الشامية: أي إذا بلغ السن الذي ينزع من الأم يأخذه الأب ولا خيار للصغير؛ لأنه لقصور عقله يختار من عنده اللعب، وقد صح أن الصحابة لم يخيّروا.** (شامي، باب الحضانة / مطلب لو كانت الإخوة أو الأعمام غير مأمونين لا تسلم المحضونة إليهم ٥٦٧/٣ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۲/۱۱/۱۴۱۴ھ

تین خطوں سے تین طلاق؟

سوال (۳۷۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: محمد شکیل نے اپنی زوجہ کے پاس ہندی زبان میں تین عدد خطوط لکھے، اصل خطوط کی زیروکس کاپیاں مع اُن کے تراجم کے ارسالِ خدمت ہیں، نظر ثانی فرمانے کے بعد خط کشیدہ جملوں پر غور فرمایئے اور مسئلہ مذکورہ کو کتاب وسنت کی روشنی میں مع حوالہ کے جواب تحریر فرمانے کی زحمت فرمایئے؟

(۱) مسئلہ مذکور سے کیا واقع میں طلاق ہوگئی اور اگر واقع میں طلاق ہوئی تو کونسی طلاق ہوئی؟

(۲) صورتِ مذکور میں کیا زوجین کو نبھانے کی کوئی شکل ہے، زوجین کو اس صورت میں کیا کرنا چاہئے؟

خط نمبر 1/ کا ترجمہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ

بعد سلام کے معلوم ہو کہ میری دوکان کا حساب فی الحال بن نہیں رہا ہے، اگر اب تک حساب بن گیا اور دوکان مل گئی تو پھر رکیں گے، ورنہ ۲۷/ کو ممبئی چلے جائیں گے، آگے آپ کو معلوم ہو کہ میرے اس خط کا جواب نہ دیجئے گا، اور نہ ہی مجھے ضرورت ہے، اور دل سے شکیل کا نام نکال

دو، اور نہ اب کبھی مجھے آنا ہے، اور نہ آپ سے اور نہ آپ کے ماں باپ سے میرا اب کوئی رشتہ ہے، اور نہ ہی میں اب رشتہ رکھنا چاہتا ہوں، رہی تیرے سامان کے بارے میں یہ کہ جب تم چاہنا آ کر اٹھالے جانا، کوئی روک نہیں، تم سے میں اب رشتہ نہیں رکھنا چاہتا، اور اب رہی بات تیرے مہر کی تو میں دسمبر تک ممبئی کی واپسی میں ادا کردوں گا، اور طلاق بھی مہر ادا کرنے کے بعد دوں گا، اور نہ اب میرے پاس لیٹر دینا۔ (خط نمبر ایک صفحہ نمبر دو کا ترجمہ) اور نہ کبھی یاد کرنا، ہمیشہ ہمیش کے لئے شکیل کو اب بھول جاؤ اور یہ سمجھنا کہ شکیل مر چکا ہے، اب جو مرضی ہو سو کرو، کوئی روک نہیں، خوب ہنسو، مذاق اڑاؤ، جیسی مرضی ہو ویسا کرو، تیری دہلیز پر شکیل نہیں آئے گا، اور نہ تمہیں اب کبھی یہ کہنے کی ضرورت ہے کہ کیا کرنے آئے ہو؟ اور آئے تھے تو اپنے گھر کیوں نہیں جا رہے ہو، میرے اس لیٹر (خط) کو زندگی کا آخری لیٹر اور آخری سلام ہے، آج میں اس سفید کاغذ کے ورقوں کا کفن پہن کر اپنے رشتے کو دفن کر رہا ہوں، میرے لیٹر کا جواب نہ دینا، اور میری ناموجودگی میں جب چاہنا جب آ کر سامان اٹھالے جانا، کوئی روک نہیں اور میں یہ کہہ جاؤں گا، باقی باتیں دسمبر میں۔ محمد شکیل

اس لیٹر کے خالی صفحوں کو دیکھ کر یہ سمجھ لینا کہ میری زندگی اب شکیل سے صاف، میں آزاد ہوں۔ والسلام

خط نمبر 2/ کا ترجمہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ

پیاری پیاری رضیہ خوش رہو۔ آپ کو معلوم ہو کہ آپ اپنے میاں بھائی (واضح ہو کہ زوجہ کے والد کا عرفی نام) بھائی (رضیہ کی والدہ) اور جس کو مناسب سمجھیں لے کر آ جائیں، اور اپنا معاملہ ہمیشہ ہمیش کے لئے فائنل (صاف) کر لیجئے، اور ساتھ میں آپ بھی چلی آیئے، اس لیٹر کے بعد میں میرا آپ کا کوئی رشتہ نہیں، میں اب ان رشتوں کو اس لیٹر سے ختم کر رہا ہوں، نہ اب آپ میری بیوی نہ ہم آپ کے شوہر، اور میں آج سے آپ کو ہمیشہ ہمیش کے لئے چھوڑ رہا ہوں، ویسے آپ لوگوں نے جو کیا اچھا ہی کیا، اور اب جو کچھ بھی میں کر رہا ہوں وہ اچھا ہی کر رہا ہوں، میرا لیٹر ملتے ہی آپ سبھی لوگ آ جایئے، میں آپ سبھی لوگوں کا انتظار کروں گا، باقی باتیں آنے کے بعد ہوں گی،

مجھے آپ معاف کر دیجئے گا۔ خدا حافظ　　　　محمد شکیل ۱۹۹۶/۹/۲۴ء

خط نمبر 3/ کا ترجمہ : محمد شکیل، میں رضیہ تم سے نفرت کرتا ہوں، میں رضیہ تم سے نفرت کرتا ہوں،　　　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام کے معلوم ہو کہ ہم نے ایک لیٹر آپ کو اور ایک میاں بھائی کو دیا؛ لیکن کوئی جواب نہیں دیا، آپ نے نہ آپ کے میاں بھائی نے، اب آگے آپ میری بات کو دھیان سے سنیئے، مجھے نہ اب آپ سے رشتہ رکھنا اور نہ ہی رشتہ داری، اس لئے آپ جب چاہیں آ کر اپنا سامان اٹھالے جایئے، میں تم سے اب تم سے نفرت کرتا ہوں، میں تم سے رضیہ نفرت کرتا ہوں، میں آپ سے پیار نہیں کرتا ؛نفرت کرتا ہوں ،نفرت کرتا ہوں ،نفرت کرتا ،نفرت کرتا ،نفرت کرتا ،تم سے نفرت کرتا ہوں ،تم سے نفرت کرتا ہوں، تم سے نفرت کرتا ہوں، اور ایک بات دھیان سے سنیئے، میں آپ سے اب ہمیشہ ہمیش کے لئے رشتہ ختم کر رہا ہوں، اور نام و پیار دل سے نکال دو۔

خط نمبر 3/ صفحہ نمبر 2: میں رضیہ تم سے نفرت کرتا ہوں۔

اور کہیں اپنا اچھا رشتہ دیکھ لو، اور کرلو، میں تمہیں ہمیشہ ہمیش کے لئے چھوڑ رہا ہوں، میں تمہیں چھوڑ رہا ہوں، میں تمہیں چھوڑ رہا ہوں، اب مجھ سے آپ کا کوئی تعلق و رشتہ نہیں، میں تم سے نفرت کرتا ہوں، اس لئے آپ اپنے میاں بھائی اور جس کو چاہیں، بھیج کر اپنا سامان اٹھا لیجئے آگے مجھے کچھ نہیں کہنا، نہ لکھنا، میں اب تم سے رشتہ نہیں رکھنا چاہتا ہوں، میں تم سے رضیہ نفرت کرتا ہوں، میں تم سے رضیہ نفرت کرتا ہوں، میں تم سے رضیہ نفرت کرتا ہوں، میں تم سے نفرت کرتا ہوں، میں تم سے رضیہ نفرت کرتا ہوں، مجھے اس لیٹر کا جواب چاہئے، باقی سب ٹھیک ہے۔　محمد شکیل

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: مسئولہ سوالوں کے پہلے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ شوہر نے اس تحریر سے طلاق کا ارادہ نہیں کیا ہے؛ اس لئے کہ اس میں ایک جملہ یہ ہے: ’’اور طلاق بھی مہر ادا کرنے کے بعد دوں گا‘‘۔ اس لئے اس خط پر کسی طلاق کے وقوع کا حکم نہ ہوگا۔ دوسرے

خط میں اس نے تین الفاظ لکھے ہیں: (۱) اس لیٹر کے بعد میں میرا آپ سے کوئی رشتہ نہیں ہے (۲) نہ اب آپ میری بیوی نہ ہم آپ کے شوہر (۳) اور ہم آج سے آپ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چھوڑ رہا ہوں، ان میں پہلے دو جملے کنائی ہیں، جن میں طلاق کے وقوع کے لئے نیت ضروری ہوتی ہے، اور چوں کہ خط کا سیاق وسباق ان الفاظ کو طلاق کے لئے استعمال پر دلالت کررہا ہے، اس لئے ان میں پہلے لفظ سے ایک طلاق بائن واقع کے ساتھ دوسری طلاق بائن ملحق نہیں ہوتی، اور تیسرا جملہ سرحتک کے معنی میں ہے، جسے علامہ شامیؒ نے طلاقِ صریح میں شمار کیا ہے، نیز ہمارے عرف میں بھی یہ جملہ صرف طلاق کے لئے ہی بولا جاتا ہے، اس لئے اس جملہ سے دوسری طلاق پڑ گئی ہے۔ اور تیسرے خط میں اس نے یہی الفاظ تین مرتبہ دہرائے ہیں، اب ان میں سے پہلے لفظ سے تیسری طلاق واقع ہوگئی اور بقیہ الفاظ بے اثر ہوگئے ہیں، بہرحال بیوی پر تین طلاقیں واقع ہوچکی ہیں، اب ان میں حلالہ شرعیہ کے بغیر زن وشوئی کا تعلق بالکل حرام ہے۔ متعلقہ عبارتیں ذیل میں درج ہیں:

أو قال لم يبق بيني وبينک نكاح يقع الطلاق إن نوىٰ. (الفتاوىٰ الهندية ۳۷۵/۱ زكريا، فتاوىٰ دارالعلوم ديو بند ۳۹۸/۹)

وكان الشيخ الإمام ظهير الدين المرغيناني رحمه الله تعالىٰ يفتي في قوله بهشتم بالوقوع بلا نية ويكون الواقع رجعياً. (الفتاوىٰ الهندية ۳۷۹/۱ زكريا)

وقال العلامة الشاميؒ: وأما إذا تعورف استعماله في مجرد الطلاق لا بقيد كونه بائناً يتعين وقوع الرجعي به كما في فارسية سرحتک. (شامي ۲۹۹/۳ كراچی، ۵۳۰/٤ زكريا)

نیز دیکھئے: (فتاویٰ دارالعلوم ۴۳۸/۹، حاشیہ ۴۸۸/۹)

الصريح يلحق الصريح ويلحق البائن بشرط العدة والبائن يلحق الصريح الصريح ما لا يحتاج إلى النية بائناً كان الواقع به أو رجعياً فتح. (الدر المختار مع الشامي ۳۰۶/۳ كراچی، ٥٤٠/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۷/۹/۱۴۱۷ھ

تین طلاقیں لکھ کر گھر میں رکھنا؟

سوال (۳۷۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اپنی منکوحہ کو ایک طلاق تحریر کرکے خود اپنے ہاتھ سے رجسٹری کی، اور چھ ہفتہ بعد دوسری طلاق مع سنہ وتاریخ پھر تحریر کی اور اپنے گھر میں رکھ دی، بیوی کو نہیں بھیجی، اس طلاق کے بعد اَب تیسری طلاق ساڑھے پانچ ماہ بعد اور لکھی اور وہ بھی اپنے پاس رکھ لی، اور اقرار کیا کہ اب منکوحہ سے میرا کوئی واسطہ نہیں رہا، اب سوال یہ ہے کہ کیا اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر شوہر نے مذکورہ تحریر لکھی ہے اور وہ اس کا مقر بھی ہے، تو صورتِ مسئولہ میں اُس کی بیوی پر تین طلاقیں مغلظہ واقع ہوگئی ہیں، بلا حلالۂ شرعیہ کے دوبارہ اُس عورت سے اُس شخص کا نکاح شرعاً درست نہیں ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلاَ تَحِلُّ لَهٗ مِنۡ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ﴾

[البقرة، جزء آیت: ۲۳۰]

وإن كانت مرسومة يقع الطلاق نوى أولم ينو، ثم المرسومة لا تخلو إما إن أرسل الطلاق بأن كتب أما بعد! فأنت طالق، فكما كتب هذا يقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الكتابة. (شامي ٤/٤٥٦ زكريا)

إذا طلق الرجل امرأته ثلاثا وقعن عليها ...... وذٰلک مثل أن يقول: أنت طالق طالق طالق. ...... وإن كان الطلاق ثلاثا في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا، ويدخل بها ثم يطلقها، أو يموت عنها كذا في الهداية. (الفتاوىٰ الهندية ١/ ٤٧٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۲/۳/۱۴۱۲ھ

بذریعہ ڈاک رجسٹری طلاق نامہ بھیج دینے سے طلاق؟

سوال (۳۷۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ذاکر حسین نے اپنی بیوی شاہانہ پروین کوطلاق نامہ بذریعہ ڈاک رجسٹری روانہ کیا، جس میں اس نے تحریر کیا ہے کہ میں نے تین بار زبان سے تحریری طلاق دے کر فریق دوم (لڑکی) کو اپنی زوجیت سے آزاد کردیا، نیز طلاق نامہ پر شوہر اور دو گواہوں کے دستخط بھی موجود ہیں، آپ تحریر فرمائیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ اگر وہ پھر سے بیوی کو رکھنا چاہے تو کیا شکل ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: صورتِ مسئولہ اگر واقعہ کے مطابق ہے تو ذاکر حسین کی بیوی شاہانہ پروین پر تین طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہیں، اب بلاحلالہ شرعیہ ان دونوں کا نکاح شرعاً درست نہ ہوگا۔

كرر لفظ الطلاق وقع الكل. (الدر المختار ۲۹۳/۳ کراچی، ٥۲۱/٤ زکریا)

وأما الطلقات الثلاث، فحكمها الأصلي، هو زوال الملك وزوال حل المحلية أيضًا، حتى لا يجوز له نكاحها قبل التزوج بزوج آخر، لقوله عزوجل: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلاَ تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ (بدائع الصنائع، فصل في حكم الطلاق البائن ٤۰۳/٤ دار الكتب العلمية بيروت، ۲۹٥/۳ زكريا)

ولا تحل الحرة بعد الطلقات الثلاث لمطلّقها، لقوله تعالىٰ: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلاَ تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ﴾ ولا الأمة بعد اثنتين إلا بعد وطئ زوج آخر ومضي عدته. (مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر / باب الرجعة ٤۳۸/۱ بيروت، وكذا في فتح القدير / فصل فيما تحل به المطلقة ۱۷۷/٤ دار الكتب العلمية بيروت)

رجل استكتب من رجل آخر إلى امرأته كتابًا بطلاقها، وقرأه على الزوج، فأخذه وطواه وختم وكتب في عنوانه وبعث به إلى امرأته، فأتاها الكتاب، وأقر الزوج

أنـه كتـابه، فإن الطلاق يقع عليها. (الفتاوىٰ الهندية / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ۳۷۹/۱ زكريا، الرد المحتار / مطلب في الطلاق بالكتابة، قبيل باب الصريح ۲٤٦/۳ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۱۱/۱۴۱۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خط میں لکھا کہ میں تم کو طلاق دے رہا ہوں، طلاق ہو، طلاق ہو، طلاق ہو

سوال (۳۷۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص مقصود احمد نے اپنی زاہدہ کو پورے ہوش وحواس کے ساتھ یہ الفاظ لکھ کر بیوی کے پاس بھیجے کہ: ''میں تم کو طلاق دے رہا ہوں، طلاق ہو، طلاق ہو، طلاق ہو''، زاہدہ میں نے تم کو طلاق دے دی، اس تحریر کے ذریعہ طلاق ہوجائے گی یا نہیں؟ اگر ہوگی تو کتنی ہوگی؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں آپ کی بیوی پر تین طلاق واقع ہوجائیں گی، اور حلالہ شرعیہ کے بغیر آپ کا اس سے زن وشوئی کا تعلق حرام ہے۔

كرر لفظ الطلاق وقع الكل. (الدر المختار ۲۹۳/۳ کراچی، ٥٢١/٤ زكريا)

ثـم إن كتـب عـلى الوجه المرسوم ولـم يعلقه بشرط بأن كتب: أما بعد! يا فـلانة فـأنـت طالق وقع الطلاق عقيب كتابة لفظ ''الطلاق'' بلا فصل، لما ذكرنا أن كتابة قوله: ''أنت طالق'' على طريق المخاطبة بمنزلة التلفظ بها. (بدائع الصنائع / فصل في النوع الثاني ٢٤٠/٤ دار الكتب العلمية بيروت، وكذا في الفتاوىٰ الهندية / فصل في الطلاق بالكتابة ۳۷۸/۱ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵/۵/۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاق نامہ میں ''تین طلاق دے دیا ہوں'' لکھنے سے طلاق کا حکم

سوال (۳۸۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مولوی زبیر احمد نے گھریلو تنازع کے موقع پر اپنی اہلیہ کو طلاق طلاق طلاق کہہ کر اپنا غصہ اتارا، پھر طلاق دینے کی باضابطہ اطلاع خود مولوی زبیر احمد نے اپنے خسر کو بذریعہ خط تحریری طور پر یہ لکھ کر دیا کہ نبھاؤ نہ ہونے کی وجہ سے میں نے آپ کی لڑکی کو تین طلاق دے دی ہے، اس خط کی نقل منسلک ہے۔ اس کے بعد مولوی زبیر احمد خود دارالعلوم دیوبند گئے، اور وہاں کے دارالافتاء سے اس واقعہ سے متعلق استفتاء کر کے فتویٰ حاصل کیا، استفتاء میں لفظ طلاق کے تکرار کو تاکید پر محمول کیا گیا ہے، جس کی بناء پر دیانۃً طلاقِ رجعی کا فتویٰ دیا گیا ہے، اس استفتاء اور فتویٰ کی نقل بھی منسلک ہے۔

اس فتویٰ کے علم کے بعد جب مولوی زبیر احمد اور اس کے والد صاحب کو مولوی زبیر احمد کی وہ تحریر دکھائی گئی، جو اُنہوں نے خسر کے نام لکھا تھا، اور جس میں مذکورہ واقعہ کی حکایت میں تین طلاق دینے کا اقرار تھا، تو کہا گیا کہ مذکورہ بالاعنوان طلاق سے سبھوں کو غلط فہمی ہوئی تھی، اور اس کو تین طلاق سمجھا گیا تھا، اور اسی کی اطلاع خسر کو دی گئی تھی؛ لیکن جب واقعی صورتِ حال کے متعلق دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء میں استفتاء کیا، تو جواب ملا کہ ایسی صورت میں دیانۃً ایک طلاق رجعی ہی واقع ہوئی، چناں چہ رجعت کرلی گئی ہے، مذکورہ صورتِ حال کی روشنی میں حضراتِ مفتیانِ کرام سے دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ مکتوب بنام خسر اور اس کی کی گئی توجیہ کی روشنی میں مذکورہ استفتاء میں جو لفظ ''طلاق'' کے تکرار کو تاکید پر محمول کیا گیا ہے، اور یہ جو کہا گیا ہے کہ تین طلاق کی نیت نہیں تھی؛ بلکہ مطلقاً طلاق دینے ہی کی نیت نہیں تھی، ازروئے شرع اس کی گنجائش ہے یا نہیں؟ اور جو رجعت کرلی گئی ہے وہ شرعاً معتبر ہوئی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں شوہر نے تحریری طلاق نامہ میں یہ الفاظ لکھے ہیں کہ ''تین طلاق دے دیا ہوں'' اس میں الفاظ طلاق کا تکرار نہیں ہے؛ بلکہ ایک ہی لفظ

سے تین طلاقیں دی گئی ہیں؛ لہٰذا اِس طلاق نامہ کی رو سے زبیر احمد کی بیوی پر تین طلاقیں یقیناً واقع ہوچکی ہیں، اور اُسے رجعت کا بالکل اختیار نہیں ہے، اِن الفاظ کو تاکید پر محمول کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے؛ کیوں کہ تکرار نہیں پایا گیا ہے۔

لما تقرر أنه متى ذكر العدد كان الوقوع به (الدر المختار) لأن الواقع عند ذكر العدد موصوف بالعدد أي تطليقاً ثلاثاً فتصير الصيغة الموضوعة لانشاء الطلاق متوقفاً كلها عند ذكر العدد عليه. (شامي ۲۸۵/۳ كراچی، ۵۱۰/٤ زكريا)

اور حضرت مفتی صاحب دار العلوم دیوبند کے فتویٰ میں سوال کی نوعیت کچھ اور ذکر کی گئی ہے، اس لئے وہ فتویٰ سوال کے مطابق ہے، اور اگر وہ واقعہ کے مطابق نہ ہو، تو اس پر عمل کی اِجازت نہیں، غلط سوال کر کے فتویٰ حاصل کرنے سے کوئی حرام چیز حلال نہیں ہوسکتی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۵۸۳/۱۲ ڈابھیل)

كرر لفظ الطلاق وقع الكل. (الدر المختار ۲۹۳/۳ كراچی، ٥٢١/٤ زكريا، الفتاویٰ الهندية ٣٥٦/١)

كتب الطلاق إن مستبينا على نحو لوحٍ وقع إن نوى مطلقاً بأن كان على وجه يمكن فهمه وقرأته وإلا فلا يقع، قوله: مطلقاً، سواء نوى أو لم ينو. (طحطاوي على الدر ١١١/٢ بيروت)

الكتابة على نوعين: ...... إن كانت مرسومة يقع الطلاق نوى أو لم ينو. (الفتاویٰ الهندية ٣٧٨/١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۶/۸/۱۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دوسرے سے تین طلاق لکھوا کر نہ بھیجنے سے طلاق کا حکم؟

سوال (۳۸۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: مجھے معلوم ہوا کہ میری بیوی کسی آدمی کے ساتھ بات چیت کررہی تھی، کسی اور نے آکر باتیں بتائیں، میں نے بغیر تحقیق کئے ہوئے غصہ میں آکر ایک آدمی سے کہا کہ ایک خط لکھ دو، تینوں طلاق اُنہوں نے لکھ دیا، وہ لکھ نہیں رہا تھا، وہ بولا کہ لکھ دوں، میں نے کہا کہ لکھ دو طلاق، تو اُنہوں نے لکھ دیا طلاق طلاق طلاق تینوں، مگر میں نے وہ خط نہیں بھیجا، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ بات غلط ہے، میں نے وہ خط جلا دیا، بھیجا نہیں، اور میری بیوی ماں بننے والی ہے، میری بیوی بہار رہتی ہے، ان لوگوں کو طلاق کے بارے میں معلوم نہیں ہوا ہے، اب قرآن وحدیث کی روشنی میں جاننا چاہتا ہوں کہ طلاق ہوئی کہ نہیں، اور میں طلاق نہیں دینا چاہتا ہوں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دوسرے شخص کے ذریعہ طلاق لکھوانے سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے؛ لہٰذا صورتِ مسئولہ میں الفاظِ طلاق لکھتے ہی بیوی پر تین طلاق پڑ گئی ہیں گو کہ وہ تحریر بیوی تک نہ پہنچی ہو، اب ایک ساتھ رہنا حرام کاری ہوگی۔

ولو قال للكاتب: اكتب طلاق امرأتي كان إقراراً بالطلاق، وإن لم يكتب – وقوله – ثم المرسومة لا تخلو ما إن أرسل الطلاق بأن كتب: أما بعد: فأنت طالق، فلما كتب هٰذا يقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الكتابة. (شامي ٢٤٦/٣ كراچی، ٤٥٦/٤ زكريا، كذا في البحر الرائق / باب الطلاق الصريح ٢٥٣/٣ كوئٹه، الفتاویٰ الهندية ٣٧٩/١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۵/۱۴۱۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاق کی نیت سے ''تلاف'' تین مرتبہ لکھنا؟

سوال (۳۸۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مختار علی اور اسماء دونوں میاں بیوی ہیں، اچانک ایک روز بیوی (لڑکی) نے شوہر کے روزانہ

رات میں گھر دیر سے آنے کی وجہ سے اور اُن کی بے رخی سے عاجز آ کر شکوہ وشکایت کی، زبان درازی کی، فوراً شوہر غصہ میں آ کر کہنے لگا کہ ۱۰/ شادی کر سکتا ہوں، تم مجھ پر کسی قسم کی پابندی لگانے والی کون ہو؟ شوہر کی اس بات پر لڑکی کہتی ہے کہ پھر میرا کیا ہوگا؟ تو شوہر کہتا ہے کہ لاؤ تمہارا معاملہ صاف کر دیتا ہوں، لڑکی ایک کاغذ اٹھا کر دیتی ہے، اور وہ لڑکا اُس کاغذ پر اِس طرح کے الفاظ ''تلاف، تلاف، تلاف'' لکھ دیتا ہے۔

یاد رہے کہ یہ معاملہ لڑکی کے باپ کے گھر عمل میں آیا ہے، پھر صبح جب لڑکا باپ کے گھر جاتا ہے، تو لڑکی کے کچھ رشتہ دار لڑکے کو بلانے کے لئے جاتے ہیں، تو لڑکے کے والد لڑکے سے پوچھتے ہیں کہ تم سسرال کیوں نہیں جاتے ہو؟ تو وہ لڑکا باپ کو جواب دیتا ہے کہ میں نے اُن کا معاملہ صاف کر دیا ہے، اُن کو طلاق دے دیا ہوں؛ لیکن ایک عرصہ گذر جانے کے بعد اب لڑکا یہ اقرار کرتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے، میں غصہ میں تھا، جو کچھ مجھ سے ہوا غصہ میں ہوا، میں طلاق نہیں دیتا ہوں، اگر یقین نہ ہو تو وہ کاغذ دیکھ لو کہ اس میں کیا لکھا ہوا ہے، جب کہ میں اردو پڑھنا لکھنا اچھی طرح جانتا ہوں، مزید وہ لڑکا یہ بھی کہہ رہا ہے کہ میں فتویٰ منگایا ہوں، طلاق واقع نہیں ہوئی ہے،...... مذکورہ تمام باتوں کو سامنے رکھ کر بتلائیں کہ لڑکی کو طلاق ہوگی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: صورتِ مسئولہ میں لفظ ''تلاف'' طلاق کی نیت سے استعمال کیا گیا، جیسا کہ بیان سے ظاہر ہے؛ لہٰذا اُس کے ذریعہ تین طلاق واقع ہوگئی ہیں، اب حلالہ کے بغیر اس عورت سے اُس کا دوبارہ نکاح نہیں ہوسکتا۔

ويقع بها أي بهٰذه الألفاظ وبمعناها ويدخل نحو طلاغ وتلاغ وتلاک، أو ط-ل-ق، طلاق بائن، قال في البحر: ومنه الألفاظ المصحفة وهي خمسة، فزاد على ما هنا تلاق وزاد في النهر: إبدال القاف لاماً وينبغي أن يقال: إن فاء الكلمة إما طاءً أو تاءً واللام إما قاف أو عين أو غين أو كاف أو لام واثنان في

خمسة بعشر ة تسعاً منها مصحفة، وهي ما عدا الطاء مع القاف. (شامي ٤٥٩/٤ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٢٥٧/١ زكريا، فتاوىٰ دارالعلوم ٦٦/٩) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۹/۷/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاق نامہ میں تین بار طلاق دینے کا اقرار کرنا؟

سوال (۳۸۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرا شوہر جو مجھے اپنے گھر میں ہر بات پر یہی کہتا تھا کہ میں تجھ کو طلاق دے دوں گا، میرے ساتھ کوئی اچھا برتاؤ نہیں کیا، دو بار تو میرے منہ پر طلاق بول چکا ہے، پھر اس نے حق زوجیت کا دعویٰ کیا، تو میں نے اس کا جواب دیا، اس نے درخواست لگائی کہ میں اپنا دعویٰ واپس لیتا ہوں، میں طلاق دے چکا ہوں، سامان مہر دے چکا ہوں، خرچ کا ہم نے دعویٰ کیا تو اس دعویٰ پر بھی یہی کہا کہ میں طلاق دے چکا ہوں، لکھ کر دیا، جہیز کا ایک دعویٰ کیا تو اس نے اس میں بھی یہی کہا کہ میں طلاق دے چکا ہوں، اس نے طلاق نامہ عدالت میں بھی لگایا، اس میں صاف صاف تین بار لکھا ہے کہ با قاعدہ مجھے طلاق شدہ عورت قرار دیا، عدت کرنے کو کہا ہے کہ میں عدت کروں، مجھ پر عدت واجب ہے، مہیلا تھانہ میں بھی طلاق نامہ لکھ دیا، جس میں لکھا ہوا ہے کہ میں نے طلاق دی، صاف صاف تین بار لکھ کر دی ہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شوہر نے طلاق نامہ میں تین بار طلاق دینے کا اقرار کیا ہے، تو بلا شبہ اُس کی بیوی پر تین طلاقیں واقع ہوچکی ہیں۔

وإن كانت مرسومة يقع نوى أو لم ينو. (شامي ٤٥٦/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۰/۱/۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اِسٹامپ پر تین طلاقیں لکھوانا؟

سوال (۳۸۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہم دونوں میاں بیوی میں کافی دنوں سے نااتفاقی چل رہی تھی، روز روز کے جھگڑے سے تنگ آکر یہ بات طے ہوئی کہ طلاق دے کر معاملہ نپٹالیا جائے، چناں چہ پنچایت والوں کے کہنے پر میں نے زبانی اِملا کراکر دو اِسٹامپ پیپر تیار کرائے، جس میں طلاق دینے کا ذکر ہے، دونوں اِسٹامپ پیپر پر میں نے اور میری بیوی نے دستخط کردیئے، اور مہر کے پیسے بھی ادا کردیئے، میری مراد اِسٹامپ پیپر پر دستخط کرتے وقت تین طلاق کی تھی، تو اِس صورت میں میری بیوی پر طلاق ہوئی یانہیں؟ اگر ہوئی تو کتنی ہوئی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں چوں کہ شوہر نے اَپنی رضا ورغبت سے تین طلاق کی نیت سے طلاق نامہ لکھوایا ہے، اور اس پر تین طلاق کی نیت سے دستخط کئے ہیں، لہٰذا اُس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہے، اور اَب دونوں میں حلالۂ شرعیہ کے بغیر اِزدواجی تعلق حلال نہیں ہے۔

في حديث ابن عباس مرفوعًا: من لعن شيئًا ليس له بأهل رجعت اللعنة عليه. (سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء في اللعنة ١٩/٢)

رجل قال لامرأته: تُرا طلاق، أوقال: داد مت طلاق، ونوى الثلاث تصح، وتقع الثلاث. (الفتاویٰ التاتارخانية ٤ / ٤٤٢ رقم: ٦٦٢٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱/۷/۱۴۲۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بذریعہ رجسٹری طلاق نامہ بھیجنا؟

سوال (۳۸۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: بندہ کی بیوی ایک بڑے حادثہ کے وقت اپنے میکہ چلی گئی تھی، اور تقریباً دوسال نہیں آئی، بندہ نے ایک طلاق نامہ بذریعہ ڈاک رجسٹری روانہ کردیا جو خسر صاحب نے واپس کردیا، وہ رجسٹری واپس آگئی، پھر دوبارہ بندہ نے اُسی کی نقل رجسٹری کردی جس کو خسر صاحب نے وصول کرلیا؛ لیکن اَب وہ اِنکار کررہے ہیں کہ اس میں طلاق نامہ نہیں تھا، لفافہ کے اندر سادہ کاغذ تھا، بندہ کے پاس رجسٹری کی رسید اور طلاق نامہ کی نقل موجود ہے، اور ایک مرتبہ اُسی دوران خسر صاحب سے فون پر بات بھی ہوئی تو بندہ نے زبانی بھی کہا کہ میں نے طلاق دے دیا ہے۔

اب صورتِ مسئولہ میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ تو کیا بندہ پر بیوی کا نان ونفقہ دینا ضروری ہے یا نہیں؟ جب کہ مہر وغیرہ ادا ہے اور عدت گذرے ہوئے بھی تقریباً پانچ سال ہوگئے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جس وقت آپ نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے، اور طلاق کے مطلق الفاظ طلاق نامہ میں لکھے ہیں، اُسی وقت سے بیوی پر طلاق واقع ہوچکی ہے، اس طلاق سے عورت یا اُس کے گھر والوں کا مطلع ہونا یا طلاق نامہ کو وصول کرنا شرعاً ضروری نہیں، اور اُسی وقت سے عدت بھی شروع ہوگئی ہے، اور چوں کہ اِس واقعہ کو پانچ سال ہوگئے ہیں، اس لئے اب اِس عورت کا آپ سے کوئی تعلق نہیں رہا، اور نان نفقہ کا آپ سے مطالبہ نہیں کیا جاسکتا؛ البتہ اگر مہر اور دیگر سامان آپ کے پاس موجود ہوتو اسے واپس کرنا پڑے گا۔

ثم المرسومة لا تخلو، إما أن أرسل الطلاق بأن كتب أما بعد فأنت طالق فكما كتب هٰذا يقع الطلاق، وتلزمها العدة من وقت الكتابة. (شامي ٤٥٦/٤ زكريا)

ولو أقام الزوج البينة على إقرارها بإنقضاء العدة سقطت نفقتها. (الفتاویٰ الهندية ٥٥٨/١ زكريا)

الجهاز للمرأة إذا طلقها تأخذه كله، وإذا ماتت يورث عنها. (شامي ٣١١/٤ زكريا)

المهر يتأكد بأحد معان ثلاثة: الدخول والخلوة الصحيحة، موت أحد

الزوجين، سواء كان مسمى أو مهر المثل حتى لا يسقط شيء منه بعد ذٰلک إلا بالإبراء من صاحب الحق. (الفتاویٰ الهندية ۱/ ۳۰۳ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۹/۵/۲۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جیل سے تعلیق طلاق کی تحریر بھیجنا؟

سوال (۳۸۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرا بھتیجہ جو ماں باپ سے مفرور اور باغی تھا بغاوت کی حد ختم ہوگئی تھی، اتفاق سے وہ جیل چلا گیا، پریشان ماں باپ نے کوئی خیر خبر نہ کی، نہ ضمانت کروائی، اِس غصہ میں اُس نے جیل سے ایک بہت طویل تحریر بھیجی جس میں ماں باپ کو دھمکایا، اور کچھ شرطیں اَپنی بیوی کے بارے میں لکھی ہیں، وہ شرطیں یا پابندیاں صرف ماں باپ کو معلوم ہیں یا لکھنے والے یعنی لڑکے کو، وہ شرطیں اور پابندیاں لڑکی کو نہیں سنائی گئیں؛ اس لئے وہ جس گھر میں رہ رہی تھی وہیں رہ رہی ہے، اندر باہر آنا جانا ہے۔ وہ شرطیں یا پابندیاں درج ذیل ہیں:

(۱) اگر یہ تحریر راضیہ کو نہیں سنائی گئی تو راضیہ میری طرف سے آزاد ہے، پڑھنے والا گواہ ہے؛ یہ اس لئے کہا تھا؛ تاکہ ماں باپ میری کوئی مدد کریں، میری نیت طلاق کی نہ تھی، نہ میرا ارادہ تھا۔

(۲) راضیہ تو اگر باہر بیٹھی تو میری بندش سے آزاد ہے، جب تک کہ میں اِجازت نہ دوں بیٹھنے کی؛ اس لئے کہ میں جیل میں ہوں میری بیوی اِدھر اُدھر نہ جائے۔

(۳) پڑوس کے کسی بھی گھر میں گئی تو میری بندش سے آزاد ہے، جب تک جانے کی اِجازت نہ دوں، شک کی بنا پر دھمکایا تھا۔

(۴) جو خط لے کر آرہا ہے اس کے ہاتھوں میرے برتن وغیرہ بیچ کر ۵۰۰/روپیہ بھیج دینا، اگر نہیں بھیجے تو راضیہ کو تم سنبھالنا یعنی میری طرف سے آزاد ہے؛ لیکن ماں باپ مجبور تھے وسائل نہیں تھے، جیل میں پریشان تھا؛ اس لئے پیسہ وغیرہ منگانے کی وجہ سے لکھا تھا۔

(۵) اگر تم نے گٹکھا کھایا تو تجھے طلاق ہے یعنی میری طرف سے آزاد ہے، پڑیا گٹکھا وغیرہ کی عادت نہ پڑ جائے۔

(٦) ابّا اگر تم نے ہزار روپیہ مہینہ جیل میں نہ بھیجے، تو راضیہ کو تم سنبھالنا تو میں نے طلاق کی، پیسوں کی بناپر دھمکی دی تھی؛ تاکہ پیسے بھیج دیں؛ لیکن ماں باپ مجبور تھے پیسے نہ بھیج سکے، اِنہیں شرطوں کو دوبارہ تحریر کیا ہے، اس میں طلاق کا لفظ استعمال کیا ہے، اَب وہ جیل سے چھوٹ کر آ گیا ہے، کیا وہ میاں بیوی کی طرح رہ سکتے ہیں، یا طلاق واقع ہوگئی؟ لڑکی کو ان شرطوں کا ابھی تک کوئی علم نہیں ہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ’’میری طرف سے آزاد ہے‘‘ کا لفظ ہمارے عرف میں طلاق صریح کے لئے استعمال ہوتا ہے، اِسی طرح بعض صورتوں میں شوہر نے بعض باتوں پر صریح طلاق کے لفظ سے تعلیق کی ہے؛ لہٰذا اگر حسبِ تحریر سوال شرط پائی جائے تو اُس کی بیوی پر طلاق ہو اقع ہوجائے گی، اور پہلی مرتبہ طلاق کے وقوع کے بعد اگر عدت کے اندر اندر مزید دو مرتبہ یا تین مرتبہ طلاق صریح دی ہے، تو تینوں طلاق پڑ چکیں، اب حلالہ شرعیہ کے بغیر اُس شوہر کے لئے حلال نہیں رہی، اگر پہلی مرتبہ طلاق دینے کے بعد عدت یعنی تین ماہواری گذر چکی ہے، تو صرف ایک طلاق بائن واقع ہوگی، اب اس شوہر کے ساتھ حلالہ کے بغیر دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے، عورت کو پہلے سے تعلیق کا علم ہونا شرط نہیں۔

وإذا أضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط مثل أن يقول لامرأته: إن دخلت الدار فأنت طالق. (الهداية ٣٨٥/٢، الفتاویٰ الهندية / الفصل الثالث، باب تعليق الطلاق بكلمه إن الخ ٤٢٠/١ زكريا)

قوله: أنت طالق ولا يفتقر إلى النية؛ لأنه صريح فيه لغلبة الاستعمال. (الهداية ٣٥٩/٢)

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية، أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلك أو لم ترض، لقوله تعالى: ﴿فَامۡسِكُوۡهُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ﴾ من غير فصل. (الهداية ٢/٣٩٤)

فإن وجد الشرط في الملك انحلت اليمين، بأن قال لامرأته: إن دخلت الدار فأنت طالق وقد دخلت، وهي امرأته وقع الطلاق ولم تبق اليمين. (الفتاویٰ الهندية ١/ ٤١٦ زكريا)

وإن كان الطلاق ثلاثا في الحرة، أو ثنيتن في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحاً، ويدخل بها ثم يطلقها، أو يموت عنها، والأصل فيه قوله تعالى: ﴿فَإِنۡ طَلَّقَهَا فَلاَ تَحِلُّ لَهُ مِنۡ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهُ﴾ الخ. (الهداية ٢/٣٩٩)

إن الصريح لايحتاج إلى النية إنما هو في القضاء، أما في الديانة فمحتاج إليها آخذا من قولهم، ولو نوى الطلاق عن وثاق أو سبق لسانه إلى لفظ الطلاق يقع قضاء فقط لا ديانة. (شامي ٤/٤٦٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲/ ۲/ ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی اگر طلاق کے نوٹس کا انتظار کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال (۳۸۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں نے اپنی بیوی کو تحریراً تین طلاق دے دی تھیں، اس کے پاس جب نوٹس پہنچا، تو اُس نے ان طلاق کو ماننے سے انکار کر دیا، اور میری دوکان پر آ کر بدتمیزی کرنے لگی، اس کے بعد میں نے اسی وقت اس کو دو طلاقیں زبانی اور دیں؛ لیکن اب بھی وہ طلاق کا انکار کر رہی ہے، تو پوچھنا یہ ہے کہ کیا میری بیوی پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

نوٹ: - نکاح کے بعد ابھی تک میری بیوی کی رخصتی نہیں ہوئی، میری طرف سے طلاق کا نوٹس ہم رشتہ ہے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ نے اپنی غیر مدخولہ بیوی کو جو تحریری طلاق نامہ بھیجا ہے، اُس میں یہ الفاظ لکھے گئے ہیں کہ میں تجھ کو تین بار طلاق طلاق طلاق دے کر اَپنی زوجیت سے آزاد کرتا ہوں، تو چوں کہ یہ تینوں طلاق تین کے عدد کے ساتھ ایک جملہ میں دی گئی ہیں، اس لئے آپ کی بیوی پر اس تحریری طلاق نامہ سے تینوں طلاقیں واقع ہوچکی ہیں، اب وہ آپ کے لئے حلال نہیں رہی، اور بعد میں جو آپ نے اسے مزید زبانی طلاقیں دی ہیں، وہ لغو قرار پائیں گی، اور اس طلاق نامہ کو بیوی کی طرف سے نہ ماننے کی وجہ سے حکم میں کوئی فرق نہ ہوگا؛ کیوں کہ طلاق کا اختیار مرد کو ہوتا ہے، عورت کے نہ ماننے کا کوئی اعتبار نہیں۔

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: أتى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم – آخر الحديث – فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: الطلاق لمن أخذ بالساق. (سنن ابن ماجة ١٥١)

قوله إنما الطلاق لمن أخذ بالساق: كناية عن الجماع أي إنما يملك الطلاق من يملك الجماع. (حاشية سنن ابن ماجة ١٥١)

إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً قبل الدخول بها وقعن. (الفتاویٰ الهندية ٣٧٣/١ زكريا)

وإذا طلق الرجل امرأته قبل الدخول بها والخلوة ثلاثاً جملة وقعن عليها؛ لأن الواقع مصدر محذوف؛ لأن معناه طلاقاً ثلاثاً. (اللباب في شرح الكتاب ١٧٦ دار الإيمان، الفتاویٰ التاتارخانية ٤٢٨/٤ رقم: ٦٥٩٥ زكريا)

متى قرن الطلاق بالعدد كان الوقوع بالعدد بدليل ما أجمعوا عليه من أنه لو قال لغير المدخول بها أنت طالق ثلاثاً طلقت ثلاثاً. (شامي ٥١٣/٤ زكريا)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۳/۶/۱۴۳۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مارنے کی دھمکی دے کر خلع نامہ پر جبراً دستخط کرانا؟

سوال (۳۸۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: احقر نے ایک جگہ نکاح کا پیغام دیا، تو لڑکی کے باپ نے پیغام قبول تو کیا؛ لیکن ایک ڈیڑھ سال رُکنے کے لئے کہا، گھر میں آنا جانا تھا اور کاروباری تعلقات بھی کافی عرصے سے تھے، اس لئے احقر نے لڑکی کی ماں کی اِجازت اور مرضی سے لڑکی کے ساتھ نکاح کرلیا اور لڑکی سے دو گواہوں کے سامنے نکاح قبول کیا اور خلوت بھی ہوگئی۔ لڑکی کی ماں نے ۴-۶ / ماہ بعد رخصتی کے لئے کہا، بعدہ جب میں رخصتی کے لئے اپنے والد صاحب، چچا اور دیگر لوگوں کو لے کر گیا، تو اطلاع دے کر لڑکی کے والد صاحب نے کہا کہ لڑکی آنا نہیں چاہتی؛ بلکہ وہ تو خلع چاہتی ہے۔ لڑکی کے باپ اپنے علاقے کے غنڈے اور بدمعاش قسم کے لوگوں کو جمع کرکے خلع کا مطالبہ کرنے لگے اور جان سے مارنے کی دھمکی دینے لگے اور زبان سے طلاق جبراً کہنے کو کہا، لڑکے نے ڈر کے مارے موہوم انداز میں کہا کہ ''میں نے طلاق دیا'' اپنی زبان سے یہ الفاظ نکالے اور خلع نامے پر جبراً دستخط کرائے۔ اور خلع نامہ میں جو کچھ لکھا ہوا ہے وہ سب جھوٹ ہے کہ آپس میں خیالات نہیں ملے۔ من مٹاؤ رکھنے لگا اور اس میں جو تین طلاق طلاق طلاق لکھا ہوا ہے، یہ بھی جھوٹ ہے، اور لڑکے نے زبان سے صرف ایک بار طلاق کہا۔ لڑکی جب بھی اپنے شوہر کے پاس آنا چاہتی تھی اور اب بھی ساتھ رہنا چاہتی ہے۔ اُن لوگوں نے جو بھی شرارت کی وہ جان بوجھ کر پریشان ذلیل اور نیچا دکھانے کے لئے کی؛ لہٰذا صورتِ مسئولہ میں کیا خلع صحیح ہوا؟ اگر ہاں تو دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟ واضح رہے کہ یہ خلع نامہ ہے طلاق نامہ نہیں اور لڑکی کو بھی خلع سے لاعلم رکھا گیا تھا۔ خلع نامہ کی کاپی منسلک ہے، خلع نامے پر دستخط لیتے وقت لڑکا اور لڑکی کو آمنے سامنے بیٹھایا نہیں گیا تھا اور خاص کر لڑکی کو خلع نامہ پڑھایا نہیں گیا تھا، صرف جبراً دستخط لئے گئے، کیا خلع نامہ میں جبراً دستخط لینا درست ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: برتقدیرِ صحتِ واقعہ جان سے مارنے کی دھمکی دے کر

طلاق یا خلع نامے پر مجبوراً دستخط کرانے سے تو کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی؛ لیکن چوں کہ آپ نے حسبِ تحریر سوال نامہ زبان سے بھی ایک مرتبہ طلاق دی ہے، اِس لئے ایک طلاق یقیناً واقع ہوئی اور طلاق نامہ پر جو تاریخ پڑی ہوئی ہے، وہ ۱۴ر ستمبر ۲۰۱۳ء کی ہے، جس کو پانچ مہینہ گزر چکے ہیں، اس لئے اگر درمیان میں رجوع نہ کیا گیا ہو، تو غالب گمان یہ ہے کہ اس طلاق کی یہ عدت گزر چکی ہوگی۔ اور عدت گزرنے کے بعد دوبارہ اِزدواجی تعلق قائم کرنے کے لئے از سرِ نو نکاح ضروری ہے، نکاح کے بغیر یہ رشتہ قائم نہیں ہوسکتا۔

رجل أکره بالضرب والحبس أن یکتب طلاق امرأته فلانة بنت فلان بن فلان طالق لا تطلق امرأته؛ لأن الکتابة أقمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة هٰهنا. (قاضي خان علی هامش الهندیة ۴۷۲/۱، الفتاویٰ الهندیة ۳۷۹/۱ زکریا، شامي ۲۳۶/۳ کراچی)

وابتداء العدة في الطلاق عقیب الطلاق وفي الوفاة عقیب الوفاة؛ فإن لم تعلم أو الوفات حتی مضت مدة العدة فقد انقضت عدتها. (الهدایة ۴۲۵/۲، الفتاویٰ الهندیة ۵۳۲/۱ زکریا، شامي ۵۲/۳ کراچی)

إذا کان الطلاق بائناً دون الثلاث فله أن یتزوجها وبعد انقضاء العدة. (الفتاویٰ الهندیة ۴۷۲/۱ زکریا، مجمع الأنهر ۴۳۲/۱۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۴/۱۴۳۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر مقلد لڑکی کو تحریری طور پر تین طلاق دینا؟

سوال (۳۸۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: فرید خاں ابن رفیع اللہ خاں کا نکاح صدیقہ کوثر بنت اَمان اللہ سیفی کے ساتھ چار سال قبل ہوا، اور میاں بیوی نے تقریباً چھ مہینہ خوش حال گذارے؛ لیکن بعد میں لڑکی اور اُس کے والدین

نے بدنیتی کی بنیاد پر شوہر فرید خاں کے والد رفیع اللہ خاں کی جائیداد پر ناجائز قبضہ کرنے کی کوشش کی، اور مختلف مقدمات کے ذریعہ غیروں کا سہارا لیا، جب کہ اِسی دوران لڑکی کے گھر کی چہار دیواری میں رہتے ہوئے شوہر سے لڑائیوں اور جھگڑوں کی بنیاد پر آپسی تعلقات منقطع بھی رہے، اور اب لڑکی تقریباً چھ مہینہ سے اپنے گھر پر رہی تھی، تو اب شوہر فرید خاں ابن رفیع اللہ خاں نے اِن تمام حالات سے دل برداشتہ ہوکر لڑکی کے نام طلاق نامہ دو گواہوں کی موجودگی میں ایک ہی الفاظ میں تین طلاق دے کر ایک عدالتی کاغذ پر اُس لڑکی کے حوالہ کردیا ہے، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ:

(۱) لڑکی اور لڑکی والوں کا اس طرح سے شوہر کو اور ان کے گھر والوں کو پریشان کرنا، اور ناجائز مقدمات سے پھنسا کر شوہر کے والد صاحب رفیع اللہ خان کی جائیداد پر ناجائز قبضہ کرنا کیسا ہے؟

(۲) مذکورہ مسئلہ میں ایک ہی الفاظ میں طلاق نامہ میں تین طلاق دے کر دو گواہوں کی موجودگی میں لڑکی کے حوالہ کرنا شرعاً کیا اس سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اگر ہوگی تو کتنی واقع ہوگی؟

(۳) اور جب کہ لڑکی والے اور خود لڑکی مسلک سلفیت سے وابستہ اور غیر مقلد ہیں؛ لہٰذا ایک مرتبہ میں تین طلاق کا واقع ہوجانا شرعاً معتبر ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق نامہ سے واضح ہے کہ شوہر فرید خاں نے اپنی بیوی صدیقہ کوثر کو تحریری طور پر تین طلاقیں دے کر اس سے ازدواجی تعلق ختم کرلیا ہے؛ لہٰذا بلاکسی شک وشبہ کے صدیقہ کوثر پر تینوں طلاق واقع ہوچکی ہیں، اور حرمتِ مغلظہ ثابت ہوچکی ہے، لڑکی کے غیر مقلد ہونے سے مسئلہ پر کوئی اثر نہ پڑے گا۔

عن أنس بن مالک رضي اللّٰہ عنہ قال: سمعت معاذ بن جبل رضي اللّٰہ عنہ یقول: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول: یا معاذ! من طلق لبدعۃ واحدۃ أو ثنتین أو ثلاثا ألزمناہ بدعتہ. (سنن الدار قطني ٤/٣٠ رقم: ٣٩٧٥)

عن واقع بن سحبان قال: سئل عمران بن حصین رضي اللّٰہ عنہ عن رجل

طـلـق امرأته ثلاثا في مجلس قال: آثم بربه وحرمت عليه امرأته. (المصنف لابن أبي شيبة ٥١٩/٩ رقم: ١٨٠٨٧)

عـن سهـل بـن سـعـد رضـي الـلّٰـه عـنـه في هٰذا الخبر قال: فطلقها ثلاث تـطليقات عند رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فأنفذه رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم. (سنن أبي داؤد ٣٠٦/١ رقم: ٢٢٥٠)

وقـال الليث عن نافع كان ابن عمر رضي اللّٰه عنه إذا سئل عمن طلق ثلاثا قـال: لـو طـلـقـت مـرة أو مرتين فإن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أمرني بهٰذا؛ فإن طـلقها ثلاثا حرمت حتى تنكح زوجاً غيره. (صحيح البخاري ٩٢/٢ رقم: ٥٢٦٤، صحيح مسلم ٤٧٦/١ رقم: ١٤٧١)

كتـب الـطـلاق قـال في الهـنـدية: الـكتـابة عـلـى نوعين مرسومة وغير مـرسـومة، ونـعني بالمرسومة أن يكون مصدر ومعنونًا، مثل ما يكتب إلى الغائب ...... وإن كانت مرسومة يقع الطلاق نوىٰ أو لم ينو. (شامي ٤٥٥/٤-٤٥٦ زكريا)

والبـدعي ثلاث متفرقة، وكذا بكلمة واحدة بالأولىٰ. (شامي ٤٣٤/٤ زكريا)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۹/۱۱/۱۴۳۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اگر میاں بیوی سامنے موجود ہوں تو کیا تلفظ کے بغیر محض تحریر سے طلاق ہوجائے گی؟

سوال (۳۹۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر میاں بیوی دونوں نااتفاقی کے سبب دو متدین گواہوں کی موجودگی میں تحریری طور سے علیحدگی پر راضی ہوجائیں، تو کیا طلاق نامہ شریعت کی روشنی میں درست ہوگا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر میاں بیوی سامنے موجود ہوں، تو طلاق کے واقع ہونے کے لئے محض تحریر کافی نہیں؛ بلکہ زبانی طور پر طلاق دینا ضروری ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۸/۲۱۲ میرٹھ، منتخبات نظام الفتاویٰ ۲/۱۶۴-۱۶۶)

فلو أکره علی أن یکتب طلاق امرأته، فکتب لا تطلق؛ لأن الکتابة أقیمت مقام العبارة باعتبار الحاجة، ولا حاجة هٰهنا. (فتاویٰ قاضي خان ۱/۴۷۲)

إن المعنون من الناطق الحاضر غیر معتبر. (شامي ۱۰/۴۶۱ زکریا)

وقید نا بکونه علی النطق؛ لأن لو أکره علی أن یکتب طلاق امرأته فکتب لا تطلق؛ لأن الکتابة أقیمت مقام العبارة باعتبار الحاجة، ولا حاجة هنا کذا في الخانیة. (البحر الرائق ۳/۴۴٦)

مستفاد: فلا ینعقد الخ، ولا بکتابة حاضر (الدر المختار) فلو کتب تزوجتک فکتبت قبلتُ لم ینعقد الخ. (الدر المختار مع الشامي ۳/۱۲ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۲/۱/۱۴۳۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

میسج کے ذریعہ تین طلاق دے کر اِنکار کرنا؟

سوال (۳۹۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:: میں مسمی احمد معزالدین جاوید ساکن نظام آباد بلا کسی جبر واکراہ کے تحریر کرتا ہوں کہ میری لڑکی مسماۃ ذیشان فاطمہ کا نکاح بتاریخ ۱۱/نومبر ۲۰۱۱ء کو میرے پھوپھی زاد بھائی محمد عبدالخالد ولد محمد عبدالوحید ساکن مٹ پلی ضلع کریم نگر سے انجام پایا۔ شادی کے بعد میرے داماد ایک سال خوشی سے رہے اور وہ حیدرآباد میں ملازمت کرتے ہوئے اپنی اہلیہ کے پاس آتے جاتے رہے۔ اور پھر اُن کے رویہ میں تبدیلی آتی رہی اور وہ مسلسل چار ماہ تک اَپنی اہلیہ کے پاس نہیں آئے، اور آج کل ٹالتے رہے۔

چناں چہ ایک مرتبہ میرے قریبی رشتے دار حیدر آباد جا کر میرے داماد کو ڈرا کر اور دو مار کر نظام آباد لائے۔لڑکا دو دن اپنی بیوی کے ساتھ رہا پھر حیدر آباد چلا گیا۔ پھر کچھ مہینوں کے بعد میرے داماد نے مجھے فون کیا، لہجہ کے نامناسب ہونے کی وجہ سے میں نے فون کٹ کر دیا، تو اُس نے فوراً میرے موبائل پر میسیج بھیجا کہ ذیشان کو طلاق طلاق طلاق۔ پھر اسی طرح کا میسیج میرے والد صاحب اور میرے بھائی وغیرہ کے فون پر بھیجا۔میرے ایک متشرع بہنوئی نے میرے داماد کو فون کیا اور پوچھا کہ: کیا خالد تم نے میسیج بھیجا؟ اس نے کہا کہ ہاں میں نے میسیج بھیجا ہے اور وکیل کے ذریعہ بھی میسیج بھجوانے والا ہوں۔

ہم نے علماء سے دریافت کیا کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ شہر کے معتبر اور مستند علماء نے بتایا کہ اگر لڑکا اس طلاق کا اقرار کرتا ہے تو تین طلاقیں واقع ہوگئیں۔ پھر ایک دن میرے غریب خانہ پر دو مستند علماء کو مدعو کیا میرے اہل خانہ اور مذکورہ بہنوئی بھی تھے۔پھر سوال رکھا گیا کہ طلاق ہوئی کہ نہیں؟ علماء نے جواب دیا کہ اگر لڑکا اقرار کرتا ہے تو تینوں طلاقیں واقع ہوگئیں ہیں۔ میرے بہنوئی نے کہا کہ فون پر لڑکے نے اقرار کیا ہے۔تو میرے گھر کے بیٹھے ہوئے افراد نے بھی تصدیق کی۔ اور کہنے لگے کہ ہمارے فون پر بھی طلاق کا میسیج آیا ہے اس مجلس میں لڑکے کے والد عبدالوحید بھی موجود تھے وہ بھی سنتے رہے۔ پھر میں نے کہا کہ طلاق ہوگئی تو میری بیٹی کا گھر پھر سے بسانا پڑے گا۔دوسری جگہ اس کی شادی کرنی ہے جس کے لئے رقم کی ضرورت ہے؛ لہٰذا مجھے میری لڑکی کی مہر اور جوڑے کی رقم اور قرض وغیرہ کی رقم مطلوب ہے۔قریب تیرہ لاکھ روپئے میرے داماد اور بحیثیت سر پرست ان کے والد عبدالوحید پر لازم ہوئے کہ وہ مجھے لوٹا دیں؛ کیوں کہ یہ رقم میں نے انھیں دی ہے۔اور اب وہ میرے مقروض ٹھہرے اور میں نے تقریبا دس دن کی مہلت دی تھی۔جس پر انھوں نے دوسرے بیٹے سے بات کر کے چھ مہینے کا وقت مانگا۔

پھر اسی اثناء میں میرے داماد کے والد اور والدہ اپنے لڑکے کے پاس حیدر آباد گئے اور لڑکے کو لے کر نظام آباد آئے اور ایک مفتی صاحب کے پاس گئے اور فون کر کے مجھے بلایا۔ میں

وہاں پہنچا تو دیکھا کہ لڑکا مفتی صاحب کے سامنے بیان دے رہا ہے کہ میں نے طلاق کا میسج نہیں بھیجا ہے اور نہ میں نے طلاق دی ہے اور میں اس پر اللہ کی قسم کھانے کو تیار ہوں۔ ہم کو تعجب ہوا کہ لڑکا طلاق کا انکار کر رہا ہے۔ پھر لڑکے سے کہا گیا کہ میسج تمہارے نمبر سے آیا ہے، تو لڑکا کہہ رہا ہے کہ اس وقت فون میرے پاس نہیں تھا۔ اور میرے بہنوئی سے کہہ رہا ہے کہ تم جھوٹ بول رہے ہو اور لڑکا کہہ رہا ہے کہ وہ اب اپنی اہلیہ یعنی میری بیٹی کو خوش رکھے گا اور مجھ سے معافی بھی مانگ رہا ہے۔

یہ پوری تفصیل ہے اب بتلائیں کہ مجھے شریعت کی طرف سے کیا حکم ہے کیا طلاق واقع ہو گئی ہے؟ اور لڑکے کے اقرار کی گواہی میرے بہنوئی صاحب دے رہے ہیں کیا ایک گواہ سے طلاق ہوگئی یا دو گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے؟ اگر مستقبل میں دو آدمی کہیں کہ ہمارے ساتھ گفتگو کے دوران لڑکے نے اقرار کیا ہے تو کیا طلاق واقع ہوجائے گی؟ یا میں اپنے بہنوئی کی بات پر یقین کر کے لڑکی کو نہ بھیجوں مجھے کیا کرنا چاہئے۔ شریعت مطہرہ کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

ایک دوسری بات یہ ہے کہ میری بیٹی کو سات آٹھ ماہ کی لڑکی ہے اور داماد دوسری شادی کر چکا ہے۔ قریب ایک سال سے حالات بگڑے ہیں، میرے داماد کا کہنا ہے کہ وہ ایک جگہ امتحان دینے گئے اور ایک لڑکی سے ربط ہوگیا اور اس سے شادی بھی کرلی۔ داماد کا کہنا ہے کہ مجھ پر دوسری بیوی اور اُس کی والدہ اور اُس کے معاونین نے مل کر سفلی عمل کرایا تھا، جس کی وجہ سے میں والدین سے بھی کٹ گیا تھا، اور فون پر والدین کو بھی گالیاں دیتا تھا، یہاں تک کہ وہ لوگ جو بھی کہتے تھے کرنے لگتا تھا، یہ طلاق کا میسج بھی انہوں نے ہی بھیجا ہوگا؛ کیوں کہ فون اُن کے پاس ہی رہتا تھا، اور وہ مجھ سے جو چاہتے تھے کہلواتے تھے، کبھی کاغذ پر لکھ دیتے تھے کہ فون پر یہ باتیں کرو تو میں وہی بات کرتا تھا جو کاغذ پر ہوتی تھیں۔ میں ذہنی و عملی طور پر اُن کے قبضے میں تھا، شاید سفلی عمل سے اُن لوگوں نے ایسا کیا ہوگا، میں اپنے خاندان سے کٹ گیا تھا، وہ کہتے تھے کہ ہم تمہیں کتے کی طرح بنا کر رکھیں گے، جو ہم کہیں گے تم کو وہ کرنا پڑے گا۔ سر کے بال اور کپڑے کا ایک حصہ کاٹ کر وہ

لے گئے تھے، سفلی عمل کے لئے اور اِسی طرح میرے سر پر اور میری گردن پر اور میرے پیر کے تلووں پر ایک خاص تیل اُنہوں نے ملا تھا، جس کی وجہ سے وہ جو کہتے کہ میں فون پر اپنے گھر والوں سے وہی بات کرتا ہوں، ملازمت کرتا اور سیدھے وہیں پہنچ جاتا جہاں وہ رہتے تھے۔ وہ مجھے مکمل طور اپنا غلام بنانا چاہتے تھے؛ تاکہ میں اُن کا ذریعہ معاش اور ذریعہ لذت بن جاؤں۔ میرے والدین نے ایک نیک شخص سے میرا علاج کرایا۔قریب ایک لاکھ روپیہ خرچ کیا، تو اب مجھے دوسری بیوی کے لوگ دشمن نظر آنے لگے، اور ان کی سازش نظر آ رہی ہے۔ ورنہ میں اَپنی بیوی ذیشان سے دشمنی کرنے لگا تھا اور ایک سال اچھا رہنے کے باوجود پہلی بیوی کی نفرت میرے اندر ڈال دی گئی تھی، جس کی وجہ سے میں اُس کو گالیاں دینے لگا تھا اور ملاقات کرنا چھوڑ دیا تھا، یہاں تک کہ آج حالات اِس طرح بگڑ گئے جو میں دیکھ رہا ہوں۔آج بھی میں ذیشان کو رکھنے اور اُس کے ساتھ رہنے کو تیار ہوں اور میں نے طلاق نہیں دی ہے۔اگر ذیشان کے گھر والے میرے ساتھ ذیشان کو رکھنا نہیں چاہتے ہیں اور طلاق حاصل کرنا چاہتے ہیں، تو مجھ سے طلاق لے لیں؛ لیکن میں نے ماضی میں طلاق نہیں دی، یہ داماد صاحب کا بیان ہے۔

اب میں مفتیان عظام سے گزارش کرتا ہوں کہ میں بہت اُلجھن میں ہوں کہ میں داماد کو صحیح مانوں یا فون پر اقرار کرنے کو، میں کیا کروں؟ کیا اگر میرے داماد نے بے خیالی اور سفلی عمل کے اثر کی وجہ سے، بہنوئی کے سامنے طلاق کا اقرار کیا ہو، تو کیا طلاق واقع ہو جائے گی؟ اِتنا مجھے علم ہے کہ میرے داماد کی دوسری بیوی اور اُس کی والدہ و رفقاء سفلی عمل کرا کر نوجوان لڑکوں کو پھانس کر سال دو سال رکھ کر چھوڑ دیتے ہیں۔شاید میرے داماد کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ہو، اور میرے داماد بحیثیت پھوپھی زاد بھائی کو میں پہلے سے جانتا ہوں اور ذیشان کے ساتھ بھی خوش رہتے تھے کہ اَچانک خراب عورتوں کے جال میں پھنس گئے، تب سے آنا جانا چھوڑ دیا، اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ میری بیٹی کے مسئلہ کو حل فرما کر چین وسکون عطا فرمائے۔ مجھے کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے، علماء کرام ہی میرے لئے شرعی حل تجویز فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: برتقدیرِ صحتِ سوال خود آپ کے بیان کے مطابق جب آپ نے لہجے کے نامناسب ہونے کی بنا پر اپنے داماد کا فون کاٹ دیا تھا۔ اور پھر اس نے آپ ہی کے فون پر میسج بھیجا ہے کہ ذیشان کو طلاق طلاق طلاق۔ یہ اِس بات کی واضح دلیل ہے کہ اُس وقت فون داماد ہی کے پاس تھا اور اس میسج بھیجنے میں کوئی دوسرا اُس کے ساتھ شریک نہ تھا۔ جس کا اِقرار اُس نے آپ کے بہنوئی سے بھی کیا ہے؛ لہٰذا یہ میسج تحریری کتابت کے درجے میں سمجھا جائے گا اور آپ کی بیٹی پر یقیناً تین طلاقیں واقع ہوچکیں، اور اب حلالہ شرعیہ کے بغیر دونوں میں ازدواجی تعلق قائم نہیں ہوسکتا اور بعد میں داماد کے اِنکار کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا، اور سوال کی تفصیل سے کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی طرف سے جو تیرہ لاکھ کا مطالبہ ہوا ہے، اُس سے بچنے کے لئے وہ طلاق کے انکار کی چال چل رہا ہے، اور اِس بارے میں سفلی عمل کا جو ڈھونگ رچایا گیا ہے وہ بھی اِسی قبیل سے ہے۔

إن كتب على وجه المرسوم ولم يعلقه بشرط بأن كتب أما بعد يا فلانة فأنت طالق وقع الطلاق عقيب كتابة لفظ الطلاق بلا فصل، لما ذكرنا أن كتابة قوله: أنت طالق على طريق المخاطبة بمنزلة التلفظ بها. (بدائع الصنائع ۱۰۹/۳)

كتب الطلاق أن مستبينا على نحو وقع أن نوى مطلقًا (الدر) قوله مطلقًا نوى: أولم ينو. (طحطاوي على الدر ۱۷۶/۲، ومثله في الهندية ۲۳۸/۱ زكريا)

وإن كان الطلاق ثلاثا في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحًا صحيحًا، ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية ۳۷۳/۱ زكريا، الهداية ۳۹۹/۲، البحر الرائق ۵۶/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری ۱۴۳۵/۳/۱۳

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

SMS پر طلاق دینے کا اقرار کرنا؟

سوال (۳۹۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کسی شخص نے موبائل سے ایس ایم ایس کے ذریعہ اپنی بیوی کو طلاق دی، اور اعتراف کیا کہ میں نے طلاق دی ہے، اور بیوی اس سے انکار کرے کہ میں نے نہیں پڑھا، جب کہ شوہر کا کہنا ہے کہ میں نے طلاق دے دی، تو کیا اِس صورت میں طلاق ہوگئی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: مسئولہ صورت میں جب کہ شوہر موبائل پر ایس ایم ایس کے ذریعہ طلاق دینے کا اقرار کر رہا ہے، تو یقیناً اس کی بیوی پر طلاق ہوچکی ہے، بیوی نے اگرچہ طلاق کا ایس ایم ایس نہ پڑھا ہو، پھر بھی طلاق واقع ہوجائے گی، بیوی کی طرف سے طلاق کے انکار کا کوئی اعتبار نہیں۔

ثم المرسومة لا تخلو إما أن أرسل الطلاق بأن كتب: أما بعد فأنت طالق فكما كتب هٰذا يقع الطلاق، وتلزمها العدة من وقت الكتابة، وإن علق طلاقها بمجيء الكتاب بأن كتب، إذا جاءك كتابي فأنت طالق، فجاءها الكتاب فقرأته أو لم تقرأ يقع الطلاق، كذا في الخلاصة. (شامي مع الدر المختار ٤٥٦/٤ زكريا)

ولأن من ملك الإنشاء ملك الأخبار. (قواعد الفقه ١٣٠ دار الكتاب)

إن كتب على وجه المرسوم (أي على وجه الرسالة مصدرًا أو معنونًا) ولم يعلقه بشرط بأن كتب: أما بعد يا فلانة! فأنت طالق وقع الطلاق عقيب كتابة لفظ الطلاق بلا فصل لما ذكرنا أن كتابة قوله: أنت طالق على طريق المخاطبة بمنزلة التلفظ بها. (بدائع الصنائع / فصل: وأما النوع الثاني فهو أن يكتب ١٠٩/٣ كراچی، الفتاویٰ الهندية / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ٣٧٨/١ كوئٹه، شامي / مطلب في الطلاق بالكتابة ٢٤٦/٣ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۴/۱/۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خط میں لکھا کہ تم نکاح کرلو؟

سوال (۳۹۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے خاوند نے میرے نام ایک خط لکھ کر بھیجا کہ میری طرف سے کوئی اُمید نہ رکھنا، اگر رکھنا تو طلاق کی اُمید رکھنا، دوسرا خط تین ماہ بعد آیا کہ تم نکاح کرو تو کرلو، اِن دونوں خطوں کے مضامین طلاق کی حد تک پہنچتے ہیں یا نہیں؟ میں اپنے خاوند کی زوجیت سے علیحدہ ہوچکی ہوں یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خط میں شوہر کا یہ لکھنا کہ میری طرف سے کوئی اُمید نہ رکھنا، اگر رکھنا تو طلاق کی اُمید رکھنا، اِس سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی؛ البتہ دوسرا خط جس میں یہ لکھا ہے کہ تم نکاح کرلو تو کرلو، اِس کے بارے میں تحقیق کی جائے گی ...... اگر اُس کی نیت اِس سے طلاق کی ہے، تو آپ پر ایک طلاق بائن واقع ہو جائے گی، اور اگر وہ یہ کہے کہ میں نے طلاق کی نیت سے یہ الفاظ نہیں کہے ہیں؛ بلکہ ایسے ہی دھمکی کی نیت سے کہے ہیں، تو طلاق واقع نہ ہوگی۔

فالكنايات لا تطلق بها إلا بنية، أو دلالة الحال. (شامي ۵۲۸/۵ - ۵۳۱ زكريا، البحر الرائق ۳۰۶/۲)

ولو قال تزوجي ونوى الطلاق أو الثلاث صح، وإن لم ينو شيئا لم يقع. (الفاوىٰ الهندية ۳۷۶/۱ زكريا)

لا يقع بها الطلاق إلا بالنية أو بدلالة حال. (الفتاوىٰ الهندية ۳۷۴/۱ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۳۴/۴/۲۳ھ

زبردستی تحریر سے طلاق دلانا؟

سوال (۳۹۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: میری بیوی آپسی تنازعہ کی بناء پر اپنے گھر چلی گئی تھی، مقدمہ بھی ہوگیا تھا، برادری کی پنچایت ہوئی، لڑکی والے لڑکی کو بھیجنے کے لئے تیار نہیں تھے، جب کہ لڑکی آنا چاہتی تھی، میں نے پنچایت میں کہا کہ میں لڑکی سے ملنا چاہتا ہوں، پنچایت والوں نے لڑکی سے ملنے نہیں دیا۔ وہ لوگ کہتے تھے کہ ہمیں لڑکی کو نہیں بھیجنا ہے، میں نے طلاق دینے کی قسم کھائی تھی، وہ مجھ سے زبردستی طلاق لینا چاہتے تھے، میں برادری کی پنچایت سے اٹھ کر چلا گیا تھا، وہ مجھے پھر پکڑ کر لے آئے، میں نے اُن سے کہا کہ میں طلاق منہ سے نہیں دے سکتا، اُنہوں نے کہا کہ لکھ کر دے دو، میں نے اُن سے پوچھا کہ کیا لکھوں؟ اُنہوں نے کہا کہ یہ لکھو میں نے اَپنی بیوی کو تین مرتبہ طلاق دی، میں نے اُن کے کہنے سے یہ لکھ دیا، میں روتے ہوئے لکھ رہا تھا۔ کیا یہ طلاق ہوگئی یا نہیں؟ لڑکی بھی وہاں پر موجود تھی، میرے منع کرنے پر بھی اُنہوں نے ایک موقع نہیں دیا، کیا اس کو طلاق ہوگئی؟ میں نے سنا ہے کہ طلاق تین مہینہ میں ہوتی ہے، اس لئے میں فتویٰ لینا چاہتا ہوں، صحیح جواب دیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں اگر آپ نے زبان سے الفاظ طلاق اَدا نہیں کئے اور زبردستی ڈرا دھمکا کر آپ سے تحریر لکھوائی گئی ہے، تو اس تحریر سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی، اور آپ کی بیوی آپ کی زوجیت میں بدستور باقی ہے۔

رجل أکرہ بالضرب والحبس علی أن یکتب طلاق امرأتہ فلانۃ بنت فلان بن فلان، فکتب امرأتہ فلانۃ بنت فلان بن فلان طالق لا تطلق امرأتہ؛ لأن الکتابۃ أقیمت مقام العبارۃ باعتبار الحاجۃ ولا حاجۃ ہٰہنا. (قاضي خاں ۱/ ٤٧٢، الفتاویٰ الہندیۃ ۱/ ۳۷۹ زکریا، کذا في الفتاویٰ التاتارخانیۃ / الفصل السادس في إیقاع الطلاق بالکتاب ۳/ ۳۸۰ کراچی، ٤/ ٥٣٢ زکریا)

فلو أکرہ علی أن یکتب طلاق امرأتہ، فکتب لا تطلق؛ لأن الکتابۃ أقیمت مقام الحاجۃ للحاجۃ ولا حاجۃ ہنا. (شامي ٤/ ٤٤٠ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۹/ ۱/ ۱۴۱۲ھ

لڑکی والوں کے زور ڈالنے سے طلاق نامہ پر دستخط کرنا؟

سوال (۳۹۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص نہال الدین نے لوگوں کے کہنے سننے اور لڑکی والوں کے زور ڈالنے کی وجہ سے ایک طلاق نامہ پر دستخط کردئے، جس میں یہ الفاظ تھے کہ: ''آج کی تاریخ سے یہ طلاق روبرو گواہان ہے''۔ سوال یہ ہے کہ اس طرح نہال الدین کی بیوی پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر واقع ہوئی تو کون سی؟ اور اگر بیوی واپس آنا چاہے، تو اس کی کیا صورت ہوسکتی ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں طلاق نامہ کے مذکورہ الفاظ سے ایک طلاقِ رجعی واقع ہوگئی ہے، عدت کے اندر اندر شوہر کو رجوع کا اختیار حاصل ہے۔

الرجعة هي استدامة الملک القائم في العدة أي عدة الدخول. (كذا في الدر المختار / باب الصريح ۲٤۷/۳ كراچی، كذا في الفتاویٰ الهندية / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ۳٥٤/۱، فتح القدير / باب إيقاع الطلاق ۳/٤-٥ دار الفكر بيروت)

وتصح الرجعة إن لم يطلق الزوج امرأته الحرة ثلاثًا بغير رضاها ...... ومن شرائطها ...... أن تكون المرأة في العدة. (تبيين الحقائق / باب الرجعة ۱٤۹/۳ دار الكتب العلمية بيروت)

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً أو تطليقتين، فله أن يراجعها في عدتها، رضيت بذٰلک أو لم ترض، كذا في الهداية. (الفتاویٰ الهندية / باب الرجعة ٤۷۰/۱ زكريا)

وكذا التكلم بالطلاق ليس بشرط، فيقع الطلاق بالكتابة المستبينة، وبالإشارة المفهومة من الأخرس؛ لأن الكتابة المستبينة تقوم مقام اللفظ. (بدائع الصنائع / فصل في شرائط الركن ۲۱٥/٤ دار الكتب العلمية بيروت)

وفيه: ويقع بها واحدة رجعية. (شامي ۲٤۹/۳ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۲/۲/۲ھ

وکیل سے کہا کہ مجھے طلاق نامہ بھیجنا ہے، پھر زبان سے کہے بغیر طلاق نامہ پر دستخط کر دئے

سوال (۳۹۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ وہ اپنے باپ سے پچاس ہزار روپئے لاکر دے، ہندہ نے اس سے انکار کردیا کہ اس کا باپ اس کو اتنی رقم کیسے دے گا؟ نیز زید نے وہ گاڑی (بولٹ) جو اس کو سسرال سے جہیز میں ملی تھی فروخت کردی، اور اپنی بیوی سے یہ بھی مطالبہ کیا کہ وہ ہیرو ہانڈا بھی اپنے باپ سے لائے، ہندہ نے اس کا بھی انکار کردیا، اس پر زید نے اس کو اس کے باپ کے گھر پہنچادیا اور اس کے کچھ دنوں بعد زید کی ایک تحریر آئی، جس میں لکھا ہوا تھا کہ آپ سمجھ دار ہیں کہ طلاق دل سے ہوتی ہے، میں آپ کی لڑکی کو اس وقت ہی دل سے طلاق دے چکا تھا جس وقت اس کو تمہارے گھر پہنچایا تھا، اور اس کے کچھ دنوں بعد ہی ایک اور طلاق نامہ رجسٹرڈ بذریعہ وکیل آیا، جس میں تحریر تھا کہ فریقِ اول (زید) نے طلاق طلاق کہہ کر طلاق دی ہے، اور اس میں نیچے دو گواہوں، زید، وکیل اور لڑکی کے دستخط ہیں۔

زید سے جب معلوم کیا گیا تو اس نے یہ کہا کہ پہلا پرچہ تو میں نے اپنے ایک دوست کے ذریعہ بھجوایا تھا وہ میری تحریر نہیں ہے، اور بظاہر بھی ایسا ہی لگتا ہے کہ زید کی تحریر نہیں ہے، اور دوسری تحریر کے بارے میں زید کہتا ہے کہ میں نے وکیل سے کہا تھا کہ مجھے طلاق نامہ بھیجنا ہے، تو اس وکیل نے مجھ سے صرف نام اور پتہ معلوم کیا تھا، اور میں نے نہ ہی کوئی لفظ طلاق کا زبان سے کہا تھا، اور نہ ہی وکیل نے کہلوایا تھا، اور جب زید سے مزید معلوم کیا گیا کہ تم نے جب وکیل سے طلاق نامہ بھیجنے کو کہا تھا، تو تمہاری کتنی طلاقوں کی نیت تھی، اس پر زید نے کہا کہ میری نیت صرف پچاس

ہزار روپیہ وصول کرنے کی تھی، طلاق کی کوئی نیت نہیں تھی، نیز اس طلاق نامہ میں جو گواہوں کے دستخط ہیں وہ بھی فرضی ہیں، اور لڑکی کے دستخط بھی فرضی ہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کی ان تحریروں اور اس بیان سے طلاق واقع ہوئی ہے یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کون سی؟ نیز اگر زید اپنی بیوی ہندہ کو اپنے نکاح میں رکھنا چاہے تو کیسے رکھے؟

نـــوٹ :- زید کی بیوی ہندہ حاملہ ہے، وہ بھی اس بات کو کہتی ہے کہ مجھ سے روپئے اور گاڑی کا مطالبہ کیا تھا؛ لیکن میں نے انکار کر دیا تھا۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الـجـواب وبالله التوفيق: صورتِ مسئولہ میں زید کی طرف سے جو پہلی تحریر آئی ہے، اس میں طلاق کا اقرار کیا گیا ہے؛ لہٰذا اُس سے ایک طلاق رجعی ہندہ پر واقع ہو چکی ہے، اِس کے بعد زید نے مطلقاً طلاق نامہ جو وکیل کے ذریعہ بھجوایا ہے وہ دراصل اسی پہلی طلاق کی خبر قرار دی جائے گی، اور مزید کوئی طلاق واقع نہ ہوگی، نیز حسبِ تحریر سوال چوں کہ زید نے وکیل کو تین طلاق دینے کا اختیار نہیں دیا ہے؛ لہٰذا وکیل کا اپنی طرف سے تین طلاقیں دینے کا اضافہ شرعاً معتبر نہ ہوگا۔ حاصل یہ ہے کہ ہندہ پر ایک طلاق رجعی واقع ہوئی ہے، زید عدت کے اندر اندر ہندہ سے رجوع کر کے اسے اپنے نکاح میں رکھ سکتا ہے۔

كـذا تستفاد من العبارات الآتية: أكتب طلاق امرأتي كان إقراراً بالطلاق وإن لم يكتب. (شامي ۲۴۶/۳ کراچی)

وفـي الظهيرة: لو قال للكاتب: اكتب طلاق امرأتي كان هٰذا إقرارًا بالطلاق كتب أو لم يكتب. (الفتاویٰ التاتارخانية / إيقاع الطلاق بالكتاب ۵۳۱/۴ رقم: ۶۸۴۲ زكريا)

ولـو قال لغيره: طلق امرأتي فقد جعلت ذٰلك إليك فهو تفويض يقتصر علـى الـمـجـلـس، ولـلزوج أن يرجع عنه، وإذا طلقها في المجلس تقع واحدة رجعية. (الفتاویٰ الهندية ۳۹۳/۱ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۸/۱/۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاق نامہ پر دستخط کر دینے سے طلاق؟

سوال (۳۹۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں نے اپنی چچازاد بہن سے تین گواہان کی موجودگی میں نکاح کرلیا، اس کے بعد بیوی کے گھر والے اس کو بھیجنے کے لئے تیار نہیں ہوئے، پھر میرے والد نے ایک طلاق نامہ لکھا جس میں انہوں نے تحریر کیا کہ: ’’میں محمد خالد سیف اللہ ولد محمد شعیب ملک آفرین انجم بنت ظہیر الدین ملک کو لڑکی کی مانگ کے مطابق طلاق دیتا ہوں، طلاق، طلاق، طلاق، دین مہر معاف فرمایا گیا‘‘۔ جب انہوں نے بہت اصرار کیا اور بار بار یہ کہا کہ صرف لکھ کر دینے سے طلاق نہیں ہوتی، تو میں نے ان کا دل رکھنے کے لئے اس مضمون کو لکھ کر دستخط کر دئے۔

مجھ کو تو یہ امید تھی کہ کل جب آفرین میرے سامنے آئے گی تو سوال ہی نہیں ہوتا کہ مجھ سے طلاق مانگے، میں اس طلاق نامہ کو پھاڑ دوں گا، مذکورہ بالا حالات میں کیا شرعاً طلاق واقع ہوگئی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں طلاق نامہ پر بلا جبر دستخط کرنے کی وجہ سے آپ کی بیوی پر طلاقِ مغلظہ واقع ہو چکی ہے، اب حلالہ شرعیہ کے بغیر وہ دوبارہ آپ کے نکاح میں نہیں آسکتی۔

ولو استکتب من اٰخر کتاباً بطلاقها وقرأه علی الزوج، فأخذه الزوج وختمه وعنونه وبعث به إلیها فأتاها وقع إن أقر الزوج أنه کتابه. (شامي / قبیل باب الصریح ۲٤٦/۳ کراچی)

رجل استکتب من رجل آخر إلی امرأته کتابًا بطلاقها وقرأه علی الزوج فأخذه الزوج وطواه وختم وکتب في عنوانه وبعث به إلی امرأته فأتاها الکتاب، وأقر الزوج أنه کتابه فإن الطلاق یقع علیها. (الفتاویٰ التاتارخانیة ٥۳١/٤ رقم: ٦٨٤۳ زکریا، الفتاویٰ الهندیة ۳٧٨/١ بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۳/۱۰/۱۴۱۳ھ

بغیر نیت طلاق کے لکھا ''مجھے میری بیوی سے کوئی مطلب نہیں''

سوال (۳۹۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اپنے خسر کے پاس خط لکھا کہ آپ آ کر اپنا حساب وکتاب لین دین کر کے لڑکی کا معاملہ صاف کر لیں، ہندہ جو میری بیوی ہے اس سے مجھ کو کوئی مطلب نہیں ہے، وہ جو چاہے کرے، جب کہ زید کی نیت تحریر سے قبل یا لکھتے وقت یا بعد میں طلاق کی نہیں ہے، صرف ہندہ کو دھمکانے اور ڈرانے کا مقصد تھا، اور دل ودماغ میں ہندہ کی محبت رچی بسی ہے، بعدۂ ہندہ کے والدین نے ہندہ کو زید کے گھر بھیج بھی دیا، اور تقریباً تین چار ماہ وہ زید کے گھر رہی، اب ہندہ اپنے میکے آ گئی، تو ہندہ کے والدین کو شک وشبہ ہوا کہ طلاق تو نہیں ہوگئی؟ اب ہندہ کے والدین اس کو مسئلہ کی وضاحت ہوجانے سے پہلے سسرال بھیجنے کے لئے تیار نہیں ہیں؛ لہٰذا تحریر فرمائیں کہ صورتِ مذکورہ میں ہندہ پر طلاق پڑ گئی یا نہیں؟ بعدۂ زید نے غصہ میں اگر ۱۶ ؍ شوال کو صراحۃً تحریری اور زبانی طور پر ایک طلاق دی، اور دل ودماغ میں بھی ایک ہی طلاق کی نیت تھی، اب زید ہندہ کا متمنی ہے اور ہندہ زید کے گھر جانے کو تیار رہے، شکل اول اور شکل دوم میں علماء کرام کا کیا خیال ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پہلی صورت میں جب کہ نیت طلاق نہیں ہے تو کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی۔

ولو قال: لاحاجة لي فيک ينوي الطلاق فليس بطلاق. (الفتاویٰ الهندية ۱/۳۷۵ زکريا، کذا في قاضي خان / في الکنايات والمدلولات ۱/۴۶۸ بيروت)

وأما مدلولات الطلاق فهو مثل قوله: ''إذهبي، وقومي، وتقنعي، وتخمري، واستبرئي، وألحقي بأهلک، وحبلک علی غاربک، لا سبيل لي عليک، لا نکاح بيني وبينک، لا ملک لي عليک'' وما شاکلها إذا نوی الطلاق بهٰذه الألفاظ يقع بائنًا. (الفتاویٰ لتاتارخانية، کتاب الطلاق / الکنايات ۴/۴۶۰ رقم: ۶۶۶۹ زکريا)

عن الحسن في رجل قال لامرأته: أخرجي، استتري، إذهبي لا حاجة لي فيک، فهي تطليقة، إن نوى الطلاق. (المصنف لابن أبي شيبة، الطلاق / في الرجل يقول لامرأته: لا حاجة لي فيك ٩/ ٥٦٠ رقم: ١٨٤٩٤)

اور دوسری شکل میں حکم واضح ہونے کے لئے تحریری طلاق نامہ پیش کیا جائے، اسے دیکھ کر جواب لکھا جائے گا (انشاء اللہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲/ ۱۱/ ۱۴۱۳ھ

قید کے ڈر سے بالاکراہ طلاق نامہ پر دستخط کرنا؟

سوال (۳۹۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: تحریراً طلاق سے متعلق ایک مفتی صاحب کا دیا ہوا فتویٰ جس کی زیراکس کاپی پیشِ خدمت ہے۔ فتویٰ سے متعلق یہ امر دریافت طلب ہے کہ فتوی از روئے شرع مدلل صحیح ہے یا نہیں؟ راستہ ہونے کی صورت میں اس پر اعتراض کرنا اور قبول نہ کرنا از روئے شرع کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حسبِ تحریر سوال چوں کہ شوہر نے پولیس رپورٹ اور قید کے ڈر سے بالاکراہ طلاق نامہ پر دستخط کئے ہیں، اور زبانی طلاق کے الفاظ ادا نہیں کئے ہیں؛ اس لئے اس دستخط سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی اور مرشتہ فتویٰ سوال کے مطابق ہے اور درست ہے۔

فلو أكره على أن يكتب طلاق امرأته، فكتب لا تطلق؛ لأن الكتابة أقيمت مقام الحاجة للحاجة ولا حاجة هنا. (شامي ٤/ ٤٤٠ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۹/۱۰/۲۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ہندو لڑکے سے طلاق لکھوانا؟

سوال (۴۰۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ایک شخص (منور) نے اسکول میں پڑھنے والے ایک ہندولڑکے سے ایک کاغذ پر لکھوایا، منورشوہر ہے عاصمہ اس کی بیوی ہے اس تحریر کی اصل بھی ہندی میں مرسل ہے، اس کاغذ کو لے کر بیوی کے میکہ جا کردے آیا۔ سوال یہ ہے کہ اس طرح طلاق لکھوانے سے طلاق ہوئی کہ نہیں؟ منور کا کہنا ہے کہ میری سوتیلی ماں نے مجھے کچھ کھلا دیا تھا؛ کیوں کہ مجھے دو گھنٹے کے بعد قے ہوئی، تو کچھ کاغذ جیسی چیز بھی ملی نکلی، منور یہ بھی کہتا ہے کہ سوتیلی ماں نے مہمانوں کے ساتھ مجھے بھی پان کھلا دیا تھا، پھر میں گھر سے اسٹیشن کے قریب آیا اور ایک ہندولڑکے سے مذکورہ تحریر لکھوائی، پھر سائیکل چلا کر اپنی سسرال پہنچا اور یہ پرچہ دیا (اس کے گھر سے اس کی سسرال کا فاصلہ ۱۳-۱۴؍کلو میٹر ہے)

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ منور نے بحالتِ ہوش وحواس ہندولڑکے سے طلاق لکھوائی ہے؛ اس لئے کہ اُسے یہ پورا واقعہ یاد ہے؛ لہٰذا مسئولہ صورت میں اس کی بیوی پر تین طلاقِ مغلظہ واقع ہوچکی ہیں، اب اِن دونوں میں حلالہ شرعیہ کے بغیر زن وشوئی کا تعلق قائم رہنا قطعاً حرام ہے۔

ولو قال للكاتب: اكتب طلاق امرأتي كان إقراراً بالطلاق، وإن لم يكتب وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع ما لم يقر أنه كتابه. (شامي / مطلب في الطلاق بالكتابة ٢٤٦/٣-٢٤٧ دار الفكر بيروت، كذا في الهندية ٣٧٩/١ بيروت، الفتاویٰ التاتارخانية ٥٣١/٤ زكريا، فتاویٰ دارالعلوم ديوبند ١٥٠/٩) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۴/۵/۶ھ

زبان سے تلفظ کئے بغیر طلاق نامہ پر دستخط کرنے سے طلاق

سوال (۴۰۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہندہ کی شادی زید کے ساتھ بموجب نکاحِ مسنون عمل میں آئی، مگر زید اپنی منکوحہ سے متفق

نہیں رہا، اکثر کہتا رہتا تھا کہ تمہیں ابا جان لائے ہیں، وہی تمہارا خرچہ اٹھائیں گے، میں تو تمہاری چھٹی کردیتا، اگر تمہاری طبعیت خراب ہوجایا کرے تو اپنی امی کے یہاں جاکر علاج کرایا کرو، ہر وقت گالی سے بات کرتا ہے، کئی مرتبہ کہہ چکا ہے کہ طلاق کا کاغذ لے کر آنا، میں تیری چھٹی کردوں گا، چناں چہ زید نے ہندہ کو بہت مارا، اور مکان میں رہنا مشکل کردیا، ہندہ نے اپنے والد کے گھر اطلاع کی اور ہندہ کا بھائی جب اس کے گھر گیا، تو ہندہ اپنے بھائی کے ساتھ میکے میں آگئی، چلتے وقت زید نے کہا کہ جاؤ اب آنے کی کوشش نہ کرنا، اور اپنے باپ سے کہنا کہ طلاق کا کاغذ تیار کرلیں، اس واقعہ کو عرصہ چھ ماہ گذر چکے ہیں، زید نے ہندہ کو اپنے مکان پر بلانے کی کوشش نہیں کی، چندلوگوں نے توجہ دلائی تو وہ رضامند نہیں ہوا، آخر نوبت بایں جارسید کہ لڑکی کا دین مہر و نان نفقہ اور سامانِ جہیز واپس کردیا جائے، اور جو زیور و کپڑا لڑکے کا ہو وہ واپس لے لیا جائے، زید اور اس کے والد وغیرہ نے اس کو منظور کرلیا اور اس پر عمل درآمد بھی ہوگیا، مگر طلاق کے کاغذ پر دستخط کرنے سے پہلے زید نے گریز کیا، بعد ازاں آخر دونوں فریقین (زید و ہندہ) اور زید کے والد وگواہان کے دستخطوں سے کاغذ کی تکمیل ہوگئی، مگر زید نے صراحۃً طلاق کے الفاظ زبان سے نہیں کہے، بصورت مندرجہ بالا بائنہ مغلظہ شرعاً واقع ہوگئی یا نہیں؟ بدلائل معتبرہ جواب مرحمت فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اپنے اختیار سے زید کا طلاق نامہ پر دستخط کرنا زبانی طلاق دینے کے قائم مقام ہے؛ لہٰذا طلاق نامہ کی عبارت کے مطابق ہندہ پر طلاقِ مغلظہ واقع ہوگئی۔

وكذا التكلم بالطلاق ليس بشرط، فيقع الطلاق بالكتابة المستبينة، وبالإشارة المفهومة من الأخرس؛ لأن الكتابة المستبينة تقوم مقام اللفظ. (بدائع الصنائع / فصل في شرائط الركن ٥/٤ ٢١ دار الكتب العلمية بيروت)

وإن كانت مرسومة يقع الطلاق نوى أو لم ينو، ثم الرسومة لا تخلوا إما إن أرسل الطلاق بأن كتب أما فانت طالق فكما كتب هٰذا يقع الطلاق وتلزمها العدة وقت الكتابة. (الفتاویٰ الهندية ٣٧٨/١ زكريا)

عن الحسن في الرجل يكتب إلى امرأته بطلاقها، ثم يبدوا له أن يمسك الكتاب، قال: ليس بشيء ما لم يتكلم، وإن بعث به إليها، اعتدت من يوم يأتيها الكتاب. (المصنف لابن أبي شيبة، الطلاق / في الرجل يكتب طلاق امرأته ۵٦٢/۹ رقم: ۱۸۳۰۳، سنن سعيد بن منصور، الطلاق / باب الرجل يكتب بطلاق امرأته ۲۸٦/۱ رقم: ۱۱۸۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۱۵/۲/۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی کو زبانی یا تحریری یا وقفہ وقفہ سے ایک ساتھ تینوں طلاق دینا؟

سوال (۴۰۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو زبانی یا تحریری شکل میں ایک ہی وقت یا وقفے وقفے پر تینوں طلاق دیدے تو کیا طلاق ہوجائے گی؟ کسی شوہر کو طلاق دینے کیلئے کتنے گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے، یا بنا کسی شاہد و گواہ کے بھی طلاق ممکن ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو اس کے سامنے یا غیر موجودگی میں زبانی طلاق دے دے تو جتنی مرتبہ طلاق دے گا اتنی مرتبہ واقع ہوجائے گی، چاہے ایک ساتھ دی ہو یا الگ الگ۔ اور بہر صورت طلاق کے وقوع کے لئے کسی گواہ وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے؛ بلکہ شوہر کا اقرار یا عورت کا سننا کافی ہے۔

والبدعي ثلاث متفرقة، وكذا بكلمة واحدة، وذهب جمهور الصحابة والتابعين، ومن بعدهم من أئمة المسلمين إلى أنه يقع ثلاث. (الدر المختار مع الشامي ٤٣٤/٤ زكريا)

اور تحریری طلاق دینے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر بیوی سامنے موجود نہیں تھی اور اس کو لکھ کر طلاق بھیجی، تو جتنی مرتبہ طلاق لکھی ہوگی اتنی مرتبہ واقع ہوجائے گی؛ لیکن اگر بیوی سامنے موجود ہو تو

اسے محض لکھ کر طلاق دینے سے طلاق واقع نہ ہوگی۔

فتاویٰ محمودیہ میں ہے کہ: ’’اگر بیوی کے سامنے تحریر لکھ کر طلاق دی جائے، اور زبان سے نہ کہا جائے تو طلاق ہی واقع نہیں ہوتی‘‘۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۲/۵۹۳، ۱۲/۶۱۵-۶۱۷ ڈابھیل، ومثلہ فی نظام الفتاویٰ ۲/۱۶۵)

وظاهره أن الكتاب المعنون من الناطق الحاضر غير معتبر. (شامي / كتاب الخنثىٰ، مسائل شتى ٦/٧٣٧ كراچی)

مستفاد: فلا ينعقد الخ، ولا بكتابة حاضر (الدر المختار) فلو كتب تزوجتك فكتبت قبلتُ لم ينعقد الخ. (الدر المختار مع الشامي ٣/١٢ كراچی)

لأن الكتابة أقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة، ولا حاجة هنا. (شامي ٤/٤٤٠ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۴۲۶/۱۱/۱۹ھ

طلاق نامہ پڑھ کر دستخط کر دینے سے طلاق؟

سوال (۴۰۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک طلاق نامہ تیار کیا گیا جس میں صراحت تھی کہ میں نے اپنی بیوی کو شرعی اور قطعی طلاق دی، پھر مجھے دکھایا گیا اور میں نے پڑھ کر بخوشی اس کو قبول کرلیا، اور اس پر دستخط کر دئے، یہ واقعہ ۱۹۹۲ء کا ہے، تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ میں آج بھی اس اقرار نامہ کو بسر وچشم قبول کرتا ہوں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب مذکورہ طلاق نامہ پر آپ نے برضاوخوشی پڑھ کر دستخط کر دئے، تو آپ کی بیوی پر ایک طلاق بائن واقع ہوگئی، اب دوبارہ نکاح کئے بغیر اس بیوی کو نہیں رکھ سکتے۔

ولو استكتب من اٰخر كتاباً بطلاقها وقرأه على الزوج فأخذه الزوج

وختمه وعنونه وبعث به إليها فأتاها وقع. (شامي ٢٤٦/٣ كراچی، ٤٥٦/٤ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٣٧٩/١ زكريا)

ويـقع بقوله أنت طالق بائن أو البتة – إلى قوله – واحدة بائنة. (الدر المختار مع الشامي ٢٧٧/٣ كراچی، فتاویٰ دارالعلوم دیو بند ١٥٢/٩)

وينكح مبانته في العدة وبعدها، لا المبانة بالثلاث. (تبيين الحقائق / فصل فيما تحل به المطلقة ١٦٢/٣ دار الكتب العلمية بيروت، فتح القدير ١٧٦/٤ دار الفكر بيروت) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۵/۶/۲۲ھ

جان کے خوف سے طلاق نامہ پر دستخط کرنا اور بلانیت الفاظِ طلاق کہنا؟

سوال (۴۰۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: رئیس احمد بن رمضانی نوگانوی کا نکاح مسماۃ شاہانہ پروین بنت بلوخاں چاند پوری کے ساتھ ہوا تھا، نکاح کے بعد میری بیوی میرے گھر آئی، پوری ایک شب رہی، وہ حالتِ حیض میں تھی، اس لئے صحبت نہیں ہوئی، دوسرے دن اس کے متعلقین اسے لواکر لے گئے، اس کے بعد میری بیوی کے بہنوئی وغیرہ نے مجھے دھوکہ دے کر کہا کہ تمہاری بیوی کو کاسرا ہوگیا ہے جلد چاند پور چلو، مجھے اپنے ساتھ لے گئے اور کمرہ میں بند کرکے پستول میرے سینہ پر رکھ کر جبراً طلاق کے لئے کہنے لگے، میں نے انکار کیا تو فوراً بہنوئی نے گولی مارنے کی دھمکی دی، میں نے جان بچانے کی غرض سے (اس طلاق نامہ پر جو اُنہوں نے پہلے سے تیار کر رکھا تھا) دستخط کردئے، اُنہوں نے مجھ سے زبان سے کہلا دیا، تو میں نے زبان سے یہ الفاظ کہے کہ میں نے طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی؛ لیکن میں نے نہ بیوی کا نام لے کر طلاق دی اور نہ بیوی کو طلاق دینے کی نیت سے یہ الفاظ کہے، بغیر بیوی کا نام لئے اور بغیر اس کی طرف نسبت کئے ہوئے جان بچانے کے لئے یہ الفاظ کہہ دئے، ایسی صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال میں تحریر کردہ واقعہ اگر لفظ بلفظ صحیح ہے تو صورتِ مسئولہ میں شوہر کا جان کے خوف سے طلاق نامہ پر دستخط کرنے اور بلا نیت طلاق الفاظِ طلاق ادا کر دینے سے کسی طلاق کے وقوع کا دیانۃً حکم نہیں لگایا جائے گا، اور وہ عورت بدستور اُس کی بیوی رہے گی۔

ویؤیده ما في البحر: لو قال امرأة طالق أو طلقت امرأة ثلاثاً، وقال لم أعن امرأتي يصدق ويفهم منه أنه لو لم يقل ذٰلک تطلق امرأته. (شامي ۲۴۸/۳ کراچی، ۴۵۸/۴ زکریا)

وفيه: فلو أكره على أن يكتب طلاق امرأته فكتب لا تطلق. (شامي ۲۳۶/۳ کراچی، ۴۴۰/۴ زکریا، کذا في الفتاویٰ التاتارخانية ۵۳۲/۴ زکریا)

الإكراه اسم لفعل يفعله المرأ بغيره فيبتغي به رضاه أو يفسد به اختياره مع بقاء أهليته الخ أي فوات الرضاء بالإكراه بالحبس أو الضرب القليل وفساد الاختيار بالإكراه بالقتل. (الهداية ۳۳۰/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۵/۶/۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

وکیل کے ذریعہ تیار کردہ فرضی طلاق نامہ پر دستخط کرنے سے طلاق

سوال (۴۰۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ذوالفقار احمد کی منکوحہ ناشزہ مسمی بی بی خالدہ بیگم کسی غلط فہمی میں آکر اپنے ناجائز حقوق کی دست یابی کے لئے محکمہ عدالت میں اپنے منشوز خاوند ذوالفقار احمد کے خلاف مقدمہ پیش کر دیا، پھر منشوز ذوالفقار احمد نے اپنی رہائی کے لئے وکیل کے ذریعہ عدالت میں عرضی پیش کر دی، اس کے وکیل نے بیوی خالدہ بیگم کو اُن کی حق زوجیت کے رشتہ سے خارج کرنے کے لئے ایک فرضی عرضی بنائی کہ بیوی خالدہ بیگم ناشزہ کے محکمہ عدالت میں مقدمہ پیش کرنے سے کئی مہینے قبل ان کو تمام

حقوق کی ادائیگی کے ساتھ طلاق دے کر چھوڑ دی ہے،اور مذکورہ خاوند کے اوپر منکوحہ مطلقہ کے کسی بھی طرح کا حق باقی نہیں ہے اور اس کا دعویٰ جھوٹا ہے،اور ذوالفقار احمد کے وکیل نے اُن کی طرف سے ایک فرضی عرضی طلاق نامہ لکھ کر اُن کو نہ سنایا اور نہ اسے پڑھنے دیا،صرف اس عرضی پر بغیر سمجھے اور پڑھے بحکم وکیل مذکورہ خاوند نے دستخط کر دئے ہیں،آخر کار بیوی خالدہ ناشزہ محکمہ عدالت میں دست یابی حقوق سے محروم ہوگئی اور وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹی ثابت ہوکر ہار گئی ہے اور ذوالفقار احمد کو خالدہ بیگم ناشزہ کے بطن سے دو لڑکیاں اور ایک لڑکا سب کے سب جوان ہو رہے ہیں،اب بتائیے کہ اس فرضی عرضی طلاق نامہ پر بغیر پڑھے سمجھے دستخط کرنے سے خالدہ بیگم ناشزہ مطلقہ ہوئی یا نہیں،اگر ہوئی تو طلاق بائنہ ہوئی یا مغلظہ؟ مزید برآں خالدہ بیگم دوبارہ اپنے ان تینوں اولاد کی شفقت ومحبت کے لئے اپنے سابق خاوند ذوالفقار احمد کے گھر آنا چاہتی ہے اور خاوند ان کو رکھنے کے لئے تیار ہے،کیا از روئے شرع مطلقہ ہوئی یا نہیں؟ اپنے خاوند کے گھر آ سکتی ہے یا نہیں؟

یہاں پر علماء اس مسئلہ میں اختلاف کرتے ہیں،بعض کہتے ہیں کہ وکیل کی فرضی عرضی طلاق نامہ پر بغیر پڑھے اور سمجھے خالدہ ناشزہ غیر مطلقہ ہے یعنی ان کو طلاق نہیں پڑی،وہ اپنے خاوند کے گھر آ سکتی ہے اور ان کو اپنے شوہر کے گھر داخل ہونا جائز ہے،اور بعض عالم کہتے ہیں کہ خالدہ ناشزہ کو ترک خدمت اور مہاجرۃ عن المضاجع کنایہ ہے طلاق بائنہ میں بغیر حلالہ کے عدت پوری ہونے کے بعد نکاح جدید کرنا ہوگا،ان دو صورتوں میں سے کس پر عمل کیا جائے؟ شرعی فیصلہ جو ہو تحریر فرمائیں اس پر عمل کیا جائے گا۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ شوہر ذوالفقار کے حکم سے وکیل مذکور نے طلاق نامہ تیار کیا ہے اور اس نے طلاق نامہ کو اگرچہ پڑھا نہ ہو،پھر بھی دستخط کرتے وقت اُسے اتنا علم ضرور ہوگا کہ اس میں طلاق کی تحریر لکھی گئی ہے؛ لہٰذا اِقرار طلاق کی بناء پر ایک طلاقِ بائنہ تو یقیناً واقع ہوچکی ہے،اگر اس نے وکیل کو تین طلاقیں لکھنے کا حکم نہ دیا ہو اور نہ تین پر

رضامندی ظاہر کی ہو، تو اب نکاحِ جدید کافی ہے، حلالہ کی ضرورت نہ ہوگی۔

وفيه أيضًا رجل استكتب من رجل آخر إلى امرأته كتاباً بطلاقها وقرأه على الزوج فأخذه وطواه وختم، وأقرَّ الزوج أنه كتابه فإن الطلاق يقع عليها.

(الفتاویٰ الهندية ۱/ ۳۷۹، كذا في الفتاویٰ التاتارخانية ٤/ ٥٣١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۶/۳/۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

وکیل نے ازخود طلاق نامہ لکھ کر دیا اور شوہر سے پڑھے بغیر دستخط کرالئے

سوال (۴۰۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے اور میری بیوی کے درمیان کچھ نا اتفاقی ہوگئی، جس کی وجہ سے میں نے وکیل کے پاس جا کر مشورہ کیا کہ ہمارے درمیان بیچ بچاؤ کی کچھ ایسی شکل لکھ دیں کہ جس سے میری بیوی میرے خلاف کوئی دعویٰ نہ کرسکے، اور وکیل نے میرے کہے بغیر طلاق نامہ لکھا اور مجھے سنائے بغیر اس طلاق نامہ پر دستخط کرالئے جب کہ نہ میں نے بیوی کو طلاق دی ہے اور نہ دستخط سے قبل مجھے طلاق نامہ کے مضمون کا علم تھا؛ لہٰذا آپ حضرات بتائیں کہ اِس صورت میں میری بیوی پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

نوٹ: - طلاق نامہ میں دو گواہوں کی گواہی سے طلاق کا ذکر ہے، جب کہ اس وقت وہاں کوئی گواہ موجود نہیں تھا، اور طلاق نامہ پر گواہوں کے دستخط بھی نہیں ہیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر واقعی شوہر کو طلاق نامہ کے مضمون کا علم نہیں تھا اور نہ ہی اُس نے مذکورہ وکیل کو طلاق دینے کا حکم دیا تھا، تو محض اس طلاق نامہ پر طلاق سے لاعلمی میں دستخط کردینے سے شرعاً کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۰/ ۳۸۶ - ۴۰۸، ۱۳/ ۳۱۱)

وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق ما لم يقر

أنه كتابه. (شامي ٤/٤٥٦ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٣٧٩/١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۱/۲/۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ہندی میں طلاق نامہ لکھ کر غلط بیانی کے ساتھ زبردستی دستخط کرانا؟

سوال (۴۰۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کی شادی کو چند سال ہوگئے، بیوی کا اختلاف وتناؤ شوہر سے تو کم؛ لیکن گھر والوں سے زیادہ ہوگیا، اِسی درمیان بیوی اپنے گھر جانے لگی تو شوہر اور گھر والوں کو یہ خوف ہوا کہ کہیں یہ کیس ومقدمہ نہ کردے؛ لہٰذا اِس سے بچاؤ کے لئے گھر والوں نے اُس کی بیوی سے یہ کہا کہ تم سرکاری طور پر یہ تحریر دے دو کہ ہم اپنی مرضی سے جارہے ہیں، اور اپنی مرضی سے جب چاہیں گے واپس آجائیں گے؛ لہٰذا لڑکے کے گھر والوں نے چند لوگوں کو جمع کرکے یہ بات کی کہ یہ لڑکی اپنے گھر اپنی مرضی سے جارہی ہے، نہ کہ ہم لوگوں کے دباؤ کی بنا پر؛ لہٰذا تم لوگ گواہ رہنا، لوگوں نے کہا ٹھیک ہے۔ اب لڑکے کے گھر والوں نے عدالت میں جاکر سرکاری اسٹامپ پر یہ لکھوایا کہ: ''زید نے اپنی بیوی کو چند معزز لوگوں کے سامنے تین طلاق دی اور مہر وجہیز کا سامان سب لڑکی کے سپرد کردیا''۔

واضح رہے کہ لڑکا ہندی پڑھا ہوا نہیں تھا، لہٰذا لوگوں نے لڑکے سے یہ کہا کہ اس میں یہ لکھا ہے کہ تمہاری بیوی اپنی مرضی سے اپنے گھر جارہی ہے، جب چاہے گی واپس آجائے گی، تم دستخط کردو، تو اس نے فوراً دستخط کردئے، لڑکی کو بھی یہی بتایا گیا؛ لہٰذا اس نے بھی یہی سمجھ کر دستخط کردئے، اور گواہوں نے بھی یہی سمجھ کر دستخط کردئے، اور آج تک محلّہ والے بھی یہی سمجھ رہے ہیں۔ بیوی کا شوہر سے اور اس کے سسرال والوں سے اختلاف کی بنا پر لڑکی کے گھر والوں نے دو ایک سال تک لڑکے کے گھر نہیں بھیجا؛ لہٰذا شوہر نے مزید بغیر کسی اور انتظار کے شادی کرلی، جب لڑکے کو مذکورہ سرکاری کاغذ کی حقیقت معلوم ہوئی کہ اس میں طلاق وغیرہ کا مسئلہ ہے، تو سختی سے انکار کیا کہ اب کچھ بھی نہیں ہوا، نہ لڑکے نے اب تک مہر دیا اور نہ طلاق دی۔

تو اب صورتِ مسئولہ میں یہ معلوم کرنا ہے کہ اس لڑکی کو شوہر اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے اور لڑکی بھی راضی ہے تو کیا اس کے لئے ازسرنو نکاح کرنا ہوگا، یا سابقہ نکاح باقی رہے گا، یا حلالہ کی ضرورت پیش آئے گی، لڑکا ہر صورت کو اختیار کرنے پر راضی ہے؛ لہٰذا جو صورت ہو تحریر فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: حسبِ تحریر سوال جب کہ لڑکا خود ہندی پڑھا ہوا نہیں ہے، اور اس کو خلافِ واقعہ مضمون بتا کر اس کے لاعلمی میں طلاق نامہ پر دستخط کرائے گئے ہیں، تو اس دستخط اور اس پر لکھی گئی تحریر کی وجہ سے اس کی بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی؛ لہٰذا وہ بدستور اس کے نکاح میں باقی ہے، اور جب چاہے اپنے گھر بلا کر رکھ سکتا ہے۔

أن يكتب عندهم ويقول: أشهدوا على بما فيه إن علموا ما فيه كان إقراراً وإلا فلا. (الأشباه والنظائر ۵۹۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۹/۱۱/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاق نامہ پر زبردستی دستخط کرانا اور زبان سے ایک طلاق دلوانا؟

سوال (۴۰۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری اہلیہ کچھ گھریلو ناچاقی کی وجہ سے اپنے میکہ میں رکی ہوئی تھی، میں اپنی والدہ، بڑے بھائی اور خاندان کے بعض معزز لوگوں کو لے کر اہلیہ کو لانے کے لئے اس کے گھر پہنچا، اہلیہ کے گھر والوں نے ہمارے ساتھ نہایت ترش روئی کا معاملہ کیا اور ایسی شرطیں رکھیں جن کا پورا کرنا میرے بس میں نہیں تھا، پھر میرے اوپر مار پیٹ کا دباؤ ڈال کر مجبوراً ایک طلاق نامہ پر میرے دستخط کرائے گئے، جس میں تین طلاق کا ذکر تھا، اس کے بعد مجھ سے زبانی طلاق دلوائی گئی، مگر میں نے زبان سے صرف ایک مرتبہ طلاق کا لفظ کہا، سب حاضرین اس کے گواہ ہیں، اب ایسی صورت میں جس طلاق نامہ پر مجھ سے جبراً دستخط لئے گئے ہیں اس میں لکھی گئی طلاق کا شرعاً اعتبار رہوگا یا نہیں؟

گواہان: ہمارے سامنے مذکورہ واقعات پیش آئے: سلیم، سہیل، محمد عمر، محمد صابر۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ نے زبان سے جوایک مرتبہ طلاق دی ہے اس سے آپ کی بیوی پر ایک طلاق رجعی یقیناً واقع ہوچکی ہے، اگر عدت کے اندر اندر رجوع نہ کیا تو بیوی بائنہ ہوجائے گی؛ البتہ جس طلاق نامہ پر آپ سے مار پیٹ کی دھمکی دے کر دستخط کرائے گئے ہیں، جیسا کہ گواہوں کے بیانات سے معلوم ہوا تو اس طلاق نامہ پر دستخط کرنے کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں ہے، اس سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

عن صفوان بن غزوان الطائي أن رجلاً كان نائمًا فقامت امرأته فأخذت سكّينًا فجلست على صدره فوضعتِ السكين على حلقه، فقالت: لتطلقني ثلاثا أو لأذبحنک، فناشدها اللّٰه فأبت، فطلقها ثلاثًا ثم أتى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم فذكر له ذٰلک، فقال: لا قيلُولة في الطلاق. (إعلاء السنن / باب عدم صحة طلاق الصبي والمجنون ١١/١٨٣ المكتبة الإمدادية مكة المكرمة)

وحكى أيضًا وقوع الطلاق المكره عن النخعي وابن المسيب والثوري وعمر بن عبد العزيز وأبي حنيفة وأصحابه. (بذل المجهود / باب في الطلاق على غلظ ٣/٢٧٦ رشيدية سهارنفور)

وفي البحر: أن المراد الإكراه على التلفظ بالطلاق، فلو أكره على أن يكتب طلاق امرأته فكتب لا تطلق؛ لأن الكتابة أقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة، ولاحاجة هنا، كذا في الخانية. (شامي ٤/٤٤٠ زكريا)

ويقع طلاق كل زوج بالغٍ عاقل ولو عبدًا أو مكرهًا فإن طلاقه صحيح.

(الدر المختار على الشامي، كتاب الطلاق ٤/٤٣٨، الفتاوىٰ الهندية / فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه ١/٣٥٣ كوئٹه، مجمع الأنهر، كتاب الطلاق ٢/٨ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۱۱/۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سادہ کاغذ پر انگوٹھا لگوا کر شوہر کی طرف سے کچہری میں طلاق نامہ داخل کرنا؟

سوال (۴۰۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری شادی بتاریخ ۲۲/اگست ۱۹۸۲ء میں چمن آراء ولد عزیز احمد محلّہ بروالان مرادآباد میں ہوئی تھی، شادی کے بعد میری بیوی کی کوکھ سے ۴ لڑکیاں ایک لڑکا پیدا ہوا، میں نے اپنے والدین سے الگ پاکبڑا دہلی روڈ پر اپنے مکان میں رہتا تھا، آپسی جھگڑے کی وجہ سے میں اپنے مکان سے اپنے والدین کے پاس چلا آیا؛ کیوں کہ میری اہلیہ مجھ سے الگ رہنے اور طلاق کی مانگ کرتی تھی، میں نے اس کے ساتھ رہنے کی بہت کوشش کی؛ لیکن کامیاب نہیں ہوسکا، میں نے فیملی کورٹ میں اپنی اہلیہ کو بلانے کی رپورٹ دائر کی، جس کا مقدمہ نمبر ۴۰۹۹/۲۰۰۳ء ہے، فیملی کورٹ کی اطلاع ملتے ہی میری اہلیہ نے اپنی بہن رفعت جہاں کو ساتھ لے کر مہیلا تھانہ کی پر بھاری سے ساٹھ کانٹھ کر کے میرے گھر پولیس کی دبش بھیج دی، اور پولیس اپنے ساتھ مجھے اور میرے والد محترم کو یہ کہہ کر لے گئی کہ تمہاری بیوی سے فیصلہ کرادیں گے، تھانہ پہنچ کر دیکھا کہ وہاں میری اہلیہ موجود تھی، کافی دیر تک بات چیت ہوتی رہی، اس کے بعد تھانہ انچارج نے دو سادے اسٹامپ پر میرے دستخط اور میرے والد محترم کا انگوٹھا لگوالیا، اور ہمیں یہ کہہ کر گھر واپس بھیج دیا کہ اب چمن آراء کو تنگ مت کرنا، میں اپنی فیملی کورٹ کی تاریخ پر کچہری گیا، تو معلوم ہوا کہ میری طرف سے طلاق نامہ داخل کر دیا گیا ہے جس پر میرے اور میرے والد محترم اور میری سالی واہلیہ کے دستخط وانگوٹھا لگا ہوا ہے، اور طلاق کے شبد لکھے ہوئے ہیں۔ نہ میں نے کوئی طلاق دی ہے اور نہ میں نے اپنی زبان سے وقلم سے طلاق کے شبد ادا کئے ہیں، میں اپنی اہلیہ کو ساتھ رکھنا چاہتا ہوں، آپ بتلائیے کہ طلاق ہوئی یا نہیں اور مجھے کیا کرنا چاہئے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں جب کہ آپ نے بذاتِ خود اپنی

بیوی کو نہ کوئی طلاق دی نہ لکھی، تو آپ کی بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی، آپ کی بیوی بدستور آپ کے نکاح میں موجود ہے، آپ جب چاہیں اپنی بیوی کو اپنے گھر بلا سکتے ہیں۔

فلو أکره علی أن یکتب طلاق امرأته، فکتب لا تطلق؛ لأن الکتابة أقیمت مقام العبارة باعتبار الحاجة، ولا حاجة هنا. (شامي ٤/٤٤٠ زکریا، کذا في الفتاویٰ التاتارخانیة ٤/٥٣٢ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۳/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

زور زبردستی کر کے لڑکے سے طلاق نامہ پر دستخط کرانا؟

سوال (۴۱۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عبدالعزیز بن نصر اللہ ساکن بھڑرا کی شادی خلیق النساء بنت محمد نسیم صاحب شاہ پور میں آج سے دس سال قبل ہوئی تھی، زوجین کے تعلقات اب تک بہتر تھے، اسی دوران ایک بچہ کی ولادت بھی ہوئی جو الحمد اللہ باحیات ہے، جس کی عمر تقریباً چار سال ہے؛ لیکن گذشتہ سال زوجین کے مابین تعلقات ناخوشگوار ہوئے اور بیوی خلیق النساء نے یہ ٹھان لیا کہ ہمارا رشتہ اب عبدالعزیز کے ساتھ نہیں نبھے گا، اس لئے ہمیں طلاق چاہئے، بہر کیف نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ اگر شوہر سے طلاق نہیں لی گئی تو خلیق النساء خودکشی کر لے گی، اس لئے بحالتِ مجبوری لڑکے کو بلایا گیا اور چند گواہان کو اکٹھا کر کے ۲۶ / جون بروز اتوار ۲۰۰۵ء کو ایک طلاق نامہ لکھا گیا، جس پر عبدالعزیز سے زبردستی دھمکی دے کر انگوٹھا لگوالیا گیا، جب کہ عبدالعزیز نے نہ زبان سے طلاق دی ہے اور نہ ہی دل سے طلاق دینا چاہتا تھا؛ کیوں کہ جس وقت طلاق نامہ لکھا جارہا تھا اس وقت کے موجود فریقین کے گواہان کا بیان ہے کہ عبدالعزیز سے زبردستی دھمکی دے کر طلاق نامہ پر انگوٹھا لگوایا تھا، اور جس طلاق نامہ پر انگوٹھا لگوالیا تھا، اس پر تین طلاق لکھا ہے، فی الحال صورتِ حال یہ ہے کہ اب خلیق النساء یہ چاہتی ہے کہ میں عبدالعزیز کے ساتھ رہوں گی، تو کیا مسئولہ میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

اگرگنجائش کی کوئی شکل ہوتوتفصیل سے بیان فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال میں ذکرکردہ واقعہ اگرصحیح ہے،تواس میں قدرے تفصیل ہے:

الف:- اگرلڑکے پرصرف زبانی دباؤڈالاگیااورلڑکے کے سامنےطلاق نامہ تیارہوا،اور اس نےمحض زبانی دباؤکوقبول کرتے ہوئےطلاق نامہ کےمضمون کوسن کررضامندی کاانگوٹھالگادیا، تواس کی بیوی پرتین طلاقیں ہواقع ہوگی ہیں،اوراگرنہ اس نے طلاق نامہ سنااورنہ املا کرایا،تومحض انگوٹھالگانے سےطلاق واقع نہ ہوگی۔

ویقع طلاق کل زوج إذا کان عاقلاً بالغاً. (الهدایة ۳۵۸/۲، شامي ۴۳۸/٤ زکریا)

ب:- اوراگرلڑکےکو مارنے، پیٹنے یاجیل بھیجنے وغیرہ کی دھمکی دی گئی،اورلڑکےکویقین ہوگیاکہ اگرمیں نے اس تحریرپرانگوٹھانہیں لگایا،تو یہ لوگ میرے ساتھ واقعی دھمکی کے مطابق عمل کریں گے،اس لئے اس نے مجبوراًطلاق نامہ پرانگوٹھالگادیا،اورزبان سےطلاق کالفظ نہیں نکالا، اس طرح اگرطلاق نامہ کامضمون پڑھے یاسنے بغیرانگوٹھالگایاہے،تواس صورت میں کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی،ان دونوں میاں بیوی میں بدستوررشتۂ نکاح باقی ہے،اب جوصورت پیش آئی ہو تحقیق کرکےاس کےمطابق عمل کرناچاہئے۔

فلو أکره علی أن یکتب طلاق امرأته، فکتب لا تطلق؛ لأن الکتابة أقیمت مقام العبارة باعتبار الحاجة، ولا حاجة هنا. (شامي ٤٤٠/٤ زکریا)

والثاني خوف المکره بالفتح إیقاعه أي إیقاع ما هدّد به في الحال بغلبة لیصیر ملجأ. (شامي / کتاب الإکراه ١٧٨/٩ زکریا)

رجل أکره بالضرب والحبس علی أن یکتب طلاق امرأته فلانة بنت فلان بن فلان، فکتب امرأته فلانة بنت فلان بن فلان طالق لا تطلق امرأته؛ لأن

الـكتـابة أقيمت مقام العبارة بـاعتبـار الحاجة ولا حاجة ههٰنا. (قاضي خان ١/٤٧٢،

الـفتاوىٰ الهندية ١/٣٧٩ زكريا، كذا في الفتاوىٰ التاتارخانية / الفصل السادس في إيقاع الطلاق بالكتاب

٣/٣٨٠ كراچی، ٤/٥٣٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۷/۷/۱۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاق نامہ سمجھ کر دستخط کرنا اور بعد میں ناسمجھی کا دعویٰ کرنا؟

سوال (۴۱۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سلیم احمد وثمرہ کمال بی دونوں میں بیوی ہیں، دونوں میں کچھ کشیدگی رہتی تھی، خاندان کے کچھ لوگوں نے چاہا کہ اس کشیدگی سے بہتر ہے کہ دونوں کو طلاق کے ذریعہ علیحدہ کردیا، لہٰذا لڑکی کے طرف دار لوگوں نے طلاق نامہ بذریعہ وکیل مرتب کرایا اور سلیم احمد سے کہا کہ تم اس طلاق نامہ پر دستخط کردو سلیم نے دستخط کردئے، جہاں جہاں دستخط کرنے کو کہا گیا، پھر سلیم احمد سے کہا گیا تم نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی ہے، تمہارا اس سے کوئی واسطہ نہیں، اس لئے تم علیحدگی اختیار کرلو؛ کیوں کہ تم گھر پہلے ہی بیوی کے نام کرچکے ہو، سلیم احمد کہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کو حاظر وناظر سمجھ کر قسم کھاتا ہوں کہ میں کبھی بھی زبان سے طلاق نہیں دی ہے، اور نا ہی کبھی اس طرح کا خیال میرے وہم وگمان میں آیا ہے، سلیم احمد مزید کہتا ہے کہ میں نے اس دستاویز کو پڑھ کر بھی نہیں دیکھا کہ دستخط صرف اس لئے کردیئے کہ میں نے سمجھا ڈرانے دھمکانے کی کوشش کررہے ہیں، تاہم یہ بتلا دیا تھا کہ یہ طلاق کی دستاویز ہے، براہِ کرم وضاحت فرمائیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں چوں کہ شوہر سلیم احمد نے طلاق نامہ ہی سمجھ کر مذکورہ کاغذ پر دستخط کئے ہیں، اور دستخط کرتے وقت دھمکی یا زبردستی کا ثبوت نہیں ہے؛ لہٰذا اس کی بیوی پر طلاق واقع ہوچکی ہے، اب بعد میں سلیم احمد کا یہ دعویٰ کہ میں نے دھمکی کے خدشہ

سے دستخط کردئے تھے، اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

عن علي بن الحكم البنائي قال: سئل الشعبي عن رجل خط طلاق امرأته على وسادة، فقال: هو جائز عليه. (المصنف لعبد الرزاق، الطلاق / باب الرجل يكتب إلى امرأته بطلاقها ٤١٤/٦ رقم: ١١٤٤٠)

رجل استكتب من رجل آخر إلى امرأته كتاباً بطلاقها وقرأه على الزوج أنه كتابه، فإن الطلاق يقع عليها. (شامي ٤٥٦/٤ زكريا)

رجل أكره بالضرب والحبس على أن يكتب طلاق امرأته فلانة بنت فلان بن فلان، فكتب امرأته فلانة بنت فلان بن فلان طالق لا تطلق امرأته؛ لأن الكتابة أقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة ههنا. (قاضي خان ٤٧٢/١، الفتاوىٰ الهندية ٣٧٩/١ زكريا، كذا في الفتاوىٰ التاتارخانية / الفصل السادس في إيقاع الطلاق بالكتاب ٣٨٠/٣ كراچی، ٥٣٢/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱/۱/۱۴۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاق نامے پر تین طلاق جانتے ہوئے بادل ناخواستہ دستخط کرنا؟

سوال (۴۱۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے ایک لڑکی سے نکاح کیا، تقریباً تین ماہ بعد زید کے گھر والے لڑکی کے مزاج کو دیکھتے ہوئے اسے طلاق دینے کے لئے کہنے لگے یہاں تک کہ گھر والوں کی طرف سے کافی دباؤ پڑنے پر زید نے دل نہ چاہتے ہوئے اس کام کا ارادہ کرلیا جب کہ سب نے پیچھا لے رکھا ہے، تو اس کام کو کرلوں، حالاں کہ زید کو اس لڑکی سے بہت محبت ہے؛ لہٰذا اس کام کو وکیل کے سپرد کردیا گیا؛ لیکن وکیل نے پرچہ بڑھا چڑھا کر لکھا اور اس میں تین مرتبہ یہ لکھا کہ میں طلاق دے چکا ہوں، حالاں کہ یہ بات بالکل جھوٹ ہے، میں نے ایک بار بھی اپنی بیوی کو طلاق یا اس کے ہم

معنی لفظ بھی نہیں کہا ہے؛ بلکہ جب وکیل کے لکھے ہوئے نوٹس پر دستخط کرنے کا موقع آیا تب بھی میں نے اعتراض کیا کہ یہ بات تم نے غلط لکھی ہے اور اس میں تین مرتبہ نہ لکھ کر صرف ایک مرتبہ لکھو، میری نیت صرف ایک مرتبہ طلاق لکھوانے کی تھی؛ تاکہ ایک طلاق واقع ہو؛ لیکن وکیل نے میری بات پر توجہ نہ دیتے ہوئے یہ کہا کہ نوٹس میں ایسے ہی لکھا جاتا ہے، تم تو دستخط کردو تو میں نے دل نہ چاہتے ہوئے سائن کردئے، اب بات یہ ہے کہ نہ تو لڑکی مجھ سے جدا ہونا چاہتی ہے اور نہ میں اسے جدا کرنا چاہتا ہوں؛ لہٰذا بتائیں کہ زید اور اس کی بیوی کو اسی طرح ایک ساتھ رہنا جائز ہے یا اور کوئی صورت اختیار کرنا پڑے گی، اس کام کو صرف ابھی پندرہ دن ہوئے ہیں، وضاحت کے ساتھ جو بھی صورت صاف صاف تحریر فرمادیں؟ جو نوٹس وکیل کے ذریعہ بھیجا گیا تھا وہ بھی حاضر خدمت ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق میں دل کے ارادہ کا اعتبار نہیں ہوتا ہے؛ بلکہ ظاہری قول وعمل کا اعتبار ہوتا ہے؛ لہٰذا مسئولہ صورت میں جب کہ زید نے اس بات کو جان لینے کے باوجود کہ طلاق نامہ میں تین طلاق کا ذکر ہے اس پر بلا کسی جبر کے دستخط کردئے، تو گویا کہ اس نے لکھی ہوئی تین طلاقوں کی تصدیق کردی؛ لہٰذا اس تصدیق کی وجہ سے دستخط سے قبل جو زبانی تردید کی تھی، اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے، اس کی بیوی پہ تین طلاقیں واقع ہوجائیں گی، اب حلالہ شرعیہ کے بغیر ان میں ازدواجی زندگی حرام ہے۔ (مستفاد: کفایت المفتی ۶/۵۳-۵۴)

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلاَ تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ [البقرة، جزء آيت: ٢٣٠]

ولو استكتب من آخر كتاباً بطلاقها وقرأه على الزوج، فأخذه الزوج وختمه وعنوانه وبعث به إليها، فأتاها وقع إن أقر الزوج أنه كتابه. (شامي ٤/٤٥٦ زكريا، المحيط البرهاني ٣/٤٢٩)

ولو قال للكاتب: أكتب طلاق امرأتي كان إقراراً بالطلاق وإن لم يكتب.
(شامي ٤٥٦/٤ زكريا)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة أو ثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها ثم يطلقها، أو يموت عنها. (الهداية ٣٩٩/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۹/۳/۱۴۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جیل میں ڈالنے کے خوف سے خلع نامہ پر دستخط کرنا؟

سوال (۴۱۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کی شادی کو تقریباً دس برس ہو چکے تھے دونوں کے سرپرستوں کی جانب سے نااتفاقی کی حد کورٹ تک چلی گئی زید قطعی طلاق دینا نہیں چاہتا تھا؛ لیکن کورٹ میں لڑکی کی جانب سے خلع نامہ وکیل کی سرپرستی میں تیار کیا گیا، اس وقت زید سے کہا گیا آپ تین بار طلاق کہو، زید نے زبان سے کہنے سے انکار کر دیا۔ حصول اولاد کی خاطر اس خلع نامے پر زید نے دستخط کر دئے خلع نامے پر دستخط کرتے وقت لڑکی لڑکے کے سامنے موجود تھی۔ شرعی اعتبار سے طلاق ہوئی یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر زید پر مقدمہ چلانے اور جیل میں ڈالنے کا خوف دلا کر خلع نامے پر جبراً دستخط کرائے گئے ہیں، تو اس کی وجہ سے طلاق واقع نہیں ہوگی اور اگر ایسی کوئی بات نہ تھی؛ بلکہ زید نے حالات کو دیکھ کر مصلحت سمجھتے ہوئے بغیر کسی جبر کے خلع نامے کو پڑھ کر دستخط کئے ہیں، تو یہ خلع نامہ معتبر ہوگا اور طلاق واقع قرار دی جائے گی۔

رجل أكره بالضرب والحبس على أن يكتب طلاق امرأته فلانة بنت فلان بن فلان، فكتب امرأته فلانة بنت فلان بن فلان طالق لا تطلق امرأته؛ لأن

الکتابة أقیمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة هٰهنا. (قاضي خان ٤٧٢/١، الفتاویٰ الهندية ٣٧٩/١ زكريا، كذا في الفتاویٰ التاتارخانية / الفصل السادس في إيقاع الطلاق بالكتاب ٣٨٠/٣ کراچی، ٥٣٢/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری ۱۴۳۵/۴/۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

گونگا شخص کس طرح طلاق دے گا؟

سوال (۴۱۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا تحریری طلاق شرعی طور پر ہوجاتی ہے یا زبان سے طلاق دینا ہی لازم ہے؟ اگر زبانی طلاق ہونا لازمی ہے تو ایک گونگا انسان کس طرح زبانی طلاق دے سکے گا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: زبان سے طلاق دینا ہی ضروری نہیں ہے؛ بلکہ کاغذ وغیرہ پر تحریر کردینے سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے، گونگا شخص بھی اس طرح طلاق دے سکتا ہے۔

أخرج البخاري تعليقًا: وقال إبراهيم: الأخرس إذا كتب الطلاق بيده لزمه. (صحيح البخاري / باب اللعان ٧٩٩/٢)

وإن كانت مرسومة يقع الطلاق نوى أو لم ينو. (شامي ٢٤٦/٣ کراچی، ٤٥٦/٤ زكريا، الفتاویٰ الهندية ٣٧٨/١ زكريا، فتاویٰ قاضي خان ٤٧١/١)

ولو عقد شيئا بالعقود أو بالكتابة و طلق امرأته فهو بمنزلة النطق. (الفتاویٰ التاتارخانية ٣٩٧/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۷/۴/۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی کے تین طلاق کی رجسٹری رد کرنے سے طلاق کا حکم

سوال (۴۱۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: یوسف جانی نے اپنی بیوی مسماۃ رحیمہ کو بتاریخ ۱۹رمئی ۲۰۱۰ء کو تین طلاق دے دی، اور اس طلاق کی نوٹس ایک وکیل کے ذریعہ رحیمہ کے پتہ پر بذریعہ رجسٹری ارسال کردیا؛ لیکن رحیمہ نے اس رجسٹری کو قبول نہیں کیا؛ لہٰذا میں نے مقامی زبان تلگو کے ایک روزنامہ میں اس طلاق کا اشتہار بھی بتاریخ ۲۷رجون ۲۰۱۰ء کو دے دیا، ان تمام کے باوجود میری بیوی رحیمہ میری دی ہوئی طلاق کو نہیں مان رہی ہے، اور کہہ رہی ہے کہ میں طلاق کو قبول نہیں کرتی، اور میں نے طلاق نہیں سنی اور میرے سامنے یہ طلاق نہیں دی گئی؛ لہٰذا اِس طلاق کو نہیں مانوں گی اور قانون کی لڑائی لڑوں گی، دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ میری دی گئی طلاق طلاق شمار ہوگی یا نہیں؟ کیا اب بھی میرا رحیمہ کے ساتھ رشتہ باقی ہے یا نہیں؟

(۲) اس طلاق کے چھ ماہ کے بعد میں نے ایک دوسرا نکاح کرلیا، دوسری لڑکی سے میرا نکاح کرنا کیا شرعاً وقانوناً جرم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب آپ نے اپنی بیوی رحیمہ کو تین طلاقیں دیدی ہیں، اور اس کا نوٹس بھی لکھ کر بھیج دیا ہے، تو بلا شبہ آپ کی بیوی پر تین طلاقیں واقع ہوچکی ہیں، اب اس کی طرف سے طلاق کی رجسٹری وصول نہ کرنے یا طلاق قبول نہ کرنے کے دعوی کی وجہ سے طلاق کا حکم مرتفع نہیں ہوسکتا؛ کیوں کہ شریعت میں طلاق کے وقوع کے لئے نہ تو بیوی کا سامنے ہونا ضروری ہے اور نہ اس کا سننا لازم ہے، اور نہ اس کا قبول کرنا شرط ہے؛ بلکہ طلاق کا مکمل اختیار صرف شوہر کو حاصل ہے، بریں بنا رحیمہ کے لاکھ انکار کرنے کے باوجود مسئولہ صورت میں وہ مطلقہ مغلظہ ہوچکی ہے، اور اس کا آپ سے زوجیت کا رشتہ باقی نہیں رہا ہے۔

لو قال لزوجته: أنت طالق طالق طالق طلقت ثلاثا. (الأشباه والنظائر ۲۱۹، الفتاوىٰ الهندية ۱/۴۷۳)

ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل. (تنوير الأبصار ۴/۴۳۸ زكريا)

أما إن أرسل الطلاق بأن كتب أما بعد! فأنت طالق فلما كتب هٰذا يقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الكتابة. (الفتاوىٰ الهندية ۳۷۸/۱ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ۵۲۸/٤ رقم: ٦۸۳٦ زكريا)

عن سعيد ابن المسيب رحمه الله تعالىٰ قال: الطلاق للرجال. (المصنف لابن أبي شيبة ٦١٤/٩ رقم: ١٨٥٦٣)

آپ کا دوسرا نکاح کرنا شرعاً اخلاقاً قانوناً ہر طرح جائز ہے، اس میں جرم کی کوئی بات نہیں ہے، اور اس پر آپ کی سابق بیوی کو اعتراض کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔

قال الله تعالىٰ: ﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ﴾ [النساء، جزء آیت: ۳]

وصح نكاح أربع من الحرائر والإماء فقط للحر ...... ولو أراد فقالت امرأته: أقتل نفسي، لا يمتنع؛ لأنه مشروع. (الدر المختار ١٣٨/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲/۸/۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاق کی گواہی

طلاق پر شرعی گواہوں کی شہادت

سوال (۴۱۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک لڑکی کا نکاح اس کی والدہ اور ماموں اور بہنوئی نے ایک لڑکے کے ساتھ کر دیا جب کہ اس کا پہلا شوہر موجود ہے، اس کے محلّہ والوں سے معلوم ہوا کہ اس لڑکی کو طلاق ہی نہیں ہوئی ہے، اور لڑکا بھی حلفیہ طلاق کا انکار کرتا ہے؛ لیکن لڑکی اور لڑکی کا ماموں اور اس کا بہنوئی اور والدہ اور ایک پڑوسن عورت کہتی ہے کہ طلاق ہمارے سامنے ہوئی ہے، یہ لوگ بھی حلفیہ بیان کرتے ہیں؛ لہٰذا کیا اس لڑکی کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اگر طلاق ہوئی ہے تو عدت پوری نہیں ہوئی، صرف بیس دن کے اندر ہی نکاح کر دیا اور ان لوگوں کی یعنی لڑکی اور لڑکی کے عزیزوں کی گواہی معتبر ہوگی یا نہیں؟ عدت پوری نہ ہونے پر یا طلاق نہ ہونے کی صورت میں لڑکی والے اور لڑکے والے کیا کریں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر طلاق پر شرعی گواہ (عادل دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں) موجود ہیں، تو صورتِ مسئولہ میں لڑکی پر طلاق واقع ہوگئی ہے، اس کے بعد اس کا دوسرا نکاح اگر عدت کے اندر کیا گیا ہے تو درست نہیں ہے، دونوں میں تفریق لازم ہے، عدت (تین ماہواری) گزرنے کے بعد دوبارہ نکاح کیا جائے اور عدت سے قبل نکاح کرنے والے سخت گنہگار ہیں۔

ونصابها لغيرها من الحقوق، سواء كان الحق مالاً أو غيره، كنكاح

وطلاق ورجلان أو رجل وامرأتان، ولزم إلى قوله: العدالة لوجوبه. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الشهادات ۱۷۸/۸ زكريا، ٤٦٥/٥ كراچی، مجمع الأنهر / أول كتاب الشهادات ٢٦١/٣ دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق / كتاب الشهادات ٦٢/٧ كوئٹہ)

أما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة إن علم أنها للغير؛ لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً. (شامي، باب المهر / مطلب في النكاح الفاسد ٢٧٤/٤ زكريا، ٥١٦/٣ كراچی، الفتاوىٰ الهندية / الباب الثالث في المحرمات ٢٨٠/١ زكريا، بدائع الصنائع / عدم جواز منكوحة الغير ٥٤٨/٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۱۴/۲/۱۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا طلاقِ بائن کے ثبوت کے لئے گواہ شرط ہیں؟

سوال (۴۱۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک صاحب یوں کہتے ہیں کہ طلاقِ بائن کے لئے گواہ کا ہونا شرط ہے، بغیر گواہ کے طلاق بائن نہ ہوگی؛ کیوں کہ اس میں عورت کا نقصان ہے، پوچھنا یہ ہے کہ ان صاحب کا یہ کہنا کیا حکم رکھتا ہے؟ اور اُن کا یہ کہنا کہاں تک صحیح ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نفسِ طلاق کے واقع ہونے کے لئے کسی گواہ کی ضرورت نہیں ہے، جب بھی مرد طلاق دے گا طلاق واقع ہوجائے گی، ہاں اگر شوہر طلاق کا انکار کرتا ہو اور دوسرا شخص طلاق کا دعویٰ کرے، تو مدعی کو اپنے دعویٰ کے ثبوت کے لئے گواہ پیش کرنے ہوں گے۔

ونصابها لغيرها من الحقوق، سواء كان الحق مالاً أو غيره، كنكاح وطلاق ورجلان أو رجل وامرأتان، ولزم إلى قوله: العدالة لوجوبه. (الدر المختار مع

الشامي / كتاب الشهادات ١٧٨/٨ زكريا، ٤٦٥/٥ كراچی، مجمع الأنهر / أول كتاب الشهادات ٢٦١/٣ دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق / كتاب الشهادات ٦٢/٧ كوئٹه)

يقع طلاق كل زوج إذا كان بالغاً عاقلاً. (الفتاویٰ الهندية ٣٥٣/١ زكريا، البحر الرائق / كتاب الطلاق ٢٤٤/٣ كوئٹه، مجمع الأنهر / كتاب الطلاق ٨/٢ دار الكتب العلمية بيروت)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۱/۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بغیر گواہوں کے غصہ میں تین طلاق دینا؟

سوال (۴۱۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے داماد نورالدین عرف گڈو نے میری لڑکی عائشہ بیگم عرف رانی کو غصہ کی حالت میں گواہوں کی عدمِ موجودگی میں تین مرتبہ یوں کہا کہ: ''میں نے تمہیں طلاق دی، میں نے تمہیں طلاق دی، میں نے تمہیں طلاق دی''۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاقِ شرعی واقع ہونے کے لئے گواہوں کا سامنے موجود ہونا شرط نہیں ہے؛ لہٰذا مسئولہ صورت میں عائشہ بیگم پر تین طلاقیں مغلظہ واقع ہوگئیں ہیں، اَب بغیر حلالہ کے آئندہ دوبارہ نکاح بھی صحیح نہیں ہوسکتا۔

لو كرر لفظ الطلاق وقع الكل ...... ولو كرر لفظ الطلاق ولم ينو الاستيناف ولا التاكيد يقع الكل، قضاءً؛ لأنه يجعل تأسيساً لا تاكيداً؛ لأنه خير من التاكيد. (الدرالمختار مع الشامي / باب طلاق غير المدخول بها ٥٢١/٤ زكريا، ٢٩٣/٣ كراچی، الأشباه مع الحموي ٢١٩، الفتاویٰ الهندية ٣٥٦/١، كفايت المفتى ٧٥/٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۶/۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شوہر دو طلاق کا مدعی، بیوی تین کی، گواہ کسی کے پاس نہیں؟

سوال (۴۱۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اپنی بیوی سے جھگڑا کیا اور اُس کے بعد اُس نے بیوی کو نام لئے بغیر پانچ چھ مرتبہ طلاق، طلاق، طلاق کہا، اس کے بعد شوہر کہتا کہ میں نے دو مرتبہ طلاق کہا اس کے بعد کیا کہا؟ یاد نہیں ہے؛ لیکن بیوی اور پڑوس کی ایک عورت کہتی ہے کہ شوہر نے پانچ چھ مرتبہ طلاق کہا، تو شرعاً کیا حکم ہوگا؟ نیز غصہ کی حالت میں طلاق دینے کے سلسلہ میں تحقیقی حکم فرمادیجئے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں جب کہ بیوی کے پاس تین مرتبہ طلاق دینے کے شرعی گواہ موجود نہیں ہیں؛ اِس لئے شوہر کے دعویٰ کے بموجب صرف دو طلاق رجعی واقع ہوں گی اور عدت کے اندر اندر بیوی سے رجعت کا حق ہوگا؛ تاہم اگر بیوی کو تین طلاق دئے جانے کا کامل یقین ہے، تو اس کے لئے شوہر کو اپنے اوپر رضامندی سے قابو دینا جائز نہیں ہے، اسے چاہئے کہ وہ خلع وغیرہ کے ذریعہ شوہر سے نجات حاصل کرلے اور غصہ کی حالت میں بھی طلاق مطلقاً واقع ہوجاتی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ ۴۱۳/۸، فتاویٰ دارالعلوم ۲۱۵/۹، ایضاح النوادر ۱۰۴/۲)

قال تعالیٰ: ﴿وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ، فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ﴾ [البقرة، جزء آیت: ۲۸۲]

ونصابها لغيرها من الحقوق، سواء كان الحق مالا أو غيره، كنكاح وطلاق ...... رجلان أو رجل وامرأتان. (الدر المختار مع الشامي ۹٦/۱۱-۹۷ زكريا)

والمرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لايحل لها تمكينه. (شامي ۲۵۱/۳ كراچی، ٤٦۳/٤ زكريا، تبيين الحقائق ۲۱۸/۲، الفتاوىٰ الهندية ۳٥٤/۱ زكريا، البحر الرائق / باب الطلاق ۲٥۷/۳ كوئٹه)

ويقع طلاق من غضب خلافا لابن القيم. (شامي ٤٥۲/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۹/۷/۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا اقرارِ زوج کے بعد وقوعِ طلاق کے لئے گواہوں کی ضرورت ہے؟

سوال (۴۲۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو دو گواہوں کے سامنے طلاق دی، اور وہ گواہ ایسے ہیں کہ جھوٹ بھی بول سکتے ہیں، اور جھوٹی گواہی بھی دے سکتے ہیں تو کیا ان لوگوں کی گواہی سے طلاق واقع ہو جائے گی، جب کہ وہ فاسق ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طلاق کے واقع ہونے اور نہ ہونے کے لئے گواہوں کی گواہی ضروری نہیں ہے، محض شوہر کے اقرار سے طلاق ہوجائے گی، گواہوں کے فاسق ہونے سے طلاق کے وقوع پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

ذهب جمهور الفقهاء من السلف والخلف أن الطلاق يقع بدون إشهاد.

(فقه السنة ۲/ ۲۳۰ بیروت، مستفاد فتاوی دار العلوم ۹/ ۵۳)

ولو أقر بالطلاق كاذبًا أو هازلاً وقع قضاءً. (شامي / مطلب في الإكراه على التوكيل بالطلاق ۳/ ۲٤٦ کوئٹه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۱۱/۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شوہر تین طلاق کا اقرار کرتا، بیوی اور گواہ انکار، کیا حکم ہے؟

سوال (۴۲۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج سے تقریباً دو ماہ قبل زید نے اپنی بیوی ہندہ کو تین سے زائد مرتبہ طلاق دی، چند دن علاحدہ رہنے کے بعد پھر دوبارہ زید نے ہندہ سے صحبت کی اور میاں بیوی کی طرح رہنے لگے، چونکہ زید دعوت کے کام کا ساتھی ہے ان ایام میں کچھ ساتھیوں کو معلومات ہوئی تو ان کے کہنے پر زید

نے کہہ دیا کہ میں نے طلاق نہیں دی، بستی اہل علم کی ہے، اتفاق سے بعد نماز مغرب شہر کے عالم صاحب کے سامنے مسجد میں بیٹھ کر قسم کھائی کہ میں نے میری بیوی کو طلاق نہیں دی، مجھ کو ساتھی خواہ مخواہ پریشان کررہے ہیں، اب جب کہ زید نے جس عالم کے پاس آ کر قسم کھائی تھی، اُنہیں کے سامنے آ کر اقرار کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ ۴؍مرتبہ طلاق دیی، میری آخرت کا کیا ہوگا؟

جن لوگوں کے سامنے زید نے طلاق دی وہ سب کے سب اِنکار کرتے ہیں، اور ہندہ کہتی ہے کہ میں نے زید کو طلاق دیتے ہوئے نہیں سنا، زید کے شہر کے اندر چرچا ہے کہ زید نے طلاق دی، زید کی ماں کا کہنا ہے کہ زید کا چھ ماہ سے ذہنی توازن ٹھیک نہیں ہے؛ لہٰذا وہ پاگل ہے، تو ایسی صورت میں طلاق بائنہ مغلظہ ہوگی یا تجدیدِ نکاح کی کوئی صورت نکل سکتی ہے؟ زید کو ہندہ سے چار بچے بھی ہیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں برتقدیرِ صحتِ واقعہ جب کہ خود زید اپنی بیوی کو چار مرتبہ طلاق دینے کا اقرار کررہا ہے، تو اس کی بیوی پر یقیناً تین طلاقیں واقع ہوچکی ہیں، اور اَب میاں بیوی میں زوجیت کا رشتہ باقی نہیں رہا، حلالہ شرعیہ کے بغیر اُن دونوں میں زن وشوئی کا تعلق قطعاً حرام ہے، اور بیوی کے طلاق کے الفاظ نہ سننے یا گواہوں کے انکار کردینے سے مسئلہ میں کوئی فرق نہیں پڑے گا؛ کیوں کہ اصل مدار شوہر کے اقرار پر ہے، اور حسبِ تحریر سوال وہ طلاق کا خود مقر ہے۔

وإذا قال: لأمرأته: أنت طالق وطالق وطالق ولم یعلقه بالشرط إن کانت مدخولة طلقت ثلاثا …… (الفتاویٰ الهندیة ۱/ ۳۵۵ زکریا)

إن من أقر بطلاق سابق یکون ذٰلک إیقاعاً في الحال؛ لأن من ضرورة الاستناد الوقوع في الحال، وهو مالک للإیقاع غیر مالک للاستناد. (المبسوط للسرخسي / باب من الطلاق ٤/ ۱۰۹ دار الفکر بیروت)

وإن كـان الـطـلاق ثلاثا في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجـاً غيـره نكاحًا صحيحًا ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية ٤٧٣/١ زكريا، كذا في الهداية / فصل فيما تحل به المطلقة ٣٩٩/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۲/۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شوہر دو طلاق کا اقرار کرتا ہے اور بہن بھائی تین کا؟

سوال (۴۲۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے کسی معمولی بات پر اپنی بیوی ہندہ سے کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی دو مرتبہ کہا، طلاق دیتے وقت ہندہ کی بہن اور بھائی اور زید کی دو بھاوج موجود تھیں، اب ہندہ کی بہن اور بھائی کا کہنا ہے کہ زید نے تین مرتبہ طلاق دی ہے، جب کہ خود زید اور زید کی دونوں بھاوج کا کہنا ہے کہ زید نے صرف دو طلاق دی ہیں، اِدھر ہندہ کا کہنا ہے کہ مجھے اس وقت یہ ہوش نہیں تھا کہ مجھے کتنی مرتبہ طلاق دی؛ کیوں کہ گھر میں جھگڑا ہو رہا تھا۔ شریعت کا تقاضا اِس میں کیا ہے؟ واضح فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں چوں کہ شوہر صرف ۲/ مرتبہ طلاق دینے کا اقرار کر رہا ہے اور بیوی کے بھائی اور بہن کی طرف سے جو تین طلاق کا دعوی کیا جا رہا ہے، شوہر اس کا منکر ہے، اور تین طلاق پر شہادت کا نصاب پورا نہیں ہو رہا، اس لئے حسبِ تحریر سوال شرعی حکم یہی ہوگا کہ ہندہ پر دو طلاق رجعی واقع ہوئی ہیں، اور عدت کے اندر اندر زید کو رجعت کا اختیار حاصل ہے؛ لیکن یہ واضح رہنا چاہئے کہ اگر واقعۃً زید نے تین طلاق ہی دی ہیں اور وہ دو طلاق دینے کا جھوٹا اقرار کر رہا ہے، تو اس کے لئے حلالہ شرعیہ کے بغیر ہندہ کو بیوی بنا کر رکھنا جائز نہ ہوگا۔

ونصابها أي الشهادة ...... رجلان أو رجل وامرأتان. (الدر المختار ٤٦٥/٥ كراچی)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أوتطليقتين فله أن يراجعها في عدتها الخ. (الفتاویٰ الهندية ٤٧٠/١ زكريا، الهداية ٣٩٤/٢)

وإن كان الطلاق ثلاثا في الحرة ...... لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره نكاحًا صحيحًا، ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية ٤٧٣/١ زكريا، الدر المختار ٤٠٩/٣-٤١٠ كراچی، شامي ٥٥٩/١ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۵/۲/۲۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاق کے اندر باپ کی گواہی بیٹے کے خلاف معتبر ہے؟

سوال (۴۲۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں اور طلاق سے متعلق دو عورتیں اور مذکورہ شخص کے والد گواہی دے رہے ہیں کہ اُنہوں نے تین طلاق دی ہے، مگر وہ شخص طلاق دینے سے انکار کررہا ہے، آیا اس سلسلہ میں باپ کی گواہی بیٹے کے خلاف معتبر ہوگی یا نہیں؟ اِس سلسلہ میں ایک عالم صاحب نے فقہ کی مشہور عبارت: **ولا شهادة الوالد لولده وولد ولده ولا شهادة الوالد لأبويه** کو بنیاد بنا کر عدمِ طلاق کا فیصلہ کردیا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان عالم صاحب کا عدم طلاق کا فیصلہ صحیح ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں بیوی پر یقیناً تین طلاقیں واقع ہوچکی ہیں، اور اب حلالہ شرعیہ کے بغیر میاں بیوی میں زوجیت کا تعلق ہرگز قائم نہیں ہوسکتا، اور طلاق کے متعلق دو عورتوں اور شوہر کے والد کی گواہی شرعاً معتبر ہے؛ اس لئے کہ یہ والد کی طرف سے اپنے لڑکے کے خلاف گواہی ہے، جس کا شریعت میں اعتبار ہوتا ہے، اور سوال میں مذکور فقہ کی عبارت کا تعلق اس صورت سے ہے، جب کہ والد اولاد کے حق میں گواہی دے؛ لہٰذا مذکورہ عبارت سے استدلال کرکے طلاق کے عدم وقوع کا فیصلہ درست نہ ہوگا۔

عن شريح قال: لا تجوز شهادة الابن لأبيه، ولا صح الأب لابنه، ولا المرأة لزوجها، ولا الزوج لامرأته. (المصنف لابن أبي شيبة ١١/ ٥٧٠ رقم: ٢٣٣١ المجلس العلمي، كذا في بدائع الصنائع ٥/ ٤٠٩ زكريا)

وتجوز شهادة الأب مع الآخر على ابنه بطلاق امرأته؛ لأنه شهادة على ابنه. (الفتاویٰ الولوالجية ٢/ ٩٨)

وتجوز شهادة الأب مع الآخر على الابن بطلاق امرأته .... (الفتاویٰ التاتارخانية ٥/ ١١٦ زكريا)

فلا تقبل شهادة أصل لفرعه وفرع لأصله وتقبل شهادتها على الآخر. (الموسوعة الفقهية ٢٦/ ٢٢٤ كويت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۳/۳/۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا ثبوتِ طلاق کے لئے گواہوں کا عادل ہونا شرط ہے؟

سوال (۴۲۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: محمد یامین نے اپنی سسرال میں محمد تحسین اور اہلیہ وساس اور اپنی والدہ کے سامنے یہ الفاظ کہے کہ تم چا ہو تو انگوٹھا لے لو، یا آزاد کرالو، یہ کہہ کر محمد یامین اپنی والدہ کے ساتھ باہر چلا گیا، اب شریف احمد اور حبیب احمد ولیاقت حسین کہتے ہیں کہ ہم نے سنا ہے کہ محمد یامین کہتا جا رہا تھا کہ میں تین طلاق دے آیا ہوں؛ جب کہ اس نے واقعۃً طلاق نہیں دی، محمد یامین اقرارِ طلاق اور مطلقاً طلاق کا منکر ہے، محمد یامین کا کہنا ہے کہ میں نے تحسین کے اس کہنے پر کہ ’’تم کیا کرر ہے ہو کہ جو گھر پر نہیں رکے‘‘، جواب دیا کہ خاک ڈالو، جب یہ نہیں بھیجتے تو مجھے اس گھر پر چڑھنا نہیں ہے، اور لڑکی کا باپ یہ کہتا ہے کہ محمد یامین نے مجھ سے یہ کہا تھا کہ تم شمیم احمد کو لے آنا اور اپنا سامان لے جانا، محمد یامین کی ساس سے معلوم کیا تو انہوں نے کہا کہ گھر پر کوئی بات اس قسم کی نہیں ہوئی ہے، اب آپ از روئے شرع بتائیں کہ مذکورہ بالا بیان کی روشنی میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں چوں کہ شوہر اقرار طلاق کا منکر ہے؛ لہٰذا اگر اس کے اقرار طلاق کی شہادت دینے والے لوگ باریش اور پابند صوم وصلوٰۃ نہ ہوں، تو ان کی شہادت کی بناء پر محمد یامین کی بیوی پر طلاق واقع نہ ہوگی، وہ بدستور اس کے نکاح میں رہے گی۔

قال تعالیٰ: ﴿وَاَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِنْكُمْ وَاَقِیْمُوْا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ﴾ [الطلاق: ۲]

وقال ابن جريج: كان عطاء يقول: ﴿وَاَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِنْكُمْ﴾ قال: لا يجوز في نكاح ولا طلاق ولا رجاع إلا شاهدا عدل كما قال عزوجل: إلا أن يكون من عذر. (تفسير ابن كثير / الطلاق مكمل ص: ۱۳۵۳ دار السلام رياض)

يجب أن يعلم أن العدالة شرط لتصيير الشهادة واجبة القبول. (الفتاویٰ التاتارخانية / من تقبل شهادته ۱۱/ ۴۲۳ زكريا، كذا في الهداية ۳/ ۱۴۰)

والشرط هو العدالة الظاهرية، أن العدل في الشهادة أن يكون مجتنباً عن الكبائر ولا يكون مصراً على الصغائر. (الفتاویٰ الهندية ۳/ ۴۵۰ زكريا)

وفي البزازية: ولا تجوز شهادة من ترك الصلاة بجماعة. (بزازية مع الهندية ۵/ ۲۵۰ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۱/۱/۷ھ

تعلیقِ طلاق سے متعلق مسائل

’’اگر میں جنت میں نہ جاؤں تو تجھے تین طلاق‘‘ کا حکم

سوال (۴۲۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اپنی منکوحہ ہندہ سے کہا کہ میں نماز پڑھوں یا نہ پڑھوں، مجھے اُمید ہے کہ میں سیدھا جنت الفردوس میں جاؤں گا، اگر میں جنت میں نہ جاؤں تو تجھ کو تین طلاقیں۔ اب دریافت طلب بات یہ ہے کہ آیا اِس صورت میں طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جنت میں جانے یا نہ جانے کا پتہ دنیا میں نہیں چل سکتا، یہ اللہ رب العزت کی مشیت پر موقوف ہے، اس لئے صورتِ مسئولہ میں زید کا کلام ’’اگر میں جنت میں نہ جاؤں تو تجھ کو تین طلاق‘‘ لغو اور باطل قرار دیا جائے گا، اور اس کلام سے اُس کی منکوحہ پر کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

المستفاد: عن معاذ بن جبل رضي اللّٰه عنه قال: قال لي رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: یا معاذ! ما خلق اللّٰه شیئًا علی وجه الأرض أحبّ إلیه من العتاق، ولا خلق اللّٰه شیئًا علی وجه الأرض أبغض إلیه من الطلاق، فإذا قال الرجل لمملوکه أنت حرّ إن شاء اللّٰه فهو حر، ولا استثناء له، وإذا قال الرجل لامرأته: أنت طالق إن شاء اللّٰه فهو استثناء ٥، ولا طلاق علیه. (سنن الدارقطني، الطلاق ٤/٢٣ رقم: ٣٩٣٩، السنن الکبریٰ للبیهقي، الأیمان / باب الاستثناء في الیمین ٤٨٩/١٤ رقم: ٢٠٤٩٠، المصنف لابن أبي شیبة، الطلاق / ما قالوا في الاستثناء في الطلاق ٥٦٨/٩ رقم: ١٨٣٢٩)

لقوله عليه السلام: من حلف بطلاق أو عتاق، وقال إن شاء الله متصلاً به فلا حنث عليه؛ ولأنه أتى بصورة الشرط فيكون تعليقاً من هٰذا الوجه، وأنه إعدام قبل الشرط، والشرط لا يعلم هٰهنا، فيكون إعداماً من الأصل. (هداية مع الفتح ١٣٧/٤-١٣٨ بيروت)

يشير إلى أن التعليق بالمشية إبطال. (فتح القدير ١٣٨/٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۳/۲/۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کہا کہ میری بیوی چاند سے خوبصورت نہیں تو طلاق؟

سوال (۴۲۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی کا یہ کہنا کہ ’’میری بیوی چاند سے خوب صورت نہیں تو طلاق‘‘، تو اِس سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں کوئی طلاق واقع نہ ہوگی؛ اس لئے کہ قرآنِ کریم میں انسان کو ’’احسن تقویم‘‘ کہا گیا ہے، گویا اِنسان کی ساخت بقیہ سب مخلوقات سے بہترین اور خوب صورت ہے۔

عن يحيىٰ بن أكثم القاضي أنه فسر التقويم لحسن الصوت فإنه حكى إن ملك زمانه خلا بزوجته في ليلة، فقال: إن لم تكوني أحسن من القمر فأنت كذا، فأفتى الكل بالحنث إلا يحيىٰ بن أكثم، فإنه قال: لا يحنث، فقيل له: خالفت شيوخك، فقال: الفتوىٰ بالعلم، ولقد أفتى من هو أعلم منا هو الله تعالىٰ فإنه يقول: ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ﴾ (مفاتيح الغيب للرازي / سورة التين ٤٣٣/٨)

وعن يحيىٰ بن أكثم وبعض الحنفية أنهما أفتيا من قال لزوجته: إن لم

تکوني أحسن من القمر فأنت طالق بعدم الطلاق. (روح المعاني ۳۱۴/۱٦ دیوبند، تفسیر قرطبي ۱۰۲/۱۰ بیروت، معارف القرآن ۷۵۸، التفسیر الکبیر ۱۲/۱٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۷/۱۴۱٦ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

''اگر تو آج واپس آ گئی تو تجھے طلاق'' پھر بیوی رات دس بجے آ گئی؟

سوال (۴۲۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص کی بیوی اپنے گھر جا رہی تھی، تقریباً آٹھ بجے دن کا وقت تھا، اس کے شوہر نے اس سے یہ کہا کہ اگر تو آج واپس آئی تو تجھ کو طلاق، اور وہ عورت دس بجے رات کو واپس آئی، تو اس پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اگر ہوگی تو کونسی ہوگی؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: ہمارے عرف میں دن گذرنے کے بعد رات میں آنا بھی اُسی دن کا آنا سمجھا جاتا ہے؛ لہٰذا صورتِ مسئولہ میں کم از کم ایک طلاق رجعی واقع ہوجائے گی؛ البتہ شوہر اگر یہ کہے کہ میں نے آج سے صرف دن کا وقت مراد لیا تھا تو اس کی بات قبول ہوگی اور طلاق واقع نہ ہوگی۔

کما تستفاد من عبارة الشامي: أما لفظ الیوم فیطلق علی بیاض النهار حقیقة اتفاقاً، وقیل: وعلی مطلق الوقت حقیقةً أیضاً ......، ولو نویٰ بالیوم بیاض النهار صدق قضاءً؛ لأنه نویٰ حقیقة کلامه......، ثم الیوم إنما یکون لمطلق الوقت فیما لا یمتد. (شامي، الطلاق / باب الصریح، مطلب في قولهم الیوم متی قرن بفعل ممتد ۲۷۱/۳ دار الفکر بیروت، ۴۹۱/٤ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۵/۱۱/۱۴۱۱ھ

کہا کہ اگر تو میری بہن کے گھر داخل ہوئی تو تین طلاق

سوال (۴۲۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے بھائی نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو میری بہن کے گھر میں داخل ہوگئی تو تجھے تین طلاق، اس واقعہ کو تین سال گزر گئے، اب تک میری بھابھی اس گھر میں داخل نہیں ہوئی، ابھی کچھ دن پہلے بے خبری میں اس گھر میں داخل ہونے لگی جونہی پہلا قدم اندر کی طرف بڑھایا تو زمین پر ٹیکا بھی نہیں تھا کہ اندر سے بہن نے باہر کی طرف یہ کہہ کر دھکا دیا کہ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اس گھر میں داخل ہونے سے شوہر نے طلاق کو معلق کیا ہے، تو کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ جب کہ پہلا پیر جو اُس نے داخل کیا تھا اندر زمین پر ٹکا بھی نہیں تھا کہ باہر نکل گئی۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں حسبِ تحریر سوال چوں کہ مذکورہ عورت نے گھر میں داخل ہونے کے لئے صرف قدم اندر بڑھایا ہے اور داخل نہیں ہو پائی اس سے پہلی ہی اُسے دھکا دے دیا گیا؛ لہٰذا داخلے کی شرط متحقق نہیں ہوئی، اس لئے اِس قدم اُٹھانے سے اُس پر طلاق واقع نہ ہوگی

وإن وضع القدم فقط من غير دخول لم يحنث؛ لأنه حقيقة مهجورة لاتعمل، قوله: من غير دخول؛ بأن اضطجع وقدماه في الدار وباقي الجسد خارج الدار، وقوله: ''مهجورة'' إذ لا يفهم من وضع القدم عرفًا إلا الدخول. (نور الأنوار مع قمر الأقمار / بحث حكم الحلف بعدم وضع القدم في الدار ۱۰۱ مكتبة بلال ديوبند)

قلنا: وضع القدم صار مجازا عن الدخول بحكم العرف أي بطريق إطلاق اسم السبب على المسبب؛ لأن وضع القدم سبب للدخول، وإنما تركت حقيقة بدلالة العرف والعادة؛ لأن مقصود الحالف الامتناع عن الدخول لا عن نفس وضع القدم فكأنه قال لا أدخل دار فلان. (أصول الشاشي ۱۵) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری ۱۳/۵/۱۴۳۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

اگر تو اُس سے بولی تو تجھے تین طلاق، پھر بولنے کی اِجازت دے دی؟

سوال (۴۲۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اپنی بیوی سے آپسی رنجش کی وجہ سے یہ کہا کہ اگر اب تو اس سے بولی تو تجھے تینوں طلاق ہوجائیں گی، جس سے بولنے کو منع کیا تھا وہ زید کی بیوی کا بہنوئی ہے، جو اس وقت وہاں موجود نہیں تھا، اب زید نے اُسی دن یا اگلے دن کہا کہ اچھا بول لینا میری طرف سے اِجازت ہے، اِسی دوران زید کی بیوی نے اپنے میکے جاکر اپنے بہنوئی سے کہا کہ بھائی یاسین سننا، اس نے جواب نہیں دیا اور چلا گیا، بات نہیں ہوسکی، ان حالات میں طلاق ہوئی یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں جب کہ زید نے بیوی کی طلاق کو بیوی کے اپنے بہنوئی سے بات کرنے پر معلق کیا تھا اور بیوی نے اپنے بہنوئی سے تکلم کرلیا ہے، اگرچہ بہنوئی نے جواب نہ دیا ہو، تو اس پر تینوں طلاقیں واقع ہوگئی ہیں، بلاحلالہ شرعیہ اُس سے دوبارہ نکاح نہیں ہوسکتا، اور بعد میں شوہر کے اِجازت دینے سے تعلیق ختم نہیں ہوگی۔

حلف لا یکلمه فناداه وهو نائم فأیقظه فلو لم یوقظه لم یحنث وهو المختار، ولو مستیقظاً حنث لو بحیث یسمع. (تنویر الأبصار مع الدر المختار، کتاب الأیمان / باب الیمین في الأکل والشرب والکلام ۵۹۴/۵ زکریا، ۷۹۱/۳ دار الفکر بیروت، ۷۹۱/۳ کراچی)

إذا وجد الشرط انحلت الیمین وانتهت؛ لأنها لا تقتضي العموم والتکرار فبوجود الفعل مرة تم الشرط وانحلت الیمین. (الفتاویٰ الهندیة ۴۱۵/۱ بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۱۱/۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کہا ''اگر فلاں کے نل سے پانی لائی تو تجھے تین طلاق'' پھر اِجازت دے دی؟

سوال (۴۳۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ ''اگر تم فلاں کے نل کے پاس پانی لینے جاؤ گی تو تم کو تین طلاق''، چناں چہ بیوی وہاں پانی لینے سے رُکی رہی؛ لیکن شوہر زید پھر دوبارہ کہتا ہے کہ اب میں تم کو وہاں پانی لینے کی اجازت دیتا ہوں؛ لہٰذا بیوی وہاں پانی لینے جانے لگی۔ تو دریافت یہ کرنا ہے کہ کیا زید کو اس تعلیق سے رجوع کا حق تھا یا بیوی پر تین طلاق واقع ہوگئیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں تعلیق مطلق ہے، اور اس طرح کی تعلیق کے بعد پھر اس سے رجوع کا حق نہیں ہوتا؛ اس لئے اگر وہ عورت مذکورہ شخص کے نل سے پانی لینے جائے گی، اگرچہ شوہر کی اجازت سے جائے گی، تو بھی تین طلاق واقع ہوکر مغلظہ ہوجائے گی؛ لہٰذا مسئولہ صورت میں زید کی بیوی پر تین طلاق واقع ہوچکی ہیں، اور اب ان دونوں میں زن وشوئی کا تعلق قطعاً حرام ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ۱۰/۱۰۱، فتاویٰ محمودیہ ۱/۴۰۹)

وإذا أضافه إلى شرط وقع عقيب الشرط مثل أن يقول لامرأته: إن دخلت الدار فأنت طالق وهٰذا بالاتفاق. (هداية ٢/٣٨٥)

وفي واقعات الناطفي إن دخل فلان بيتي فأنت طالق، فاليمين على نفس الدخول أمر الحالف أو لم يأمر علم أو لم يعلم. (الفتاویٰ التاتارخانية ٥/٦٤ رقم: ٧٢٤٥ زكريا)

معناه أنه للرجوع عن الطلاق لا للرجوع عن الدخول، فإن نوىٰ الرجوع عن الشرط وهو الدخول دون الطلاق صحت نيته فيما بينه وبين اللّٰه تعالىٰ، إلا أن القاضي لا يصدقه في ذٰلك. (الفتاویٰ التاتارخانية ٣/٤٠٩ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۶/۳/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قسم کھائی کہ روپیہ سے تاش کھیلا تو میری بیوی کو طلاق، پھر اپنے پیسے سے دوسرے کو کھلوایا؟

سوال (۴۳۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے قسم کھائی کہ اگر میں تاش روپیوں سے کھیلوں تو میری بیوی کو طلاق ہوجائے، زید نے ہاتھ سے تاش نہیں پکڑا ہے، مگر اپنے روپیوں سے دوسرے شخص کو کھلوایا ہے؛ لہٰذا زید کی بیوی پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ مدلل ومفصل تحریر فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زید نے خود اپنے تاش کھیلنے پر بیوی کی طلاق کو معلق کیا تھا، دوسرے شخص کو روپیہ دینے سے یہ شرط نہیں پائی گئی؛ لہٰذا وہ حانث نہ ہوگا اور اس کی بیوی پر طلاق واقع نہ ہوگی۔

وحكمها لزوم الكفارة عند الحنث. (الفتاویٰ الهندية ۲/۵۲)

الأيمان مبنية على الألفاظ لا على الأغراض. (تنوير الأبصار على الدر المختار، الأيمان ن باب اليمين في الدخول والخروج ۵/۵۲۸ زكريا، ۳/۷۴۳ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۱/۲/۱۴ھ

غیر مدخولہ سے قسم کھا کر کہا کہ ’’اگر میں فلاں کام کروں گا تو میری بیوی کو طلاق‘‘؟

سوال (۴۳۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے قسم کھا کر یہ کہا کہ اگر میں فلاں کام کروں گا تو میری بیوی کو طلاق ہے، اس کے بعد زید نے کئی دفعہ وہ کام بغیر دوسرے کو ظاہر کئے ہوئے کرلیا، پھر کچھ ایام کے بعد زید نے تحریری شکل

میں دو یا تین گواہوں کی موجودگی میں دو طلاق بائن اِس شرط پر دی کہ وہ دین مہر معاف کردے؛ لیکن زید کی یہ نیت تھی کہ معاف کرے یا نہ کرے، پھر بھی طلاقِ بائن ہے، ایک ماہ سے زائد ہوگیا؛ لیکن اب تک معافی نامہ کی اطلاع نہیں ملی ہے، یہ سب معاملہ رُخصتی سے قبل کا ہے، اب زید چاہتا ہے کہ رجوع کرلے، تو اس کی کیا صورت نکلے گی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب زید نے طلاق کو شرط پر معلق کیا تھا، تو شرط پائے جاتے ہی اُس کی بیوی پر طلاق پڑ گئی، چوں کہ بیوی غیر مدخولہ تھی، اِس لئے اُس پر طلاقِ بائن بلاعدت واقع ہوئی ہے۔ بریں بنا بعد میں جو اس نے طلاقیں دی ہیں، وہ بیوی پر واقع نہ ہوں گی؛ اس لئے کہ عدت نہ ہونے کی وجہ سے وہ طلاق کا محل نہیں رہی، اب اگر زید بیوی کو رکھنا چاہے تو ازسرنو نکاح کرکے اسے رکھ سکتا ہے، حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔

وإن فرق بوصف …… بأنت بالأولیٰ لا إلی عدة، ولذا لم تقع الثانیة. (الدر المختار ۳/۲۸۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۳/۲/۶ھ

اگر تو فلاں کے گھر گئی تو تو میرے نکاح سے باہر ہو جائے گی، پھر بیوی چلی گئی؟

سوال (۴۳۳۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ ''اگر تو فلاں کے گھر گئی تو میرے نکاح سے باہر ہو جائے گی''، یا یوں کہا کہ ''میرے نکاح میں نہ رہے گی''، اب وہ وہاں چلی گئی جہاں جانے کو شوہر نے منع کیا تھا، تو اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جس شرط پر طلاق کو معلق کیا تھا، جب وہ پائی گئی تو بیوی

پر طلاق واقع ہوگئی ہے۔

إذا وجد الشرط انحلت الیمین. (الفتاویٰ الهندیة ۱/ ۴۱۵)

إذا أضافه إلی شرط وقع عقیب الشرط. (هدایة / باب الأیمان في الطلاق ۲/ ۳۸۵، البحر الرائق / باب التعلیق ۴/ ۸ کوئٹه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۳/۲/۲۰ھ

اگر آج کی تاریخ سے تو نے بیڑی پی تو تین طلاق

سوال (۴۳۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ ”اگر آج کی تاریخ سے تم بیڑی پیوگی تو تم پر تین طلاق“، اور زید کی بیوی نے اپنے میکے جاکر بیڑی پی لی، اب اِس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اور زید کا لڑکا یہ چاہتا ہے کہ وہ اپنی ماں کو اپنے پاس رکھے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چوں کہ طلاق کو بیڑی پینے سے معلق کیا گیا تھا؛ لہٰذا بیڑی پیتے ہی زید کی بیوی پر تین طلاقیں واقع ہوگئی ہیں، اب وہ زید کے ساتھ نہیں رہ سکتی، ہاں لڑکا اپنی ماں کو اپنے پاس رکھ سکتا ہے؛ لیکن زید سے پردہ کرنا عورت پر لازم ہوگا۔

إذا وجد الشرط انحلت الیمین. (الفتاویٰ الهندیة ۱/ ۴۱۵، کذا في الهدایة / باب الأیمان في الطلاق ۲/ ۳۵۸، البحر الرائق / باب التعلیق ۴/ ۸ کوئٹه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۳/۱۱/۱۰ھ

کہا کہ ”اگر تم بچی کو ماروگی تو تمہیں طلاق“

سوال (۴۳۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: فاطمہ اپنی ماں کی سوتیلی بیٹی ہے جس کی وجہ سے اُسے بات بات پر مارا کرتی ہے، اس کے شوہر نے اس سے کہا کہ ''اَب اس کے بعد سے اگر تم اسے ماروگی تو تم پر طلاق واقع ہوجائے گی''۔ اتفاق سے پھر اُس نے فاطمہ کو ڈنڈے سے پھینک کر مارا؛ لیکن اُسے ڈنڈا نہیں لگا، تو کیا اِس صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں طلاق کو ضرب پر معلق کیا گیا ہے جس کا لغۃً تحقق اس وقت ہوگا جب کہ ضارب اور مضروب دونوں پائے جائیں اور شرعاً الفاظِ قسم کا مدار الفاظِ عرفیہ پر ہوتا ہے نہ کہ اَغراض پر؛ لہٰذا محض ڈنڈا اچھنکنے سے ضرب نہ پائی جائے گی اور طلاق واقع نہ ہوگی، اِس حکم کی تائید فقہ کے درج ذیل جزئیہ سے بھی ہوتی ہے۔

حلف لایکلمہ فناداہ وھو نائم فأیقضہ فلو لم یوقظہ لم یحنث وھو المختار، ولو مستیقظاً حنث لو بحیث یسمع. (تنویر الأبصار مع الدر المختار، کتاب الأیمان / باب الیمین في الأکل والشرب والکلام ۵/ ۵۹٤ زکریا، ۳/ ۷۹۱ دار الفکر بیروت، ۳/ ۷۹۱ کراچی)

والحاصل أن الذي ینبني علیه الحکم في الأیمان ھو ألفاظ المذکورۃ في کلام الحالف باعتبار دلالتھا علی معانیھا الحقیقیۃ أو المجازیۃ. (رسائل ابن عابدین ۱/ ۳۰۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۳/۱۲/۲ھ

کہا کہ: ''مجھے جانے دو گھر سے باہر گیا تو طلاق پڑ جائے گی''

سوال (۴۳۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید میاں بیوی میں جھگڑا ہوا، زید نے اپنی بیوی کی پٹائی کی، زید اپنی سسرال ہی میں رہتے تھے، زید نے جب اپنی بیوی کو مارا پیٹا، تو زید کے سسرال والے زید پر بگڑے، تو زید غصہ کی حالت

میں آ کر بولا کہ ’’مجھے جانے دو میں گھر سے باہر گیا کہ طلاق پڑ جائے گی‘‘۔ یہ آواز سنتے ہی زید کے سالے نے پکڑلیا اور اس وقت وہ گھر سے باہر نہیں جاسکے، جب غصہ ٹھنڈا ہوا تو پھر چلے گئے، کیا یہ طلاق کچھ مانع رکھتا ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بظاہر یہ معاملہ یمین فور کا معلوم ہوتا ہے؛ کیوں کہ وہ باہر نکلنے کو تیار تھا، لہٰذا بعد میں غصہ ختم ہونے کے بعد نکلنے سے طلاق کا وقوع نہ ہوگا۔

المستفاد: وشرط الحنث في قوله إن خرجت مثلاً فأنت طالق أو إن ضربت عبدک فعبدي حر لمريد الخروج والضرب فعليه فورًا؛ لأن قصده المنع عن ذٰلک الفعل عرفًا ومدار الأيمان عليه، وهٰذه تسمى يمين الفور. (درمختار، الأيمان / باب اليمين في الدخول والخروج والسكنىٰ، مطلب في يمين الفور ٥٥٣/٥-٥٥٤ زکريا، ٧٦١/٣-٧٦٢ دار الفكر بيروت، وكذا في البحر الرائق / باب اليمين في الدخول ٣١٥/٤ كوئٹه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۳/۱۲/۲۱ھ

کہا کہ: ’’اگر تو چھینال ہے تو تجھے طلاق‘‘

سوال (۴۳۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بھائی بہن کے درمیان جھگڑا ہوا، بھائی نے بہن سے کہا کہ تو چھینال (بدکار) ہے، تو لڑکی نے باپ سے جاکر کہا کہ مجھے گالی دے رہے ہیں، تو باپ نے اپنے لڑکے سے کہا کہ تمہاری بیوی بھی چھینال ہے، باپ نے یہ الفاظ غصہ کی حالت میں کہے تھے، یہ ماجرا صبح کے وقت پیش آیا، پھر یہ ماجرا شام کے وقت پیش آیا، جو بات پہلے کہی گئی تھی وہی بات پھر شام کو کہی، باپ نے بیٹے سے کہا کہ ’’تمہاری بیوی چھینال ہے‘‘، تو لڑکے نے کہا کہ ’’اگر میری بیوی چھینال ہے تو میں طلاق دیتا ہوں‘‘ تو باپ نے کہا کہ تمہاری مرضی ہے، تو لڑکے نے غصہ کی حالت میں کہا کہ ’’اگر میری بیوی

چھینال ہے تو میں طلاق دیتا ہوں''، ایک طلاق دو طلاق قطعی، طلاق دینے کے وقت لڑکی اپنے میکہ میں تھی، لڑکی نے اپنے کانوں سے نہیں سنا اور حقیقت میں لڑکی چھینال نہیں ہے، کیا یہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کون سی طلاق واقع ہوئیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال میں ذکر کردہ واقعہ اگر صحیح ہے یعنی طلاقِ معلق دی گئی ہے اور بیوی چھینال نہیں ہے، تو صورتِ مسئولہ میں شرط نہ پائے جانے کی وجہ سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی ہے۔

فإن اختلفا في وجود الشرط فالقول له مع اليمين (درمختار) أي إلا إذا لم يعلم وجوده إلا منها ففيه القول لها في حق نفسها. (تنوير الأبصار مع الدر المختار / باب التعليق، مطلب: اختلاف الزوجين في وجود الشرط ٤/٦٠٩ زكريا، ٣/٣٥٦ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۳/۲/۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جب بھی بچی کو مارا تو ایک طلاق، پھر تین بار مار دیا؟

سوال (۴۳۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری پہلی بیوی سے جو بچی تھی اس کو میری موجودہ بیوی اکثر مارا کرتی تھی، تو میں نے پابندی کے لحاظ سے یہ شرائط لگائیں کہ ''اگر اب جب بھی اس بچی کو مارے گی تو ایک طلاق''، اِن شرائط کے بعد بھی میری بیوی اُس بچی کو تین بار مار چکی ہے، کیا یہ طلاق تینوں واقع ہو چکیں ہیں یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: برتقدیر صحتِ واقعہ صورتِ مسئولہ میں ''اگر اب جب بھی اس بچی کو مارے گی تو ایک طلاق'' کے الفاظ تکرار کے متقاضی نہیں ہیں؛ لہٰذا پہلی مرتبہ بچی کو مارنے سے بیوی پر صرف ایک طلاق واقع ہوئی ہے، دوسری اور تیسری مرتبہ مارنے پر طلاق کے

وقوع کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔

ألفاظ الشرط إن ...... ومتى ومتى ما ففي هٰذه الألفاظ إذا وجد الشرط انحلت اليمين وانتهت؛ لأنها لا تقتضي العموم والتكرار، فبوجود الفعل مرة تم الشرط وانحلت اليمين فلا يتحقق الحنث بعده. (الفتاویٰ الهندية ٤١٥/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۴/۳/۱۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

آج کے بعد صحبت کی تو تم کو تینوں طلاق؟

سوال (۴۳۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے حالتِ نشہ میں اپنی ہندہ سے وطی کرنی چاہی؛ لیکن ہندہ وطی کرنے سے انکار کرگئی، چناں چہ زید حالتِ غصہ ونشہ ہی میں اُسی وقت اپنی بیوی ہندہ سے کہا کہ آج کی تاریخ سے میں تمہارے ساتھ کبھی بھی وطی نہیں کروں گا، اگر وطی کرلی تو تم کو تینوں طلاق واقع ہوجائیں گی؛ لہٰذا اَب بیوی کے ساتھ کس طرح اِزدواجی زندگی بسر ہوگی؟ اگر وطی کرلی تو کون سی طلاق واقع ہوگی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں زید اَپنی بیوی سے جب بھی وطی کرے گا تو اُس کی بیوی پر تینوں طلاق واقع ہوجائیں گی۔

وتنحل اليمين بعد وجود الشرط مطلقاً. (درمختار ۲۳۱/۱ کراچی، ٦٠٩/٤ زكريا، البحر الرائق ١٤/٤، مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ١١٦/١٠)

ثم قال الحسن أيضًا: أجمع اٰل الرسول على أن الذي يطلق ثلاثاً بكلمة واحدة إنها قد حرمت عليه، سواء كان قد دخل بها الزوج أو لم يدخل. (إعلاء السنن ٧٦١/١١، البحر الرائق ٢٣٩/٣، فتاویٰ رحيميه ١٣١/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۹/۵/۱۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اگر تو میکہ چلی گئی تو وہ حال ہوگا جو خالدہ کا ہوا

سوال (۴۴۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید مزدوری کرنے کے لئے میرٹھ جانے کے وقت اپنی بیوی سے ہدایت کی شکل میں کہا کہ ''اگر تم اپنے میکے چلی گئی تو جو حال خالدہ کا ہوا ہے وہی حال تمہارا ہوجائے گا''، اور خالدہ طلاق شدہ ایک عورت ہے، اور زید کے میرٹھ جانے کے بعد اُس کی بیوی اپنے میکہ چلی گئی، تو زید کی بیوی کو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''جو حال خالدہ کا ہوا ہے وہی تمہارا ہوجائے گا'' یہ صرف وعدہ اور دھمکی کے الفاظ ہیں؛ لہٰذا مسئولہ صورت میں میکے چلی جانے کے باوجود زید کی بیوی پر طلاق واقع نہ ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۵۱)

بخلاف قوله: سأطلق طلاق می کنم؛ لأنه استقبال فلم یکن تحقیقًا بالتشکیک.

(الفتاویٰ الهندیة / الفصل السابع في الطلاق بالألفاظ الفارسیة ۱/۳۸٤ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۵/۸/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کہا ''اگر تو نے فلاں کام کیا تو تیری جنتی کو طلاق''

سوال (۴۴۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے یہاں عرف میں کسی شخص کو کسی کام سے باز رکھنے یا کسی کام پر برانگیختہ کرنے کے لئے یہ جملہ کہا جاتا ہے کہ: ''اگر تو نے فلاں کام نہ کیا، یا فلاں کام کیا تو تیری جنتی پر طلاق ہے'' یہ جملہ خود کہنے والا اپنے لئے بھی استعمال کرتا ہے اور دوسرے شخص کو بھی کہہ دیا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ یہاں جنتی سے مراد ماں ہوتی ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایک شخص نے اگر اپنی بیوی کے لئے یہ جملہ استعمال کیا تو کیا بیوی پر طلاق ہوگی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں اگر مرد اپنی بیوی کے لئے مذکورہ جملہ استعمال کرے تو یہ تعلیق لغو ہوگی، اور بیوی پر کوئی طلاق نہ ہوگی؛ کیوں کہ بیوی کی ماں شوہر کی طلاق کا محل نہیں ہے۔

عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده رضي اللّٰه عنه أن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم قال: لا طلاق فیما لا یملک. (سنن ابن ماجة ۱۴۷/۱ رقم: ۲۰۴۷ دار الفکر بیروت)

عن عکرمة عن ابن عباس رضي اللّٰه عنه قال: جاء رجل إلی النبي صلی اللّٰه علیه وسلم …… ثم قال ……: إنما یملک الطلاق من یأخذ بالساق. (السنن الکبریٰ للبیہقی ۵۹۱/۷ رقم: ۱۵۶۱۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳/۸/۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کہا کہ ’’میں فلاں کی لڑکی سے شادی کروں تو اسے طلاق‘‘ پھر اُسی سے شادی کرلی

سوال (۴۴۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید یہ کہتا ہے کہ اگر میں فلاں کی لڑکی سے شادی کروں تو اُس کو طلاق، اس کے بعد زید اس کی لڑکی سے ایک دو سال کے بعد شادی کرلیتا ہے، تو کیا اس کی بیوی پر طلاق پڑ جائے گی، اور اگر طلاق پڑ جائے گی تو کتنی پڑے گی؟ اور اس کو اپنے ساتھ رکھنے کے لئے کیا دوبارہ نکاح کرنا ضروری ہے؟ اور اِس طلاق کے واقع ہونے کی وجہ سے زید پر مہر بھی واجب ہوگا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں زید نے اگر اُسی لڑکی سے شادی کی، تو شادی کرتے ہی ایک طلاق بائن پڑ جائے گی اور نصف مہر زید پر لازم ہوگا، نیز اگر وہ اُسی

لڑکی کو رکھنا چاہتا ہے تو دوبارہ نکاح کرنا ضروری ہوگا، نکاحِ اَول ہی کافی نہ ہوگا۔

إن نكحتك فأنت طالق، وكذا كل امرأة ويكفي معنى الشرط إلا في المعينة باسم أو نسب أو إشارة. (الدر المختار مع الشامي ٤/٥٩٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۵/۵/۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کہا ''اگر میری بیوی ایسی ہوئی جیسا میرا ساتھی تو ٹھیک ورنہ طلاق''

سوال (۴۴۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک آدمی جو غیر شادی شدہ ہے وہ اپنے ایک ساتھی کو دیکھ کر یوں کہتا ہے کہ ''میری بیوی ایسی ہی ہوئی تو ٹھیک ورنہ اس کو طلاق''، حالاں کہ اب اس کو یاد نہیں ہے کہ کس شرط پر اُس نے طلاق کو معلق کیا ہے، آیا اُس کے حسن پر، یا کسی فعل پر، اُس کے اخلاق وغیرہ پر؛ لہٰذا اِن تمام صورتوں میں اُس کی ہونے والی بیوی پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اگر واقع ہوگی تو کون سی طلاق؟ اور عدت گذارے گی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں اس شخص کا یہ کہنا کہ ''اگر اس کی بیوی ایسی ہوئی تو ٹھیک ورنہ طلاق'' کو عرفی معنی کے لحاظ سے اس ساتھی کے ظاہری حسن پر محمول کیا جائے گا، اگر اس کی ہونے والی بیوی کی ظاہری شکل وصورت اس ساتھی کے برابر یا اس سے بڑھ کر ہو تو اس پر طلاق واقع نہ ہوگی، ورنہ حانث ہونے کی وجہ سے طلاق پڑ جائے گی؛ تاہم اگر تین سے کم طلاق کی شرط لگائی ہے تو عدت کے اندر رجعت کا حق ہوگا۔

وعندنا على العرف (الدر المختار) **لأن المتكلم إنما يتكلم بالكلام العرفي، أعني الألفاظ التي يراد بها معانيها التي وضعت لها في العرف.** (الدر المختار، الأيمان / باب اليمين في الدخول والخروج والسكنىٰ ٥/٥٢٧ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۶/۱۱/۱۹ھ

کہا ''اگر تو آج سے میرے کپڑے دُھلے گی تو تجھے تین طلاق''؟

سوال (۴۴۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص نے درمیانِ جھگڑا اپنی زوجہ سے کہا کہ ''اگر تم آج سے میرا کپڑا دھلوگی تو تمہیں تین طلاق''، اسی دن سے وہ زوجہ اپنے شوہر کا کپڑا نہیں دھوتی ہے، اور شوہر خود سے کپڑا دھونے میں نہایت پریشانی محسوس کرتا ہے، پوچھنا یہ ہے کہ کیا بیوی شوہر کا کپڑا دھوتے ہی مطلقہ ہوجائے گی؟ اگر جواب اِثبات میں ہے تو اس کی صراحت فرمادیجئے کہ کون سی طلاق پڑے گی، کیا اس شوہر کے لئے بغیر حلالہ کے وہ جائز ہوجائے گی؟ اگر طلاق مغلظہ پڑتی ہے تو حقیر آپ سے شرعی رو سے مشورہ چاہتا ہے کہ دریں صورت مذکورہ کوئی گنجائش ایسی نکلتی ہو کہ جس سے طلاق بھی نہ ہو اور بیوی شوہر کا کپڑا بھی صاف کردے تو اس کی وضاحت فرمادیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں چوں کہ اس شخص نے اپنی زوجہ کی تین طلاق کو اُس کے کپڑا دھونے پر معلق کیا ہے؛ لہٰذا جب بھی وہ شوہر کا کپڑا دھوئے گی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوجائے گی، اور حلالہ کے بغیر وہ پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں رہے گی، اور شریعت میں اس مسئلہ میں ایسی کوئی گنجائش نہیں کہ بیوی مذکورہ شخص کا کپڑا بھی دھوئے، اور اس پر طلاق بھی واقع نہ ہو؛ البتہ ایسا ہوسکتا ہے کہ وہ شخص اپنی بیوی کو طلاق بائن دیدے اور اس طلاق کی عدت گذرنے کے بعد وہ مطلقہ بیوی اس شخص کے کپڑے دھوئے تو اب وہ شخص دوبارہ حلالہ کے بغیر اُس سے نیا نکاح کرسکتا ہے، اور آئندہ اگر وہ بیوی اس کے کپڑے دھوئے گی تو اس پر مزید کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

وإذا أضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقاً مثل أن يقول لامرأته إن دخلت الدار فأنت طالق الخ. (الفتاویٰ الهندية ۱/ ۴۲۰)

وإن وجد في غير الملك انحلت اليمين بأن قال لامرأته: إن دخلت

الـدار فـأنـت طـالـق، فـطلّقها قبل وجود الشرط ومضت العدة، ثم دخلت الدار تنحل اليمين ولم يقع شيء. (الفتاویٰ الهندية ٤١٦/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۴۲۶/۱۱/۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کہا کہ ”اگر یہ ماں اور نانی کے یہاں گئی تو صفایا“؟

سوال (۴۴۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کی شادی فاطمہ سے ہوئی ہے، بکر زید کے پاس آیا اور کہا کہ ابھی صفائی دو جب کہ بکر فاطمہ کے رشتے میں ماموں ہے، اور زید کا بہنوئی ہے، بکر کے بار بار کہنے سے زید نے بکر سے یہ جملہ کہا کہ ”اگر یہ ماں اور نانی کے یہاں گئی تو صفایا“ تو یہ بات فاطمہ کے والدین تک پہنچی، تو ہفتہ عشرہ کے بعد فاطمہ کے اپنے والدین فاطمہ کو اپنے گھر لے گئے، فاطمہ کسی حد تک جانے کے لئے تیار نہیں تھی، والدین اسے جبراً لے گئے، ایسی صورت میں کیا فاطمہ زید کے نکاح میں رہی یا نہیں؟ تشفی بخش جواب سے نوازیں کرم ہوگا۔ بینوا توجروا

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: مسئولہ صورت میں لفظ ”صفایا“ کنایہ کے الفاظ میں سے ہے، اگر شوہر نے اس سے طلاق مراد لی ہے، تو مذکورہ شرط پائے جانے پر اس سے ایک طلاق بائن واقع ہوگئی، اب اگر زید فاطمہ کو اپنی زوجیت میں رکھنا چاہتا ہے تو اسے نیا نکاح کرنا ہوگا؛ البتہ حلالہ کی ضرورت نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ دار العلوم ۴۸۷/۹)

إذا كان الطلاق بائنًا دون الثلاث فله أن يتزوجها في العدة وبعد انقضائها وإن كـان الـطـلاق ثـلاثًـا فـي الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره نكاحًا صحيحًا، ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية، فصل فيما تـحـل بـه الـمـطـلـقة / بـاب الرجعة ٤٧٢/١، مجمع الأنهر / باب الرجعة ٨٧/٢-٨٨ دار الكتب العلمية

بيروت، الفتاوىٰ التاتارخانية ١٤٨/٥ رقم: ٧٥٠٤ زكريا)

وله أن يتزوج مبانته بما دون الثلاث في الحرة وبما دون الثنتين في الأمة في العدة وبعدها. (مجمع الأنهر / باب الرجعة ٦٧/٢ دار الكتب العلمية بيروت، الفتاوىٰ الهندية، الباب السادس في الرجعة / فصل فيما تحل به المطلقة ٤٧٢/١ كوئٹه، النهر الفائق / باب الرجعة ٤٢٠/٢ دار الكتب العلمية بيروت، بحواله: فتاوىٰ محموديه ٤٥/١٩ ميرٹھ)

الكنايات لا يقع بها الطلاق إلا بالنية، أو بدلالة الحال؛ لأنها غير موضوعة؛ بل يحتمله وغيره فلا بد من التعيين. (الهداية ٣٧٣/٢، كذا في الدر المختار مع الشامي / باب الكنايات ٥٢٦/٤ زكريا، بدائع الصنائع / فصل وأما الكناية فنوعان ١٦٧/٣ زكريا، البحر الرائق ٥١٨/٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۱۱/۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کہا ''اگر تو اپنے والدین کے ساتھ گھر گئی تو نکاح میں خرابی آجائے گی''

سوال (۴۴۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اپنی اہلیہ سے کہا کہ اگر تو اپنے والدین کے گھر گئی تو نکاح میں خرابی آجائے گی، اس بات کو سن کر بیوی نے کہا کہ ''طلاق ہی ہوجائے گی''، زید نے کہا ''ایسا ہی سمجھ لو''، اب اس صورت میں اس کا حل کیا ہے، اگر زوجہ اپنے والدین کے گھر گئی تو طلاق کا وقوع ہوگا یا نہیں؟ جب کہ زید کا کہنا بعد میں یہ ہے کہ میرا ارادہ طلاق کا نہیں تھا؛ بلکہ تنبیہ مقصود تھی، درخواست ہے کہ مذکورہ بالا مسئلہ کا حل قرآن وحدیث کی روشنی میں پیش کریں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں اگر زید کی بیوی اپنے والدین کے

گھر چلی گئی، تو اس پر ایک طلاقِ رجعی واقع ہو جائے گی، عدت کے اندر اندر بلا نکاح جدید زید کو رجعت کا حق حاصل ہے، اور اگر عدت گذر گئی تو جدید نکاح کر کے اس کو اپنے ساتھ رکھ سکتا ہے، اور مذکورہ بالا الفاظ اگر چہ تنبیہ کے طور پر کہے ہوں، پھر بھی یہی حکم ہے۔

ولو قيل له طلقت امرأتك فقال: نعم أو بلى ...... طلقت واحدة رجعية، وإن نوى خلافها أو لم ينو شيئا. (الدر المختار مع الشامي ٤/٤٦٠ زكريا، فتاوى دارالعلوم ديوبند ٩/١٩٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۷/۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

گھر والوں سے مار پیٹ کا تذکرہ کرنے پر طلاق کو معلق کرنا؟

سوال (۴۴۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کہکشاں زوجہ فضل الرحمٰن عرف گڑیا نے اپنا بیان حسبِ ذیل تحریر کیا ہے، ''میں کہکشاں ولد بدر الدین انصاری، میری شادی فضل الرحمٰن ولد عبد الرشید سے ۱۷/سال پہلے ہوئی تھی، شادی کے بعد سے روز لڑائی جھگڑا کرتے تھے، پھر شراب پی کر آتے اور بلا وجہ جھگڑا کرتے، اور اُن کے دوسری عورت سے ناجائز تعلقات تھے، اِسی وجہ سے جھگڑا کرتے اور ہمارے گھر والوں کو برا بھلا کہتے، یہ بات ۱۶/رمضان کی ہے، ۸/ستمبر ۲۰۰۹ء کو میرے شوہر شراب پی کر ڈیڑھ بجے رات کو آئے اور آتے ہی لڑنے لگے اور پھر ڈھائی بجے رات میں ہم سحری کرنے لگے تو ہماری سحری اٹھا کر پھینک دی، اور کہا کہ ہم پہلی طلاق دے رہے ہیں، اور اس کے بعد مجھے مارا اور ساری رات لڑتے رہے، اور کہا کہ ''اگر کسی کو یہ بات بتاؤ گی تو تم کو طلاق ہے''، میں ڈر گئی اور کچھ کہنے کی ہمت نہ کر سکی، اور اسی گھر میں رہتی رہی؛ لیکن اس کے بعد بھی وہ ظلم کرتے رہے، پھر ایک رات ہم ساتھ رہے، یعنی باہم ہمبستری ہوئی۔ ۲۹/ستمبر ۲۰۰۹ء کو ہم اپنے گھر آئے آ کر ساری باتیں اپنے بھائی اور رشتہ داروں کو بتائیں''۔

جب کہ فضل الرحمٰن جو کہکشاں کا شوہر ہے، اس نے تحریر بالا میں خط کشیدہ جملہ سے اختلاف

کرتے ہوئے اپنا بیان یوں دیا کہ ”میں نے یہ کہا تھا کہ گڑیا، نسرین آپا کو نہ بتانا اور نہ ہی کسی اور کو“ ابھی طلاق نہیں ہوئی، بتادو گی تو طلاق ہوجائے گی، میرا مقصد طلاق کی بات کو لوگوں سے چھپانا تھا، یہ بات حلفیہ میں کہہ سکتا ہوں۔

اب معلوم یہ کرنا ہے کہ صورت مسئولہ میں جب کہ کہکشاں نے اپنے گھر والوں سے طلاق کی بات بتادی ہے، تو کہکشاں پر کتنی طلاق واقع ہوئی ہیں، اور کونسی طلاق ہوئی ہے، رجعی یا بائن؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ میں ایک ہی واقعہ کے متعلق دو طرح کے بیانات سامنے آئے ہیں، بیوی کہکشاں ایک طلاق کی مدعی ہے؛ لیکن ساتھ ہی رجعت کا اقرار بھی کرتی ہے؛ لہٰذا اس کے بیان کے بموجب طلاق کا حکم ختم ہو چکا ہے؛ البتہ اسی واقعہ میں شوہر کا بیان کہ (ابھی طلاق نہیں ہوئی بتادو گی تو طلاق ہوجائے گی) یہ دراصل تعلیق طلاق ہے، پس جس وقت کہکشاں نے یہ بات اپنے گھر والوں کو بتادی اسی وقت سے ایک طلاق رجعی اس پر یقیناً واقع ہوگئی، جس کے بعد باقاعدہ رجعت نہیں پائی گئی، شوہر فضل الرحمٰن نے رجعت کی کوشش تو کی ہے؛ لیکن رجعت کے متعلق کوئی جملہ استعمال نہیں کیا؛ اس لئے اب وہ عدت متعین ماہواری کے اندر اندر رجعت کا حق رکھتا ہے، اور اگر عدت گذر گئی ہو تو نیا نکاح کرنا ہوگا، حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ۱۳/ ۳۶۲ ڈابھیل)

وإذا أضافه إلى شرط وقع عقيب الشرط مثل أن يقول لامرأته: إن دخلت الدار فإنت طالق (الهداية ٢/ ٣٨٥)

وإذا كان الطلاق بائنًا دون الثلاث فله أن يتزوجها في العدة، وبعد انقضائها؛ لأن حل المحلية باق؛ لأن زواله معلق بالطلقة الثالثة، فينعدم قبله.

(الهداية ٢/ ٣٩٩، الفتاوىٰ الهندية ١/ ٤٧٢، الجوهرة النيرة ٣/ ٨٠) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۲/ ۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

''اگر تم مجھ سے بولوگی تو تم کو طلاق'' سے کون سی طلاق ہوگی؟

سوال (۴۴۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ ''اگر تم مجھ سے بولوگی تو تم کو طلاق''؛ لیکن بیوی نے ابھی تک اس سے گفتگو نہیں کی ہے، رہی یہ بات کہ اگر شوہر سے کلام کرلے تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اگر واقع ہوگی تو طلاق رجعی واقع ہوگی یا طلاقِ بائن؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: صورتِ مسئولہ میں اگر بیوی زید سے بولے گی تو اس پر ایک طلاقِ رجعی واقع ہوجائے گی اور طلاقِ رجعی میں نکاح کو باقی رکھنے کے لئے عدت کے اندر رجعت کرنا کافی ہے؛ البتہ شوہر زید بعد میں صرف دو طلاقوں کا مالک رہے گا۔

وإذا أضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقاً مثل أن يقول لامرأته: إن دخلت الدار فأنت طالق. (الفتاویٰ الهندية ۱/ ۴۲۰ زكريا)

وإذا أضافه إلى شرط وقع عقيب ا لشرط مثل أن يقول لامرأته: إن دخلت الدار فأنت طالق وهٰذا بالاتفاق. (الهداية ۲/ ۳۶۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۴/۱۱/۱۴۳۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کہا کہ ''اگر میں تجھے طلاق دوں تو میرے طلاق دینے سے طلاق نہ ہوگی''

سوال (۴۴۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: نکاح کے بعد شوہر نے بیوی سے کہا کہ ''اگر میں تجھے طلاق دوں تو میرے طلاق دینے سے طلاق نہیں ہوگی'' اور یہ اس لئے کہا کہ شوہر کی عادت بہت زیادہ طلاق کے الفاظ استعمال کرنے کی تھی۔

تو یہ دریافت کرنا ہے کہ ایسے معاہدے اور قسم کے بعد اگر شوہر طلاق دے گا تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شوہر کا بیوی سے یہ کہنا کہ: ''اگر میں تجھے طلاق دوں تو میرے طلاق دینے سے طلاق نہیں ہوگی'' تو یہ جملہ شریعت کے خلاف اور غیر معتبر ہے، پس بعد میں جب بھی وہ طلاق دے گا تو اس کی بیوی پر طلاق واقع ہوجائے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۲؍۱۸۴ ڈابھیل)

ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو عبداً أو مکرهًا أو هازلًا لا یقصد حقیقة کلامه فیقع قضاءً ودیانةً، وبه صرح في الخلاصة فعلاً بأنه مکابر للفظ فیستحق التغلیظ. (شامي ٤٤٣/٤ زکریا)

سمی هٰذا النوع صریحاً وهٰذه الألفاظ ظاهر المراد؛ لأنها لا تستعمل إلا في الطلاق علی قید النکاح فلا یحتاج فیها إلی النیة لوقوع الطلاق، إذ النیة عملها في تعیین المبهم ولا إبهام فیها. (بدائع الصنائع ٢٢٢/٤ بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۲؍۵؍۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کہا ''اگر میں تم سے ہمبستری کروں تو تم کو تین طلاق''

سوال (۴۵۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید اپنی منکوحہ ہندہ سے ایک ہی نشست میں کہا کہ ''اگر میں تمہارے جسم سے تعلق (ہمبستری) رکھوں گا تو تم کو تینوں طلاقیں پڑ جائیں گی، اس کے علاوہ تم کو ہم چھو سکتے ہیں، تم بھی ہم کو چھو سکتی ہو، تم ہم سے بات کرسکتی ہو ہم بھی تم سے بات کر سکتے ہیں، تم ہم کو کھانا پینا بھی کھلا پلا سکتی ہو''؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''اگر میں تمہارے جسم سے تعلق (ہمبستری) رکھوں گا

تو تم کو تین طلاق پڑ جائے گی'' یہ الفاظ مطلق ہیں اور اپنے اندر شرط اور ایلاء دونوں معنی رکھتے ہیں؛ لہٰذا زید جب بھی اس منکوحہ سے ہمبستری کرے گا اس پر تین طلاقیں واقع ہوجائیں گی، اور اگر چار مہینہ تک ہمبستری نہ کی تو ایک طلاق بائن خود بخود واقع ہوجائے گی، پھر اگر دوبارہ نکاح کرلیا تب بھی ایلاء اور شرط باقی رہے گی، یعنی اگر ہمبستری کرے گا تو تین طلاقیں پڑیں گی اور اگر چار مہینہ تک ہمبستری نہ کی تو بائنہ ہوجائے گی، الغرض اس صورت میں حرمت مغلظہ سے بچنے کا کوئی حیلہ ہمارے علم میں نہیں ہے۔

ولو قال لها: إن قربتک أبدا، فأنت طالق ثلاثاً، فلا حيلة له في هذا؛ لأنه إن قربها تطلق ثلاثا، وإن لم يقربها يقع عليها بمضى أربعة أشهر تطليقة، فإذا تزوجها بعد ذٰلک يكون موليًا. (فتاویٰ خانية على هامش الهندية ۵۴۵/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۴/۱۱/۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاقِ رجعی کو شرط کے ساتھ معلق کر کے دینا؟

سوال (۴۵۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے جو خیریت سے مولوی صاحب بھی ہے، زینب سے شادی کی تھی، شادی کے دو ماہ بعد زینب حاملہ ہوگئی تھی، زید نے بیوی سے اسقاط کرانا چاہا، زینب نے انکار کیا، اس کے بعد زید نے زینب کو ستانا اور ایذاء پہنچانا شروع کیا، بالآخر زینب اپنے میکہ گئی اور زید کے بلانے پر نہیں لوٹی، ایک دن زید سسرال پہنچا اور زینب اور اس کے ماں باپ کے روبرو ہو بہو یہ الفاظ تسلسل کے ساتھ کہے: ''میں میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ اگر کل رات کے گیارہ بجے تک زینب ۶۹۳۶ واکیشا (زید کے گھر کا پتہ) تک نہیں پہنچی تو اس کو پھر ایک طلاق طلاقِ رجعی پڑ گئی پڑ گئی، مطلب یہ ہے کہ کل گیارہ بجے تک گیارہ بجے ابھی نہیں پڑی، مگر کل گیارہ بجے پڑ جائے گی، جیسے ہی گیارہ بجیں گے، پڑ جائے گی، ہوگیا ہوگیا، ایک ہوا ایک ہوا ایک ہوا ایک ہوا، صرف ایک ہوا، صرف ایک

ہوا"۔ یہ کہہ کر زید وہاں سے چلا گیا، یہ واقعہ ۲۳؍ مئی کو ہوا، زینب پھر بھی زید کے پاس نہیں جاتی اور زینب کے والدین بھیجنے سے انکار کرتے ہیں، جولائی کے مہینہ میں زید نے ایک خط بغرضِ رجوع رجعت کے لئے لکھا، اس کے باوجود زینب نہ جانے پر اصرار کرتی ہے، ۱۳؍ اگست میں زینب کے ایک بچی پیدا ہوئی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بشرطِ صحتِ سوال شوہر نے صرف ایک طلاقِ رجعی کو شرط کے ساتھ معلق کیا تھا اور بعد کے الفاظ تاکید کے لئے استعمال کئے تھے؛ لہٰذا جب کہ بیوی مقررہ وقت پر شوہر کے گھر نہیں آئی تو اس پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی تھی؛ لیکن جب شوہر نے عدت کے اندر یعنی وضع حمل سے قبل اس بیوی سے رجوع تحریری کرلیا ہے، تو اب یہ بدستور اسی شوہر کے نکاح میں ہے اور تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہے۔

إذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذٰلک أو لم ترض. (الهداية ۳۹۴/۲-۳۹۵، مجمع الأنهر ۷۹/۲ بيروت، فتاویٰ محموديه ۲۹۰/۱۹ ميرٹھ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۳؍۷؍۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کہا کہ اگر میری شادی فلاں لڑکی سے کروگی تو اسے تین طلاق

سوال (۴۵۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کے والدین نے زید کا نکاح کسی عورت سے طے کردیا، لڑکے کو جب معلوم ہوا تو وہاں نکاح کرنے سے انکار کردیا، والدین کی طرف سے جب اصرار بڑھا تو لڑکے نے یہ کہہ دیا کہ اگر آپ لوگ میرا نکاح وہاں کراؤ گے تو تین طلاق، بعد میں لڑکا وہاں نکاح کرنے پر راضی ہوگیا، اب سوال یہ ہے کہ اس عورت سے نکاح ہونے پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں اگر زید کی شادی اس کے والدین اس عورت سے کراتے ہیں تو شادی ہوتے ہی تین طلاق واقع ہوجائیں گی؛ لیکن اگر زید بذاتِ خود شادی کرے اور والدین اس میں دخیل نہ ہوں، تو نکاح صحیح ہوجائے گا، اور طلاق واقع نہ ہوگی؛ اس لئے کہ زید نے طلاق کو والدین کے نکاح کرانے پر معلق کیا ہے، نفس نکاح پر معلق نہیں کیا، اور قسم میں مفہوم کا اعتبار نہیں ہوتا؛ بلکہ الفاظ قسم کا اعتبار رہوتا ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۳/۱۳۴ ڈابھیل)

وإذا أضاف الطلاق إلى النكاح وقع عقيب النكاح مثل أن يقول لامرأة إن تزوجتک فأنت طالق أو کل امرأة أتزوجها فهي طالق. (الهداية ٢/٣٦٥)

الأيمان مبنية على الألفاظ لا على الأغراض فلو حلف أن لا يشتري له شيئاً بفلس فاشتریٰ له بدرهم شيئاً لم يحنث. (الدر المختار مع الشامي، الأيمان / باب اليمين في الدخول والخروج والسكنیٰ ٥/٤٢٢ دار إحياء التراث العربي) **فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۱۱/۲۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کہا کہ ’’اگر میں تم سے جماع کروں تو طلاق‘‘؟

سوال (۴۵۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: خالد نے اپنی بیوی سے غصہ میں کہا کہ ’’اگر میں تم سے جماع کروں تو تم کو تین طلاق‘‘، مگر بعد میں خالد کہتا ہے کہ میری نیت طلاق کی نہیں تھی؛ بلکہ صرف ڈرانے اور دھمکانے کی نیت تھی۔ اَب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اُن کی نیت کا اعتبار ہوگا یا نہیں؟ اگر نہیں تو طلاق کتنی واقع ہوگی؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں خالد کی نیت کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا، اور اُن کا کہنا کہ: ’’تم سے جماع کروں الخ‘‘ کے الفاظ مطلق ہیں، جو اپنے اندر شرط اور ایلاء دونوں معنی رکھتے ہیں؛ لہٰذا تعلق قائم کرتے ہی تین طلاقیں واقع ہوجائیں گی، اور چار ماہ تک صحبت نہ

کرنے کی صورت میں ایک طلاقِ بائن خود بخود واقع ہوجائے گی۔ الغرض حرمتِ مغلظہ سے بچنے کی کوئی صورت ہمارے علم میں نہیں ہے۔

الأيمان مبنية على الألفاظ لا على الأغراض، فلو حلف أن لا يشتري له شيئًا بفلس فاشترىٰ له بدرهم شيئًا لم يحنث. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الإيمان / مبحثٌ مهمٌ في تحقيق قولهم: الأيمان مبنيةٌ على الألفاظ لا على الأغراض ٤٢٢/٥ دار الكتب العلمية بيروت)

ولو قال لها: إن قربتك أبداً فأنت طالق ثلاثًا، فلا حيلة له في هٰذا؛ لأنه إن قربها تطلق ثلاثًا، وإن لم يقربها يقع عليها بمضي أربعة أشهر تطليقة، فإذا تزوجها بعد ذٰلك يكون موليًا. (فتاوىٰ خانية على هامش الهندية ٥٤٥/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲/۶/ ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مختلف زمانوں میں تین طلاق شرط پر معلق کرکے دینا؟

سوال (۴۵۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید اور ہندہ دونوں زن وشو ہیں، ان دونوں کا مسنون نکاح ۲۰/ برس قبل ہوا؛ لیکن ان دونوں کے درمیان بات بات پر جھگڑے اور تکرار بھی ہوتے رہے؛ لیکن کوئی لفظ طلاق کا چودہ برسوں تک زید نے اپنے منہ سے نہ نکالتا تھا، اِدھر چھ برسوں سے زید نے کچھ ایسے الفاظ استعمال کرنے شروع کردئے ہیں، جس میں تین مختلف مواقع ایسے اب تک ہوچکے ہیں، جس میں مندرجہ ذیل الفاظ نکالے، جو یہ ہیں:

(۱) زید نے اپنی زوجہ ہندہ سے کہا کہ اگر تم بکر سے بات کروگی تو تم طلاق سمجھو، اور ہندہ نے بکر سے بات کی، یعنی زید کے اس کہنے کے بعد ہندہ نے بات کی۔

(۲) زید نے اپنی زوجہ ہندہ سے کہا کہ اگر تم عمرو (جو تمہارا رشتہ دار ہے) سے بات کروگی، تو تم طلاق سمجھوگی، اور ہندہ نے عمرو سے بات کرلی، یعنی زید کے اِس کہنے کے بعد عمرو سے بات کرلی۔

(۳) زید نے اپنی زوجہ ہندہ سے کہا کہ حامد کی چھت پر جاؤ گی تو تم کو طلاق ہے، چناں چہ

ہندہ زید کے اِس کہنے کے بعد حامد کی چھت پر گئی۔

زید کے ہندہ کے بطن سے پانچ اولادیں ہیں، زید اور ہندہ دونوں اب تک ساتھ رہ رہے ہیں، تو مذکورہ بالا صورت میں کیا زید و ہندہ کے درمیان طلاق واقع نہیں ہوئی ؟ واضح فرمایا جائے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زید نے اپنی بیوی کی طلاق کو تین مختلف اوقات میں مختلف شرائط پر معلق کیا تھا، اور وہ سب شرطیں پائی گئیں؛ لہٰذا زید کی بیوی پر تین طلاقیں واقع ہوگئی ہیں، اب حلالہ شرعیہ کے بغیر زید کا اس بیوی کے ساتھ رہنا حرام ہے۔

وإذا أضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقًا. (الفتاویٰ الهندية / الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة إن ۱/ ۴۲۰ زكريا، هداية / باب الأيمان في الطلاق ۲/ ۳۶۵، البحر الرائق / باب التعليق ۴/ ۸ كوئٹه)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة، وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. كذا في الهداية. (الفتاویٰ الهندية ۱/ ۴۷۳، فتاویٰ دارالعلوم ديوبند ۹/ ۲۰۴) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۸/ ۸/ ۱۴۱۷ھ

قسم کھائی کہ اگر تم ہمارے پاس ۱۲/ روپیہ پاؤ گے تو جب بھی ہم شادی کریں گے، تو ہماری بیوی کو طلاق

سوال (۴۵۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے عمرو سے پچاس روپیہ بطور قرض لیا، اور کچھ دن کے بعد زید نے عمرو کو ۳۵/ روپیہ دے دیا، پھر کچھ دن کے بعد عمرو نے زید سے روپیہ کا مطالبہ کیا، تو زید نے کہا کتنا روپیہ؟ تو عمرو نے کہا ۳۵/ روپیہ پائیں گے، تو زید نے کہا ہمارے پاس ۱۲/ روپیہ پاؤ گے، اور زید کو خیال نہیں تھا کہ

عمرو اس کے پاس پندرہ روپیہ پائے گا، اِسی درمیان دونوں میں جھگڑا ہوگیا، تو عمر نے زید سے کہا کہ اگر تم کلما کی قسم کھا کر کہو گے تو ہم مان لیں گے، تو زید نے کلما کی قسم کھالی کہ اگر تم ہمارے پاس بارہ روپیہ سے زائد پاؤ گے تو جب بھی ہم شادی کریں گے، ہماری بیوی کو طلاق؛ لہٰذا زید نے قسم کھالی، اور زید نے عمرو کو ۱۲؍ روپیہ دے دیا، کچھ دن کے بعد زید کو یاد آیا کہ عمرو ہمارے پاس سے پندرہ روپیہ پائے گا، کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوگی، اگر واقع ہوگی تو اِس کے حلال ہونے کی کیا صورت نکلے گی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں جب ۱۲؍ روپیہ سے زائد زید کے ذمہ میں پائے گئے تو طلاق کی شرط پائی گئی؛ لہٰذا جب بھی وہ نکاح کرے گا اُس کی منکوحہ مطلقہ ہوجائے گی، خلاصی کی صورت صرف یہ ہے کہ اس کا کوئی دوست فضولی بن کر اس کا نکاح کرادے اور خود ہی قبول بھی کرلے، پھر اس سے آکر نکاح کی خبر دے اور یہ شخص زبان سے کچھ کہے بغیر فعلاً (مہر معجّل دے کر یا کسی اور طریقہ سے) رضامندی کا اظہار کردے تو نکاح بھی صحیح ہوگا اور قسم کی وجہ سے جو حرمت آئی تھی وہ بھی نہ آئے گی۔

وكيفية عقد الفضولي أن يزوجه فضولي، وأجاز بالفعل بأن ساق المهر ونحوه لا بالقول فلا تطلق. (مجمع الأنهر / باب التعليق ۱/۴۱۹ دار إحياء التراث العربي بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۲/۲/۱۴۱۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مہر معاف کرنے کی شرط پر طلاق دینا؟

سوال (۴۵۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہندہ کا نکاح بکر سے تین سال پہلے ہوا تھا؛ لیکن بکر نے رخصتی کے فوراً بعد ہندہ کو ستانا شروع

کردیا، مثلاً نان نفقہ پوری طرح نہ دینا بری طرح مارنا پیٹنا وغیرہ ہندہ یہ سب ظلم برداشت کرتی رہی، آخر ایک روز ہندہ تنگ آکر بکر سے بولی کہ اگر آپ مجھے رکھنا نہیں چاہتے، تو طلاق دے دیں، بکر یہ سن کر بولا کہ طلاق تو میں دینا چاہتا ہوں؛ لیکن پہلے تم مہر معاف کرو، اور اگر مہر معاف نہیں کروگی تو میں طلاق نہیں دوں گا، اور اسی طرح پریشان کروں گا؛ تاکہ تم مہر معاف کردو اور مجھے طلاق دینا آسان ہوجائے، ہندہ مہر معاف کرنے پر آمادہ نہیں ہے، چندماہ سے اپنے میکہ میں ہے اور بکر نے دوسری جگہ اپنا رشتہ کرلیا ہے۔ شرعی حکم کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر ہندہ طلاق لینا چاہتی ہے تو شوہر کے کہنے کے مطابق مہر معاف کردے، شوہر کے ظلم سے نجات کی یہی آسان صورت ہے۔

ولا بأس به عند الحاجة للشقاق بعدم الوفاق بما يصلح للمهر. (الدر المختار / باب الخلع ۴۴۱/۳ دار الفکر بیروت، ۸۷/۵ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۱۵/۳/۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عدالتی کیس کی واپسی اور مہر کی معافی پر طلاق کو معلق کرنا؟

سوال (۴۵۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے شوہر نے میرے نام درج ذیل تحریر دوسال قبل لکھی تھی، وہ تحریر یہ ہے کہ میں اقتدار ولد جمال الدین وراڑ ۴ر قصبہ غدرپور نینی تال پنچایت کے فیصلہ کے تحت ۱۹۹۰/۳/۱۹ء ناظرہ بنت سعید احمد جالف نگلہ تحصیل سوار رام پور اس شرط پر اپنی بیوی ناظرہ کو طلاق دیتا ہوں کہ یہ میرے اوپر جو کیس چل رہے ہیں وہ واپس لیں گی اور میرے اوپر جمع ۷ر ہزار کے جو مہر ہیں وہ بھی معاف کریں گی، اور کبھی بھی کسی طرح کی قانونی کارروائی یا نان نفقہ کا دعویٰ نہیں کریں گی، جملہ حاضرین کے سامنے میں نے اس طلاق نامہ پر دستخط کردئے۔

کیا دستخط کرنے سے طلاق نہیں ہوئی؟ کیا میں اپنا پیغام نکاح قبول کرسکتی ہوں؟ اتنی مدت تقریباً دوسال گزرجانے کے باوجود بھی میں عدت گزاروں گی؟ شرعی حکم مسئلہ بالا کے بارے میں تحریر فرمائیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں چوں کہ شوہر نے طلاق کو عدالتی کیس کی واپسی اور مہر کی معافی پر معلق کیا ہے؛ لہٰذا ابھی تک تو طلاق واقع نہیں ہوئی؛ لیکن بیوی کی طرف سے جیسے ہی کیس واپس لئے جائیں گے اور مہر کی معافی کی بات ہوگی اس پر طلاق واقع ہوجائے گی، اور اسی وقت سے عدت طلاق گزار کر اس کے لئے دوسرے شخص سے نکاح کرنا جائز ہوگا، عدت گذارے بغیر اُس کا دوسرے شخص سے نکاح درست نہ ہوگا۔

وتنحل اليمين بعد وجود الشرط مطلقًا؛ لكن إن وجد في الملك طلقت وعتق وإلا فلا، فحيلة من علق الثلاث بدخول الدار أن يطلقها واحدة ثم بعد العدة تدخلها فتنحل اليمين فينكحها. (درمختار ۳/۳۵۵ کراچی، ٤/۶۰۹ زكريا)

إذا وجد الشرط انحلت اليمين. (الفتاویٰ الهندية ۱/٤۱۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۸/۴/۱۴۱۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

لڑکیوں کی کمائی کھلانے پر طلاق کو معلق کرنا؟

سوال (۴۵۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: محمد جسیم کے دولڑکے اور چار لڑکی ہیں، جن میں دولڑکی غیر شادی شدہ ہیں، بیڑی مزدوری کا کام کرتی ہے، اور انہیں دونوں کی کمائی سے محمد جسیم کا پورا گھر چلتا ہے، ایک دن محمد جسیم باہر سے گھر آیا اور دونوں لڑکیوں کو بیڑی بناتے ہوئے دیکھا، چوں کہ محمد جسیم کی نگاہ میں بیڑی کم بنی تھی، اس لئے اس نے دونوں لڑکیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ دونوں مل کر اتنی ہی بیڑی بناتی ہو؟ اس کے جواب

میں اس کی بیوی ارضینہ نے کہا کہ اگر دس روپیہ ہفتہ میں ان دونوں کو جیب خرچ کے لئے دیتے تو خوشی اور لالچ میں اور زیادہ بیڑی بناتیں، یہ الفاظ سن کر محمد جسیم نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی سے کہا کہ آج سے دونوں لڑکی کی کمائی ہم کو کھانے کے لئے دوگی تو تم کو تین طلاق، مذکورہ صورت میں کیا طلاق واقع ہوئی یا نہیں، اگر واقع ہوئی تو کونسی طلاق واقع ہوئی؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں محمد جسیم نے طلاق کو لڑکیوں کی کمائی کھانے پر معلق نہیں کیا؛ بلکہ بیوی کی لڑکیوں کی کمائی کھانے کو دینے پر طلاق کو معلق کیا ہے؛ لہٰذا اگر بیوی واقعۃً لڑکیوں کی کمائی میں سے کوئی کھانے کی چیز لے کر محمد جسیم کو کھلائے گی تو شرط کے مطابق اُس پر تین طلاقیں واقع ہوجائیں گی؛ لیکن اگر محمد جسیم خود ہی لڑکیوں کی کمائی لڑکیوں کے ہاتھ سے کھالے یا لڑکیاں اپنی کمائی باپ کو ہبہ کردیں اور باپ اپنی بیوی سے پکوا کر اس میں سے کھالے تو طلاق واقع نہ ہوگی۔

الإیمان مبینة علی الألفاظ لا علی الأغراض. (الدر المختار ٥/٥٢٨ زکریا)

رجل حلف أن لا یأکل من کسب فلان فاشتریٰ شیئاً من فلان أو وهبه له فلان فأکل لا یحنث. (خانیة علی الهندیة ٢/٥٩ زکریا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۹/۵/۲۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

دو طلاق دے کر تیسری کو کسی سے بتانے پر معلق کرنا؟

سوال (۴۵۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ۱۹۹۳ء میں میری شادی عبدالغفار کے ساتھ ہوئی تھی، جو چند ہی دنوں کے بعد ۱۹۹۳ء میں میرے شوہر نے دو طلاقیں دیں، اور یہ کہا کہ اگر تو نے کسی سے ذکر کیا تو تجھے تیسری بھی طلاق۔ میں نے اپنے میکہ والوں سے بتادیا، میکہ والوں نے کچھ دن کے بعد میری شادی ۱۹۹۵ء میں دوسرے

شوہر کے ساتھ کردی، اب اس کا فتویٰ لینا چاہتی ہوں کہ میری شادی صحیح ہوئی یا نہیں؟ اس میں شریعت کا کیا فیصلہ ہے؟ واضح فرمائیں اور یاد رہے کہ میرا شوہر اس بات کو کہتا ہے کہ میں نے صرف دو ہی طلاق دی تھی، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ میری شادی جو دوسرے شوہر سے ہوئی اس سے دو بچے بھی ہیں، اور میرا پہلا شوہر عبدالغفار اس نے بھی دوسری شادی کر لی ہے، اس دوسری بیوی سے اس کے ایک بچہ بھی ہے؛ لہٰذا مدلل واضح فرمائیں کہ شوہر اول سے طلاق ہوگئی یا نہیں اور دوسرا نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب شوہر نے اپنی بیوی کو دو طلاقیں دیں اور تیسری طلاق کو دی ہوئی دو طلاقوں کا کسی سے ذکر کرنے پر معلق کیا، تو دو طلاقیں تو اُسی وقت واقع ہوگئیں۔ اور مستفتیہ کے بیان کے مطابق جب اس نے اپنے میکہ والوں سے طلاق کا ذکر کردیا تو تیسری طلاق بھی واقع ہوگئی، اور اب بیوی اپنے شوہر کے لئے بالکل حرام ہوگئی؛ لہٰذا دوسرا نکاح اگر عدت گذارنے کے بعد کیا گیا ہے تو وہ درست ہوگیا، اور عدت کے بعد شوہر عبدالغفار کے تیسری طلاق معلق کے انکار سے بھی حکم پر کوئی اثر نہیں پڑتا؛ اس لئے کہ دو طلاق کے بعد جب شوہر نے رجوع نہیں کیا اور عدت گذرگئی تو شرعاً وہ بیوی اس کے نکاح سے خارج ہوگئی اور اس کا نکاح دوسرے شخص سے جائز ہوگیا۔

ولو قال لها أنت طالق طالق أو أنت طالق أنت طالق، أو قال: قد طلقتک طلقتک، أو قال: أنت طالق وقد طلقتک تقع ثنتان إذا كانت المرأة مدخولًا بها. (الفتاویٰ الهندیة ۱/۳۵۵)

وإذا أضافه إلى شرط وقع عقيب الشرط مثل أن يقول لامرأته: إن دخلت الدار فأنت طالق. (هداية ۲/۳۶۵)

وإن كان الطلاق ثلاثا في الحرة ...... لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره

نکاحًا صحيحًا ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاویٰ الهندية ٤٧٣/١، البحر الرائق ٥٦/٤، مجمع الأنهر ٨٧/٢-٨٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۶/۱/۱۴۲۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قسم کھائی کہ جب جب ہم شادی کریں تو میری بیوی کو طلاق؟

سوال (۴۶۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عمر نے قسم کھائی کہ ''جب جب ہم شادی کریں تو میری بیوی کو طلاق''۔ عمر نے کہیں شادی کر لی تو اُن کی بیوی کو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ شریعت میں اس قسم کی قسم سے نکلنے کا کوئی ذریعہ ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عمر نے قسم کھائی کہ ''جب جب میں شادی کروں تو میری بیوی کو طلاق'' اور عمر نے شادی کر لی، تو اس کی بیوی کو طلاق ہوجائے گی، اس قسم سے نکلنے کا حیلہ یہ ہے کہ کوئی تیسرا شخص عمر کی شادی کرے اور عمر صرف عملاً اسے نافذ کردے، مثلاً مہر وغیرہ دیدے اور زبان سے کچھ نہ کہے۔

فلو قال كلما تزوجت امرأة فهي طالق تطلق بكل تزوج ولو وصلية بعد زوج اٰخر؛ لأن صحة هٰذا اليمين باعتبار ما يحدث من الملك وهو غير معناه، وعن أبي يوسف أنه لو دخل على المنكر فهو بمنزلة كل وتمام في المطولات، والحيلة فيه عقد الفضولي أو فسخ القاضي الشافعي، وكيفية عقد الفضولي أن يزوجه فضولي، فأجاز بالفعل بأن ساق المهر ونحوه لا بالقول فلا تطلق. (مجمع الأنهر ٤١٩/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۶/۲/۱۴۲۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تنخواہ میں اِضافہ نہ کرکے تعلیمی خدمات اَنجام دینے پر طلاق کو معلق کرنا؟

سوال (۴۶۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہم مدرسین وملازمین مدرسہ انوار العلوم بنگئی اکار ضلع شراوستی نے ماہ ذی قعدہ ۱۴۲۰ھ میں یہ معاہدہ کیا تھا کہ اگر ہماری تنخواہ میں مناسب اضافہ نہ ہوا، تو ہم نہ تو بقرعید میں مدرسہ کے لئے وصولی کریں گے اور نہ بقرعید کے بعد اس مدرسہ میں تعلیمی خدمات انجام دیں گے، اور اگر ہم میں سے کسی نے اس معاہدہ کی خلاف ورزی کی تو اس کی بیوی پر تین طلاق ہوجائیں گی۔ اتنی بات تو تحریر میں لکھی گئی تھی، پھر اسی مجلس میں زبانی طور پر یہ وضاحت بھی کردی گئی تھی کہ اگر ذمہ دارانِ مدرسہ ہمیں کسی طرح مطمئن کردیتے ہیں، تو ہم حسبِ سابق اپنی ڈیوٹی انجام دیتے رہیں گے، مگر یہ وضاحت تحریر میں نہیں آسکی۔ بعد ازاں ذی الحجہ کے شروع میں صدر مدرسہ سے جب ہم لوگوں نے اس بارے میں گفتگو کی تو اُنہوں نے اطمینان دلایا کہ بقرعید کے بعد تمہاری درخواست پر کمیٹی میں غور کیا جائے گا، اُن کے اطمینان دلانے پر ہم سب نے مدرسہ کے لئے وصولی میں بھی حصہ لیا، اور بقرعید کے بعد تعلیم میں بھی مصروف رہے۔ اب ماہِ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ میں اہل مدرسہ نے ہماری تنخواہوں میں ایک سو پندرہ روپیہ کا اضافہ منظور کرلیا ہے، جو مجموعی طور پر دس فیصد سے زیادہ ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ پہلے صدر صاحب کے اطمینان دلانے پر ہمارا مدرسہ کی وصولی میں حصہ لینا اور بقرعید ے بعد مدرسہ میں تعلیمی خدمات انجام دینا مذکورہ معاہدہ کی خلاف ورزی سمجھا جائے گا یا نہیں؟ اور کیا اس کی وجہ سے کسی کی بیوی پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں چوں کہ سب ملازمین ہر اقدام میں متفق رہے، اور حسبِ معاہدہ زبانی ذمہ دارانِ مدرسہ کے اطمینان دلانے کے بعد مدرسہ کی خدمات اُنہوں نے جاری رکھیں، اور پھر اُن کے مطالبہ پر اہلِ مدرسہ نے مناسب تنخواہوں میں اِضافہ بھی کردیا، تو اس پوری کارروائی میں مذکورہ معاہدہ کی خلاف ورزی کہیں نہیں پائی گئی اور معاہدہ

میں شریک کسی بھی فرد کے لئے اس کی بیوی پر وقوعِ طلاق کی شرط متحقق نہیں ہوئی؛ لہٰذا کسی کی بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی ہے، سب کی بیویاں بدستوران کے نکاح میں ہیں۔

تاہم ذمہ دارانِ مدرسہ کو چاہئے کہ وہ ذی الحجہ کے مہینہ سے ہی اضافہ شدہ تنخواہ جاری کردیں؛ تاکہ اسی وقت سے اضافہ میں کوئی شبہ باقی نہ رہے۔

ثم إذا وجد الشرط والمرأة في ملكه أو في العدة يقع الطلاق وإلا فلا يقع الطلاق. (بدائع الصنائع ۲۰۰/۳ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۱/۳/۲۳ھ

کہا ''مجھے طلاق ہے اگر میں اپنی گھر والی کو لے کر آؤں''

سوال (۴۶۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کی منکوحہ آپس کی ناراضگی کی وجہ سے اپنے میکہ چلی گئی، زید نے غصہ میں کہہ دیا کہ: ''مجھے طلاق ہے، اگر میں اپنی گھر والی کو لاؤں یا اس سے صحبت کروں یا کلام کروں''۔ تو دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ اس قسم کے الفاظ کہہ دینے سے عورت پر طلاق واقع ہوجائے گی یا نہیں، اگر ہوگئی تو کس قسم کی طلاق واقع ہوگی؟

جواب: **ومن ألفاظ المستعملة ...... على الطلاق فيقع بلا نية المعروف** (الدر المختار) **وأما قوله على الطلاق؛ فإن معناه وقوع طلاق المرأة على الزوج فليس فيه إضافة إلى غير محله بل إلى محله.** (شامی)

صورتِ مسئولہ میں زید کا غصہ میں اپنی عورت کو اس طرح طلاق دینا کہ (مجھے طلاق ہے اگر میں اپنی گھر والی کو لاؤں یا کلام کروں) وقوعِ شرط پر طلاق واقع ہوجائے گی؛ کیوں کہ یہ لفظ ''مجھے طلاق ہے'' عرفِ عام میں ''**عليَّ الطلاقُ**'' کی طرح صریح طلاق میں مستعمل ہے، اور اس کے معنی ہیں کہ عورت کے طلاق کا وقوع مجھ پر لازم ہوگا؛ البتہ اگر اس طرح کہتا کہ "**أنا منك**

طالق'' تو طلاق واقع نہ ہوگی؛ کیوں کہ اضافہ طلاق الی غیر محلّہ لغو ہے۔(برہان)

مفتی عبد الغنی غفرلہ

مدرسہ اَمینیہ دہلی

مذکورہ بالا فتویٰ کافی پہلے کا ہے، مگر صورتِ مذکورہ آج بھی اسی طرح ہے، ایک عورت کو حال میں ایسے الفاظ جو سوال میں مذکور ہیں، کہے گئے ہیں، اگر اس طرح طلاق ہو جاتی ہے تو شوہر جاہل ہے، وہ عورت کو چھوڑے گا نہیں، بہر حال کیا حکم بتلایا جائے گا؟ وضاحت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِس مسئلہ کا مدار لوگوں کے عرف پر ہے، جن علاقوں میں ''مجھے طلاق'' کہنے سے بیوی پر طلاق مراد لی جاتی ہے، وہاں اس لفظ سے طلاق کے وقوع کا حکم ہوگا، اور جہاں ایسا عرف نہیں ہے، وہاں اِس لفظ سے طلاق کے وقوع کا حکم نہیں دیا جائے گا، چناں چہ فقہاء کی عبارات اس باب میں مختلف ہیں اور ہر ایک کا محمل مبنی بر عرف ہے۔ ہمارے علاقہ میں ''مجھے طلاق'' سے طلاق مراد نہیں لی جاتی؛ بلکہ یہ لغو کلام سمجھا جاتا ہے، آپ کے علاقہ میں کیا عرف ہے؟ اس بارے میں آپ کو زیادہ علم ہوگا، آپ تحقیق فرمالیں اور اس کے مطابق عمل فرمائیں۔

اس مسئلہ پر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا ایک مفصل ومدلل فتویٰ ''حکم الانصاف فی الطلاق الغیر المضاف'' جواہر الفقہ ۲۱۶/۴-۲۲۳ پر درج ہے، جس پر فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سمیت اکابر علماء ومفتیانِ ہند کی تائیدات ہیں، اس کو ملاحظہ فرمائیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۱/۱۱/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاق کو شوہر کی اجازت کے بغیر میکہ جانے پر معلق کرنا؟

سوال (۴۶۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرعِ متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک جاہل شخص نے اپنی بیوی کی مار پیٹ کی اور غصہ میں آکر طلاق شرطیہ دے دی، لڑکی کے

بیان کے مطابق اس کے شوہر نے یوں کہا کہ ''اگر تم میکے جاؤ گی، یا ماں باپ سے بات چیت کرو گی تو (انگلی سے لکیر بناتے ہوئے) ایک، دو، تین، یہ تین طلاق پڑ جائیں گی''، مگر جب شوہر سے پوچھا گیا تو اس نے بتایا کہ میں نے یوں کہا کہ ''اگر تو بغیر میری اِجازت کے بغیر میکہ جائے گی، یا ماں باپ سے بولے گی تو انگلی سے نشان بناتے ہوئے ایک، دو، تین طلاق پڑ جائیں گی''۔ چوں کہ لڑکی اس طلاق کے بعد نہ میکے گئی نہ ماں باپ سے بولی تھی؛ اس لئے لوگوں نے شوہر کو سمجھایا، تو پھر اس نے دو چار آدمیوں کے سامنے رجوع کرلیا، یعنی بیوی سے اس طرح کہا کہ میں لاعلمی میں ایسے بول دیا تھا، اب میں اپنی بات واپس لیتا ہوں، اور تم کو میکہ جانے کی اجازت دیتا ہوں، اب بار بار اجازت لینے کی ضرورت نہیں؛ چونکہ لڑکا اور لڑکی کے بیان میں فرق پایا جاتا ہے؛ لہٰذا ایسی صورت میں لڑکے کے قول کا اعتبار ہوگا یا لڑکی کے اور رجوع صحیح ہوا یا نہیں اور لڑکی کو طلاق واقع ہوجائے گی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں اگر عورت کے پاس اپنے بیان کے ثبوت میں گواہی نہ ہو تو شوہر کے بیان کا اعتبار رہوگا، اور اگر اس کی اجازت سے بیوی میکہ جائے گی تو اس پر طلاق واقع نہ ہوگی۔

فإن حلف و لا بينة لها فالإثم عليه. (شامي ٤/٤٦٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۱۱/۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دو ماہ کے اندر بیوی بچوں کیلئے خرچہ نہ بھیجنے پر طلاق کو معلق کرنا؟

سوال (۴۶۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسماۃ زینت حلیم بنت حسن ممتاز ساکین نینی تال کی شادی سلمان حلیم ساکن کراچی پاکستان کے ساتھ ۱۲/ اگست ۱۹۹۰ء میں نینی تال میں ہوئی تھی، جس کو تقریباً سترہ سال کا عرصہ ہو رہا ہے، شادی کے بعد ۱۳/ سال کا عرصہ زینت حلیم نے اپنے شوہر کے ساتھ پاکستان میں گذارا، اس کے

بعد شوہر ساس سسر کا برتاؤ ظالمانہ طنز و تشنیع سے بھرا ہوا اور مار پیٹ کا رہا، زینت حلیم ان تمام ظلم وزیادتیوں کو برداشت کرتی رہی، اور شوہر کے ساتھ رہتی رہی اور والدین سے بھی ان حالات کا تذکرہ نہیں کیا، اس عرصہ میں سلمان سے ۳/اولادیں ہوئیں: ایک بچہ اور دو بچیاں، سلمان حلیم اور ان کے والدین کا برتاؤ زینت حلیم کے ساتھ جب حد سے سوا ہوگیا تو زینت حلیم کا اپنے بھائی کی شادی میں اپنے دو بچوں کے ساتھ انڈیا آنے کا اتفاق ہوا، اس وقت اپنے شوہر اور ان کے والدین کی زیادتوں کا تذکرہ کیا تو والدہ نے اپنی بیٹی کو انڈیا میں روک لیا، ۲۰۰۳ء سے زینت حلیم انڈیا میں ہے، اس کے بعد حسن ممتاز نے اپنے داماد سلمان حلیم کو انڈیا بلانے کی کوشش کی تاکہ ان زیادتیوں کے بارے میں ان سے بات چیت کی جائے، اور خوش گوار زندگی گذارنے کی تلقین کی جائے؛ لیکن سلمان نہ ہی زینت کو لے جانے کے لئے انڈیا آئے اور نہ ہی خط وکتابت کی بلکہ جو رجسٹرڈ خطوط یہاں سے پاکستان گئے اُن کو بھی واپس کردیا، مجبوراً زینت حلیم نے سلمان حلیم سے طلاق کا کیس کورٹ میں فائل کیا، کورٹ کی طرف سے جو بھی نوٹس سلمان حلیم کے پاس بھیجے گئے ان کو بھی لینے سے انکار کردیا، اور کسی بھی پیشی میں نینی تال کورٹ میں حاضر نہیں ہوئے، تو کورٹ نے ۲۰۰۵ء میں سلمان سے زینت حلیم کے طلاق کا فیصلہ کردیا۔

۲۰۰۳ء سے زینت حلیم اپنے دو بچوں کے ساتھ اپنے والدین کے پاس انڈیا میں رہی ہے، اور والدین کے اخراجات پر پل رہی ہے، اس عرصہ میں سلمان حلیم نے بیوی کے لئے نہ تو کسی قسم کی مالی امداد کی اور نہ ہی اپنے بچوں کے لئے کوئی مالی تعاون پاکستان سے ارسال کیا، فروری ۲۰۰۶ء میں سلمان حلیم انڈیا آئے اور اسٹامپ پیپر پر ایک تحریر پر دو گواہوں کے ساتھ لکھا کہ جس میں اس بات کا اقرار کیا کہ میں نے دو برسوں سے اپنے بچوں اور زینت کے لئے کسی قسم کی کوئی امداد نہیں دی، اور دو ماہ کے اندر اخراجات بھیجنے کا وعدہ کیا اور ساتھ ہی یہ بھی تحریر کیا، اور وعدہ کیا کہ اگر دو ماہ میں اپنی بیوی زینت اور بچوں کے لئے خرچہ نہ بھیجوں تو میرے بچوں اور زینت پر کسی قسم کا حق اور ادھیکار نہیں رہے گا، اور کسی فریق کو اپنی اولاد سے ملنے میں کوئی روک نہیں رہے گی، سلمان کو اپنی بچیوں سے جو کہ انڈیا میں

ہیں ملنے کا حق ہوگا، اورزینت کو اپنے بچہ سے جو پاکستان میں ہے ملنے کا حق ہوگا۔

واضح ہو کہ اسٹامپ کی اس تحریر کو اب ۴؍ ماہ ہوچکے ابھی تک سلمان حلیم نے زینت اور بچوں کے اخراجات کے لئے کوئی مالی امداد نہیں بھیجی، تو کیا اس تحریر کے مطابق زینت پر طلاق واقع ہوگی، اگر طلاق واقع ہوگئی ہے تو عدت کب سے شمار ہوگی؟ اگر طلاق واقع نہیں ہوئی ہے تو طلاق کے لئے کیا صورت اختیار کی جائے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال نامہ اور شوہر کا اقرار نامہ تفصیل سے پڑھا گیا، جس سے یہ معلوم ہوا کہ شوہر نے بیوی سے علیحدگی کی قانونی کاروائی کی غرض سے مذکورہ اقرار نامہ پر برضا ورغبت دستخط کئے؛ لہٰذا شوہر کے یہ الفاظ کہ ’’اگر میں نے دو ماہ کے اندر بیوی کا خرچہ نہیں دیا تو اس پر میرا کسی طرح کا کوئی حق اور ادھیکار نہیں رہے گا‘‘ کنایۂ طلاق کے الفاظ شمار کئے جائیں گے، اور شرط نہ پائے جانے کی صورت میں بیوی پر ایک طلاق بائن واقع ہوجائے گی، جس کے بعد وہ عدت گذار کر دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔ اور حسبِ تحریر سوال چوں کہ دو ماہ کے درمیان شوہر نے کوئی رقم نہیں بھیجی، اِس لئے شرط کے مطابق دو ماہ پورے ہونے پر بیوی زینت پر ایک طلاق بائن واقع ہوچکی ہے، اَب وہ اُسی وقت سے عدت (تین ماہواری) گذار کر دوسرے شخص سے نکاح کرنے کی مجاز ہوگی۔

وإذا أضافه إلی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقاً. (الفتاویٰ الهندیة ۱/ ٤۲۰)

إذا کان الطلاق بائنًا دون الثلاث فله أن یتزوجها في العدة وبعد انقضائها. (الفتاویٰ الهندیة / الباب السادس في الرجعة ۱/ ٤۷۲ زکریا، تبیین الحقائق / فصل فیما تحل به المطلقة ۲/ ۲۵۷ ملتان) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۶/ ۵/ ۱۴۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دوطلاق کے بعد تیسری کو معلق کرنا؟

سوال (۴۶۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اپنی بیوی کو ایک طلاق رجعی دے کر رجعت کر لی تھی، اس کے بعد ایک دوسرے موقع پر ایک طلاق رجعی کو ایک شرط کے ساتھ معلق کیا تھا، وہ یہ کہ زید نے اپنی بیوی سے کہا تھا کہ جب تمہارے میکے میں میرے والد صاحب جائیں تو تم سیڑھی سے اتر کر آنگن تک نہ آنا، اگر یہاں سے آگے بڑھی تو تجھے طلاق، اور زید ایک متعین جگہ بھی آنگن کی طرف سے پہلی سیڑھی پر تھا، ایک موقع پر زید کے والد بیوی کے میکے گئے اور زید کی بیوی سے کہا کہ بچے کو لے آؤ، زید کی بیوی چھت پر تھی، اس نے بچے کو سیڑھی تک پہنچا دیا، اور واپس چلی گئی، اور اس متعین جگہ سے پہلے واپس چلی گئی، زید وطن سے باہر رہتا تھا، جب بیوی اس کے پاس پہنچی تو اس بات کا ذکر آیا کہ والد آئے تھے، اور میں نے بچے کو ان کے حوالے کیا تھا، اور اس نے عملی طور پر رجعت کر لی، اس واقعہ کے بعد زید نے ایک طلاق اور دے دی، اس طرح اب زید کے گمان کے مطابق تین طلاق ہوگئی، اس نے بیوی کے میکے والوں کی طلب پر ایک تحریر لکھی، جس میں ان تینوں طلاق کی تفصیل لکھی، جب زید کی یہ تحریر اس کی بیوی نے دیکھی تو اس نے کہا کہ دوسری طلاق جس شرط پر معلق تھی، وہ نہیں پائی گئی، وہ اس طور پر کہ میں نے بچے کو والد صاحب کے حوالے ضرور کیا، مگر میں متعینہ جگہ سے پہلے ہی واپس چلی گئی تھی، (بیوی کی تحریر اسی کے ساتھ منسلک ہے) زید نے اپنی تحریر میں تیسری طلاق کی جو تفصیل بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ ''جا تجھے طلاق'' مزید یہ کہ دوبارہ بھی یہ جملہ دہرایا کہ یہ میں نے کیا کہہ دیا، اس تفصیل کی روشنی میں ایک طلاق پڑی یا دو، جب کہ زید نے زبانی طور پر بھی کہہ دیا ہے کہ میں نے ایک ہی بار طلاق دی ہے، اور اس نے اس کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک تحریر پیش کی، جو ایک عالم دین کو اسی سلسلہ میں استفسار کرتے ہوئے اس نے لکھی تھی، اس میں بھی ایک ہی بار طلاق کا تذکرہ ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس تفصیل کی روشنی میں زید کی بیوی پر کتنی طلاقیں واقع ہوئیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: برتقدیرِ صحتِ واقعہ مسئولہ صورت میں زید کی بیوی پر صرف دو طلاقِ رجعی واقع ہونے کا حکم لگایا جائے گا، اور وہ طلاقِ معلق جس میں فی الواقع شرط وقوعِ طلاق نہیں پائی گئی، اس کے متعلق زید کا وقوعِ طلاق کا اقرار معتبر نہ ہوگا؛ کیوں کہ اس طلاق کے وقوع کا مدار شرط کے وقوع پر ہے نہ کہ زید کے اقرار پر، اور زید کا اقرار خلافِ واقعہ گمان پر مبنی ہونے کی وجہ سے یہاں پر معتبر نہیں ہے، اور زید کا طلاق دینے کے بعد یہ جملہ کہنا کہ: ''یہ میں نے کیا کہہ دیا'' اس سے مزید کوئی طلاق واقع نہ ہوگی؛ کیوں کہ یہ استفہامیہ جملہ ہے، اور استفہامیہ جملہ سے کوئی حکم ثابت نہیں ہوتا۔

إذا أضافه إلى شرط وقع عقيب الشرط. (الهداية ٣٨٥/٢)

وأما إذا كان الأمر معلقاً بالشرط فإنما يصير الأمر في يد المفوض إليه إذا جاء الشرط. (الفتاویٰ التاتارخانية ٤٧٧/٤ رقم: ٦٧٠٧ زكريا)

ولو أقر بطلاق زوجته ظانا الوقوع بإفتاء المفتي فتبين عدمه لم يقع. (مستفاد: الأشباه والنظائر قديم ٢٣٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۳/۵/۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کہا ''اگر میں کسی بھی عورت سے شادی کروں تو اُسے تین طلاق''؟

سوال (۴۶۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے ایک غیر شادی شدہ دوست نے کسی وقتی جذبہ کے تحت ایک مرتبہ یہ کہہ دیا تھا کہ ''اگر میں کسی بھی عورت سے شادی کروں تو اس پر تین طلاق ہے'' اب وہ اس قول پر سخت نادم ہے اور چاہتا ہے کہ شادی کرے، کچھ لوگ کہتے ہیں جونہی وہ شادی کریگا عورت پر تین طلاق واقع ہو جائے گی اس لیے شادی کی کوشش کرنا اس کے لئے بیکار ہے، کیا لوگوں کا یہ کہنا صحیح ہے کہ طلاق ہو جائے

گی اور وہ کوشش نہ کرے تو وہ کیا کرے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں اگر وہ شخص بذاتِ خود کسی عورت سے نکاح قبول کرے گا، تو اس عورت پر فوراً تین طلاقیں واقع ہوجائیں گے، اور وہ اس پر حرام ہو جائے گی؛ البتہ اگر کوئی دوسرا شخص فضولی بن کر اس سے اجازت لئے بغیر کسی عورت سے اس کا نکاح کرادے اور جب اس شخص کو اس نکاح کی اطلاع ملے تو وہ زبان سے اس کی اجازت نہ دے؛ بلکہ بالفعل رضامندی ظاہر کرکے مثلاً اس عورت کے پاس مہر کی رقم بھیج دے وغیرہ، تو ایسی صورت میں وہ عورت اس کی منکوحہ بن کر اس کے لئے حلال رہے گی، اس کے علاوہ حلت کی کوئی شکل نہیں۔

شرط الملک ...... أو الإضافة إليه، كإن نكحت امرأة أو إن نكحتك فأنت طالق، وكذا كل امرأة. (الدر المختار) وتحته في الشامية: أي إذا قال: كل امرأة أتزوجها طالق، والحيلة فيه ما في البحر من أنه يزوجه فضولي، ويجيز بالفعل كسوق الواجب إليها. (شامي ٥٩٤/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۴/۴/۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کہا ''ہم قرآن کی قسم نہیں رکھیں گے''؟

سوال (۴۶۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میاں بیوی میں کچھ بات چیت ہوگئی، تو لڑکے نے غصہ میں کہہ دیا کہ ''ہم تم کو قرآنِ کریم کی قسم نہیں رکھیں گے''، طلاق کے لئے نہیں کہا ہے، اب غصہ ختم ہوگیا ہے، تو اس قسم کا کفارہ کیا ہوگا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''ہم قرآن کی قسم نہیں رکھیں گے'' صیغہ استقبال ہے اور بلانیت طلاق کہا گیا ہے؛ لہٰذا اِس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی؛ البتہ بیوی کو رر کھنے کی صورت

میں قسم کا کفارہ دینا ہوگا۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۹/ ۴۷)

اور قسم کا کفارہ اس زمانہ میں دس آدمیوں کو کھانا کھلانا یا کپڑے پہنانا ہے، اس پر قدرت نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿فَكَفَّارَتُهُ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ﴾ [المائدۃ، جزء آیت: ۸۹]

عن يعلى بن عطاء عمن سمع أبا هريرة رضي الله عنه يقول: إنما الصوم في كفارة اليمين على من لم يجد. (المصنف لابن أبي شيبة ٧/ ٦١٤ رقم: ١٢٦٩٦ المجلس العلمي)

ولا يخفى أن الحلف بالقرآن الآن متعارف فيكون يميناً. (الدر المختار مع الشامي، الأيمان / مطلب في القرآن ٥/ ٤٨٤ زكريا)

هي أي الكفارة أحد ثلاثة أشياء إن قدر عتق رقبة يجزي فيها ما يجزي في الظهار أو كسوة عشرة مساكين لكل واحد ثوب، فما زاد أو إطعامهم فإن لم يقدر هٰذه الأشياء الثلاثة صام ثلاثة أيام متتابعات. (الفتاویٰ الهندية ٢/ ٦١، البحر الرائق ٤/ ٤٨٣-٤٨٨ زكريا، النهر الفائق ٣/ ٥٨ بيروت، فتاویٰ محموديه ٢٠/ ٢١ ميرٹھ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲/۴/۱۴۱۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قسم کھائی کہ ’’اگر شراب پیوں تو جب بھی نکاح کروں میری بیوی کو طلاق‘‘؟

سوال (۴۶۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص نے قسم کھائی اگر آئندہ میں شراب پیوں تو جب بھی میں نکاح کروں میری بیوی پر طلاق، اب وہ نکاح کرنا چاہتا ہے اور شراب بھی پی چکا ہے، ایک صاحب نے نکاح کی ترکیب بتائی کہ نکاح کر دو طلاق پڑ جائے گی، بعد میں رجعت کر لینا تو نکاح باقی رہے گا؛ اِس لئے کہ اس نے

قسم کھاتے وقت تین طلاق کا نام نہیں لیا ہے، کیا یہ ترکیب شرعاً درست ہے اور اگر نہیں تو نکاح کا کیا طریقہ ہے؟ وضاحت سے جواب دیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں جب بھی کا لفظ عربی زبان کے لفظ ''**متی ما**'' کا ترجمہ ہے؛ لہٰذا نکاح کرنے کی صورت میں حسبِ شرط ایک طلاق رجعی پڑ جائے گی، اس سے عدت کے اندر اندر رجوع کا حق ہوگا، اور آئندہ اگر دو طلاقیں بھی دیدیں تو بیوی بائنہ مغلظہ ہوجائے گی۔

ومتی ومتی ما ونحو ذٰلک الخ، وفیها کلها تنحل أي تبطل الیمین الخ.

(درمختار ٤/٦٠٣-٦٠٤ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۱۱/۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اگر طلاق نہ دیدوں تو اپنی بچی سے شب باشی کروں؟

سوال (۴۶۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید شادی شدہ ایک بچی کا باپ ہے؛ لیکن کماتا بالکل بھی نہیں، بالفرض اگر تھوڑا بہت کماتا بھی ہے تو اس کو سنیما اور دوسرے غلط کاموں میں صرف کر دیتا ہے، بیوی کو بالکل بھی نہیں دیتا؛ اس لئے اس سے سسرال والے ناراض ہوکر بیوی کو شوہر کے پاس نہیں بھیج رہے ہیں، اب زید بار بار تقاضہ کرتا ہے کہ بھیجو اور نہ بھیجنے پر غصہ ہوتا ہے اور اپنی ساس اور سالے اور دیگر افراد کے سامنے یہ جملہ ادا کرتا ہے ''اگر طلاق نہ دیدوں تو اپنی بچی سے شب باشی کروں'' یہ جملہ اس نے دو مرتبہ دوہرایا، ایسے موقع پر اب کیا کرنا چاہئے طلاق واقع ہوگی یا نہیں، اگر ہوگی تو کون سی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''اگر طلاق نہ دے دوں تو اپنی بچی سے شب باشی

کروں‘‘ یہ جملہ لفظ وقوع طلاق کی دلیل نہیں ہے، بلکہ محض دھمکی کے درجہ میں ہے؛ لہٰذا جب تک طلاق نہ دے گا اس کی بیوی مطلقہ نہ ہوگی۔

مستفاد: هو رفع قيد النكاح في الحال بالبائن أو المال بالرجعي بلفظ مخصوص هو ما اشتمل على الطلاق. (الدر المختار على هامش الرد المحتار ٤٢٤/٤ زكريا، البحر الرائق ٢٣٥/٣ زكريا)

بخلاف قوله: کنم؛ **لأنه استقبال فلم يكن تحقيقا بالتشكيك، وفي المحيط: لو قال بالعربية: أطلق، لايكون طلاقا، إلا إذا غلب استعماله للحال فيكون طلاقا.** (الفتاوىٰ الهندية ٣٨٤/١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۶/۱۱/۲۳ھ

شرط پائے جاتے ہی طلاق واقع ہوجائے گی

سوال (۴۷۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید گلاب کے باغ سے گھر آیا، ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی، اس کے پاس زید کا کچھ روپیہ باقی تھا، اس سے روپئے مانگنے میں کچھ بات بڑھ گئی، اِسی درمیان زید کھانا کھانے کے لئے بیٹھ گیا؛ لیکن سالن گرم نہیں تھا، اس لئے اس کی بیوی سالن گرم کرنے کے لئے چولہے کے پاس گئی؛ لیکن اس کے چولہے کے پاس چلاؤ نہیں تھا، تو وہ عورت جس کے پاس روپئے باقی تھے، کہنے لگی یہ چلاؤ تو ہے، اسی سے گرم کرلو؛ لیکن وہ چلاؤ اس کی ساس کی تھی، اس لئے زید کی بیوی نے نہیں لیا اور کچھ بولتی ہوئی ہانڈی لے کر کمرے میں چلی گئی اور وہاں جاکر شوہر کے پاس بولنے لگی کہ کل پرسوں اسی چلاؤ کے بارے میں جھگڑا ہوا ہے، پھر ہم وہی چلاؤ لیں گے، تو اس بات پر زید کو غصہ آگیا اور اپنی بیوی کو دو چار گالیاں دیں اور دو تین چانٹا لگایا، اور اپنی بیوی کے اوپر یہ شرط لگادی کہ اگر تم اُس کی کوئی چیز لوگی اور ہم کو معلوم ہوا یا ہم نے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا تو تم کو تین طلاق پڑ جائیں گی اور یہ

الفاظ دو تین مرتبہ کہے، یہ چلاؤ کا جھگڑا اکثر ہوتا رہتا ہے اور زید باپ سے تقریباً دس ماہ سے الگ رہتا ہے، اور سارا کاروبار زید کا باپ سے الگ رہتا ہے؛ لہٰذا قرآن وحدیث کی روشنی میں تحریر فرمائیں، مہربانی ہوگی۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں اگر زید کی بیوی اپنی ساس کی کوئی بھی چیز استعمال کرے اور زید کو اس کا علم ہو جائے، تو اس پر تین طلاق واقع ہو جائیں گی اور اس کا زید سے دوبارہ بلا حلالۂ شرعیہ کے نکاح درست نہ ہوگا۔

إذا وجد الشرط انحلت اليمين وانتهت؛ لأنها لا تقتضي العموم والتكرار فبوجود الفعل مرة ثم الشرط وانحلت اليمين. (الفتاویٰ الهندية ۱/ ٤١٥ بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۰/۱۱/۱۳ھ

مہر معاف کرنے کی شرط پر طلاق دینا بیوی کے قبول کرنے پر موقوف ہے

سوال (۴۷۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ابھی زید کی بیوی سے تنہائی ویکجائی نہ ہونے پائی تھی کہ کسی وجہ سے طلاق ہوگئی، اور از سر نو نکاح پڑھانے کی نوبت آگئی، اِس کے بعد زید نے اپنی بیوی کو دین مہر معاف کرنے کی شرط پر تین گواہوں کی موجودگی میں دو طلاق بائن دی، اور زید نے تحریری شکل میں طلاق نامہ بھیجا؛ لیکن زید کی بیوی کی طرف سے اب تک زید کے پاس معافی نامہ کی کوئی اطلاع نہیں ملی ہے، اب اگر وہ مہر معاف کردے، اس کے بعد زید چاہے کہ رجوع کرلے تو اس کی کیا صورت نکلے گی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں جب کہ زید نے مہر معاف کرنے کی شرط پر طلاق دی ہے، تو یہ طلاق بیوی کے قبول کرنے پر موقوف رہے گی، اگر اُس نے قبول کرلیا

ہے تو دونوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی، اور چوں کہ پہلے بھی ایک طلاق دے چکا ہے، اس لئے تین کا عدد پورا ہوکر وہ مغلظہ ہوجائے گی، بلا حلالہ شرعیہ زید کا اس سے نکاح نہیں ہوسکتا، اور اگر بیوی نے قبول نہیں کیا ہے تو دوطلاقیں واقع نہیں ہوئیں؛ بلکہ وہ بدستور زید کی بیوی ہے۔

وفيها أيضا قال: خالعتك على كذا و سمى مالا معلوماً لايقع الطلاق ما لم تقبل، كما لو قال: طلقتك على ألف أي لأنه معلق على القبول. (شامي، باب الخلع / قبيل مطلب: ألفاظ الخلع خمسة ۸۸/۵ زكريا، ۴۴۲/۳ دار الفكر بيروت)

والزوج الثاني يهدم بالدخول فلو لم يدخل لم يهدم اتفاقاً. قنيه. ما دون الثلاث أيضاً. (تنوير الأبصار مع الدر المختار، باب الرجعة / مطلب: مسألة الهدم ۵۲/۵ زكريا، ۴۱۸/۳ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۳/۲/۳ھ

طلاقِ معلق میں حرمتِ مغلظہ سے بچنے کا حیلہ

سوال (۴۷۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اپنی بیوی ہندہ کو کہا کہ اگر تم بکر کی بیوی زاہدہ سے گفتگو کروگی تو تم کو ایک دو تین طلاق، واضح رہے کہ زید کی بیوی ہندہ بکر کی بیوی زاہدہ سے بحکم شوہر گفتگو کرنا چاہتی ہے، تو اس کی کیا صورت ہوگی؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: مسئولہ صورت میں حرمتِ مغلظہ سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ زید اپنی بیوی ہندہ کو ایک طلاق دیدے اور جب اس طلاق کی عدت (تین ماہواری) گذر جائے تو وہ بیوی بکر کی بیوی زاہدہ سے گفتگو کرلے، اِس کے بعد زید اپنی سابقہ بیوی ہندہ سے نکاح کی تجدید کرلے، تو اب اگر وہ ہندہ زاہدہ سے بات کرے گی تو کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

فحيلة من علق الثلاث بدخول الدار أن يطلقها واحدة، ثم بعد العدة تدخلها فتنحل اليمين فينكحها . (الدر المختار ۳/ ۳۵ کراچی، ٤/ ٦٠٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳۰/ ۱۰/ ۱۴۱۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شرط لگائی کہ اگر میری فلاں لڑکی سے شادی نہ ہوئی، تو پہلی بیوی کو طلاق، اب شرط سے بچنے کی کیا شکل ہے؟

سوال (۴۷۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کی پہلی شادی ہندہ سے ہوئی ہے، اب زید دوسری شادی کرنا چاہتا ہے، اور جب اس کو دوسری شادی کرنے سے منع کیا گیا تو اس نے شرط لگادی کہ اگر میری دوسری شادی اُس سے نہیں ہوئی، جسے میں چاہتا ہوں تو پہلی بیوی کو طلاق؛ لیکن اب زید شرط کو واپس لینا چاہتا ہے، آیا اس شرط کو واپس لینے کی صورت میں پہلی بیوی کو طلاق ہوگی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں فی الحال پہلی بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی، اگر زید کی مطلوبہ عورت سے اُس کی شادی نہ ہوئی؛ تا آں کہ خود زید کا انتقال ہوگیا یا دوسری عورت کا انتقال ہوگیا، تو اگر اُس وقت پہلی بیوی باحیات ہو تو اُس پر طلاق واقع ہوجائے گی؛ اس لئے کہ تعلیق میں زید نے کوئی وقت متعین نہیں کیا ہے۔

بخلاف ما إذا كان شرط الحنث أمراً عدمياً مثل إن لم أكلم زيداً وإن لم أدخل؛ فإنها لا تبطل بفوت المحل؛ بل يتحقق به الحنث لليأس من شرط البر، وهٰذا إذا لم يكن شرط البر مستحيلاً. (شامي، باب التعليق / مطلب في مسئلة الكوز ٤/ ٦٠١ زكريا، ٣/ ٣٤٩ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/ ۲/ ۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

معلق تین طلاق کے نفاذ سے بچنے کا راستہ

سوال (۴۷۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عمر نے زید کے ساتھ نازیبا سلوک کیا رنجیدہ خاطر زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ ''اگر تو عمر کے یہاں (گھر) گئی اور اُس سے کسی قسم کا تعلق رکھا تو تجھے طلاق ہے''۔ عمر ایک قریبی رشتہ دار ہے اور وہ اب بہت بیمار ہے جس کی وجہ سے دیگر عزیز واقرباء کا دباؤ بڑھ رہا ہے کہ وہ اس کی عیادت کرے اور اپنی بیوی کو بھی جانے دے، زید ایک دین دار آدمی ہے، وہ اِن حالات میں چاہتا ہے کہ بیوی کو عمر کی عیادت کے لئے اس کے گھر جانے کی اِجازت دے دے، اگرچہ زید کا دل صاف نہیں ہے؛ لیکن زید اب زیادہ سختی کا موقف اپنانا نہیں چاہتا، اس لئے مذکورہ بالا طلاق کے لفظ کے نفاذ سے بچنے کے لئے از روئے شریعت کیا کافی ہوگا؟ یعنی صرف اِجازت دے دینا یا اس کے ساتھ کسی قسم کا کفارہ بھی اَدا کرنا لازم ہوگا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں جب کہ زید نے طلاق کو گھر جانے پر معلق کر دیا ہے، تو بعد میں اجازت دینے یا کفارہ وغیرہ ادا کرنے سے وہ تعلیق ختم نہ ہوگی؛ بلکہ عمر کے گھر جاتے ہی بیوی پر طلاق پڑ جائے گی، اب اگر ایک طلاق کو معلق کیا ہے تو رجعت کی صورت یہ ہے کہ بیوی کے عمر کے گھر جانے کے بعد اس سے رجوع کرلے اور اگر تین طلاقوں کو معلق کیا ہے، تو تین طلاق کے نفاذ سے بچنے کا حیلہ یہ ہے کہ اولاً بیوی کو ایک طلاق دے دے، پھر عدت گزرنے کے بعد بیوی عمر کے گھر چلی جائے، اس کے بعد پھر زید اس سے نکاح کرلے۔

وتنحل اليمين بعد وجود الشرط مطلقاً لكن إن وجد في الملك طلقت وعتق وإلا لا، فحيلة من علق الثلاث بدخول الدار أن يطلقها واحدة ثم بعد العدة تدخلها فتنحل اليمين فينكحها. (كذا في الدر المختار، باب التعليق / مطلب: اختلاف الزوجين في وجود الشرط ٦٠٩/٤ زكريا، ٣٥٥/٣ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۰/۳/۱۴۱۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کہا ”آج کے بعد اپنے بھائیوں میں گئی تو تجھے تین طلاق“ اِس سے بچنے کی کیا شکل ہے؟

سوال (۴۷۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ ”اگر آج کے بعد اپنے بھائی بھائیوں میں گئی تو تجھ پر تین طلاق“، میری بیوی تب سے ابھی تک اپنے گھر نہیں گئی ہے؛ لہٰذا آپ یہ بتائیں کہ اِس بات سے کیسے بچا جاسکتا ہے؟ اور بیوی اپنے گھر کیسے جاسکتی ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسی صورت میں تین طلاق سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو ایک طلاق دے کر الگ کردے، پھر عورت تین ماہواری گذارے یا حاملہ ہونے کی صورت میں بچہ کی پیدائش ہوجائے، اس طرح عدت پوری ہونے کے بعد عورت شوہر کے نکاح سے باہر ہوجائے گی، اب وہ اپنے میکہ چلی جائے، اس سے عورت پر کوئی طلاق نہ ہوگی؛ کیوں کہ دونوں کے درمیان اب رشتہ نکاح باقی نہیں رہا، اس کے بعد شوہر دوبارہ عورت سے نکاح کرلے اور پھر عورت بار بار اپنے میکہ آتی جاتی رہے، اس سے عورت پر کوئی طلاق نہ ہوگی۔

(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۱/ ۲۳۰، فتاویٰ رحیمیہ ۵/ ۳۰۸، فتاویٰ دارالعلوم ۹/ ۱۴۱، امداد المفتیین ۶۵۸)

فحيلة من علق الثلاث بدخول الدار أن يطلقها واحدة ثم بعد العدة تدخلها فتنحل اليمين فينكحها. (شامي ٤/ ٦٠٩ زكريا، مجمع الأنهر ١/ ٤٢١ دار إحياء التراث العربي بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۲/۷/۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کہا ''اگر فلاں لڑکی کے علاوہ کسی سے نکاح کروں تو اُسے تین طلاق''، اِس تعلیق سے چھٹکارے کا طریقہ کیا ہے؟

سوال (۴۷۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: محمد ذاکر کو ایک لڑکی سے محبت ہوگئی، لڑکی کے والدین کسی بھی صورت میں اپنی لڑکی کا نکاح ذاکر کے ساتھ کرنے سے راضی نہیں تھے، لوگوں نے لاعلم ذاکر سے ایک طریقہ اپنانے کو کہا؛ تاکہ لڑکی کے والدین پر اس رشتہ کے لئے دباؤ ڈالا جاسکے، تو اس نے اس طریقہ کو اختیار کرتے ہوئے لوگوں کے روبرو کہا کہ: ''اگر اس لڑکی کے علاوہ کسی بھی لڑکی سے میرا نکاح ہوگا تو اس کو تین طلاق'' بعدہ اس لڑکی کا غیر سے نکاح بھی ہوگیا۔ تو دریافت یہ کرنا ہے کہ اب ذاکر مطلق نکاح کے لئے بے چین ہے، کیا شریعتِ مطہرہ میں کوئی حیلہ وتدبیر اس تعلیق سے چھٹکارے کی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں ذاکر پہلی مرتبہ جس لڑکی سے نکاح کرے گا، اس پر نکاح ہوتے ہی تین طلاقیں پڑ جائیں گی، اور وہ ذاکر کے لئے حلال نہ رہے گی؛ لیکن اس کے بعد اگر وہ دوسرا نکاح کسی اور لڑکی سے کرے گا، تو اس پر کوئی طلاق واقع نہ ہوگی؛ کیوں کہ مذکورہ تعلیق پہلے نکاح وطلاق سے ختم ہوچکی ہے۔

تنحل أي تبطل اليمين ببطلاق التعليق أو وجد الشرط مرة (درمختار) **حتى لو قال أي امرأة أتزوجها فهي طالق لا يقع إلا على امرأة واحدة.** (الدر المختار مع الشامي / باب التعليق، مطلب ما يكون في حكم الشرط ٤/٥٠٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۳/۱۰/۲۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

معلق تین طلاقوں سے بچنے کی تدبیر میں عدت گذرنا شرط ہے یا نہیں؟

سوال (۴۷۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: وقوع طلاق ثلاثہ سے بچنے کی یہ تدبیر لکھی ہے کہ طلاق بائن دے کر عدت گذار کر نکاح ثانی کرلے، جب کہ جواہر الفقہ میں لکھا ہے کہ عدت گذارے بغیر نکاح ثانی کرلے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تین طلاق سے بچنے کیلئے جو حیلہ کتبِ فقہ میں لکھا گیا ہے، اس میں عدت گذرنے کی شرط ہے، خواہ طلاق رجعی ہو یا بائن؛ البتہ اگر عورت غیر مدخول بہا ہو تو چونکہ وہ ایک ہی طلاق سے بائنہ ہوجاتی ہے اور اس پر عدت بھی نہیں ہے، اس لئے اس میں یہ شرط نہیں ہے، اور جواہر الفقہ کے جس فتویٰ کا ذکر کیا گیا ہے، اس میں عدت گذرنے کی شرط سے غالباً ذہول ہوگیا۔ اور طلاقِ بائنہ کے بعد بھی عدت مشروط ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس طلاق کے باوجود عدت کے اندر اندر تک وہ عورت محل طلاق رہتی ہے؛ اس لئے اس عرصہ میں اگر تعلیق کی شرط پائی گئی تو مزید طلاق واقع ہوجائے گی؛ البتہ عدت گذرنے کے بعد وہ محل طلاق ہی نہیں رہتی؛ اس لئے شرط کا وجود بے دخل ہوجائے گا۔

فحيلة من علّق الثلاث بدخول الدار أن يطلقها واحدة، ثم بعد العدة تدخلها، فتنحل اليمين فينكحها. (درمختار ٦٠٩/٤ زكريا)

الصريح يلحق الصريح والبائن، والبائن يلحق الصريح. (تنوير الأبصار مع الدر المختار ٥٤٠/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱/۱/۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاق کو یمین فور پر معلق کرنا؟

سوال (۴۷۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شوہر اور بیوی کہیں دعوت میں گئے اور رات میں دونوں کے درمیان کسی طرح کی کوئی بات ہوگئی، تو بیوی تیار ہوکر آنے لگی، شوہر نے کہا کہ ”اگر تو گئی تو تجھے طلاق“۔ یہ سنتے ہی بیوی گھر میں بیٹھ

گئی اوراس مسئلہ کوکئی دن ہوگئے، وہ ابھی تک وہیں ہے، کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوگئی یانہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ مسئلہ طلاق فور کا ہے، اگر وہ عورت اُسی وقت دعوت کے مکان سے فوراً چلی جاتی تو طلاق واقع ہوتی، جب وہ اُسی وقت نہیں گئی تو اب بعد میں وہاں سے آنے میں کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

تهيأت للخروج فحلف لا تخرج، فإذا جلست ساعة ثم خرجت لا يحنث؛ لأن قصده منعها من الخروج الذي تهيأت له فكأنه قال إن خرجت الساعة. (شامي / مطلب في يمين الفور ٤/٥٥٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۱/۵/۱۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

’’کلما‘‘ کی قسم کھا کر طلاق کو کسی کام پر معلق کرنا؟

سوال (۴۷۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جب جب والے سوال کا جواب جس پر ۲۷۷ نمبر پڑا ہوا ہے، میں خود جا کر لے آیا تھا، ایک ممتحن کی تاریخ لینی تھی دونوں کام ہوگئے تھے، جواب پڑھ کر کچھ باتیں ذہن میں آئیں اور کچھ پہلے سے ہی ذہن میں تھیں، ان سب باتوں کو آپ کی خدمت میں نہایت ادب کے ساتھ ارسال کر رہا ہوں جواب سے نوازیں۔

(۱) جب جب والے سوال کے جواب میں آپ نے جملہ ایمان میں سے نمبر دو کی یمین جو پہلی یمین سے تقریباً تین سال بعد کھائی گئی ہے اس پر حکم کو دائر کر کے حرمت غلیظہ کو ثابت کیا ہے، سب کو دفعۃً واحدۃ واقع کر کے اور زائد از ثلاثہ کو لغو کر کے حرمت غلیظہ کو ثابت نہیں کیا ہے، لہذا اس صورت میں عرض یہ ہے کہ نمبر ایک کی یمین جس میں طلاق کے عدد کا ذکر نہیں ہے اس کا اعتبار کر کے اسی سے عورت کو بائنہ قرار کیوں نہ دیا، اس کو چھوڑنے اور نظر انداز کرنے کی کیا وجہ ہے؟

غیر مدخول بہا کو اگر بیک لفظ تین طلاقیں دی جائیں مثلاً "أنت طالق ثلاثا" تو تجزی نہ ہونے کی وجہ سے تینوں واقع ہوجاتی ہیں اور عورت مغلظہ ہوجاتی ہے؛ لیکن اگر بیک وقت تین لفظوں سے علیحدہ علیحدہ طلاقیں دی جائیں، مثلاً کہے: ''أنت طالق طالق طالق'' تو پہلی سے ہی عورت بائنہ ہوجاتی ہے اور دوسری تیسری کا محل نہیں رہتی اور بغیر حلالہ کے نکاح شوہر اول سے درست رہتا ہے، یہ مسئلہ مفتیان کے درمیان مشہور ومعروف ہے۔

جب جب والے سوال میں مذکور طلاقوں کے وقوع کی کیا کیفیت ہوگی، ہر ایک یمین دوسری یمین سے زمانا منفصل ہے، اگر وجود شرط کے وقت سب کا وقوع ہوبھی تو زماناً انفصال کیوجہ سے کم ازکم ''أنت طالق طالق طالق'' یعنی علیحدہ علیحدہ الفاظ کے مرتبہ میں ہوکر ان میں سے صرف پہلی سے عورت بائنہ ہونی چاہئے، سب الگ الگ کو "أنت طالق ثلاثا" کے مرتبہ میں کیسے کیا جاسکتا ہے، جب کہ اس کا برعکس درست نہیں ہے، اور اگر وجودِ شرط کے وقت سب کا وقوع نہیں ہوتا، جیسا کہ آپ کے ہزار طلاق والے الفاظ پر جواب کے انحصار سے یہی معلوم ہوتا ہے، تو اِس صورت میں تو پہلی ہی طلاق کے لفظ سے جس میں کسی عدد کا ذکر نہیں عورت بائنہ ہونی چاہئے، اور غیر مدخول بہا ہونے کی وجہ سے باقی کیلئے محل نہ رہنی چاہئے۔ بدائع الصنائع ۳/۲۱۹، دارالکتاب دیوبند اس میں یہ عبارت ہے:

لو قال لها: إن دخلت هذه الدار فأنت طالق، ثم قال في اليوم الثاني: إن دخلت هٰذه الدار الأخرى فأنت طالق، ثم قال في اليوم الثالث: إن دخلت هٰذه الدار فأنت طالق، لايقع بكل دخلة إلا طلاق واحد؛ لأن الموجود ثلاثة أيمان لكل واحد شرط على حدة.

جب جب والے مسئلہ میں شروع کی تین قسموں (جن میں ہزار والی بھی ہے) کی شرط علیحدہ علیحدہ ہے؛ لہٰذا اُن میں سے ایک واقع ہوگی اور وہ ایک شروع والی ہوگی جس میں عدد کا ذکر نہیں۔ **لعدم دليل ترجيح الثاني والثالث**۔ اس طرح سے ہزار والی سے چھٹکارا مل جائے گا۔

حضرت آپ اس کا جواب اگر تحریر فرمادیں تو بہت اچھا ہوگا، یہاں حالات بہت نازک ہیں،

نا قابل بیان ہیں، جب جب والا مسئلہ دار العلوم دیوبند بھی ارسال کیا تھا، اتنا عجیب اور روکھا جواب دیا ہے کہ اس پر جس قدر بھی افسوس کیا جائے کم ہے، اس طرح کے مسائل میں اگر ہم اپنے بڑوں کی طرف رجوع نہ کریں تو آخر کس کی طرف کریں؟ ٹھیک ہے حالف نے بہت غلط کیا ہے؛ لیکن اس غلطی کی وجہ سے اسے دھتکارہ بھی نہیں جا سکتا، نیز اب وہ خرافاتی کاموں سے توبہ بھی کر چکا ہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بدائع الصنائع کی ذکر کردہ عبارت سے آپ کو اشتباہ ہوگیا؛ حالاں کہ زیر بحث مسئلہ میں اور بدائع میں ذکر کردہ صورت مسئلہ میں واضح فرق ہے۔ بدائع کی مذکورہ عبارت کا مصداق وہ صورت ہے جب تین الگ الگ کاموں پر طلاق کو معلق کیا ہوا اور ابھی حنث کا تحقق نہیں ہوا، تو بعد میں جب بھی حنث کا تحقق ہوگا بالترتیب ایک ایک طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر عورت غیر مدخولہ ہو تو پہلی طلاق سے بائنہ ہو جائے گی، اور آپ کے زیر بحث مسئلہ میں دوہری قسموں کا معاملہ ہے، ایک عمل نہ کرنے کی قسم جو جدا جدا ہیں۔ اور ایک نکاح پر طلاق معلق کرنے کی قسم یہ امر واحد ہے، تو اعمال نہ کرنے والی قسموں میں مذکورہ شخص پہلے ہی حانث ہو چکا ہے، اب رہ گیا نکاح کا عمل اس کا تحقق بعد میں ہوا؛ لہٰذا اِس عمل واحد کے متحقق ہوتے ہی اُس پر معلق سب طلاقیں واقع ہو جائیں گی، اور عورت مغلظہ ہو جائے گی، اب حلالہ کے بغیر بذریعہ فضولی بھی اس کا نکاح مذکورہ شوہر سے نہیں ہو سکتا، اس فرق کو اچھی طرح سمجھنے کی ضرورت ہے، اسی جانب بدائع الصنائع کی درج ذیل عبارت میں اشارہ کیا گیا ہے۔

إذا قال لامرأته: إن دخلت هٰذه الدار فأنت طالق، ثم قال في اليوم الثاني: إن دخلت هٰذه الدار فأنت طالق، ثم قال في اليوم الثالث: إن دخلت هٰذه الدار فأنت طالق، ثم دخلت الدار أنه يقع الثلاث: وإن كان الإيقاع متفرقا الخ. (بدائع الصنائع ۲۱۹/۳ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۲۶/۸/۲۹ھ

محض کلما کی قسم کھانے سے قسم منعقد نہیں ہوتی

سوال (۴۸۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید اور عمر کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہوا، جس پر عمر نے زید سے کہا کہ تم کلما کی قسم کھا کر یہ بات کہو، اس پر زید نے کہا کہ کلما میں کیا رکھا ہے؟ میں خالی لفظ کلما کی قسم کھا کر یہ کہتا ہوں کہ تم نے اس طرح سے کہا تھا، حالانکہ عمر نے ایسا نہیں کہا تھا، اس کے بعد عمر نے زید سے کہا کہ اب تم نکاح نہیں کر سکتے، جس پر زید نے کہا کہ میں نے تو صرف لفظ کلما کی قسم کھائی ہے، یہ تو نہیں کہا کہ جب میں نکاح کروں تب میری بیوی کو طلاق ہو، اور نہ تم نے یہ بتایا تھا کہ خالی لفظ کلما کی قسم سے بھی ایسا ہوجاتا ہے، اور نہ مجھے یہ معلوم تھا، اور نہ میری نیت اور ارادہ میں ایسی بات تھی، اگر مجھ کو یہ معلوم ہوتا یا تم مجھ کو بتاتے کہ خالی لفظ کلما کی قسم سے بھی ایسا ہوجاتا ہے تو میں ہرگز نہ کھاتا، تو کیا زید اب ہرگز نکاح نہیں کرسکتا؟ جواب عنایت فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اُردو زبان میں محض لفظ کلما کی قسم کھانے سے قسم منعقد نہیں ہوتی، کیونکہ یہ غیر اللہ کی قسم ہے، جس کا شریعت میں اعتبار نہیں ہے، البتہ اگر زید یہ کہتا کہ اگر میں نکاح کروں یا جب بھی میں نکاح کروں تو بیوی پر طلاق، تو اس وقت عمر کی بات صحیح ہوتی اور نکاح کرنا مشکل ہوتا۔ (مستفاد: فتاوی محمودیہ ۱۳/۹۰ ڈابھیل) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۱۱/۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نابالغ سے کلما کی قسم کھلوانا

سوال (۴۸۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کسی بچہ نے کسی کا رکھا ہوا بتاشہ اس کی عدم موجودگی میں کھا لیا ہو، یا یوں سمجھا جائے کہ اس نے چرا کر کھالیا ہو، اور وہ بچہ نابالغ ہو، اس کو کی قسم کھلا دی گئی ہو، اس کو یہ معلوم نہیں کہ کلما کی قسم کے

معنی کیا ہیں، وہ صرف اتنا جانتا ہے کہ بیوی حرام ہوجاتی ہے، اور جس کا بتاشہ کھایا تھا اس نے یہ کہا کہ تم کلما کی قسم کھاؤ تب تم کو چھوڑوں گا، اس نے یہ بھی کہا کہ اگر تم نے بتاشہ کھایا ہوگا، تو تمہاری بیوی تم پر حرام ہوجائے گی، اور وہ نابالغ بچہ ڈر کے مارے قسم کھالے کہ اگر میں قسم نہیں کھاؤں گا تو مجھ کو ماریں گے یا چور کہیں گے، تو اس نے قسم کھالی، اب جب وہ لڑکا بالغ ہوگیا اور اس کی شادی ہوگئی ہے، تو آپ حضرات کے نزدیک اس کا کیا مسئلہ ہے؟ کیا اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نابالغ کی قسم منعقد نہیں ہوتی؛ لہٰذا صورتِ مسئولہ میں نابالغ کے قسم کھانے کی بناء پر آئندہ کوئی اثر وغیرہ مرتب نہ ہوگا۔

وشرطها: الإسلام والتكليف، وتحته في الشامي: وفسر في الحواشي السعدية: التكليف بالإسلام والعقل والبلوغ. (شامي ۷۰٤/۳ کراچی، الدر المختار مع الشامي ٤۷۲/٥ زکریا)

وأما شرائطها في اليمين بالله تعالىٰ، ففي الحالف أن يكون عاقلا بالغا فلا يصح يمين المجنون والصبي وإن كانا عاقلا. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الأيمان / الباب الأول ۲/۱ ٥ زکریا، البحر الرائق / كتاب الأيمان ۲۷۷/٤ کوئٹہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۱۲/۹/۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کہا ''اگر تو فلاں بات سے باز نہ آئی تو تجھے طلاق دیدوں گا''

سوال (۴۸۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بیوی نے شوہر سے کہا کہ تمہارا دوسری لڑکی سے ناجائز تعلق ہے، مگر شوہر اس بات سے انکار کرتا رہا، بالآخر عاجز آکر شوہر نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو یہ بات کہنے سے باز نہیں آئے گی تو تجھے طلاق دے دوں گا، یہ بات کہنے کے بعد دوبارہ بیوی نے شوہر کو وہی بات کہہ دی جس بات پر

طلاق دینے کی شرط لگائی تھی، دوبارہ بیوی کے کہنے پر بیوی کو مارنے پیٹنے لگا، لوگوں نے شوہر سے پوچھا کہ تم نے اپنی بیوی کو طلاق دی کہ نہیں؟ تو شوہر نے جواب دیا کہ جو مجھ کو کرنا تھا کر دیا، اب بتلایئے کہ اس صورت میں بیوی پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں لڑکی کی جانب سے شوہر پر ناجائز تعلق کا الزام لگانے کی بات پر شوہر کا یہ کہنا کہ ''اگر تو یہ بات کہنے سے باز نہیں آئے گی تو تجھے طلاق دے دوں گا''، تعلیق طلاق نہیں ہے؛ بلکہ محض دھمکی ہے؛ لہٰذا بعد میں لڑکی کی طرف سے دوبارہ الزام کی بات دہرانے سے اس پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی، اب آگے شوہر کا بیوی کو مارنے پیٹنے کے بعد لوگوں کے پوچھنے پر یہ کہنا کہ ''جو مجھ کو کرنا تھا کر دیا'' اس سے بظاہر مارنے پیٹنے ہی کی طرف اشارہ ہے، اس سے طلاق مراد نہیں لی گئی؛ لہٰذا اس سے بھی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (عزیز الفتاویٰ ۴۸۴، مستفاد: فتاویٰ دار العلوم ۹/۱۰۰)

قال في الدر المختار: أو أنا أطلق كنفس لم يقع؛ لأنه وعد. (الدرالمختار على هامش الرد المختار ٥٩/٤ ٥ زكريا، الرد المحتار ٦٠٧/٢ مصري)

لا يقع الطلاق بأطلقک لأنه وعد. (الفتاویٰ الهندية ٣٨٤/١ بحواله: فتاویٰ دارالعلوم ٨٣/٩) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۶/۲/۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ایک ہزار طلاق کو کسی عمل پر معلق کر کے حانث ہوگیا، پھر بغیر حلالہ کے نکاحِ فضول کرلیا؟

سوال (۴۸۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے ایک کام نہ کرنے پر ''کلما'' کی قسم کھائی، قسم میں جب جب کے الفاظ تھے، شادی

پر طلاق معلق کر دی، لفظ طلاق کیساتھ کسی عدد کا ذکر نہیں تھا، کچھ دنوں بعد زید نے وہ کام کر ڈالا، زید اپنی قسم میں حانث ہوگیا، تقریباً تین سال بعد زید نے ایک ''کلما'' کی قسم اور کھائی، یہ قسم بھی ایک کام نہ کرنے پر تھی، اس میں یہ الفاظ تھے کہ جب جب میں شادی کروں میری بیوی کو سو طلاق، ایک ہزار طلاق، اگر میں فلاں کام کروں (سو اور ایک ہزار کے عدد سے یقیناً تاکید مقصود تھی) یہ فلاں کام بھی زید نے کر ڈالا، اس دوسری قسم کو توڑتے ہوئے زید کے ذہن میں یہ بات تھی کہ حانث تو میں پہلی ہی قسم میں ہو چکا ہوں، اب تو نکاح بالفضولی ہی ہوسکتا ہے، اس لئے دوسری قسم توڑ دوں یا نہ توڑوں اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا، یہ سمجھ کر زید نے دوسری قسم بھی توڑ ڈالی یعنی فلاں کام کرلیا، کچھ دنوں کے بعد زید نے ایک اور کام نہ کرنے پر ''کلما'' کی قسم کھائی کہ جب جب میں شادی کروں میری بیوی کو طلاق اگر میں فلاں کام کروں، اس فلاں کام کو بھی (یہی سمجھ کر کہ اب تو پہلے ہی سے دیگر قسموں میں حانث ہوں) کر ڈالا، اس قسم میں طلاق کے ساتھ کسی عدد کا ذکر نہیں تھا، تقریباً ایک ڈیڑھ سال بعد زید نے ایک گذشتہ واقعہ پر چار مرتبہ ایک ایک گھنٹہ کے فاصلہ سے جھوٹی ''کلما'' کی قسم کھائی، الفاظ یہ تھے ''جب جب میں شادی کروں میری بیوی کو طلاق، اگر میں نے فلاں کام کیا ہو'' حالانکہ زید نے فلاں کام کر رکھا تھا، اب ہوتا یہ ہے کہ زید کی عمومی طریقہ پر شادی ہوجاتی ہے، شادی ہوتے ہی اس عورت غیر مدخول بہا پر طلاق واقع ہونی ہی تھی، زید کا بعد میں نکاح بالفضولی ہوگیا۔

آپ کے سامنے زید نے اپنی ساری زندگی کی قسم سے متعلق تفصیل بیان کر دی، یہ سب غلطیاں زید سے نادانی میں ہوگئی ہیں، اب زید کو بہت احساس ہے، اللہ سے پکی سچی توبہ کر چکا ہے، اللہ سے معافی کی قوی امید ہے، لیکن زید بہت زیادہ متفکر ہے، بے چین و پریشان ہے، یہ سوچ کر کہ کہیں نکاح بالفضولی سے قبل حلالہ کی ضرورت تو نہ تھی، یہ بات اس کے ذہن میں اب آرہی ہے، آپ ایسا حل نکال دیجئے کہ موجودہ نکاح بالفضولی ہی درست رہے، یہ واضح رہے کہ قسموں کے مابین کافی فاصلہ بھی ہے، نیز شروع کی تین قسموں کی شرط علیحدہ علیحدہ ہے، نیز سو اور ایک ہزار کے عدد سے تاکید مقصود تھی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بیوی کی ایک ہزار طلاق کوکسی عمل پر معلق کرنے کے بعد اگر مذکورہ شخص حانث ہوگیا، تو اب جب بھی وہ کسی عورت سے عمومی طور پر نکاح کرے گا اس کی وہ بیوی خلوت سے قبل ہی فوری طور پر مغلظہ ہو جائے گی اور حلالہ شرعیہ کے بغیر اس کا فضولی کے ذریعہ نکاح بھی شوہر اول سے نہیں ہوسکے گا؛ لہٰذا مسئولہ صورت میں حلالہ سے قبل جو نکاح ہوا ہے وہ جائز نہیں ہے، زوجین میں فوراً تفریق لازم ہے، تفریق کے بعد عدت گذارنے کے بعد پہلے شوہر سے بذریعہ فضولی نکاح کی گنجائش ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۳۱۲/۹)

وفيها كلها تنحل أي تبطل اليمين إذا وجد الشرط مرة إلا في كلما، فإنه ينحل بعد الثلاث فلا يقع إن نكحها بعد زوج آخر، إلا إذا دخلت كلما على التزوج نحو كلما تزوجتک فأنت كذا لدخولها على سبب الملک وهو غير متناهٍ. (الدر المختار مع الشامي / باب التعليق، مطلب: ما يكون في حكم الشرط ۲۵۳/۳ دار الفكر بيروت، ٦٠٥/٤ زكريا، الفتاوىٰ الهندية / في ألفاظ الشرط ٤١٥/١ زكريا)

وإن كان الطلاق ثلاثا في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجًا غيره نكاحًا صحيحًا، ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها، ولا فرق في ذٰلک بين كون المطلقة مدخولا بها أو غير مدخول بها، كذا في فتح القدير.

(الفتاوىٰ الهندية ٤٧٣/١)

ولو قال لها ولم يدخل بها: أنت طالق إحدى وعشرين تقع الثلاث عند علمائنا الثلاثة. (الفتاوىٰ الهندية ٣٧٣/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۶/۷/۲۵ھ

رجعت کے مسائل

رجعت کا طریقہ

سوال (۴۸۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص زید نے طلاق رجعی دے کر اَپنی بیوی سے دورانِ عدت رجعت کرلی ہو، تو کیا وہ اُن کے نکاح وزوجیت میں آگئی اور بیوی کے والدین پر اُس کو بھیجنا شوہر کے پاس لازم ہے یا نہیں؟ اور بیوی کو بعد رجعت کسی دوسرے سے نکاح کا اختیار ہوگا، اور رجعت کیسے کی جاتی ہے؟ بیوی کا سامنے ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ بیوی سے پوچھنا ضروری ہے یا نہیں؟ دو نمازی پرہیزگار گواہوں کے سامنے کہنا کافی ہے کہ میں نے اپنے نکاح میں واپس لیا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر واقعۃً زید نے اَپنی بیوی کو طلاقِ رجعی دی ہے، تو عدت کے اندر اندر اُسے رجعت کرنے کا حق ہے، اور رجعت کے لئے نہ تو اُس کی بیوی کا سامنے ہونا ضروری ہے اور نہ اُس کی اجازت شرط ہے؛ بلکہ جب شوہر یہ کہہ دے کہ میں نے رجعت کرلی تو رجعت صحیح ہوجاتی ہے، پھر بھی بہتر یہ ہے کہ رجعت کرنے پر دو گواہ بنالے اور جب رجعت کرلی جائے تو پھر بیوی کو شوہر کے پاس آنا ضروری ہوگا، بیوی کے گھر والوں کے لئے اُسے زبردستی شوہر سے دور رکھنے کی اِجازت نہیں ہے۔

عن سعيد بن المسيب أن علي بن أبي طالب رضي اللّٰه عنه قال: إذا طلق الرجل امرأته فهو أحق بها، حتى تغتسل من الحيضة الثالثة، في الواحدة والثنتين. (السنن الكبرىٰ للبيهقي / باب من قال: الأقراء الحيض ۱۱/۳۷۷ رقم: ۱۵۷۹۹)

عن عمران بن حصين رضي الله عنه سئل عن الرجل يطلق امرأته ثم يقع بها، ولم يشهد على طلاقها ولا على رجعتها، فقال: طلقت لغير سنة، وراجعت لغير سنة، أشهد على طلاقها وعلى رجعتها، ولا تعد. (سنن أبي داؤد رقم: ٢١٨٦ سنن ابن ماجة رقم: ٢٠٢٥، إعلاء السنن ٢٣٥/١١ رقم: ٣٣٠١ دار الكتب العلمية بيروت)

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلک أو لم ترض ...... والرجعة أن يقول راجعتک أو راجعت امرأتي ......، ويستحب أن يشهد على الرجعة شاهدين فإن لم يشهد صحت الرجعة. (الهداية ٣٩٥/٢، كذا في الفتاوىٰ الهندية / الباب السادس في الرجعة ٤٧٠/١ زكريا، تبيين الحقائق / باب الرجعة ١٤٩/٣ دار الكتب العلمية بيروت، مجمع الأنهر / باب الرجعة ٤٣٢/١ دار إحياء التراث العربي بيروت، البحر الرائق / باب الرجعة ٨٣/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۴/۶/۲۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ٹیلیفون پر ایک طلاق کے بعد رجعت کی شکل

سوال (۴۸۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: محمد یوسف کو اس کے بھائی شکیل نے ایک بجے رات میں طلاق دینے پر مجبور کردیا، اور سسرال کے پڑوس میں فون پر محمد یوسف نے صرف لفظ طلاق بول دیا؛ تاکہ اُس کے بھائی نے جو اُس کا اِقامہ وغیرہ چھین لیا ہے وہ واپس کردے، محمد یوسف جدہ میں اپنے بھائی کے ہمراہ تجارت کے سلسلہ میں مقیم تھا۔ تو دریافت یہ کرنا ہے کہ بغیر اِرادہ اور نیت کے کیا ایک طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ اگر ہوگئی تو رجعت کی کیا شکل ہوگی؟ کیا بیوی سے ہمبستری ضروری ہے یا صرف رجوع کے الفاظ کہہ دینے سے رجعت ہوجائے گی؟ شرعی حکم کیا ہے؟ تحریر فرمائیں، نوازش ہوگی۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں محمد یوسف کی بیوی پر ایک طلاق

رجعی واقع ہوگئی ہے، اگر وہ عدت کے اندر اندر رجعت کرنا چاہے تو درست ہے، اور رجعت کے لئے ہمبستری ضروری نہیں ہے؛ بلکہ زبانی اور ٹیلیفون پر بھی رجعت کی جا سکتی ہے۔

ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل، ولو عبدا أو مکرها؛ فإن طلاقه صحیح. (الدر المختار مع الشامي ٤/٤٣٨ زکریا)

ویقع بها أي بهذه الالفاظ، وما بمعناها من الصریح واحدة رجعیة، وإن نوی خلافها أو لم ینو شیئا. (الدر المختار مع الشامي ٤/٤٥٨ زکریا)

وتصح الرجعة مع إکراه وهزل ولعب وخطأ بنحو راجعتک ورددتک ومسکتک بلا نیة؛ لأنه صریح. (الدر المختار مع الشامي ٥/٢٤ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲/۲/۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

طلاقِ رجعی

سوال (۴۸۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کی بیوی ہندہ نے برائے نماز مصلیٰ بچھایا، زید نے کہا کہ ابھی نماز کی نیت مت کر میں یہ سامان اتارلوں، ہندہ نے نیت باندھ لی، زید جب سامان اتار کر پیچھے کو ہٹا تو کوئی چپل ہندہ کے لگ گیا، نماز پڑھ کر ہندہ اور زید میں قدرے جھگڑا ہوگیا، زید اپنی بیوی ہندہ سے بولا کہ تیری ان باتوں پر طلاق بھی دے سکتا ہوں، پھر تھوڑی دیر کے بعد زید بولا کہ میں نے تجھے طلاق دی، اس کے بعد دو تین ماہ ہندہ زید کے پاس بیوی بن کر رہی، زید اُس سے ہنسی مذاق خلوت سب طرح سے پیش آتا رہا، جب ہندہ اپنے باپ کے گھر پہنچی، تو اپنے والدین سے ہندہ نے کہا کہ مجھ سے اس طرح کہا تھا کہ میں نے تجھے فارغ خطی دی، طلاق کا لفظ نہیں آیا تھا، زید نے کہا میں نے لفظ طلاق کہا تھا، آپ شریعتِ مقدسہ کی روشنی میں مسئلہ کا حل فرما کر ممنون ومشکور رہوں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں چوں کہ زید ایک طلاق کا اقرار کررہا ہے؛ لہٰذا اس کی بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے، پھر حسبِ تحریر سوال بعد میں وہ

دونوں زن وشوئی کی طرح یکجا رہے ہیں؛ لہٰذا رجوع بھی صحیح ہوگیا، اب وہ اس کی بیوی ہے، آئندہ اگر وہ دوطلاق بھی دے دے گا تو بیوی پر طلاقِ مغلظہ واقع ہوجائے گی۔

ویقع بها واحدة رجعية. (تنویر الأبصار ٣/٢٤٨)

تصح مع إكراه وهزل ولعب وخطأ بنحو متعلق باستدامة راجعتك ورددتك وسكتك بلانية؛ لأنه صريح وبالفعل مع الكراهة بكل ما يوجب حرمة المصاهرة. (الدر المختار ٣/٣٩٨ کراچی، ٥/٢٤ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۲/۱۲/۲۲ھ

کیا رجعت سے اِنکار کے بعد رجعت کر سکتے ہیں؟

سوال (۴۸۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے اپنی بیوی کو دو طلاق دیں، اس کے تقریباً دس پندرہ دن کے بعد زید کی مطلقہ بیوی نے زید سے دریافت کیا کہ کیا اِرادہ ہے؟ اِس پر زید نے جواب دیا کہ نہیں رکھیں گے۔ گھر چلی جا، تو کیا زید اب رجعت کر سکتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: حسبِ تحریر سوال شوہر نے ''نہیں رکھیں گے گھر چلی جا'' کے الفاظ سے انشاء طلاق کا ارادہ نہیں کیا ہے؛ بلکہ رجعت کا انکار کیا ہے؛ لہٰذا اُس کی بیوی پر دو طلاقوں کے علاوہ مزید کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی، وہ عدت کے اندر بلا نکاح اور عدت کے بعد نکاح سے رجوع کر سکتا ہے۔

أو قال أبطلت رجعتي أولا رجعة لي فله الرجعة بلا عوض. وفي الشامي: لأنه حكم أثبته الشارع غير مقيد برضاها ولا يسقط بالإسقاط كالميراث. (شامي ٣/٤٠٠ کراچی، ٥/٢٧ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۳/۱۲/۲۱ھ

’’میں نے تجھے طلاق دی‘‘ ایک بار کہنے سے طلاق؟

سوال (۴۸۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کی بیوی اور اماں دونوں میں کسی بات پر جھگڑا ہورہا تھا، زید نے بیوی سے کہا خاموش ہوجاؤ وہ نہ مانی، مکرر سہ کرر کہا؛ لیکن پھر بھی نہ مانی زید کو غصہ آیا، اس نے کہا خاموش ہو، ورنہ طلاق دے دوں گا، یہ الفاظ دو مرتبہ کہے، جب نہ مانی تو زید نے تیسری مرتبہ یہ لفظ بھی ایک مرتبہ استعمال کیا کہ میں نے تجھے طلاق دے دی، اور زید یہ لفظ کہہ کر گھر سے باہر چلا گیا۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب زید نے اپنی بیوی کو یہ کہہ دیا کہ میں نے تجھے طلاق دے دی، تو ایک طلاق رجعی ہوگئی، عدت کے اندر اندر بغیر نکاح کئے ہوئے دوبارہ بیوی کو رکھ سکتا ہے، اور لفظ ’’ طلاق دے دوں گا‘‘ سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی۔

ولو قال لامرأته أنت طالق، فقال له رجل: ما قلت؟ فقال: طلقتها أو قال: قلت: هي طالق فهو واحدة في القضاء. (الفتاویٰ الهندية ۱/ ۳۵۵ زکریا)

وإذا أضاف الطلاق إليها كانت طالق – إلى قوله – وقع. (الدر المختار مع الشامي ۳/۲۵٦ كراچی، ٤/٤٦٩ زكريا)

بخلاف قوله: سأطلق ’’طلاق کنم‘‘: لأنه استقبال فلم يكن تحقيقًا بالشک. (الفتاویٰ الهندية ۱/ ۳۸٤ زکریا)

الرجعة استدامة النكاح القائم في العدة؛ لأن الملک باق في العدة زائل بعد انقضائها فمن طلق امرأته ما دون ثلاث بصريح الطلاق أو بالثلاث الأول من كناياته، ولم يصفه أي الطلاق الصريح يضرب من الشدة ولم يكن بمقابلة مال فله أي للزوج أي يراجع، وإن أبت المرأة عن رجوعه؛ لأن الأمر بالإمساک مطلق في التقديرين ما دامت في العدة بقوله: راجعتک أو راجعت امرأتي، أو

بفعل ما يوجب حرمة المصاهرة من وطء ومس ونحوه. (مجمع الأنهر / باب الرجعة ۱/ ٤٣٢ دار إحياء التراث العربي بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۵/۸/۳ھ

حالتِ حمل میں دو طلاق دیں اور وضعِ حمل تک رجعت نہیں کی؟

سوال (۴۸۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے شوہر نے ۱۹۸۷ء میں مجھے دو مرتبہ طلاق دی، پھر میرے پیٹ میں بچی تھی ولادت ہوگئی اور ولادت کے بعد رجوع کرلیا، پھر میں اپنے باپ کے گھر آ گئی؛ کیوں کہ باپ کا قتل ہوگیا تھا، پھر جب میں شوہر کے پاس گئی تو اس نے کہا میرا تمہارا رشتہ ٹوٹ چکا ہے، پھر میں اپنے بچوں سے ملنے جاتی رہی، جو اپنی دادی کے پاس تھے، اب سات سال گذر گئے شوہر نے اس درمیان نہ کوئی خرچ دیا ہے اور نہ کوئی واسطہ ہے، تو کیا طلاق ہوگئی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: آپ کے شوہر نے حالتِ حمل میں دو طلاقیں دیں اور حمل جننے سے قبل رجوع نہیں کیا؛ لہٰذا بلا شبہ آپ مطلقہ ہوچکی ہیں، اور اب آپ کا اس شوہر سے کوئی تعلق نہیں ہے، آپ اپنی مرضی سے جہاں چاہیں اپنا نکاح کر سکتے ہیں۔

قال تعالیٰ: ﴿وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ [الطلاق، جزء آیت: ٤]

ومن كانت حاملاً فعدتها بوضعه، ولو كان بعد الطلاق أو الموت بفواق ناقة في قول جمهور العلماء من السلف والخلف.

أخرج الإمام أحمد بسنده في مسنده عن هشام عن أبيه عن المسور بن مخرمة أن سبيعة الأسلمية توفى عنها زوجها وهي حامل فلم تمكث إلا ليالى حتى وضعت فلما تعلت من نفاسها خطبت، فاستأذنت رسول الله صلى الله عليه وسلم في النكاح، فأذن لها أن تنكح فنكحت. رواه البخاري ومسلم وأبو داؤد والنسائي

وابن ماجة من طرق عنها. (تفسير ابن كثير مكمل سورة الطلاق ص: ١٣٥٤ دار السلام رياض)

وقال العلامة الشامي: وإذا ولدت انقضت العدة فكيف يملك الرجعة.

(الرد المحتار، باب الرجعة / مطلب فيما قيل إن الحبل لا يثبت إلا بالولادة ٤٠٥/٣ دار الفكر بيروت، كذا في الهداية / باب العدة ٢٨٣/٣ مكتبة البشرىٰ كراچی)

وإذا طلق امرأته وهي حامل، أو ولدت منه، وقال: لم أجامعها فله الرجعة ...... وأما إذا ولدت منه بعد الطلاق وتنقضي العدة بالولادة فلا تتصور الرجعة.

(الفتاوىٰ التاتارخانية ١٤٦/٥ زكريا، كذا في الشامي / باب الرجعة ٤٠٥/٣ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۴۱۵/۱۱/۳ھ

ایک یا دومرتبہ طلاق دے کر رجوع کی کیا شکل ہے؟

سوال (۴۹۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کسی شخص نے اپنی عورت کو ایک مرتبہ یا دومرتبہ طلاق دی تو رجوع کی کیا شکل ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: رجوع کی شکل یہ ہے کہ عدت کے اندر اندر شوہر اس کے ساتھ اِس طرح رہنے لگے جس طرح میاں بیوی رہتے ہیں، اور بیوی والے معاملات اس کے ساتھ کرنے لگے، یا زبان سے کہے کہ میں رجعت کرتا ہوں، اور بہتر ہے کہ رجعت کے وقت دو آدمیوں کو گواہ بنالے۔

والجماع في العدة رجعة، وكذٰلك المس بشهوة، والتقبيل بشهوة، وكذٰلك النظر إلى الفرج بشهوة. (الفتاوىٰ التاتارخانية ٥٩٤/٣)

والسنة أن يراجعها بالقول ويشهد على رجعتها شاهدين نحو أن يقول لها راجعتك أو راجعت امراتي. (الفتاوىٰ الهندية ٤٦٨/١ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ٥٩٤/٣)

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذٰلك أو لم ترض، لقوله تعالىٰ: ﴿فَامْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ﴾ من

غيـر فصل، ولا بد من قيام العدة؛ لأن الرجعية استدامة الملك، ألا ترى أنه سمى إمساكًا وهو الإبقاء. وإنما يتحقق الاستدامة في العدة؛ لأنه لا ملك بعد انقضائها.

(/ باب الرجعة ٤/٣ ٢١ مكتبة البشرىٰ كراچی، وكذا في الفتاوىٰ الهندية ١/ ٤٧٠ زكريا)

أما الطلاق الرجعي فالحكم الأصلي له نقصان العدد، فأما زوال الملك وحل الوطئ فليس بحكم أصلي له لازم حتى لا يثبت للحال؛ بل بعد انقضاء العدة. (كذا في الشامي ٣/ ٢٢٧ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/ ۶/ ۱۴۲۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ایک طلاق رجعی

سوال (۴۹۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید اور اس کی بیوی کے درمیان کام کاج کرنے کے بارے میں آپسی تکرار ہوا، بات زیادہ بڑھ گئی، زید کی بیوی نے زید کے بڑے بھائی کو گالی بکی جو باہر مع اہلیہ رہتے ہیں گھر پر موجود نہیں ہیں، تو زید نے غصہ میں اپنی بیوی کو کہا کہ میں نے تجھے طلاق دے دی، تو یہاں سے چلی جا، موقع پر زید کی والدہ اور چھوٹے بھائی کی بیوی موجود تھی، ان دونوں نے یہی الفاظ دو بار سنے، زید کا کہنا ہے کہ میں نے یہ لفظ صرف ایک مرتبہ کہا، زید کی بیوی کا کہنا ہے کہ مجھے میرے شوہر زید نے مارا تھا، تو میں نے روتے ہوئے یہی لفظ ایک مرتبہ سنا، دوسرے دن زید کی بہن زید کے گھر پر آئی اور کہا کہ تو نے ایسے ویسے اُلٹے سیدھے الفاظ تو نہیں کہے، اگر کہے ہوں تو تو اس کو گھر میں پڑی رہنے دے، اس کو کچھ مت کہہ، پھر زید نے کہا کہ یہاں کیوں پڑی ہے؟ اپنے باپ کو بلالے اور یہاں سے چلی جا، اور اپنی بہن سے کہا کہ جو کچھ مجھے کہنا تھا کہہ چکا، اب کسی حال میں رکھنی نہیں ہے، زید نے جو باتیں اپنی بہن سے کہی ہیں، بیوی بھی اُسی کی تائید کرتی ہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں چوں کہ شوہر زید صرف ایک مرتبہ

طلاق دینے کا اقرار کررہا ہے، اور اس سے زیادہ الفاظ طلاق کہنے پر شرعی گواہ موجود نہیں ہیں، اور خود بیوی نے بھی ایک ہی مرتبہ لفظ طلاق سنا ہے؛ لہٰذا زید کی بیوی پر ایک طلاقِ رجعی کے وقوع کا حکم دیا جائے گا، عدت یعنی تین ماہواری گذارنے تک شوہر کو رجعت کا حق حاصل ہوگا۔

وفي أنت الطلاق أو طلاق أو أنت طالق الطلاق، أو أنت طالق طلاقًا، يقع واحدة رجعية. (الدر المختار مع الشامي ٤٦٣/٤ زكريا)

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية فله أن يراجعها في عدتها. (الفتاویٰ الهندية ٤٧٠/١ زكرياء، الهداية ٢١٥/٣ مكتبة البشریٰ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۷/۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دو طلاقِ رجعی

سوال (۴۹۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شفیق نامی شخص نے اپنی بیوی سے لڑائی کے دوران اپنی بیوی کو طلاق دے دی، اب شفیق اور اُس کی بیوی یہ کہتے ہیں کہ دو طلاق دی ہیں، اور ایک عورت جو اس وقت وہاں موجود تھی، وہ یہ الفاظ نقل کرتی ہے کہ میں نے طلاق دی دی دی، تعداد معلوم نہیں، شرع کی رو سے کیا مسئلہ ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں چوں کہ شوہر شفیق دو مرتبہ طلاق دینے کا اقرار کررہا ہے اور اس سے زیادہ الفاظ طلاق کہنے پر شرعی گواہ موجود نہیں ہیں؛ لہٰذا شفیق کی بیوی پر دو طلاقِ رجعی واقع ہوئی ہیں، عدت یعنی تین ماہواری گذرنے تک رجعت کا حق حاصل ہے۔

قال أنت طالق وطالق فتقع رجعيتان إذا كانت مدخولا بها الخ. (الهداية ٣٦١/٢)

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية فله أن يراجعها في عدتها. (الفتاویٰ الهندية ٤٧٠/١ زكرياء، الهداية ٢١٥/٣ مكتبة البشریٰ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۵/۷/۱۴۲۵ھ

دوطلاق رجعی دینے کے بعد عدت کے اندر بیوی سے گلے ملنا؟

سوال (۴۹۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: الطاف حسین کی اپنی بیوی نجم خاتون سے لڑائی ہورہی تھی، اِسی دوران لڑکی کے والد نے الطاف حسین کو برا بھلا کہا، الطاف نے بھی سسر کو برا بھلا کہا، اس پر لڑکی کے والد نے محلّہ کے لوگوں کو جمع کیا اور کہا کہ میری لڑکی کو آزادی دلوادیجئے، تو محلّہ کے لوگوں نے اپنی مرضی سے لکھا کہ الطاف حسین اپنی مرضی سے اپنی بیوی کو طلاق دے رہا ہے، جب کہ الطاف حسین کی طلاق دینے کی مرضی نہیں تھی، لوگوں کے بار بار اصرار اور زبردستی کرنے پر مجمع کے کچھ لوگوں نے کہا کہ ان دونوں کو ایک دن کا موقع دیا جائے ہوسکتا ہے طلاق کی نوبت نہ آئے؛ لیکن لڑکی کے والد اور کچھ لوگوں نے ان کی بات نہ مان کر طلاق کا مطالبہ کرتے رہے، تو اس پر حنیف بھائی یہ کہتے ہوئے نیچے اتر گئے کہ ہم اپنے کانوں سے اس گندے لفظ کو سننا نہیں چاہتے اس کے ساتھ مجمع کے سبھی لوگ نیچے اتر گئے، اور اپنے گھروں کو چلے گئے، اس مجمع میں صرف لڑکی کے ماموں، ماں اور بنائی ہوئی چچی اور بنائے ہوئے چچا رہ گئے، اور یہ لوگ بار بار اصرار کرنے لگے کہ تم طلاق دے دو، اس پر الطاف حسین نے اپنی بیوی نجمہ سے کہا تم طلاق لینا چاہتی ہو، تو اس کی بیوی نے کہا کہ میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی، اس کے بعد الطاف حسین نے لڑکی کو دو طلاق دی اور روتا ہوا باہر نکل گیا، پھر گھر والوں نے لڑکی کو عدت میں بیٹھا دیا اور عدت کا خرچہ مانگا، تو الطاف حسین نے خرچ بیوی سمجھ کر دیا نہ کہ عدت سمجھ کر اور ابھی تک خرچ دے رہا ہے، اس کے بعد الطاف حسین نے لڑکی کو فون پر پوچھا کہ میں نے تمہیں دو طلاق دیا ہے اور ابھی رجعت کا موقع باقی ہے، اگر تم چاہو تو راضی ہوجاؤ یا تم چاہو تو معاملہ صاف ہوجائے، اور ایک طلاق اور دے دوں، اس پر لڑکی نے کہا میری مرضی پہلے بھی طلاق لینے کی نہیں تھی، اور اب بھی نہیں ہے، اور عدت کے درمیان دونوں ملتے رہے، نجمہ خاتون کو بیوی تسلیم کرلیا، عدت کے درمیان دونوں نے گلے سے گلا بھی ملایا کہ ہم دونوں شوہر بیوی ہیں؛ لیکن صحبت نہیں ہوئی، عدت گذر جانے کے بعد ہمبستری ہوئی، تو کیا اس شکل میں نجمہ خاتون الطاف حسین کی بیوی ہے یا نہیں؟ اگر بیوی نہیں ہے تو کیا شکل اختیار کی جائے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: جب شوہر الطاف حسین نے اپنی بیوی نجمہ خاتون سے عدت کے زمانہ میں بیوی ہونے کا اقرار کرلیا ہے، اور دونوں گلے بھی مل لئے ہیں، تو اس سے رجعت ثابت ہوجائے گی، اور نجمہ بدستور الطاف حسین کی بیوی رہے گی؛ لیکن اب الطاف حسین کو آئندہ صرف ایک طلاق دینے کا اختیار رہے گا، اور ایک طلاق سے ہی بیوی فوراً حرام ہوجائے گی۔

إن الطلاق الصريح وما في حكمه يعقب الرجعة. (البحرالرائق ٤٩/٤ كوئٹه)

أما ركن الرجعة فهو قول أو فعل يدل على الرجعة، أما القول فنحو أن يقول لها: راجعتک أو رددتک أو رجعتک ...... ونحو ذٰلک. (بدائع الصنائع ٢٨٨/٣ زكريا)

إذا أراد الرجل أن يراجع امرأته، فالأحسن أن يراجعها بالقول لا بالفعل، والرجعة بالقول أن يقول: رجعتک أو راجعتک أو رددتک أو أمسكتک. (الفتاویٰ التاتارخانية ٥٩٣/٣ كراچی، ١٣٨/٥ زكريا)

هي استدامة ملک القائم في العدة بنحو راجعتک ورددتک ومسكتک، وبكل ما يوجب حرمة المصاهرة كمس. (الدر المختار ٢٣/٥-٢٥ زكريا)

الرجعة أن يقول: راجعتک ...... أو يطاها أو يقبلها أو يلمسها بشهوة. (الهداية ٤٠٥/٢)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها. (الهداية ٤٠٥/٢)

كما تثبت الرجعة بالقول تثبت بالفعل، وهو الوطء. (الفتاویٰ الهندية ٤٦٩/١)

لا يجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره. (الفتاویٰ الهندية ٢٨٠/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ١٦/٨/١٤٣٠ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ